

عالم عرب کی مایاں کتاب مختصر الفقہ الاسلامی کا اردو ترجمہ

# اسلامی طرز زندگی

جلد اول

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ  
وَمَا نَهَكُمُ عَنْهُ فَأْتُوا  
وَاتَّقُوا اللَّهَ

الحضر



فضیلہ شیخ محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ التوحیدی



## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

**PDF** کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)





عالم عرب کی مایناز کتاب مختصر الفقہ الاسلامی کا اردو ترجمہ

# اسلامی طرز زندگی

جلد اول



فضیلہ شیخ محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ التوحیری رحمہ اللہ



Dar-ul-Andalus

Ph: 92-42-7230549

Fax: 92-42-7242639

www.dar-ul-andalus.com

اسلام کی نشر و اشاعت کا عالمی مرکز

ہدایک ربوۃ، بیروت، سعودی عرب

دارالاندلس

جلد حقوق بحق، شرعاً ط ہیں

نام کتاب

# اسلامی طرز زندگی

جلد اول

تالیف

فضیلہ رحمہ اللہ محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ السوہیری رحمہ اللہ

اشاعت اول ..... ستمبر 2008ء

ناشر ..... دارالاندلس

قیمت .....



پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

دارالاندلس® اسلام کی نشر و اشاعت کا عالمی مرکز  
ہدایہ ریف، چورس لاہور، پاکستان

Ph: 92-42-7230549 | 7342679 | www.daral-undus.com



## اسلامی طرز زندگی

### جلد اول

49	.....	● عرض ناشر
51	.....	● مقدمہ
		باب اول

### توحید اور ایمان

58	.....	● ① توحید
58	.....	● ② توحید کی اقسام
58	.....	● ۱۔ توحید فی المعرفۃ والاشبات
59	.....	● ۲۔ توحید فی القصد والطلب
60	.....	● توحید کی حقیقت اور اس کا جوہر
60	.....	● توحید کی حقیقت کے ثمرات
60	.....	● توحید ربوبیت اور توحید الوہیت لازم و ملزوم ہیں
61	.....	● توحید کی فضیلت
62	.....	● اہل توحید کا بدلہ
63	.....	● کلمہ توحید کی عظمت
63	.....	● کمال توحید

### ۳۔ عبادت

64	.....	● عبادت کا معنی
64	.....	● انسان اور جنات کی تخلیق میں حکمت
65	.....	● بندگی کا طریقہ

- 65 ..... \* مکمل ترین عبادت کرنے والے
- 66 ..... \* کمال بندگی
- 67 ..... \* بندوں پر اللہ کا حق
- 69 ..... \* شرک کے خطرات
- 70 ..... \* شرک کی قباہتیں
- 71 ..... \* اہل شرک کی سزا
- 72 ..... \* شرک کی بنیاد

### ۵۔ شرک کی اقسام

- 72 ..... \* ۱۔ شرک اکبر

### شرک اکبر کی قسمیں

- 72 ..... \* خوف میں شرک
- 73 ..... \* محبت میں شرک
- 73 ..... \* اطاعت میں شرک

### نفاق کی قسمیں

- 74 ..... \* ۱۔ نفاق اکبر
- 74 ..... \* نفاق اصغر
- 75 ..... \* ۲۔ شرک اصغر
- 76 ..... \* شرکیہ اقوال و افعال اور اس کے وسائل

### ۶۔ اسلام

- 78 ..... \* اسلام کا معنی

### ۷۔ ارکان اسلام

### ۸۔ ایمان

- 79 ..... \* ایمان کی شاخیں
- 79 ..... \* ایمان کے درجات



81 ..... ﴿۹﴾ کتابِ ایمان

### ۹۔ ایمان کی فصلتیں

81 ..... ﴿۱۰﴾ رسول اللہ ﷺ سے محبت

82 ..... ﴿۱۱﴾ انصار سے محبت

82 ..... ﴿۱۲﴾ اپنے مسلمان بھائی سے محبت

82 ..... ﴿۱۳﴾ پڑوسی اور مہمان کی عزت کرنا

82 ..... ﴿۱۴﴾ نیکی کا قسم دینا اور برائی سے روکنا

82 ..... ﴿۱۵﴾ نصیحت

83 ..... ﴿۱۶﴾ ایمان سب سے افضل عمل

83 ..... ﴿۱۷﴾ اطاعت سے ایمان کا بڑھتا اور نافرمانی سے گھٹنا

84 ..... ﴿۱۸﴾ اسلام لانے سے پہلے کا عمل

84 ..... ﴿۱۹﴾ نیک کام پر ثواب

### ۱۰۔ ارکانِ اسلام

85 ..... ﴿۱﴾ اللہ پر ایمان

85 ..... ﴿۲﴾ اللہ کے وجود پر ایمان

87 ..... ﴿۳﴾ ایمان لانا کہ اللہ اکیلا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں

89 ..... ﴿۴﴾ اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایمان

90 ..... ﴿۵﴾ اللہ کے اسماء و صفات پر ایمان

91 ..... ﴿۶﴾ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ

98 ..... ﴿۷﴾ ایمان میں اضافہ

102 ..... ﴿۸﴾ اللہ ہی تمام احوال کا خالق ہے

104 ..... ﴿۹﴾ کاسمائی کے اسباب

106 ..... ﴿۱۰﴾ مخلوق کے ایمان کے مختلف درجات ہیں

106 ..... ﴿۱۱﴾ ایمان میں درجات کا بیان

107 ﴿ اہل ایمان کے درجات ..... ﴾

### ۱۔ ایمان لانے پر اللہ کا وعدہ

108 ﴿ ۱۔ فلاح و کامیابی ..... ﴾

108 ﴿ ۲۔ ہدایت ..... ﴾

108 ﴿ ۳۔ فتح و نصرت ..... ﴾

109 ﴿ ۶۔ وقار ..... ﴾

109 ﴿ ۷۔ امن ..... ﴾

109 ﴿ ۸۔ نجات ..... ﴾

109 ﴿ ۹۔ عمدہ زندگی ..... ﴾

110 ﴿ ۱۰۔ مومن کا کافر پر مسلط نہ ہونا ..... ﴾

110 ﴿ ۱۱۔ برکات کا حصول ..... ﴾

110 ﴿ ۱۲۔ اللہ کی معیت ..... ﴾

110 ﴿ ۱۔ جنت میں داخلہ ..... ﴾

111 ﴿ ۲۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا حصول ..... ﴾

### ۲۔ فرشتوں پر ایمان

113 ﴿ فرشتوں کی تعداد ..... ﴾

114 ﴿ فرشتوں کے نام اور ان کے کام ..... ﴾

114 ﴿ کراما کا شہین کا کام ..... ﴾

115 ﴿ فرشتوں کی مخلوق کی عظمت ..... ﴾

116 ﴿ فرشتوں پر ایمان لانے کے ثمرات ..... ﴾

### ۳۔ کتابوں پر ایمان

117 ﴿ قرآن کریم میں مذکور آسمانی کتابوں کے نام ..... ﴾

118 ﴿ عظیم ترین کتاب، قرآن مجید ..... ﴾

119 ﴿ قرآن مجید سے دلائل ..... ﴾

- 120 ..... ﴿﴾ طلب کی روشنی ہیں
- 121 ..... ﴿﴾ رسولوں پر ایمان
- 121 ..... ﴿﴾ انبیاء اور ان کے قبیحین کی تربیت
- 122 ..... ﴿﴾ انبیاء و رسل کی بعثت
- 123 ..... ﴿﴾ ۱۔ حضرت آدم علیہ السلام
- 123 ..... ﴿﴾ ۲۔ بعض انبیاء اور رسولوں کا تذکرہ
- 124 ..... ﴿﴾ ۳۔ حضرت ادریس علیہ السلام
- 124 ..... ﴿﴾ ۴۔ حضرت ہود علیہ السلام
- 124 ..... ﴿﴾ ۵۔ حضرت صالح علیہ السلام
- 125 ..... ﴿﴾ ۶۔ حضرت شعیب علیہ السلام
- 125 ..... ﴿﴾ ۷۔ حضرت ذوالکفل علیہ السلام
- 125 ..... ﴿﴾ ۸۔ حضرت محمد ﷺ
- 126 ..... ﴿﴾ رسولوں میں اولوالعزم رسول
- 126 ..... ﴿﴾ پہلا رسول
- 127 ..... ﴿﴾ آخری رسول
- 127 ..... ﴿﴾ انبیاء اور رسولوں کا مخاطب کون تھا؟
- 128 ..... ﴿﴾ نبیوں اور رسولوں کو بھیجے کی حکمت
- 128 ..... ﴿﴾ اللہ کی طرف بلانا اور غیر اللہ کی عبادت سے روکنا
- 128 ..... ﴿﴾ رب تک پہنچنے والی راہیں بتانا
- 128 ..... ﴿﴾ قیامت کے دن لوگوں پر گواہی دینا
- 129 ..... ﴿﴾ ۳۔ لوگوں پر بہت قائم کرنا
- 129 ..... ﴿﴾ رحمت
- 129 ..... ﴿﴾ انبیاء اور رسولوں کی صفات

## انبیاء و مرسلین کے خصائص

- 134 ..... ﴿انبیاء و مرسلین پر ایمان لانے کے ثمرات﴾

## نہ رسول اللہ ﷺ

- 135 ..... ﴿سب اور پیدائش﴾

## خصائص نبوی

- 136 ..... ﴿نبی ﷺ پر وحی کی شروعات﴾

- 138 ..... ﴿آپ کی بیویاں﴾

- 138 ..... ﴿رسول اللہ ﷺ کی اولاد﴾

- 138 ..... ﴿رسول اللہ ﷺ کے اصحاب﴾

- 139 ..... ﴿اصحاب رسول سے محبت﴾

## ۵۔ یوم آخرت پر ایمان

- 140 ..... ﴿یوم آخرت﴾

- 140 ..... ﴿یوم آخرت کے مشہور نام یہ ہیں﴾

- 140 ..... ﴿یوم آخرت پر ایمان﴾

- 141 ..... ﴿یوم آخرت کی عظمت﴾

- 141 ..... ﴿قبر کا منہ﴾

- 142 ..... ﴿عذاب قبر کی دو قسمیں ہیں﴾

- 143 ..... ﴿قبر کی نعمتیں﴾

- 144 ..... ﴿سوت کے بعد قیامت آنے تک روحوں کا ٹھکانا﴾

## قیامت کی علامتیں

- 144 ..... ﴿قیامت کا علم﴾

- 144 ..... ﴿قیامت کی علامتیں﴾

- 145 ..... ﴿۱۔ قیامت کی چھوٹی علامتیں﴾

- 145 ..... ۲۔ ظاہر ہو چکنے والی علامتیں ابھی جاری ہیں
- 146 ..... ۳۔ علامتیں جو ابھی ظاہر نہیں ہوئیں لیکن ضرور ہوں گی
- 147 ..... ۲۔ قیامت کی بڑی علامتیں
- 147 ..... ۱۔ دجال کا نکلنا
- 148 ..... دجال کا فتنہ
- 148 ..... دجال کی صفات
- 149 ..... دجال کے فتنے کی جگہ
- 149 ..... کن شہروں میں دجال داخل نہیں ہوگا؟
- 149 ..... دجال کی پیروی کرنے والے
- 149 ..... دجال کے فتنے سے حفاظت
- 149 ..... ۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول
- 150 ..... ۳۔ یاجوج ماجوج کا خروج
- 151 ..... ۴۔ ۵۔ ۶۔ تین مرتبہ زمین کا دھنسا
- 152 ..... ۷۔ دھواں ظاہر ہونا
- 152 ..... ۸۔ مغرب سے سورج کا طلوع ہونا
- 153 ..... ۹۔ چوپایہ کا نکلنا
- 153 ..... آگ جو لوگوں کو ارضِ محشر تک لے جائے گی
- 154 ..... آگ لوگوں کو کیسے جمع کرے گی؟
- 154 ..... قیامت کی پہلی علامت
- 154 ..... یکے بعد دیگرے نشانیوں کا ظہور

### صور پھونکنا

- 155 ..... صور کے وقت مخلوقات کی حالت
- 156 ..... دونوں نغصوں کے درمیان کی مدت
- 157 ..... قیامت کب آنے گی؟

### بعثت و منشر

- 157 ..... بعثت

- 157 ..... بعث کی صفت
- 158 ..... سب سے پہلے کس کی قبر پھٹے گی
- 158 ..... قیامت کے دن اکٹھے کیے جانے والے
- 159 ..... ارض محشر کی صفت
- 159 ..... میدان محشر میں جمع کیے جانے کی کیفیت

### قیامت کی ہولناکیاں

- 161 ..... قیامت کے دن آسمان و زمین کا بدل دیا جانا
- 163 ..... لوگ کہاں ہوں گے؟
- 163 ..... میدان محشر کی گرمی اور اس کی ہولناکی
- 164 ..... اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کے لیے آنا

### قضا کا بیان

- 170 ..... حساب اور میزان
- 170 ..... نامہ اعمال کی تقسیم
- 171 ..... میزان کی تنصیب
- 172 ..... قیامت کے دن کے سوالات
- 173 ..... قیامت کے دن دو طرح کے لوگوں کا حساب ہوگا
- 174 ..... وزن کی کیفیت
- 175 ..... کفار کے اعمال
- 176 ..... اعمال کا دیکھنا
- 176 ..... مومن اور کافر کے اعمال کا بدلہ

### حوض کوثر

- 177 ..... نبی ﷺ کے حوض کی صفت
- 178 ..... حوض سے کس کو ہٹا دیا جائے گا؟

### پہلی صراط

- 179 ..... پہلی صراط پر گزرتا حساب اور وزن اعمال کے بعد ہوگا

- 179 ..... ﴿۱﴾ پل صراط اور اس پر گزرنے کی صفت
- 179 ..... ﴿۲﴾ سب سے پہلے پل صراط کون پار کرے گا؟
- 180 ..... ﴿۳﴾ پل صراط پار کرنے کے بعد مومن کے لیے کیا ہے؟

### شفاعت

- 182 ..... ﴿۱﴾ ۲۔ نبی ﷺ کی عام سفارش اور آپ کے علاوہ دوسرے انبیاء
- 182 ..... ﴿۲﴾ نبی ﷺ کی شفاعت طلب کرنا
- 182 ..... ﴿۳﴾ دارالجزا

### جنت

- 184 ..... ﴿۱﴾ ۱۔ جنت
- 184 ..... ﴿۲﴾ ۲۔ الفردوس
- 184 ..... ﴿۳﴾ ۳۔ جنت عدن
- 184 ..... ﴿۴﴾ ۴۔ جنة الخلد
- 185 ..... ﴿۵﴾ ۵۔ جنة العیم
- 185 ..... ﴿۶﴾ ۶۔ جنة المناوی
- 185 ..... ﴿۷﴾ ۷۔ دارالسلام
- 185 ..... ﴿۸﴾ جنت کی جگہ
- 186 ..... ﴿۹﴾ جنت کے دروازوں کے نام
- 187 ..... ﴿۱۰﴾ جنت کے دروازوں کی وسعت
- 187 ..... ﴿۱۱﴾ جنت کے دروازوں کی تعداد
- 188 ..... ﴿۱۲﴾ اہل جنت کے لیے کھلے دروازے
- 188 ..... ﴿۱۳﴾ کن اوقات میں جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں؟
- 188 ..... ﴿۱۴﴾ سب سے پہلے جنت میں کون داخل ہوگا؟
- 188 ..... ﴿۱۵﴾ کون سی امت پہلے جنت میں داخل ہوگی
- 189 ..... ﴿۱۶﴾ جنت میں داخل ہونے والا پہلا گروہ



- 189 ..... اہل جنت کی مہریں
- 190 ..... اہل جنت کے چہروں کی صفت
- 191 ..... اہل جنت کے استقبال کی صفت
- 191 ..... جو لوگ جنت میں بغیر حساب و کتاب داخل ہوں گے
- 192 ..... جنت کی زمین اور اس کی عمارتیں
- 193 ..... اہل جنت کے ہالا خانوں کی صفت
- 193 ..... اہل جنت کے محلوں میں فرق
- 194 ..... اہل جنت کے خیمے
- 194 ..... جنت کا بازار

### جنت کے محلات

- 195 ..... اہل جنت کا بچھونا
- 195 ..... تکلیوں اور مسندوں کی صفت
- 196 ..... جنت کی مسہریاں
- 196 ..... اہل جنت کے تختوں کی صفت
- 197 ..... اہل جنت کے برتنوں کی صفت
- 198 ..... اہل جنت کے زیور اور لباس
- 199 ..... قیامت کے دن سب سے پہلا لباس کس کے لیے
- 199 ..... اہل جنت کے خادم

### جنت کے کھانے اور مشروبات

- 200 ..... اہل جنت کے کھانے کیسے؟
- 202 ..... اہل جنت کے مشروبات
- 203 ..... جنت کے درخت اور جنت کے پھل
- 205 ..... جنت کی نہریں
- 206 ..... جنت کے چشمے
- 207 ..... اہل جنت کی عورتیں
- 209 ..... جنت کی خوشبو

- 209 ..... اہل جنت کی قبولیوں کے نغمے ﴿﴾
- 210 ..... اہل جنت کا جہان ﴿﴾
- 211 ..... جنت کے درجات ﴿﴾
- 212 ..... اولادیں والدین کے درجوں میں ﴿﴾
- 213 ..... جنت کا سایہ ﴿﴾
- 214 ..... جنت کی بلندی اور وسعت ﴿﴾
- 215 ..... جنت میں سب سے اعلیٰ مقام ﴿﴾
- 215 ..... جنت میں سب سے اعلیٰ اور اونی مقام والا ﴿﴾
- 216 ..... اہل جنت کی سب سے بڑی نعمت ﴿﴾

### جنت کی نعمتوں کا بیان

- 220 ..... اہل جنت کا ذکر و کلام ﴿﴾
- 221 ..... اہل جنت پر اللہ کا سلام ہوگا ﴿﴾

### اللہ کی خوشنودی کا حصول

- 222 ..... اہل جنت کی صفیں ﴿﴾
- 222 ..... جنت میں امت محمد ﷺ کی تعداد ﴿﴾
- 222 ..... اہل جنت ﴿﴾
- 223 ..... جنت میں اکثریت کن لوگوں کی ہوگی؟ ﴿﴾

### جہنم

- 224 ..... النار ﴿﴾
- 224 ..... جہنم ﴿﴾
- 224 ..... جحیم ﴿﴾
- 224 ..... سعیرا ﴿﴾
- 224 ..... سقر ﴿﴾
- 225 ..... حطمة ﴿﴾
- 225 ..... لظى ﴿﴾

- 225 ..... دارالبوار
- 225 ..... جہنم کی جگہ
- 226 ..... اہل جہنم کا ہمیشہ رہنا
- 226 ..... اہل جہنم کے چہروں کی صفت
- 227 ..... جہنم کے دروازوں کی تعداد
- 228 ..... جہنم کے دروازے اہل جہنم کے داخل ہونے کے بعد بند کر دیے جائیں گے
- 228 ..... عرصہ قیامت میں جہنم کا لایا جانا
- 228 ..... پہلے صراط سب سے پہلے کون پار کرے گا؟
- 229 ..... جہنم کی تہہ
- 229 ..... اہل جہنم کا بھاری بھر کم جسم
- 230 ..... جہنم کی آگ کی حرارت
- 231 ..... جہنم کی ایندھن
- 231 ..... جہنم کے طبقات
- 232 ..... جہنم کا سایہ
- 232 ..... جہنم کے داروئے
- 233 ..... جہنم کے داروئے کا نام
- 233 ..... جہنم کا لشکر
- 234 ..... اہل جہنم کے جہنم میں داخل ہونے کی کیفیت
- 235 ..... سب سے پہلے جہنم میں جانے والے بد قسمت
- 236 ..... اہل جہنم
- 237 ..... اہل جہنم میں سب سے سخت عذاب کس کو ہوگا؟
- 239 ..... سب سے ہلکا عذاب کس کو ہوگا؟
- 239 ..... سب سے ہلکے عذاب والے سے کیا کہا جائے گا؟
- جہنم کے عذاب کی صفت و کیفیت**
- 240 ..... جہنم کی زنجیریں اور جڑیاں

- 241 ..... اہل جہنم کے کھانے کی صفت
- 242 ..... اہل جہنم کا مشروب
- 243 ..... اہل جہنم کے کپڑے
- 243 ..... اہل جہنم کا چھوٹا
- 244 ..... اہل جہنم کی حسرت
- 244 ..... اہل جہنم کی گتھتھو

### اہل جہنم میں کچھ جملائے عذاب لوگوں کا تذکرہ

- 245 ..... کفار و منافقین
- 246 ..... کسی معصوم جان کو قتل کرنے والا
- 246 ..... زنا کار مرد اور عورتیں
- 246 ..... سود کھانے والے
- 247 ..... تصویر بنانے والے
- 247 ..... شہیم کا مال کھانے والا
- 248 ..... جھوٹ اور قیست کرنے والے لوگ
- 248 ..... اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چیز کو چھپانے والے
- 249 ..... اہل جہنم کا آئینہ میں جھکنا
- 249 ..... ۱۔ عبادت کرنے والے اپنے باطل معبودوں سے جھگڑیں گے
- 249 ..... ۲۔ کمزور لوگ اپنے سرداروں اور طاقت ور لوگوں سے جھگڑا کریں گے
- 249 ..... ۳۔ اتباع کرنے والوں گمراہ لیڈروں سے جھگڑا کریں گے
- 250 ..... ۴۔ کافروں کا اپنے ساتھی شیطان سے جھگڑا
- 250 ..... ۵۔ انسان کا اپنے اعضا سے جھگڑا
- 252 ..... اہل جہنم کے بارے میں ایٹیس کا خطاب
- 252 ..... جہنم کا مزید کا تقاضا

### اہل جہنم کے احوال

- 256 ..... اہل جہنم کی چیخ و پکار
- 258 ..... اہل جہنم کی صدائیں

- 260 ..... اہل جنت اہل جہنم کے مکانوں کے وارث بن جائیں گے
- 260 ..... موحدین میں سے گنہگاروں کو جہنم سے نجات
- 260 ..... اہل جہنم کا سب سے سخت عذاب

### اہل جنت و اہل جہنم کا ہمیشہ رہنا

- 262 ..... جنت اور جہنم کا حجاب
- 262 ..... جنت و جہنم کا قریب ہونا
- 262 ..... جنت و جہنم کا آپس میں جھگڑنا
- 263 ..... جہنم سے ڈرنا اور جنت طلب کرنا

### ۶۔ تقدیر پر ایمان

- 263 ..... تقدیر کیا ہے؟
- 263 ..... تقدیر پر ایمان
- 264 ..... تقدیر پر ایمان چار چیزوں پر مشتمل ہے
- 265 ..... اللہ ہی رب ہے

### تقدیر کو حجت سمجھنا

- 268 ..... تقدیر کو حجت بنانا کب جائز ہے؟
- 269 ..... ۲۔ معاصی پر تقدیر کو حجت بنانا جائز نہیں
- 270 ..... تقدیر کو تقدیر سے رفع کرنا
- 271 ..... تقدیر پر راضی ہونے کی تین قسمیں
- 272 ..... تقدیر الہی خیر ہو یا شر، اس کی دو شکلیں ہیں
- 273 ..... بندوں کے افعال بھی مخلوق ہیں
- 274 ..... عدل و احسان
- 275 ..... شرعی اور کائناتی ارادے
- 277 ..... ۱۔ شرعی اوامر
- 277 ..... ۲۔ کوئی اوامر

- 278 ..... بھلائیاں اور برائیاں
- 278 ..... برائیوں کی قسمیں
- 280 ..... برائیوں کی سزا سے تدبیر اختیار کرنا
- 280 ..... اطاعت و معصیت
- 280 ..... طاعات اور معاصی کے آثار
- 281 ..... ہدایت اور ضلالت
- 282 ..... تقدیر پر ایمان لانے کے ثمرات
- 283 ..... اور کان ایمان کے ثمرات

## ۱۱۔ احسان

- 285 ..... دین اسلام کے مراتب
- 286 ..... احسان کے دو مراتب
- 287 ..... نفع بخش تجارت

## ۱۲۔ کتاب العلم

- 288 ..... علم کی فضیلت
- 288 ..... علم کا قول و عمل سے پہلے ہونا
- 289 ..... ہدایت کی طرف جانے والے شخص کی فضیلت
- 289 ..... علم کا پیچھا نا واجب ہے
- 290 ..... علم چھپانے والوں کی سزا
- 290 ..... مفاد کی خاطر دینی علم کا حصول ؟
- 291 ..... اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھنے کی سزا
- 291 ..... رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے والے کا گناہ
- 291 ..... عمر سکھنے اور سکھانے والے کی فضیلت
- 292 ..... دنیا سے علم اٹھ جائے گا، کیفیت کیا ہوگی ؟
- 293 ..... تقسیم دین کی فضیلت

293 ..... ذکر کی مجلسوں کی فضیلت

### علم حاصل کرنے کے آداب

294 ..... ① معلم کے آداب

294 ..... نرمی سے پیش آنا

294 ..... اچھے اخلاق اختیار کرنا

295 ..... دعوت میں موقع محل کا خیال

295 ..... بلند آواز سے بولنا اور بات دہرا دینا

295 ..... ہر ایک پر اظہار ناراضی

295 ..... تشفی بخش جواب دینا

296 ..... شاگردوں سے سوال کرنا

296 ..... حسب شخصیت گفتگو کرنا

296 ..... ازالہ ملکہ میں فتنہ کی رعایت

297 ..... عورتوں کی الگ سے تعلیم

297 ..... سواری پر بیٹھ کر وعظ کہنا

298 ..... مجلس سے اچھے وقت کی دعا

### ۲۔ طالب علم کے آداب

299 ..... طالب علم کے لیے بیٹھنے کا طریقہ

299 ..... تاخیر سے آنے والے کو مجلس میں کہاں بیٹھنا چاہیے

300 ..... ذکر اور علم کی مجلسوں میں ملحقہ بنا کر بیٹھنا

300 ..... علما اور بڑوں کی عزت کرنا

301 ..... علما کی بات سننے کے لیے خاموش رہنا

301 ..... مسئلہ دوبارہ دریافت کر لینا

301 ..... قرآن مجید کا جو حصہ یاد ہو اس کی حفاظت کرنا

301 ..... دل حاضر رکھنا اور اچھی طرح سننا

301 ..... حصول علم کے لیے تواضع اختیار کرنا

302 ..... حصول علم کے لیے تواضع اختیار کرنا



● علم کے نیچے حرص

● علم کی باتیں

● دوسرے سے سوال کروالینا

● وعظ و نصیحت کے وقت امام سے قریب ہونا

● مجلس کے شروع آداب کا خیال رکھنا

باب دوم

## فقہ الکتاب والسنة

### ۱۔ کتاب الفضائل

● اخلاص اور حسن نیت کی فضیلت

● ۱۔ فضائل الایمان

● ۲۔ فضائل عبادات

● وضو کی فضیلت

● وضو میں واسطے ہاتھ سے شروع کرنا

● وضو کے بعد نماز کی فضیلت

● اذان کی فضیلت

### ۱۔ نماز کے فضائل

● چل کر نماز کے لیے جانا اور مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا

● صبح و شام مسجد جانے کی فضیلت

● سکون و وقار سے مسجد میں آنے کی فضیلت

● آمین کہنے کی فضیلت

● وقت پر نماز پڑھنے کی فضیلت

● فجر اور عصر پڑھنے کی فضیلت

● عشاء اور فجر باجماعت پڑھنے کی فضیلت

● نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کی فضیلت

- 314 ..... بعد از فجر نماز کی جگہ بیٹھے رہنے کی فضیلت
- 315 ..... جمعہ کے دن کی فضیلت
- 315 ..... بروز جمعہ غسل کرنے، قطبہ سننے اور نماز پڑھنے کی فضیلت
- 315 ..... جمعہ کے دن ایک گھڑی کی فضیلت
- 315 ..... سنن مؤکدہ کی فضیلت
- 315 ..... نماز تہجد کی فضیلت
- 316 ..... رات کے آخری حصہ میں وتر کی نماز پڑھنا
- 317 ..... چاشت کی نماز کی فضیلت اور اس کا افضل وقت
- 317 ..... کثرت سے سجدہ کرنے اور اس میں دعا کرنے کی فضیلت
- 317 ..... گھر میں نماز نفل پڑھنے کی فضیلت
- 317 ..... فرائض و نوافل ادا کرنے کی فضیلت
- 318 ..... قرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد ذکر کی فضیلت
- 318 ..... جنازہ کے ساتھ جانا، اس پر نماز پڑھنا اور دفن کرنے میں شریک ہونا
- 319 ..... جس کے جنازہ میں سویا چالیس آدمی شریک ہوئے
- 319 ..... مرگ عزیز پر صبر کی فضیلت
- 319 ..... مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت
- 320 ..... بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی فضیلت
- 320 ..... مسجد قباء میں نماز پڑھنے کی فضیلت

### ۲۔ زکوٰۃ کے فضائل

- 320 ..... زکوٰۃ ادا کرنے کی فضیلت
- 321 ..... طلال کمائی سے خیرات

### ۳۔ روزہ کے فضائل

- 322 ..... ماہ رمضان کی فضیلت
- 322 ..... روزے کی فضیلت

- 322 ..... روزہ دار کی فضیلت
- 322 ..... رمضان کے روزے کی فضیلت
- 323 ..... رمضان میں شب بیداری کی فضیلت
- 323 ..... شب قدر میں قیام کی فضیلت
- 323 ..... ہر مہینے کے تین دنوں میں روزہ رکھنے کی فضیلت

### ۴۔ حج و عمرہ کے فضائل

- 323 ..... عشرہ ذوالحجہ کے فضائل
- 324 ..... حج مقبول کی فضیلت
- 324 ..... عمورتوں کے لیے سب سے افضل جہاد
- 324 ..... عمرہ کی فضیلت

### ۵۔ جہاد کے فضائل

- 324 ..... اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی فضیلت
- 325 ..... صبح و شام اللہ کی راہ میں چلنے کی فضیلت
- 325 ..... فی سبیل اللہ طبعی موت بھی شہادت
- 326 ..... ارادۂ جہاد کی فضیلت
- 326 ..... غازی کے لیے سامان تیار کرنے والے کی فضیلت
- 326 ..... اللہ کی راہ میں جان و مال خرچ کرنے کی فضیلت
- 326 ..... اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت
- 327 ..... شہید کی فضیلت

### ۶۔ ذکر کے فضائل

- 328 ..... ذکر کی فضیلت
- 329 ..... ہمیشہ ذکر کرنے کی فضیلت

### ۷۔ دعا کے فضائل

- 330 ..... ثابت قدم رہنے کے لیے دعا کرنا

## ۳۔ معاملات کے فضائل

- 330 ..... دعوت الی اللہ کی فضیلت
- 331 ..... نصیحت کرنے کی فضیلت
- 332 ..... اچھا طریقہ ایجاد کرنے کی فضیلت
- 332 ..... لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی فضیلت
- 333 ..... مسلمانوں کے درمیان تعاون کرنے کی فضیلت
- 333 ..... مسلمانوں میں باہم ہمدردی رکھنے کی فضیلت
- 333 ..... عیادت مریض کی فضیلت
- 334 ..... صدقہ و خیرات کی فضیلت
- 334 ..... خرید و فروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی
- 334 ..... اللہ کی راہ میں جہاد، ہجرت اور مدد کرنے کی فضیلت
- 335 ..... لوجہ اللہ کسی مسلمان بھائی کی زیارت کرنے کی فضیلت

## ۴۔ سماجی تعلقات کے فضائل

- 336 ..... والدین کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت
- 336 ..... صلہ رحمی کی فضیلت
- 337 ..... اولاد کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی تربیت کی فضیلت
- 337 ..... یتیم کو پالنے کی فضیلت
- 337 ..... والدین کے دوستوں کے ساتھ تعلق قائم رکھنے کی فضیلت
- 338 ..... یتیم خانوں اور مسکینوں کی پرورش کرنے کی فضیلت
- 338 ..... لڑکیوں کی پرورش کرنے کی فضیلت
- 338 ..... پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی فضیلت
- 339 ..... لوگوں پر رحم کھانے کی فضیلت
- 339 ..... مشرک اقرباء کے ساتھ اچھا برتاؤ، اگر وہ مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچائیں
- 339 ..... مسلمانوں پر رحم کرنے کی فضیلت

- 340 ..... ﴿﴾ بيويوں اور خدائى رسولوں کے ساتھ اچھا سلوک
- 340 ..... ﴿﴾ اچھى نگہبانی اور حسن معاشرت
- 340 ..... ﴿﴾ مسلمانوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ان کی غلطیاں چھپانا
- 341 ..... ﴿﴾ ۵۔ اخلاق کے فضائل
- 341 ..... ﴿﴾ اچھے اخلاق کی فضیلت
- 341 ..... ﴿﴾ علم کی فضیلت
- 342 ..... ﴿﴾ صبر کی فضیلت
- 343 ..... ﴿﴾ سچ بولنے کی فضیلت
- 343 ..... ﴿﴾ توبہ و استغفر کی فضیلت
- 344 ..... ﴿﴾ تقویٰ کی فضیلت
- 345 ..... ﴿﴾ یقین اور توکل کی فضیلت
- 345 ..... ﴿﴾ مجاہدہ کی فضیلت
- 346 ..... ﴿﴾ اللہ تعالیٰ سے خوف کھانے کی فضیلت
- 346 ..... ﴿﴾ اللہ سے امید رکھنے کی فضیلت
- 347 ..... ﴿﴾ رحم کی فضیلت
- 347 ..... ﴿﴾ اللہ کی رحمت وسیع ہے
- 347 ..... ﴿﴾ معاف کرنے اور بردباری اختیار کرنے کا بیان
- 348 ..... ﴿﴾ نرمی اختیار کرنے کی فضیلت
- 348 ..... ﴿﴾ شرم و حیا کی فضیلت
- 349 ..... ﴿﴾ خاموش رہنے اور زبان کی حفاظت کرنے کی فضیلت
- 349 ..... ﴿﴾ اللہ کے احکام پر استقامت کی فضیلت
- 350 ..... ﴿﴾ پرہیزگاری کی فضیلت
- 350 ..... ﴿﴾ احسان کی فضیلت
- 351 ..... ﴿﴾ اللہ کی خاطر محبت کرنے کی فضیلت

- 351 ..... اللہ کے ڈر سے رونے کی فضیلت
- 352 ..... خوش کلائی اور خندہ پیشانی سے ملنے کی فضیلت
- 353 ..... دنیا میں زہد کی فضیلت
- 353 ..... اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت
- 354 ..... مصیبت پر صبر کرنے کی فضیلت
- 354 ..... کثرت سے نیکی کرنے کی فضیلت

### ۶۔ قرآن کریم کے فضائل

- 355 ..... قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے کی فضیلت
- 355 ..... قرآن سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت
- 356 ..... قرآن کریم میں مہارت حاصل کرنے والے کی فضیلت
- 356 ..... قرآن مجید کی اجتماعی تلاوت کرنے کی فضیلت
- 356 ..... قرآن کو ہمیشہ پڑھنے کی فضیلت
- 356 ..... قرآن پڑھتے یا سنتے وقت رونا
- 357 ..... رات کو قرآن پڑھنے کی فضیلت
- 357 ..... اچھی آواز میں قرآن پڑھنے کی فضیلت
- 357 ..... سورہ فاتحہ کی فضیلت
- 357 ..... رسول اللہ ﷺ کی وصیت
- 357 ..... قرآن پڑھنے کی فضیلت

### ۷۔ نبی ﷺ کے فضائل

- 358 ..... نبی ﷺ کے نسب کی فضیلت
- 358 ..... حضرت محمد ﷺ کے نام
- 359 ..... دیگر انبیاء پر نبی ﷺ کی فضیلت
- 359 ..... تمام مخلوقات پر نبی ﷺ کی فضیلت
- 359 ..... معراج
- 362 ..... رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کی فضیلت

363 ..... نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا سب سے کامل طریقہ

۸۔ نبی ﷺ کے اصحاب کے فضائل

364 ..... مہاجرین و انصار کی فضیلت

365 ..... خلفائے راشدین کی فضیلت

۲۔ کتاب الأخلاق

368 ..... اچھے اخلاق کی فضیلت

368 ..... عمدہ اخلاق سونے چاندی سے افضل ہیں

369 ..... نبی ﷺ کے عمدہ اخلاق

370 ..... رسول اللہ ﷺ کا جوہر

370 ..... نبی ﷺ کی حیا

370 ..... نبی ﷺ کی تواضع

371 ..... نبی ﷺ کی شجاعت

372 ..... نبی ﷺ کی نرم خوئی

372 ..... نبی ﷺ کا غمخوار و درگزر

373 ..... نبی ﷺ رحمت و شفقت

373 ..... دشمنوں پر آپ کی شفقت

374 ..... نبی ﷺ کی مسکراہٹ

374 ..... نبی ﷺ کا رونا

374 ..... خلاف شرع کام کرنے پر نبی ﷺ کا غصہ

375 ..... آپ ﷺ کی اپنی امت پر شفقت

375 ..... نبی ﷺ کی لوگوں سے بے تکلفانہ گفتگو

376 ..... نبی ﷺ کا زہد

376 ..... رسول اللہ ﷺ کا عدل

377 ..... نبی ﷺ کی بروبادی



377 ..... ﴿ رسول اللہ ﷺ کا صبر ﴾

378 ..... ﴿ نبی ﷺ کے خصائل و عبادات مبارکہ ﴾

### ۳۔ کتاب الآداب

386 ..... ﴿ آداب ﴾

386 ..... ﴿ اسلام کے آداب ﴾

386 ..... ﴿ سلام کی فضیلت ﴾

387 ..... ﴿ سلام کی کیفیت ﴾

387 ..... ﴿ پہلے سلام کرنے کی فضیلت ﴾

388 ..... ﴿ سلام پہلے کون کرے؟ ﴾

388 ..... ﴿ عورتوں اور بچوں کو سلام ﴾

388 ..... ﴿ عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا، اگر فتنے کا اندیشہ ہو ﴾

389 ..... ﴿ گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام کرنا ﴾

389 ..... ﴿ ذمی کو سلام کرنا ﴾

389 ..... ﴿ مشترک مجلس کو سلام ﴾

389 ..... ﴿ مجلس میں آتے اور مجلس سے نکلنے کے وقت سلام کرنا ﴾

390 ..... ﴿ مصافحہ کی فضیلت اور مصافحہ کا وقت ﴾

390 ..... ﴿ غائب پر سلام لوٹانا ﴾

390 ..... ﴿ آنے والے کے لیے احتراماً یا اداؤں کھڑے ہونا ﴾

391 ..... ﴿ کسی کے لیے کھڑے ہونا مکروہ ہے ﴾

391 ..... ﴿ تین مرتبہ سلام کرنا ﴾

391 ..... ﴿ جماعت کو سلام کرنا ﴾

391 ..... ﴿ قضائے حاجت کے وقت سلام کرنے اور جواب دینے کی ممانعت ﴾

392 ..... ﴿ آنے والے سے شناخت پوچھنا ﴾

392 ..... ﴿ علیک السلام کہنا مکروہ ہے ﴾

### ۲۔ کھانے پینے کے آداب

392 ..... ﴿ مسلمان کا کھانا حلال اور پاکیزہ ہونا چاہیے ﴾

393 ..... ﴿ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہنا ﴾

- 393 ..... دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا اور سامنے سے کھانا
- 393 ..... دوسروں کو پلانے کا طریقہ
- 394 ..... کھڑے ہو کر نہیں پینا چاہیے
- 394 ..... سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا منع ہے
- 394 ..... کھانا کیسے کھایا جائے؟
- 395 ..... کھانے کی مقدار
- 395 ..... کھانے کو عجب نہ لگاتا
- 395 ..... کسم کھانا
- 395 ..... کھانے کی فضیلت
- 396 ..... کھانے والا جو کھائے اس کی تعریف کرے
- 396 ..... لوگوں کو پلانے والا خود آخر میں چوے
- 396 ..... مل کر کھانا کھانا
- 397 ..... مہمان کی عزت کرنا
- 397 ..... کھانے کے نیچے بیٹھنے کی ہیئت
- 398 ..... مشغول آدمی کے کھانے کی صفات
- 398 ..... سوتے وقت پانی کا برتن ڈھانپنا اور بسم اللہ کہنا
- 398 ..... خادم کے ساتھ کھانا
- 398 ..... رات کا کھانا اور نماز کا وقت
- 398 ..... پلیٹ سے کیسے کھایا جائے
- 399 ..... کھانا کھائے یا دودھ پیے تو کیا کہے؟
- 399 ..... کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کیا کہے؟
- 400 ..... مہمان کے آنے اور جانے کا وقت
- 400 ..... مہمان کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میزبان کے لیے دعا کرے
- 401 ..... پلانے والے کے لیے دعا

۳۔ راہ اور بازار کے آداب

- 401 ..... راستے کا حق



- 402 ..... راستے سے تکلیف دو چیز ہٹانا
- 402 ..... راستے وغیرہ میں قبلہ کی طرف تھوکنے
- 402 ..... جانوروں کے آرام کا خیال رکھنا اور راستے پر قیام سے اعتبار کرنا
- بازار کے آداب
- 402 ..... خرید و فروخت میں نرمی برتنا
- 402 ..... وقت پر قرض ادا کرنا
- 403 ..... تنگ دست کو مہلت دینا یا قرض معاف کر دینا
- 403 ..... نماز کے اوقات میں خرید و فروخت نہ کرنا
- 403 ..... ہر حالت میں عدل و انصاف کرنا
- 404 ..... زیادہ قسم کھانے سے پرہیز کرنا
- 404 ..... حرام چیزوں کی خرید و فروخت سے پرہیز کرنا
- 404 ..... دھوکا دینے اور جھوٹ بولنے سے بچنا
- 405 ..... مہنگا بیچنے کے لیے سامان روک لینا

### ۴۔ سفر کے آداب

- 405 ..... اہل خیر سے نصیحت طلب کرنا
- 405 ..... مقیم مسافر سے وقت رخصت کیا ہے؟
- 406 ..... مسافر کی مقیم کے لیے بوقت رخصت دعا
- 406 ..... اچھے لوگوں کے ساتھ سفر
- 406 ..... سفر میں کتا اور گھٹی نہ لے جانا
- 407 ..... سفر وغیرہ میں ساتھی کی مدد کرنا
- 407 ..... سوار ہوتے وقت کیا پڑھے؟
- 407 ..... سفر کی دعا
- 408 ..... جب دو آدمی سفر پر نکلیں
- 408 ..... تین یا تین سے زیادہ لوگ سفر میں کسی ایک کو امیر بنالیں

- 408 ..... مسافر بلندی پر چڑھے یا نشیمن زمین میں اترے تو کیا کہے؟
- 409 ..... سفر میں نیند کی کیفیت
- 409 ..... جب کسی جگہ ٹھہرے تو کیا کہے؟
- 409 ..... مسافر صبح کے وقت کوچ کرے تو کیا کہے؟
- 409 ..... جب سواری لڑکھڑا جائے تو کیا کہے؟
- 409 ..... جب کوئی گاؤں دیکھے تو کیا کہے؟
- 410 ..... جمہرات کے دن سفر پر نکلتا ہے
- 410 ..... سفر کے لیے صبح نکلتا اور رات میں چلتا
- 410 ..... جب سفر سے لوٹے تو کیا کہے؟
- 411 ..... جب ضرورت پوری ہو جائے تو مسافر کیا کرے؟
- 411 ..... سفر سے آنے کا وقت
- 411 ..... مسافر رات کو آنا چاہے تو اہل خانہ کو پہلے مطلع کر دے
- 411 ..... ۵۔ سونے اور جاگنے کے آداب
- 412 ..... جب سونے کا ارادہ کرے تو کیا کرے؟
- 412 ..... سونے سے پہلے ہاتھ میں لگی چمکتائی دھو لینا
- 412 ..... طہارت کی حالت میں سونے کی فضیلت
- 413 ..... سوتے وقت سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھنا
- 413 ..... سوتے وقت تکبیر اور تسبیح و تحمید
- 413 ..... سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنا
- 414 ..... ضرورت سے زیادہ بستر نہ رکھنا
- 414 ..... عشاء کے بعد گپ شپ سے پرہیز
- 414 ..... بستر جھاڑنا
- 415 ..... وضو کرنا پھر داہنی کروٹ پر سونا
- 415 ..... سوتے اور بیدار ہوتے وقت کیا پڑھے؟
- 418 ..... دل کو حسد و بغض سے خالی کر کے سوئے

418 ﴿ جب رات میں کروٹ بدلے تو اللہ کا ذکر کرے ..... ﴾

418 ﴿ اگر رات کو بستر پر گھبراہٹ سے سونے سکے ..... ﴾

### ۲۔ خواب کے آداب

419 ﴿ خواب میں پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیز دیکھے تو؟ ..... ﴾

419 ﴿ اچھا خواب بشارت ہے ..... ﴾

420 ﴿ خواب میں نبی ﷺ کو دیکھنا ..... ﴾

420 ﴿ اگر نیند میں شیطان کھلاؤ کرے تو اسے لوگوں سے نہ بیان کرے ..... ﴾

### ۴۔ اجازت لینے کے آداب

420 ﴿ گھروں میں داخل ہونے کے آداب ..... ﴾

421 ﴿ اجازت طلبی کی کیفیت ..... ﴾

421 ﴿ اجازت کے لیے دروازے پر کس جگہ کھڑا ہوا جائے ..... ﴾

421 ﴿ تلاسوں اور چھوٹے بچوں کی اجازت طلبی ..... ﴾

422 ﴿ تین آدمیوں کے لیے آداب ..... ﴾

422 ﴿ دوسروں کے گھر میں بغیر اجازت نہ جھانکا جائے ..... ﴾

### ۸۔ چھینکنے کے آداب

422 ﴿ چھینکنے والے کو جواب دینا ..... ﴾

423 ﴿ برائی کے وقت کیا کرے؟ ..... ﴾

423 ﴿ چھینکنے والے کو کیسے جواب دیا جائے ..... ﴾

424 ﴿ اگر کافر چھینکے اور الحمد للہ کہے تو کیا کہا جائے؟ ..... ﴾

424 ﴿ چھینک کے وقت کیا کرے؟ ..... ﴾

424 ﴿ کب چھینکنے والے کا جواب دیا جائے ..... ﴾

424 ﴿ چھینکنے والے کو کتنی بار جواب دیا جائے؟ ..... ﴾

### ۹۔ عیادت کے آداب

425 ﴿ عیادت کی فضیلت ..... ﴾

- 425 عیادت کی مشروعیت
- 426 کسی مصیبت زدہ کو دیکھے تو کیا کہے؟
- 426 عیادت کرنے والا کہاں بیٹھے؟
- 426 عیادت کے وقت مریض کے لیے کیا دعا کرے؟
- 427 عورتیں مردوں کی عیادت کر سکتی ہیں اگر قضا کا اندیشہ نہ ہو
- 427 مشرک کی عیادت
- 427 مریض پر پھونکنا
- 428 مریض کو نفخ بخش چیزوں کی رہنمائی کرنا
- 428 مریض اور میت کے پاس کیا کہا جائے؟
- 429 میت کو بوس دینا
- 429 بیمار پر دعا پڑھنا
- 430 طاعون زدہ شہر کا حکم

### ۱۰۔ لباس کے آداب

- 430 لباس کے فوائد
- 430 زینت
- 431 گرمی اور ٹھنڈک سے حفاظت
- 431 لباس کی مشروعیت
- 432 سب سے افضل لباس
- 432 مرد اور عورت اپنا ازاد کہاں باندھیں
- 432 ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانے والوں کے لیے وعید
- 433 ممنوع لباس اور بچھونے
- 434 کس قسم کے لباس اور چال سے منع کیا گیا ہے؟
- 435 عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں
- 436 زینت اور صنائی سحرابی کا اہتمام
- 436 سر کا لباس
- 436 نیا کپڑا پہنے تو کیا کہے؟
- 437 نیا کپڑا پہنے والے کو کیا دعا دی جائے؟

- 437 ..... ﴿﴾ جوتا کیسے پہنا جائے؟
- 437 ..... ﴿﴾ مردوں کا انگلی پیہنا
- 438 ..... ﴿﴾ عورتوں کے لیے سونے اور چاندی کا زیور پہننے کا جواز
- 438 ..... ﴿﴾ لباس اور بستر میں تواضع اختیار کرنا

### ۳۔ کتاب الاذکار

- 440 ..... ﴿﴾ ① فضائل اذکار
- 440 ..... ﴿﴾ نبی اکرم ﷺ کا طریقہ ذکر
- 440 ..... ﴿﴾ ذکر اور دعا کی تعریف
- 441 ..... ﴿﴾ ذکر الہی کے فوائد
- 442 ..... ﴿﴾ باقی رہنے والی نیکیاں
- 442 ..... ﴿﴾ قرآن کریم میں اللہ کے ذکر کی فضیلت
- 443 ..... ﴿﴾ حدیث میں ذکر الہی کی فضیلت
- 443 ..... ﴿﴾ مجالس ذکر کی فضیلت
- 444 ..... ﴿﴾ ہر مجلس میں اللہ کا ذکر اور نبی ﷺ پر درود واجب ہے
- 444 ..... ﴿﴾ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرنے کی فضیلت

### ۲۔ صبح اور شام کے اذکار

- 445 ..... ﴿﴾ ذکر کا وقت
- 446 ..... ﴿﴾ صبح و شام کے اذکار

### ۳۔ مطلق اذکار

### ۴۔ مقید اذکار

### عام حالات میں پڑھے جانے والے اذکار

- 455 ..... ﴿﴾ جب کھانا کھائے یا کپڑا پہنے تو کیا کہے؟
- 455 ..... ﴿﴾ نیا کپڑا پہنے والا کیا پڑھے، اسے کیا دعا دی جائے؟
- 456 ..... ﴿﴾ گھر میں داخل ہونے کی دعا



- 456 ..... گھر سے نکلنے کی دعا
- 457 ..... بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا
- 457 ..... بیت الخلاء جانے کی دعا
- 457 ..... مسجد کی طرف جانے کی دعا
- 458 ..... مسجد میں داخل ہوتے وقت اور مسجد سے نکلنے وقت کیا کہے؟
- 458 ..... نیا چاند دیکھنے کی دعا
- 458 ..... اذان سننے کے بعد کیا کہے؟

### ۲۔ مصیبت کے وقت دعائیں

- 459 ..... غم اور مشکل کے وقت کیا کہے؟
- 460 ..... جب کوئی چیز غورزدہ کر دے تو کیا کہے؟
- 460 ..... گھبراہٹ کی دعا
- 461 ..... غم راجح ہو تو کیا کہے؟
- 461 ..... جب کسی قوم سے ڈرے تو کیا کہے؟
- 462 ..... دشمن سے سامنا ہو تو کیا کہے؟
- 462 ..... دشمن کے خلاف دعا
- 462 ..... اگر کوئی معاملہ غالب آجائے تو کیا کہے؟
- 463 ..... کوئی سناہ سرزد ہو جائے تو کیا کہے؟
- 463 ..... ادائیگی قرض سے لاچار کی دعا
- 464 ..... مصیبت آئے تو کیا کہے؟
- 464 ..... شیطان بھگانے اور موسمہ کے ازالہ کی دعا
- 465 ..... غصہ کے وقت کیا کہے؟

### ۳۔ چند مزید امور کے اذکار

- 465 ..... مرغ، گدھے اور کتے کے بھونکنے کی آواز سننے تو کیا کہے؟
- 465 ..... مریض و مصیبت زدہ کو دیکھ کر کیا کہے؟

- 466 ..... ﴿﴾ مسلمانوں پر ظلم کرنے والے کے خلاف بددعا
- 466 ..... ﴿﴾ خلاف شریعت کام کرنے والے کے خلاف بددعا
- 466 ..... ﴿﴾ بھلائی کرنے والے کے لیے دعا
- 467 ..... ﴿﴾ پہلا پھل دیکھے تو کیا دعا کرے؟
- 467 ..... ﴿﴾ پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیز دیکھ کر کیا کہے؟
- 467 ..... ﴿﴾ تعجب کے وقت کیا کہا جائے؟
- 468 ..... ﴿﴾ باؤل اور بارش دیکھے تو کیا کہے؟
- 468 ..... ﴿﴾ تیز ہوا چلے تو کیا کہے؟
- 468 ..... ﴿﴾ اپنے خادم کے لیے کیا دعا کرے؟
- 469 ..... ﴿﴾ جب کسی مسلمان کی تعریف کرنا چاہے تو کیا کہے؟
- 469 ..... ﴿﴾ جب کسی کو اچھا کہا جائے تو وہ کیا کہے؟

#### ۵۔ شیطان سے بھاؤ کی دعائیں

- 469 ..... ﴿﴾ مرض کی قسمیں اور ان کا علاج
- 469 ..... ﴿﴾ ۱۔ شبہ کا مرض
- 470 ..... ﴿﴾ ۲۔ شبوت کا مرض
- 470 ..... ﴿﴾ بدن کے علاج کی دو قسمیں ہیں
- 470 ..... ﴿﴾ دل کے امراض
- 471 ..... ﴿﴾ شیاطین کے شر سے بھاؤ وہ انسانوں سے ہوں یا جنوں سے
- 472 ..... ﴿﴾ بنی آدم سے شیطان کی دشمنی
- 472 ..... ﴿﴾ شیطان کی دشمنی کے مظاہر
- 474 ..... ﴿﴾ شیطان کے راستے
- 475 ..... ﴿﴾ شیطان کے داخل ہونے کے راستے
- 475 ..... ﴿﴾ شبوت
- 475 ..... ﴿﴾ غصہ
- 475 ..... ﴿﴾ خواہش نفس کی اتباع
- 476 ..... ﴿﴾ شیطان کے اقدامات

476 ..... شیطان سے کیسے بچا جائے؟

شیطان سے بچنے کے بعض طریقے

476 ..... ۱۔ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا

477 ..... ۲۔ بسم اللہ کہنا

478 ..... ۳۔ معوذتین پڑھنا

478 ..... ۴۔ سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھنا

478 ..... ۵۔ سورہ بقرہ پڑھنا

478 ..... ۶۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

479 ..... ۷۔ گھر سے نکلنے کی دعا

479 ..... ۸۔ کسی جگہ ٹھہرنے کی دعا پڑھنا

479 ..... ۹۔ جمائی روکنا اور منہ پر ہاتھ رکھنا

480 ..... ۱۰۔ گھر میں تصویر، کتا اور گھنٹی نہ رکھنا

۶۔ جادو اور شیطان کی ایذا رسانی کا علاج

480 ..... جنوں کے ساتھ انسانوں کے معاملات

481 ..... آسیب کے اسباب

481 ..... جادو اور شیطان کی ایذا رسانی کے علاج کی دو شکلیں

482 ..... ۱۔ اگرچہ دو کی جگہ معلوم نہ ہو سکے؟

۷۔ نظر بد کا علاج

487 ..... نظر بد لگنے کی کیفیت

487 ..... نظر بد کا علاج

488 ..... غسل کرنے کی صفت

۳۔ کتاب الادعیہ

❶ دعائیں

493 ..... عبادت کی دعا

493 ..... مانگنے کی دعا

- 494 ..... دعا کی قوت ..... ﴿﴾
- 494 ..... دعا کی قبولیت ..... ﴿﴾
- 495 ..... دعا کی قبولیت کے سوانح ..... ﴿﴾
- 495 ..... دعا کے آداب اور اجابت کے اسباب ..... ﴿﴾
- 496 ..... کون سی دعا جائز اور کونسی دعا جائز نہیں؟ ..... ﴿﴾
- قبولیت دعا کے لیے افضل اوقات، مقامات اور حالات
- 496 ..... ۱۔ افضل اوقات ..... ﴿﴾
- 496 ..... ۲۔ دعا کے لیے افضل جگہیں ..... ﴿﴾
- 497 ..... ۳۔ دعا کے افضل احوال ..... ﴿﴾
- 497 ..... ۱۔ قرآن کریم کی بعض دعائیں ..... ﴿﴾
- 504 ..... ۲۔ نبی ﷺ کی دعائیں ..... ﴿﴾

### باب سوم

## عبادات

### ۱۔ کتاب الطہارۃ

- 518 ..... ۱۔ ظاہری طہارت ..... ﴿﴾
- 518 ..... ۲۔ باطنی طہارت ..... ﴿﴾
- 519 ..... بدن اور روح کی سلامتی ..... ﴿﴾

### پانی کی قسمیں

- 519 ..... پاک پانی ..... ﴿﴾
- 519 ..... نجس پانی ..... ﴿﴾
- 520 ..... سونے اور چاندی کے برتنوں کے استعمال کا حکم ..... ﴿﴾
- 521 ..... نجاست اور اس کے احکام ..... ﴿﴾

### ۲۔ استنجا اور استبراء

## ۳۔ فطری سنیں

- 523 ..... ۱۔ مسواک کرنا
- 524 ..... ۲۔ مسواک کرنے کی صفت
- 524 ..... ۳۔ ختنہ کرانا
- 524 ..... ۴۔ مونچھ کاٹنا اور داڑھی بڑھانا
- 524 ..... ۵۔ بغلوں، زیر ناف کے بال کاٹنا اور ناخن تراشنا
- 525 ..... ۶۔ خوشبو لگانا
- 525 ..... ۷۔ سر کے بال درست کرنا
- 525 ..... ۸۔ بالوں کو مہندی وغیرہ سے رنگنا

## ۴۔ وضو

- 526 ..... وضو کی فضیلت
- 526 ..... عمل کی صحت
- 526 ..... شریعت میں نیت کا مطلب
- 526 ..... عمل کے قبول ہونے کی شرائط
- 527 ..... احتیاط کا معنی
- 527 ..... وضو کے فرائض
- 527 ..... وضو کی سنیں
- 528 ..... کامل وضو کی صفت
- 528 ..... نئی سن کے وضو کی کیفیت
- 529 ..... دائیں ہاتھ کا استعمال
- 529 ..... وضو سے فارغ ہونے کے بعد کی دعا

## ۵۔ سوزوں پر مسح

- 530 ..... سوزوں پر مسح کرنے کی شرطیں
- 530 ..... سوزوں پر مسح کرنے کی صفت
- 530 ..... کن چیزوں سے سوزوں پر مسح باطل ہو جاتا ہے؟

## ۶۔ نوافل وضو

- 531 ..... جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ﴿﴾
- 532 ..... انسان کے جسم سے نکلنے والی چیزیں ﴿﴾

## ۷۔ غسل

- 533 ..... غسل کو واجب کرنے والی چیزیں ﴿﴾
- 533 ..... کفایت کرنے والا غسل ﴿﴾
- 534 ..... کامل غسل کی صفت ﴿﴾
- 534 ..... رسول اللہ ﷺ کے غسل کی کیفیت ﴿﴾
- 534 ..... جنبی پر حرام چیزیں ﴿﴾
- 535 ..... کن حالتوں میں غسل مستحب ہے؟ ﴿﴾
- 535 ..... غسل کی سختیں ﴿﴾
- 536 ..... غسل کے پانی کی مقدار ﴿﴾
- 536 ..... وضو اور غسل میں ضرورت سے زیادہ پانی بہانا جائز نہیں ﴿﴾

## ۸۔ تیمم

- 537 ..... تیمم کا طریقہ ﴿﴾
- 538 ..... جن چیزوں سے تیمم باطل ہو جائے گا ﴿﴾

## ۹۔ حیض اور نفاس

- 539 ..... حیض ﴿﴾
- 539 ..... نفاس ﴿﴾
- 540 ..... حائضہ عورت کے پاک ہونے کی علامت ﴿﴾
- 540 ..... حائضہ عورت سے جماع کی ممانعت ﴿﴾
- 541 ..... مستحاضہ ﴿﴾
- 541 ..... حیض ﴿﴾
- 541 ..... استحاضہ ﴿﴾
- 542 ..... مستحاضہ کی چار حالتیں ﴿﴾

## ۲۔ کتاب الصلوٰۃ

- 545 ..... نماز کا معنی، اس کا حکم اور اس کی فضیلت
- 545 ..... نماز
- 546 ..... نماز برائے یوں سے روکتی ہے اور گناہوں کو مٹاتی ہے
- 546 ..... استقامتِ قلب
- 547 ..... اللہ کے احکام کی تعظیم کی علامت
- 547 ..... اللہ کے احکام کی اقسام
- 548 ..... نماز کا قسم
- 549 ..... بلوغت کی علامتیں
- 549 ..... نماز کی اہمیت
- 549 ..... دن رات میں فرض نمازیں
- 550 ..... نماز کا انکار کرنے والے کے احکام
- 551 ..... انتظارِ نماز کی فضیلت
- 551 ..... ہاؤس مسجد میں نماز کے لیے جانے کی فضیلت
- 551 ..... نماز میں خشوع
- 551 ..... ۳۔ تعظیم
- 552 ..... ۴۔ ہیبت و خوف
- 552 ..... ۵۔ امید
- 552 ..... ۶۔ حیا
- 552 ..... مشروع روئے کی کیفیت

## اذان اور اقامت

- 552 ..... اذان
- 553 ..... اذان کی تسکین
- 553 ..... اقامت
- 553 ..... نبی ﷺ کے چار مؤذن
- 553 ..... اذان کی فضیلت

### اذان کی کیفیت

- 554 ..... ۱۔ پہلی صفت
- 554 ..... ۲۔ دوسری صفت
- 555 ..... ۳۔ تیسری صفت
- 555 ..... ۴۔ چوتھی صفت
- 555 ..... اذان صحیح ہونے کی شرطیں
- 556 ..... اذان کا جواب
- 557 ..... اذان کا جواب دینے کی فضیلت
- 557 ..... اذان کی فضیلت
- 559 ..... اقامت کی کیفیت
- 559 ..... ۱۔ پہلی صفت
- 559 ..... ۲۔ دوسری صفت
- 560 ..... سفر میں اذان اور اقامت
- 560 ..... باعتبار اذان و اقامت کی مشروعیت نماز کی حالتیں

### نماز پہلگانہ کے اوقات

- 560 ..... ۱۔ ظہر کا وقت
- 561 ..... ۲۔ عصر کا وقت
- 561 ..... ۳۔ مغرب کا وقت
- 561 ..... ۴۔ عشاء کا وقت
- 561 ..... ۵۔ فجر کا وقت
- 562 ..... نماز کی شرطیں
- 562 ..... صحرائیں سونے والا نماز کی قضا کیسے کرے؟
- 562 ..... نماز کے درمیان نیت بدلنا
- 564 ..... نمازوں کی قضا
- 565 ..... مسجد میں داخل ہونے کے آداب



567 نماز پڑھنے والے کو سلام کرنا

567 مسجد میں اپنے لیے جگہ خاص کرنا

### نماز کی صفت

570 قراءت سے فارغ ہونے کے بعد کیا کرے؟

570 حانت رکوع میں شروع دعائیں

571 رکوع کے بعد کیا کہے؟

572 پھر اپنے تہجد سے میں وہ دعائیں پڑھے جو حدیث میں بیان کی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں

573 پھر اس بیٹھک میں وہ دعائیں پڑھے جو حدیث میں آئی ہیں اور وہ یہ ہیں

573 تشہد

574 درود

### نماز ہٹکانہ کے بعد کے اذکار

578 آیت الکرسی

579 فجر کے بعد کیا پڑھے؟

579 تسبیح ہاتھ کی انگلیوں پر لگئی جائے

579 فجر اور عصر کی نماز کے بعد ذکر کے لیے بیٹھنے کی فضیلت

### نماز کے احکام

580 نماز کی جگہ کے لیے دو سکتے

581 نماز میں مکروہ چیزیں

582 نماز میں رفع الیدین کی جگہیں

582 نماز کے دوران بوقت ضرورت مباح کام

### نماز کے ارکان

583 نماز کے ارکان جن کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی چودہ ہیں

### نماز کے واجبات

585 اقوال کے سنن

585 افعال کے سنن

585 ..... جن چیزوں سے نماز باطل ہو جائے گی

586 ..... آمین دو جگہوں پر کہی جائے

مجیدہ سہو

587 ..... سکود سہو

587 ..... مسجد سہو کے تین اسباب ہیں

جماعت سے نماز

589 ..... جماعت کا حکم

590 ..... مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت

590 ..... عورتوں کا مسجد میں جانے کا حکم

591 ..... جماعت اور تکبیر اولیٰ کی فضیلت

امامت کے احکام

592 ..... امامت کا حقدار کون ہے؟

593 ..... نماز میں امام سے آگے بڑھنا منع ہے

593 ..... امام کے ساتھ مقتدی کی چار حالتیں

595 ..... صفیں سیدھی کرنا

596 ..... مقتدی کے لیے فوت شدہ رکعتیں پوری کرنے کا طریقہ

598 ..... کن حالات میں جمعہ اور جماعت چھوڑنا جائز ہے؟

599 ..... پہلی صف والے

معذروں کی نماز

۱۔ مریض کی نماز

600 ..... مریض کی نماز کیسی ہو؟

۲۔ مسافر کی نماز

604 ..... سفر میں جمع

605 ..... اقامت میں جمع

## ۳۔ خوف کی نماز

606 ..... ۱۔ اگر دشمن قبلہ کی طرف ہے تو نماز کا انداز

606 ..... ۲۔ اگر دشمن قبلہ کی طرف نہ ہو تو

## جمعہ کی نماز

607 ..... جمعہ کے دن کی فضیلت

608 ..... جمعہ کی نماز کا حکم

608 ..... جمعہ کا وقت

608 ..... غسل کرنے اور جمعہ کی نماز کے لیے جلدی آنے کی فضیلت

610 ..... خطیب کی صفت

610 ..... خطبہ کی صفت

611 ..... خطبہ کا موضوع

612 ..... جمعہ کی نماز کی عفت

612 ..... جمعہ کی سنت

613 ..... دعا قبول ہونے کی گھڑی

## نفل نمازیں

## ۱۔ سنن رواتب

616 ..... سنن غیر مؤکدہ

616 ..... سب سے اہم سنت راتبہ

## ۲۔ وتر کی نماز

617 ..... وتر کا وقت

617 ..... وتر کی صفت

619 ..... دعائے قنوت کی صفت

620 ..... وتر قضا کرنا

## ۳۔ تراویح کی نماز

621 ..... تراویح کی نماز کا وقت

621 ..... تراویح کی نماز کی صفت

۴۔ تہجد کی نماز

623 ..... رات میں تہجد پڑھنے کی فضیلت

625 ..... تہجد کی نماز

625 ..... تہجد کی نماز کا وقت

625 ..... تہجد کی نماز کی صفت

۵۔ عیدین کی نماز

626 ..... عیدین کی نماز

627 ..... عیدین کی نماز کا حکم

627 ..... عیدین کی نماز کا وقت

627 ..... عیدین کی نماز کے لیے نکلنے کی صفت

627 ..... عیدین کی نماز کی جگہ

627 ..... عیدین کی نماز کی صفت

628 ..... تکبیر کے اوقات

628 ..... تکبیر کی صفت

۶۔ کسوف کی نماز (گھبراہٹ کی نماز)

629 ..... کسوف کی نماز کی صفت

630 ..... اس کا وقت

۷۔ استسقاء کی نماز

631 ..... مشروعیت

631 ..... استسقاء کی نماز کی صفت

632 ..... استسقاء کا خطبہ

634 ..... عبادات اور طاعات پر اجتماع کی دو قسمیں

۸۔ چاشت کی نماز

634 ..... اس کا وقت

## ۹۔ استحارہ کی نماز

## سجدۂ تلاوت

- 636 ..... اس کا حکم
- 636 ..... قرآن کریم میں سجدوں کی تعداد
- 636 ..... قرآن کریم میں سجدوں کی آیات کی دو قسمیں
- 636 ..... سجدۂ تلاوت کی صفت
- 637 ..... سجدۂ تلاوت کی فضیلت
- 637 ..... سجدۂ تلاوت میں کیا پڑھے؟

## سجدۂ شکر

## اوقات نمی

- 638 ..... نماز کے منوعہ اوقات
- ۱۔ کتاب الجنائز
- ۱۔ موت اور اس کے احکام

- 640 ..... مریض پر کیا واجب ہے؟
- 640 ..... موت کی تمنا
- 641 ..... اچھے خاتے کی علامتیں
- 641 ..... موت کو یاد کرنا
- 642 ..... موت کی علامتیں
- 642 ..... بعد از مرگ اہل خانہ کا میت سے سلوک
- 644 ..... پوسٹ مارٹم کا حکم

## ۲۔ میت کو غسل دینا

- 645 ..... میت کو نہانے کا مسنون طریقہ

## ۳۔ میت کی تنظیف

- 645 ..... میت کا کفن

۴۔ جنازہ کی نماز کیسے پڑھی جائے

- 649 ..... اور اگر میت کسی کم عمر کی ہو تو یہ اضافہ کرے ﴿﴾  
 650 ..... جنازہ کے پیچھے پیچھے چلے، اس پر نماز پڑھنے اور دفن تک رہنے کی فضیلت ﴿﴾  
 650 ..... عائشہؓ نماز جنازہ کا حکم ..... ﴿﴾  
 650 ..... امور میت میں جلدی کرنا ..... ﴿﴾  
 651 ..... جن اوقات میں میت کو دفن کرنا اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے ..... ﴿﴾

۵۔ میت کو اٹھانا اور دفن کرنا

- 651 ..... میت کو دفن کرنے کی کیفیت ..... ﴿﴾

۶۔ تعزیت

- 653 ..... میت اور اس کے اقربا کے لیے دعا ..... ﴿﴾

۷۔ قبر کی زیارت

- 655 ..... قبروں کی زیارت کے وقت کیا کہا جائے؟ ..... ﴿﴾  
 656 ..... قبر کی زیارت کرنے والے کے احوال ..... ﴿﴾  
 656 ..... موت کے بعد میت کے ساتھ کیا چیزیں جاتی ہیں؟ ..... ﴿﴾



## عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے انبیاء مبعوث فرمائے اور ان پر مختلف شریعتیں نازل فرمائیں۔ انسانیت کی رشد و ہدایت کے لیے ہر شریعت اپنے دور کے اعتبار سے بہترین تھی، مگر دراصل یہ اسلام کے تدریجی مراحل تھے۔ پھر آخر میں رسول رحمت مبعوث ہوئے تو اسلام اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو کر تکمیل کے مراحل بھی طے کر گیا، قرآن مجید نے اس کا اعلان فرمایا:

﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾

”آج میں نے تمہارے لیے دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔“

[المائدہ: ۳]

پھر ایک دوسرے اعلان کے ذریعے انسانیت کو متا دیا گیا کہ اب یہی دین اللہ کا پسندیدہ ہے اور اس کے علاوہ کوئی دین، کوئی شریعت اور کوئی دوسرا راستہ قابل قبول نہ ہوگا۔ ارشاد ہوا:

﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ [آل عمران: ۸۵]

”اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔“

اب اہل دنیا سے تقاضا یہ ہوا کہ اس دین میں سر تاپا اور مکمل طور پر داخل ہو جاؤ، تمہارا کھانا پینا، تمہاری عبادات، تمہاری معیشت اور معاشرت، تمہاری سیاست اور تجارت غرض زندگی کا ہر گوشہ اس اسلام سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہونا چاہیے اور تمہیں اپنے وجود کے ظاہر و باطن کو کامل طور پر اس دین میں رنگ لینا چاہیے، چنانچہ تقاضا ہوا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلَاحِ كَآفَّةً﴾ [البقرہ: ۲۰۸]

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔“

جب انسان کے خالق کا انسان سے مطالبہ یہ ہے تو لازم ٹھہرتا ہے کہ آدمی اس اسلام کو سیکھے، ہر گوشہ زندگی میں اس سے رہنمائی کی جستجو کرے۔ وہ دیکھے کہ اس کے شب و روز زندگی میں اسلام کے تقاضے کیا ہیں اور اس کی روزمرہ زندگی کے مسائل میں اسلام اس سے چاہتا کیا ہے؟ اس مرحلے

میں ستم یہ ہوا کہ اسلام پر عمل کرنے میں مسلمان واضح طور پر دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ وہ ہے جس نے دین براہ راست رسول رحمت سے قبول کرنے سے انکار کر دیا، یہ لوگ اپنے خباثت، اپنے افسوس اور اپنے فقہاء سے متعلق اتنے شدت پسند واقع ہوئے کہ اگر کہیں امام صاحب کی فہم حدیث رسول سے ٹکرائی تو انھوں نے حدیث پر قول امام کو ترجیح دے ڈالی، تاہم ایک جماعت وہ ہے جس نے پورے استقلال و استقامت سے قرآن و سنت کے مقابل آنے والی ہر رائے، ہر مسئلہ اور ہر قول شخصیت کو ترک کر دیا اور یوں وہ ہر آن صراطِ مستقیم پر گامزن رہی ہے۔ اس جماعت نے ہر طعنہ سہہ لیا، ہر تیرا تھام اور ہر سنگ و شام کمال ہمت سے گوارا کر لیا، مقاطعہ سہہ لیے، معاشرہ سے دور یاں اور تنہائیاں بھی برداشت کر لیں، مگر جمال ہے جو حدیث رسول سے کنارہ کرنا گوارا کیا ہو۔

”اسلامی طرز زندگی“ ایسے ہی متلاشیانِ حق کے لیے اسلام کی مکمل تصویر کشی ہے، تعارفِ اسلام پر ایک جامع انسائیکلو پیڈیا ہے اور قرآن و سنت کی اصلی اور حقیقی صورت کو اہل اسلام کے سامنے لانے کی ایک بلیغ کاوش ہے۔ دراصل یہ عربی کتاب ”تفسیر القرآن“ کا اردو ترجمہ ہے، اس کی شان اور انفرادیت یہی ہے کہ اس میں کسی مخصوص شخصیت کا نقطہ نظر پیش کرنے کی بجائے دین اسلام کی اصلی اور حقیقی صورت پیش کی گئی ہے۔ ہر مسئلے کو قرآن و حدیث سے بیان کیا گیا ہے اور ساتھ باحوالہ آیت یا حدیث بھی درج کر دی گئی ہے، تاکہ مسئلہ پوری طرح واضح ہو جائے اور کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہے اور یوں یہ کتاب اسلام کے تمام احکام و مسائل کے نہایت خوبصورت اختصار کا حسین گلدستہ بن گئی ہے، جو مسلمانوں کے ہر فرد اور ہر گھر کی ضرورت ہے، جسے ادارہ دارین اللہ نہایت مسرت سے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

کتاب کی کپورنگ محمد شفیع نے، ایڈیٹنگ حافظ یوسف سراج نے اور پروف ریڈنگ کے مراحل حافظ راشد یعقوب نے نہایت محنت سے طے کیے۔ جزاھم اللہ خیراً۔

اللہ تعالیٰ مصنف، ناشر اور دیگر تمام متعلقین کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین!

محمد سیف اللہ رحمہ اللہ

مدیر دارالاندلس

۱۲ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ



## مقدمہ

« إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا مُخَادِعَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ »

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقْوَاهُ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

[آل عمران: ۱۰۲]

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔“

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ فِيهَا جَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النساء: ۱]

”اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلادیں۔ اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناتے توڑنے سے بھی بچ، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلَكُمْ أَلْوَاكُلُ لَا سُدَّ إِذَا تُبْصِرُ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَتَعْمُرُ لَكُمْ

ذَلُّوا بَعْدَهُ وَمَنْ لَطِمْ إِلَهُ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ قَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧٠﴾ [الأحزاب: ٧١]

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سچی باتیں کیا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ صاف فرما دے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے گا اس نے بڑی مراد پائی۔“

«أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، الضَّلَالَةُ فِي النَّارِ» (ابو داؤد: ۲۶۱۸۔ ترمذی: ۱۵۷۸۔ ابن ماجہ: ۱۸۹۲)

میرے محترم اسلامی بھائیو!

اس میں کوئی شک نہیں کہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنا سب سے افضل عمل ہے۔ دین کی سمجھ بوجھ کیا ہے؟ اللہ کی ذات، اس کے اسماء و صفات، اس کے افعال، اس کے دین و شریعت اور اس کے انبیاء و رسل کی معرفت کا نام ہے۔ اس کے مطابق اپنے ایمان و اعتقاد اور قول و فعل درست کرنے کا نام ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

«مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ» (بخاری: ۷۱۔ مسلم: ۱۰۳۷)

”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔“

ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے۔ آج شرک و بدعت عام ہو چکی، معاشرے میں بیماریاں پھیلنے لگی ہیں اور جہالت کا دور دورہ ہے، تو ایسے وقت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا انتہائی ضروری ہے۔ بایں سبب میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں یہ واجب ادا کروں اور اپنے ان بھائیوں کے سنگ ہو جاؤں جو دین پھیلانے کا کام کر رہے ہیں، مقصد محض اللہ کی رضا حاصل کرنا اور لوگوں کی اصلاح کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے علم کے طالب کو دین کی سمجھ عطا کرے، جاہل کو سکھا دے، نافرمان کو توبہ کی توفیق دے، گمراہ شخص اس سے ہدایت

پالے اور سنگ دل نرم پڑ جائے۔

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس کی توفیق دی اور اپنے فضل و کرم سے اسے میرے لیے آسان کر دیا۔ میں نے توحید و ایمان، اخلاق و آداب، ذکر و دعا اور احکام وغیرہ موضوعات پر لکھی مختلف کتابوں اور مراجع و مصادر کے استفادہ سے اس کتاب کو تیار کیا ہے۔

اس کتاب میں قرآنی آیات اور صحیح حدیثیں نقل کی گئی ہیں۔ فردی مسائل میں صرف ایک ہی قول صحیح و راجح سمجھ کر نقل کیا ہے تاکہ پڑھنے والے کے لیے سمجھنا آسان ہو اور مبتدی آسانی سے اپنا مطلوب پالے۔ ہم نے اس کتاب کو مختصر اور اس کے اسلوب کو آسان رکھنے کی کوشش کی ہے تاکہ عالم اور مبتدی، دونوں کم وقت اور تھوڑی کوشش سے اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ یہ کتاب وزن میں ہلکی اور حجم میں متوسط ہے مگر معطومات سے بھری ہوئی ہے۔ اس سے عابد اپنی عبادت کے لیے، واعظ اپنے وعظ کے لیے، مفتی اپنے فتویٰ کے لیے، معلم اپنی تدریس کے لیے، قاضی اپنے فیصلے کے لیے، تاجر اپنے معاملات کے لیے اور داعی اپنی دعوت کے لیے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ فلاح الحمد والمنة وهو الم محمود اولاً و آخراً۔

کتاب کے عام اصول اور فردی مسائل کو میں نے فقہاء کی مفصل اور مختصر کتابوں سے لیا ہے، اس کے علاوہ ماضی و حال کے کبار علمائے سلف کے فتاویٰ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ چاروں ائمہ (ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد ابن حنبل رحمہم) اور ان کے علاوہ دوسرے علمائے اسلام کے راجح اقوال اختیار کیے ہیں اور ان کی قوت و دلیل کو معیار بنایا ہے۔

توحید و ایمان اور احکام وغیرہ کے ابواب میں میں نے یہ کوشش کی ہے کہ ان کی بنیاد شرعی دلیلوں یعنی کتاب اللہ اور صحیح حدیثوں پر ہو یا ان میں سے کسی ایک پر ہو بہر حال جن مسائل میں کتاب و سنت کی صریح نص موجود نہیں ان میں میں نے ائمہ مجتہدین کے اقوال لے لیے ہیں۔ توحید و ایمان، علم و فضائل، اخلاق و آداب، ذکر و دعا کے ابواب میں ہم نے شرعی دلیلوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے کیونکہ ہر مسلمان کو ان کی ضرورت ہے۔

فردی مسائل کے ابواب میں دلیل و تحلیل دیکھ کر صرف اپنا فیصلہ بتانے پر اکتفا کیا ہے تاکہ کتاب خفیم نہ ہو جائے اور اس ہدف سے نہ نکل جائے جس کے لیے لکھی گئی ہے، لہذا جنہیں تفصیل

مطلوب ہو وہ فقہ کی مفصل کتابوں کی طرف رجوع کر لیں، مثلاً: المغنی، الفتاویٰ، الام، المبسوط اور المدونہ وغیرہ، بعض جگہوں پر فردی مسائل میں دلیلوں کو بھی ہم نے بیان کر دیا ہے کیونکہ وہ مسئلہ اہم ہے اور کثرت سے واقع ہوا ہے یا ترغیب و ترہیب مقصود ہے۔ بہر حال اس کتاب کا علمی مادہ کتاب و سنت ہے، ہم نے قرآنی آیات کو سورت کے نام اور آیت نمبر کے ساتھ بیان کیا ہے۔

صرف صحیح یا حسن احادیث لینے کی کوشش کی ہے نیز احادیث کے مصادر کو بیان کر دیا ہے اور ساتھ یہ بھی بتا دیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن۔ بیان کرنے کے طریقے مندرجہ ذیل اختیار کیے ہیں:

- ۱۔ کتاب میں موجود تمام حدیثیں ان کے صحیح معنوں سے نقل کی گئی ہیں۔
- ۲۔ اگر کوئی حدیث صحیح بخاری و مسلم دونوں میں ہے تو ہم نے الگ الگ ان کا نمبر بیان کر دیا ہے جو ان کتابوں میں دیا گیا ہے اور اگر وہ ان دونوں میں سے کسی ایک میں ہے تو ہم نے صرف اسی کتاب کا نمبر لیا ہے اور حدیث نمبر بھی بتا دیا ہے۔ کبھی کبھی مزید فائدہ کے لیے ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ حدیث کی دوسری کتابوں کا بھی ذکر کر دیا ہے جن میں وہ حدیثیں پائی جاتی ہیں ایسی صورت میں ہم نے اس کے الفاظ کو بیان کر دیا ہے۔
- ۳۔ اگر کوئی حدیث صحیحین (بخاری، مسلم) کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہے جیسے مسند، سنن اربعہ اور دارقطنی وغیرہ تو ہم نے اس کے دو مصادر بیان کیے ہیں اور کبھی اس سے کم و زیادہ بھی بیان کیے ہیں البتہ اصل کتاب میں جو اس حدیث کا نمبر ہے اسے بیان کر دیا ہے، ساتھ ہی علامہ البانی نے اس حدیث کے بارے میں جو صحیح و تحقیق پیش کی ہے اس کا بیان بھی نمبر کے ساتھ ہے اور کہیں کہیں دوسرے لوگوں کی تحقیق و صحیح بھی پیش کی گئی ہے۔

۴۔ اگر حدیث کا ایک ہی مصدر ہے تو ہم نے اس کا وہ نمبر بیان کر دیا ہے جو اصل کتاب میں ہے اور شیخ البانی وغیرہ کی تصحیح کا نمبر بھی نقل کر دیا ہے، بعض اوقات تصحیح کی دوسری جگہوں کی طرف رجوع کرنے کے لیے بھی کہا ہے مثلاً: السلسلۃ، الصمیمۃ، ارواء الغلیل اور شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتاب صحیح الجامع۔

۵۔ احادیث کی تخریج میں اصل کتاب میں جو نمبر اس حدیث کا دیا گیا ہے اسی کو میں نے بیان کیا ہے لیکن اگر اصل کتاب میں حدیثوں کا نمبر نہیں دیا گیا تو میں نے جزء نمبر اور صفحہ نمبر بیان کر دیا ہے۔

۶۔ اگر کوئی حدیث صحیحین کے علاوہ کسی دوسری حدیث کی کتاب میں ہے تو خزینہ کے وقت ہم نے ہر حدیث کے سامنے صحیح یا حسن، جیسا اس کے بارے میں حکم لگایا گیا ہے، لکھ دیا ہے۔ پھر سنن یا غیر سنن میں سے دو مصادر کو میان کر دیا ہے اور شیخ البانی یا کسی اور کی تصحیح کا نمبر بھی بیان کر دیا ہے۔

۷۔ اگر ایک ہی حدیث دوبارہ کسی جگہ آئی ہے تو میں نے اس کی خزینہ دوبارہ اس کے ساتھ غالباً بیان کر دی ہے اور کبھی کبھی ہم نے صحیح حدیث یا اس کا بعض حصہ کوئی حکم بیان کرنے کے لیے یا ترغیب و ترہیب کے طور پر نقل کیا ہے۔

یہ کتاب جو ہمارے سامنے ہے دین اسلام کا عام تعارف ہے۔ اس میں اسلام کے عقائد، اس کے احکام اور اس کے اخلاق و آداب بیان کیے گئے ہیں۔ متفرق چیزوں کو میں نے اکٹھا کر دیا ہے اور اس کے ابواب و مسائل و فوائد کو یکجا کر دیا ہے اور اس کتاب کا نام ”مختصر الفقہ الاسلامی“ رکھا ہے، جس کے شروع میں توحید و ایمان کا بیان ہے، درمیان میں سنن و احکام اور آخر میں دعوت الی اللہ کا بیان ہے، اس کو میں نے دس ابواب میں مرتب کیا ہے:

پہلا باب: توحید و ایمان

دوسرا باب: فضائل، اخلاق، آداب، اذکار اور دعا کے بارے میں قرآن و

احادیث کی فقہ

تیسرا باب: عبادات

چوتھا باب: معاملات

پانچواں باب: کتاب الفرائض

چھٹا باب: کتاب الزکاح اور اس کے توابع

ساتواں باب: قصاص و حدود

آٹھواں باب: کتاب القضا

نواں باب: کتاب الجہاد

دسواں باب: دعوت الی اللہ

میرے مسلمان بھائیو!

یہ کتاب ایک باغ کی طرح ہے جس کے پھول گلہفتہ ہیں، جس کا پھل عمدہ ہے اور جس کا سایہ دراز ہے۔ صرف اللہ کے فضل و رحمت ہی سے میں نے اسے مکمل کیا ہے۔ اس میں جو صحیح چیزیں ہیں وہ اللہ وحدہ کی طرف سے ہیں اور جو غلطیاں ہوئی ہیں وہ میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہیں، میں ان غلطیوں پر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں، ہر مؤلف سے احتیاط برتنے کے باوجود کچھ نہ کچھ غلطیاں غیر ارادی طور پر سرزد ہو جاتی ہیں، خاص طور سے موجودہ زمانے میں جب کہ ذہن مشاغل و ہوسم سے خالی نہیں ہیں:

«كُلُّ نَبِيٍّ آدَمَ خَطَاةً وَ خَيْرُ الْخَطَاةِينَ التَّوَّابُونَ»

”سارے انسان خطاکار ہیں اور سب سے بہتر خطاکار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔“ میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طالب ہوں اور اس کی خوشنودی چاہتا ہوں۔

آخر میں اللہ سے دعا ہے کہ اس کتاب سے مجھے اور سارے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور اسے خالص اپنی خوشنودی کے لیے کر لے، میری یہ کاوش قبول فرما لے، میرے والدین اور میرے اہل و عیال کو بخش دے نیز ہر وہ شخص جو یہ کتاب پڑھے یا سنے یا فائدہ اٹھائے یا دوسروں کو سکھائے یا اس کی اشاعت پر مدد کرے انھیں اور سارے مسلمانوں کو بخش دے۔ آمین!

وہو حبنا ونعم الوکیل، نعم المولیٰ ونعم النصیر و صلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین .

محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ التویجری

المملکۃ العربیۃ السعودیۃ - یریدۃ

ص ب : ۶۸۸۷

## باب اول

### توحید اور ایمان

- ۱۔ توحید
- ۲۔ توحید کی اقسام
- ۳۔ عبادت
- ۴۔ شرک
- ۵۔ شرک کی اقسام
- ۶۔ اسلام
- ۷۔ ارکان اسلام
- ۸۔ ایمان
- ۹۔ ایمان کی فصلتیں
- ۱۰۔ ارکان ایمان
- ۱۱۔ احسان
- ۱۲۔ کتاب العلم

## ① توحید

توحید یہ ہے کہ بندے کو اس بات کا یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کی ربوبیت، اس کی الوہیت، اس کے اسماء و صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

اس کا معنی یہ ہے کہ بندے کو اس بات کا یقین ہو اور وہ اس بات کا اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ تھا ہر چیز کا رب اور بادشاہ ہے۔ وہی اکیلا خالق اور ساری کائنات کا واحد مدبر ہے۔ وہی اکیلا عبادت کا مستحق ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے علاوہ ہر معبود باطل ہے۔ وہ صفات و کمال سے متصف ہے، ہر عیب سے منزہ ہے، اس کے اسمائے حسنیٰ ہیں اور اس کی اعلیٰ صفات ہیں۔

## ② توحید کی اقسام

توحید جس کی طرف رسولوں نے دعوت دی ہے اور جس کے بارے میں کتابیں نازل ہوئیں، دو اقسام پر مشتمل ہے:

### ۱۔ توحید فی المعرفة والاثبات:

اس کا نام توحید ربوبیت اور توحید اسماء و صفات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء و صفات اور افعال کے ساتھ تنہا ماننا، یعنی بندہ اس بات کا یقین و اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ تجارب اور واحد خالق ہے، وہی تنہا مالک و متصرف ہے۔ وہی تنہا اس کائنات کا مدبر ہے۔ وہ اپنی ذات، اپنے اسماء و صفات اور افعال میں کامل ہے۔ وہ ہر چیز کا جائنے والا ہے۔ ہر چیز پر محیط ہے۔ اس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے اسمائے حسنیٰ ہیں۔ اس کی اعلیٰ صفات ہیں اور اس کا کوئی شریک و مثل نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [الشوری: ۱۷۸]

”اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سننے دیکھنے والا ہے۔“



## ۲۔ توحید فی القصد والطلب:

اس کا نام توحید الوہیت اور توحید عبادت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عبادت کی تمام اقسام کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، مثلاً دعا، نماز یا خوف ورجا وغیرہ، یعنی بندہ اس بات کا یقین و اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ساری مخلوقات کا معبود ہے اور وہی تنہا عبادت کا مستحق ہے۔ لہذا عبادت کی قسموں میں سے کوئی بھی قسم اللہ کے علاوہ کسی دوسری ہستی کے لیے جائز نہیں، مثلاً دعا کرنا، نماز پڑھنا، مدد طلب کرنا، توکل کرنا، خوف وطمع رکھنا، قربانی کرنا، نذر و نیاز پیش کرنا وغیرہ اور جو ایسا کرے گا وہ مشرک و کافر قرار پائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُحْصِيهِ الْكَافِرُونَ﴾ [الزُّمُرُونَ: ۱۶۷]

”جو شخص اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں تو اس کا حساب صرف اس کے رب کے پاس ہے، حقیقت یہ ہے کہ کافر لوگ فلاح نہ پائیں گے۔“

توحید الوہیت اور عبادت ہی وہ توحید ہے جس کا اکثر لوگوں نے انکار کیا ہے۔ اس کے لیے رسولوں کو بھیجا گیا اور ان پر کتابیں نازل کی گئیں تاکہ وہ لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلائیں اور غیر اللہ کی عبادت چھوڑنے کے لیے کہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِيَنَّ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَاتِنَا فَاعْبُدُون﴾

[الانبیاء: ۲۰]

”تمہ سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔“

ایک جگہ ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ يَعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

[الشع: ۳۶]

”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔“

### توحید کی حقیقت اور اس کا جوہر:

توحید کی حقیقت اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان تمام امور کو اللہ کی طرف سے سمجھے اور اللہ کے علاوہ اسباب و واسطہ وغیرہ کو اہمیت نہ دے۔ وہ خیر و شر اور نفع و نقصان وغیرہ کو اللہ ہی کی طرف سے سمجھے۔ صرف اسی کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔

### توحید کی حقیقت کے ثمرات:

توحید کے ثمرات یہ ہیں کہ بندہ صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتا ہے، حقوق کی شکایت کرنا چھوڑ دیتا ہے، وہ ان کو لعنت ملامت نہیں کرتا بلکہ اللہ کے فیصلہ و حکم پر راضی رہتا ہے، اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے اور اللہ سے محبت کرنے لگتا ہے۔

توحید ربوبیت کا اقرار انسان فطری طور پر اس عظیم کائنات کو دیکھ کر کرتا ہے لیکن اس کا اقرار اللہ پر ایمان لانے اور عذاب سے نجات پانے کے لیے کافی نہیں۔ ابلیس بھی توحید ربوبیت کا قائل تھا اور شرکین بھی اس توحید کو مانتے ہیں لیکن یہ اقرار ان کو کچھ فائدہ نہیں پہنچائے گا، کیونکہ انہوں نے ایک اللہ کی عبادت کرنے کا اقرار نہیں کیا، لہذا جس شخص نے صرف توحید ربوبیت کا اقرار کیا، وہ موحد و مسلم نہیں اور اس کا مال اس وقت تک محفوظ نہیں جب تک کہ وہ توحید الوہیت کا اقرار نہ کرے۔ وہ پہلے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پھر اس بات کا اقرار کرے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی تمام عبادات کا مستحق ہے نہ کہ کوئی اور، پھر وہ صرف اللہ کی عبادت کرے جس کا کوئی شریک نہیں۔

### توحید ربوبیت اور توحید الوہیت لازم و ملزوم ہیں:

توحید الوہیت توحید ربوبیت کو مستلزم ہے، سو جس نے صرف اللہ کی عبادت کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، وہ اس بات پر ضرور اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رب اور اس کا خالق و مالک ہے۔

۴۔ ربوبیت اور الوہیت کبھی ایک ساتھ بیان کیے جاتے ہیں لیکن دونوں کا معنی الگ الگ ہوتا ہے۔ رب کا معنی ایسا مالک ہے جو تصرف کرنے والا ہے اور الہ کا معنی وہ معبود ہے جو تنہا عبادت

کا مستحق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أَغْنُوْهُ رَبُّ النَّاسِ ۖ إِلَٰهٌ مُّلْكُ النَّاسِ ۚ إِلَٰهُ النَّاسِ﴾ [الناس: ۳، ۶]

”آپ کہہ دیجیے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں، لوگوں کے مالک کی اور لوگوں کے معبود کی پناہ میں۔“

کبھی ان میں سے ایک بیان کیا جاتا ہے، اس وقت دونوں کا معنی ایک ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

﴿قُلْ أَغْنِيْهُ اللّٰهُ اَنْفِيْ رِزْقًا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ﴾ [الانعام: ۱۶۴]

”آپ فرما دیجیے کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو رب تلاش کرتا پھروں حالانکہ وہ ہر چیز کا مالک ہے۔“

توحید ربوبیت تو حید الوہیت کو بھی لازم ہے، لہذا جس نے اس بات کا اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ اکیلا رب، خالق و مالک اور رازق ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس بات کا بھی اقرار کرے کہ وہی تنہا عبادت کا مستحق ہے۔ وہ صرف اللہ کو پکارے، اسی سے فریاد کرے، صرف اسی پر بھروسہ کرے اور عبادت کی کوئی قسم غیر اللہ کے لیے نہ کرے بلکہ صرف اللہ کے لیے کرے۔

توحید کی تفصیلات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّسْتَقِيْمُوْنَ﴾

[الانعام: ۸۲]

”جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ آلودہ نہیں کرتے، ایسے ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں۔“

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا خاص کلمہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی

طرف القاء کیا۔ اس کی خاص روح ہیں اور یہ کہ جنت اور جہنم حق ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے عمل کے مطابق جنت میں داخل کرے گا۔“

(بخاری: ۳۴۳۵۔ مسلم: ۲۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”اے ابن آدم! تو نے مجھے جو پکارا اور مجھ سے جو امید کر رکھی ہے اس کی وجہ سے میں نے تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا اور میں پروا نہیں کرتا ہوں، اے ابن آدم! اگر تمہارے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تم مجھ سے استغفار کرو تو میں تمہیں بخش دوں گا اور مجھے کچھ پروا نہیں ہوگی، اے ابن آدم! اگر تم میرے پاس زمین کے برابر غلطیاں لے کر آؤ اور مجھ سے اس حال میں ملو کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں تمہارے پاس اس کے برابر مغفرت لے کر آؤں گا۔“

(ترمذی: ۳۵۴۰۔ ترمذی: ۲۸۰۵)

اہل توحید کا بدلہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَسِّرْ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأَنُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَنْزَالٌ مَطَهَّرَةٌ لَّهُمْ فِيهَا خُلَدٌ وَلَدُونَ﴾ [البقرة: ۲۵]

”اور ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں کی خوش خبری سنا دو جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ جب انہیں کھانے کے لیے جنت کا کوئی پھل دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے دیا گیا تھا اور انہیں ایک دوسرے سے ملتے جلتے پھل بھی دیے جائیں گے اور ان کے لیے بیویاں ہیں صاف ستھری اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے

رسول! وہ بڑی نیکی یا بڑا گناہ جو باعث جنت یا جہنم ہو کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔“ (مسلم: ۹۳)

**کلمہ توحید کی عظمت:**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت جب قریب ہوا تو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میں تمھیں وصیت کر رہا ہوں، میں تمھیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں سے منع کرتا ہوں، میں تمھیں لا الہ الا اللہ کا حکم دیتا ہوں اس لیے کہ ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان اگر ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں اور لا الہ الا اللہ ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے تو لا الہ الا اللہ کا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور اگر ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان ایک مبہم حلقہ بن جائے تو لا الہ الا اللہ انھیں توڑ دے گا اور میں تمھیں سبحان اللہ و بحمہ کہنے کا حکم دیتا ہوں اس لیے کہ وہ ہر چیز کی تسبیح ہے اور اسی کے ذریعے مخلوق کو روزی دی جاتی ہے اور میں تم کو شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔“

(احمد، ج: ۶۵۸۳، بخاری، الادب المفرد، ج: ۵۵۸، دیکھے مللۃ صحیحۃ للالہابی، ج: ۱۳۴)

**کمال توحید:**

توحید اس وقت مکمل ہوگی جب ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچا جائے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

[النحل: ۳۶]

”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔“

طاغوت ہر وہ چیز ہے جس کے ذریعے بندہ حد سے تجاوز کر جائے، چاہے وہ معبود ہو جیسے بت یا مستبوع ہو جیسے کاہن یا علمائے سوء ہوں یا ایسے امراء و رؤسا ہوں جو اللہ کی اطاعت نہیں کرتے۔ طاغوت بہت سے ہیں جن میں پانچ سرغنہ ہیں۔

پہلا ابلیس، اللہ ہمیں اس کے شر سے بچائے، دوسرا وہ جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس پر راضی ہو، تیسرا وہ جو لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلائے، چوتھا وہ جو علم غیب کا دعویٰ کرے، پانچواں وہ جو اللہ کے نازل کردہ احکام کو چھوڑ کر خود ساختہ احکام سے فیصلہ کرے۔

### ۳۔ عبادت

#### عبادت کا معنی:

عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عبادت کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے۔ ایک تعبد ہے جس کا مطلب ہے کہ بندہ اللہ سے محبت رکھتے ہوئے اور اس کی تعظیم کرتے ہوئے اس کے احکامات کو بجالا کر اور اس کے ممنوعات سے بچ کر اس کے سامنے فروتنی و عاجزی ظاہر کرے۔

دوسرا حسبہ بہ ہے، یہ ہر وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے چاہے وہ اقوال ہوں یا ظاہری و باطنی اعمال ہوں مثلاً دعا، ذکر، نماز، محبت وغیرہ، مثال کے طور پر نماز عبادت ہے اور نماز پڑھنا اللہ کی عبادت کرنا ہے۔

لہذا ہم نماز، خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ سے محبت رکھتے ہوئے، اس کی تعظیم کرتے ہوئے صرف اسی کے لیے پڑھیں اور ویسے ہی عبادت کریں جیسے اس نے اس کا حکم دیا ہے۔

#### انسان اور جنات کی تخلیق میں حکمت:

اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنات کو یونہی بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ انھیں کھانے پینے اور لہو و لعب کے لیے پیدا کیا ہے، بلکہ ایک عظیم مقصد کے لیے پیدا کیا ہے اور وہ ہے اللہ رب العزت کی عبادت کرنا، اس کی توحید بیان کرنا، اس کی تعظیم کرنا، اس کی تکبیر بیان کرنا اور اس کی اطاعت کرنا، آدمی اس کے احکامات کو بجالائے اس کے منہیات سے بچے، اس کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہ کرے

اور غیر اللہ کی عبادت کرنا چھوڑ دے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِعِبَادَتِي﴾ [الذاریات: ۵۶]

”ہم نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔“

بندگی کا طریقہ:

اللہ کی عبادت دو عظیم بنیادوں پر قائم ہے، ایک اللہ کے فضل و احسان اور رحمت کا مشاہدہ جس سے اللہ سے محبت پیدا ہوتی ہے اور دوسری اپنے نفس کے عیوب کا مطالعہ اور ایسا کام کرنا جس سے انکساری پیدا ہو۔

سب سے قریبی ذریعہ جس سے بندہ اللہ تک پہنچ سکتا ہے، یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہر حال میں اللہ کا محتاج سمجھے اور کسی بھی حال و مقام اور سبب و وسیلہ کو پا کر اس سے بے نیازی و بے رغبتی ظاہر نہ کرے، وہ اپنی ہر ضرورت میں اسی کی طرف رجوع کرے اور یہ سمجھے کہ اگر اللہ نے اسے چھوڑ دیا تو وہ خسارہ میں پڑ جائے گا اور ہلاک ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يَكْمُرُ قُنْ لَّيْمَكُمْ قَوْمٌ إِلَّا تَعْلَمُوهُ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَلْيُحْيُوا إِلَهُكُمْ ثُمَّ إِذَا كُفِّتِ

الضُّرُّ عَنْكُمْ إِذَا قَرَّبْتُمْ إِلَيْنَا فَيَنْتَحِرِفُوا إِلَيْنَا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ

تَعْلَمُونَهُ﴾ [النحل: ۵۳، ۵۴]

”تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں، پھر جب بھی تمہیں کوئی مصیبت پیش آجائے تو اسی کی طرف نالہ و فریاد کرتے ہو، اور جہاں اس نے وہ مصیبت تم سے رفع کر دی تم میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگ جاتے ہیں، کہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کریں، اچھا کچھ فائدہ اٹھا لو آخر کار تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا۔“

کامل ترین عبادت کرنے والے:

سب سے مکمل عبادت انبیاء کی عبادت ہے اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے

والے اور سب سے زیادہ اس کی تعظیم کرنے والے ہیں، پھر اللہ نے ان کو رسول بنا کر سارے لوگوں پر فضیلت بخشی ہے لہذا انھیں فضیلت رسالت اور خاص بندگی کی فضیلت دونوں حاصل ہیں، پھر صدیقین کی عبادت سب سے مکمل عبادت ہے کیوں کہ اللہ اور اس کے رسول کی مکمل تصدیق انھوں نے کی ہے اور اللہ کے حکم پر وہ قائم رہے ہیں، پھر شہداء ہیں اور پھر صالحین۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يُظِلَّ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالْخَلِیِّیْنَ وَمَحْسَنَ أُولَٰئِكَ رَفِیقًا﴾ [النساء: ۶۹]

”اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کرے گا تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگوں کے ساتھ، یہ بہترین رفیق ہیں۔“

### کمال بندگی:

۱۔ ہر آدمی تین حالتوں میں ہوتا ہے، اس پر اللہ کی نعمتیں ہوتی ہیں اس لیے اس پر حمد و شکر واجب ہے، وہ گناہ گار ہوتا ہے اس لیے اس پر استغفار واجب ہے، اس کو اللہ تعالیٰ مصیبت دے کر آزماتا ہے اس لیے اس پر صبر واجب ہے، جس نے ان تینوں واجبات کو ادا کیا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ مصیبت دے کر اپنے بندے کے صبر اور بندگی کا امتحان لیتا ہے۔ وہ انھیں ہلاک کرنا نہیں چاہتا اور نہ عذاب دینا چاہتا ہے، لہذا بندے کو چاہیے کہ وہ تکلیف میں بھی اللہ کی بندگی کو اسی طرح لازم پکڑے جیسے کہ آرام میں لازم پکڑتا ہے، وہ ناگوار حالات میں بھی بندگی کا اسی طرح ثبوت دے جس طرح پسندیدہ حالات میں بندگی کا ثبوت دیتا ہے، لیکن اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ آرام کی حالت میں تو بندگی کا ثبوت دیتے ہیں لیکن تکلیف کی حالت میں اس کا ثبوت نہیں دیتے، حالانکہ انھیں دونوں حالتوں میں بندگی کا ثبوت دینا چاہیے اور یہی کمال بندگی ہے، مثلاً گرمی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا بھی بندگی ہے، خوب صورت توبی سے شادی کرنا بھی بندگی ہے، مگر سخت ٹھنڈے میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا کمال بندگی ہے، بغیر لوگوں



کے خوف کے ان برائیوں کو چھوڑ دینا جنہیں نفس کرنا چاہے کمال بندگی ہے، بھوک اور تکلیف پر صبر کرنا بندگی ہے لیکن دونوں قسم کی بندگی میں فرق ہے۔

لہذا جو شخص آرام و تکلیف دونوں حالتوں میں بندگی کا ثبوت دے وہ اللہ کے ان بندوں میں سے ہے جن پر کوئی خوف و حزن نہیں، ایسے بندوں پر شیطان کا بس نہیں چلتا، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرتا ہے لیکن کبھی کبھی شیطان اس کو دھوکا دے دیتا ہے، وہ اس طرح سے کہ بندے کو کبھی غفلت، شہوت اور غضب سے آزمایا جاتا ہے، پھر شیطان ان تینوں راستوں سے بندے تک پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بندے پر نفسانی خواہشات اور شیطان کو مسلط کر دیا ہے اور وہ یہ دیکھ رہا ہے کہ بندہ اس کی اطاعت کرتا ہے یا اپنے رب کی۔ انسان پر اللہ تعالیٰ کے کچھ اوامر ہیں اور اس کے نفس کے بھی کچھ اوامر ہیں، اللہ تعالیٰ بندوں سے چاہتا ہے کہ وہ ایمان لائیں اور عمل صالح کریں جبکہ نفس مال کماتا اور اپنی شہوتیں پوری کرنا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سے آخرت کا عمل چاہتا ہے اور نفس دنیا کا عمل چاہتا ہے۔

درحقیقت ایمان ہی نجات کا راستہ ہے اور وہی وہ مشعل ہے جس سے حق کو دیکھا جاتا ہے اور ایمان کی آزمائش ہر حالت میں کی جائے گی۔

### بندوں پر اللہ کا حق:

اللہ تعالیٰ کا حق آسمان و زمین پر رہنے والی مخلوقات پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ چاہے کہ اس کی اطاعت کی جائے یا فرمائی نہ کی جائے اور اس کو یاد کیا جائے، بھلایا نہ جائے، اس کا شکر ادا کیا جائے یا شکری نہ کی جائے۔ کون ایسا شخص ہے جو اس واجب کو ہاں کسی کوتاہی کے کما حقہ ادا کرتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے؟ لہذا اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کی تمام مخلوقات کو ہلاک کر دے تو وہ ظالم نہیں کہلائے گا اور اگر وہ ان پر رحم کرتا ہے تو اس کا رحم ان کے لیے ان کے اعمال کی نسبت عمدہ تر ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک گدھے پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، گدھے کا نام عفر تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟“ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بھرتے جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کا حق بندوں پر

یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شرک نہ کرے وہ اسے سزا نہ دے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو اس کی خوشخبری نہ دے دوں؟ آپ نے فرمایا: تم ان کو خوشخبری نہ دو ورنہ وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے (مزید عمل نہیں کریں گے)۔ (بخاری: ۲۸۵۶، مسلم: ۳۰)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَحْسِبَ النَّاسَ أَنْ يَتَذَكَّرُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۖ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ﴾ [العنکبوت: ۲۰، ۲۱]

”کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے، بالتحقیق ہم نے تو ان سے اگلوں کو بھی خوب جانچا، یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرے گا جو جھوٹے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے زلیخا کے طعن میں بتایا:

﴿وَمَا أَتَىٰ نَفْسِي ۖ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالشُّعُورِ ۖ إِنَّمَا رَجَمْتُ رَبِّي ۖ إِنَّ دَنِي عَفْوَراً ۚ﴾ [یوسف: ۵۳]

”میں اپنے نفس کی پاکیزگی بیان نہیں کرتی، پیچک نفس تو برائی پر ابھارنے والا ہی ہے، مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے، یقیناً میرا پالنے والا بڑی بخشش کرنے والا اور بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبَا لَكَ فَأَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ۖ أَهْوَاءَهُمْ طَوْعًا مِنْ أَهْلِ مِثْنِ الْكُفْرَةِ هُوَ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ [القصص: ۵۰]

”اگر یہ تیری بات نہ مانیں تو آپ یقین کر لیں کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں، اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے، جو اللہ کی ہدایت کی بجائے اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو، بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

## ۴۔ شرک

شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اس کی الوہیت، اس کے اسماء و صفات یا ان میں سے کسی ایک کے اندر اللہ کا شریک ٹھہرایا جائے، سو جب انسان یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کے علاوہ کوئی خالق یا معبود ہے تو وہ مشرک ہے یا اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات میں کوئی دوسرا بھی شریک ہے تو وہ مشرک ہے۔

### شرک کے خطرات:

اللہ کے ساتھ شرک بہت بڑا ظلم ہے اس لیے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی حق تلفی کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق توحید ہے۔ توحید سب سے بڑا عدل ہے اور شرک سب سے بڑا ظلم اور قبیح ترین چیز ہے کیونکہ اس سے اللہ رب العالمین کی ذات کو ناقص ثابت کیا جاتا ہے۔ اس کی اطاعت سے منہ موڑا جاتا ہے اور اس کا خالص حق دوسروں کو دے دیا جاتا ہے۔ شرک سے بدترین فطرہ یہ ہے کہ جو شخص شرک کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف نہیں کرے گا۔

ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ [النساء: ۱۱۶]

”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔“

شرک سب سے بڑا گناہ ہے لہذا جس نے غیر اللہ کی عبادت کی اس نے عبادت کو اس کی اصل جگہ سے ہٹا دیا بلکہ اسے غیر مستحق کو دے دیا اور ظاہر ہے یہ بہت بڑا ظلم ہے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [لقمان: ۱۳]

”بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

شرک تمام اعمال کو بر باد کرنے والا، باعث ہلاکت و خسارہ اور سب سے بڑا گناہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مَلَكُ الدِّينِ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ لَيُخَبِّطَنَّ عَمَلُكَ وَلَيَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [الزمر: ۶۵]

”یہیٰنا تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو بلاشبہ آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے اور بالیقین آپ زیاں کاروں میں سے ہو جائیں گے۔“

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں گناہ کبیرہ میں سب سے بڑا گناہ نہ بتا دوں؟“ ایسا آپ نے تین بار کہا۔ لوگوں نے عرض کی: ہاں، اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیے، آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا، آپ اس وقت ٹیک لگائے بیٹھے تھے لیکن انہر کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے اور جھوٹ بولنا۔ آپ یہ بات دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش آپ خاموش ہو جاتے۔ (بخاری: ۲۶۵۴۔ مسلم: ۸۷)

### شرک کی قباحتیں:

دیگر قباحتوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان چار آیات میں شرک کی چار قباحتیں بیان کی ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا﴾ [النساء: ۴۸]

”یہیٰنا اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو نہیں بخشا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے، اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔“  
ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾ [النساء: ۱۱۶]

”اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا بہت دور گمراہی میں جا پڑا۔“

﴿إِنَّكَ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

مِنْ أَنْصَارٍ﴾ [العنکبوت: ۲۲]

”یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور گناہ گاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔“

﴿وَمَنْ يَشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا اخْرَجَ مِنَ السَّمٰوٰتِ فَتَخَطَّفُهَا الْفُكْرُ اَوْ لَهْوٰی يَوْمَ الدِّیْنِ فِیْ مَكَانٍ سَعِیْۃٍ﴾ [النحج: ۳۱]

”سنو، اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا اب اسے یا تو پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز جگہ پر پھینک دے گی۔“

### اہل شرک کی سزا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ﴾ [البینہ: ۶]

”بے شک جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہوئے اور مشرکین سب دوزخ کی آگ میں (جائیں گے) جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں۔“

ارشاد ربانی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُكْفِرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَیُؤِیْدُوْنَ اَنْ یَّعٰیقَ فَا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَیَقُولُوْنَ نُوْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكْفِرُ بِبَعْضٍ وَیُؤِیْدُوْنَ اَنْ یَّكُوْنَ فَا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًاۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّاۙ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِیْنَ عَذَابًا لَّهِیْمًاۙ﴾ [النساء: ۱۵۰، ۱۵۱]

”جو لوگ اللہ کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق روا رکھیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو ہمارا ایمان ہے اور بعض پر نہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کے بین بین کوئی راہ نکالیں، یہ سب لوگ اصلی کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔“

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کا مثل و نظیر مان کر کسی کو پکارتا ہے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔“ (بخاری: ۴۴۹۷۔ مسلم: ۹۲)

### شرک کی بنیاد:

شرک کی بنیاد غیر اللہ سے تعلق ہے اور جو شخص غیر اللہ سے اپنا تعلق قائم کرنے کا اللہ تعالیٰ اس کو اس کے حوالے کر دے گا، اس کو اس پر سزا دے گا اور اسے اس کی طرف سے رسوائی ملے گی۔ وہ مذموم بن جائے گا اس کی کوئی تعریف کرنے والا نہ ہوگا اور وہ بے یار و مددگار ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَجْعَلُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقَعَدَ مَذْمُومًا لِّقَوْلِهِ﴾ [الإسراء: ۲۲]

”اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ ٹھہرا اور نہ ملامت زدہ اور بے یار و مددگار بیٹھا رہ جائے گا۔“

### ⑤ شرک کی اقسام

شرک کی دو قسمیں ہیں: شرک اکبر اور شرک اصغر۔

#### ۱۔ شرک اکبر:

شرک اکبر کا مرکب ملت سے خارج، اس کا سارا عمل اکارت اور اس کا فوہن حلال ہے۔ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اگر اس نے توبہ نہ کی اور اسی حالت میں مر گیا، شرک اکبر یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کی جائے، مثلاً غیر اللہ سے دعا و استعا کرنا، اہل قبور اور جن و شیاطین و غیرہ کے لیے ذبیحہ اور نذر و نیاز پیش کرنا، غیر اللہ سے مالداری، شفا اور بارش وغیرہ مانگنا کہ جس پر وہ قادر نہیں ہیں جیسے کہ بعض جہلا، اولیا و صالحین کی قبروں کے پاس یا پتھروں اور درختوں وغیرہ کے بتوں کے پاس جا کر مانگتے ہیں۔

### شرک اکبر کی قسمیں

#### خوف میں شرک:

یہ ہے کہ آدمی اللہ کے علاوہ دوسرے معبودان باطلہ (وہ بت ہوں، میت ہو یا جن و انس میں

سے کوئی پوشیدہ ہستی) سے ڈرے کہ وہ ان کو نقصان پہنچا دیں گے۔

اللہ سے خوف کھانے کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے لہذا جس نے غیر اللہ سے خوف کھایا اس نے شرک اکبر کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا مِنِّي إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝﴾ [آل عمران: ۱۷۵]

”اور اگر تم مومن ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔“

محبت میں شرک:

اللہ سے محبت کمال فروتنی و کمال اطاعت کو لازم ہے۔ یہ محبت خالص اللہ کے لیے ہونی چاہیے، اس میں کسی کو شریک ٹھہرانا جائز نہیں، لہذا جس نے غیر اللہ سے ایسی ہی محبت کی جیسے کہ وہ اللہ سے کرتا ہے تو اس نے محبت و تعظیم میں اللہ کا شل و نظیر بنایا اور یہ شرک ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِذَا دُعُوا لِلْحُجَّةِ كُفْرًا وَلَئِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَخٰثِرُونَ ۝﴾ [البقرة: ۱۶۵]

”بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اوروں کو اللہ کا شریک ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔“

اطاعت میں شرک:

اطاعت میں شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام ٹھہرایا ہے اس کو حلال کرنے میں یا جس چیز کو حلال ٹھہرایا ہے اس کو حرام کرنے میں علماء، امراء اور رؤساء و حکام کی بات ماننے، لہذا جس نے اس معاند میں ان لوگوں کی اتباع کی، اس نے شریعت سازی اور حلال و حرام میں اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا اور یہ شرک اکبر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اتَّخِذُوا أَحِبَّارَهُمْ وَرُؤَسَاؤَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالسَّيِّئِينَ الَّذِينَ مَرَّيِمُوا وَمَا أَمْرُوا

إِلَّا لِعَبْدٍ ذَا النِّهَا وَاجِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَكَ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿[التوبة: ۳۱]

”ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو بھی، حالانکہ انھیں صرف ایک، کیلئے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے، ان کے شریک مقرر کرنے سے۔“

## نفاق کی قسمیں

نفاق کی دو قسمیں ہیں:

① نفاق اکبر۔ ② نفاق اصغر۔

### ۱۔ نفاق اکبر:

یہ اعتقادی نفاق ہے، یعنی یہ کہ آدمی اپنا اسلام ظاہر کرنے اور کفر چھپائے رہے۔ ایسا شخص کافر ہے اس کا ٹھکانا جہنم کا سب سے ٹھکانا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَجَةِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾

[النساء: ۶۴]

”منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے، آپ ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔“

### نفاق اصغر:

اس کا مطلب اعمال میں نفاق ہے۔ ایسا شخص ملت اسلام سے خارج نہیں ہوگا لیکن گناہ گار ہوگا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چار خصلتیں جس کے اندر پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس کے اندر ان میں سے ایک خصلت پائی جائے، اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت پائی جاتی ہے، جب تک کہ وہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ وہ یہ ہیں: جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو پورا نہ کرے اور جب لڑائی کرے تو گالی دے۔“ (بخاری: ۳۴۔ مسلم: ۵۸)



## ۲۔ شرک اصغر:

شرک اصغر تو حید کو ناقص کر دیتا ہے، لیکن آدمی ملت اسلام سے خارج نہیں ہوتا، بہر حال یہ شرک اکبریک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ شرک اصغر کا مرکب سزا پائے گا لیکن کفار کی طرح ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا اور نہ اس کا خون اور مال ہی حلال ہوگا۔ شرک اکبر سے تو سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں لیکن شرک اصغر سے وہی عمل برباد ہوتا ہے جس سے یہ شرک ملا ہوا ہو، مثلاً وہ اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے یا صدقہ کرتا ہے یا روزہ رکھتا ہے یا اللہ کا ذکر کرتا ہے لیکن یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کے باعث لوگ اس کی تعریف کریں۔ اس کو دیکھیں، اس کا ذکر سنیں تو یہ ریاکاری ہے، جو عمل میں داخل ہو کر اس کو برباد کر دیتی ہے۔ قرآن میں جہاں بھی شرک کا لفظ آیا ہے اس سے مراد شرک اکبر ہے۔ جہاں تک شرک اصغر کی بات ہے تو اس کا ثبوت احادیث متواتر سے ملتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ الْكَلِمَةُ وَإِلَهُ وَاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾ [الکہف: ۱۱۰]

”آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو مجھے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں، لہذا جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ غیر کو شریک کیا تو میں اس کا عمل قبول نہیں کروں گا۔“ [مسلم: ۲۹۸۵]

غیر اللہ کی قسم کھانا بھی شرک اصغر ہے۔ اسی طرح اگر آدمی یہ کہے ”جو اللہ اور فلاں چاہے“ یا ”اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتے“ تو یہ بھی شرک اصغر ہے، آدمی کو اس طرح کہنا چاہیے ”جو اللہ چاہے پھر جو فلاں چاہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر یا شرک کیا۔“ (صحیح ابو داؤد: ۳۲۵۱۔ ترمذی: ۱۵۳۵)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَ شَاءَ فَلَانٌ وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ مَا شَاءَ فَلَانٌ»

(صحیح۔ احمد، ج: ۲۳۵۴۔ دیکھیے سلسلۃ صحیحہ: ۱۳۷۔ ابوداؤد: ۴۹۸۰)

”یہ مت کہو کہ جو اللہ اور فلاں چاہے بلکہ یہ کہو کہ جو اللہ چاہے اور پھر جو فلاں چاہے۔“

شرک اصغر کرنے والے آدمی کے دل میں جو چیز ہے اس کے مطابق کبھی شرک اصغر، شرک اکبر بن جاتا ہے، اس لیے ایک مسلمان کو شرک اکبر و اصغر دونوں سے بچنا چاہیے۔ شرک ظلم عظیم ہے وہ کبھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ [النساء: ۸۴]

”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کرنے والے کو نہیں بخشا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔“

### شرکیہ اقوال و افعال اور اس کے وسائل:

شرک اکبر اور شرک اصغر کے درمیان کچھ اقوال و افعال ہیں، جو فاعل یا قائل کی نیت کے مطابق عقیدہ کو فاسد کر دیتے ہیں۔ یہ ایسے امور ہیں جو توحید کے منافی ہیں۔ یہ توحید کے صاف دشمن چشمہ کو گملا کر دیتے ہیں۔ شریعت نے ان سے منع کیا ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں:

چھلایا دھاگا باندھنا: اس نیت سے کہ اس سے بلا دور ہوگی، شرک ہے۔

تعویذ لکھنا: بچوں کے گلے میں تعویذ لکھنا، خواہ وہ سچی کے ہوں یا بڑی کے یا کبھی ہوئی شکل میں ہوں، تاکہ انھیں نظر بد سے بچایا جاسکے، شرک ہے۔

بدقالی: چاہے پرندوں کے ذریعہ لی جائے یا انسانوں کے ذریعے یا زمین کے کسی ٹکڑے کے ذریعہ، یہ بھی شرک ہے، کیوں کہ اس میں آدمی غیر اللہ سے تعلق قائم کرتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ ضرر کا حصول ایک مخلوق کی طرف سے ہے، حالانکہ وہ مخلوق خود اپنے آپ کو نقص و نقصان نہیں پہنچا سکتی، یہ صرف شیطان کا دوسرہ ہے اور توکل علی اللہ کے منافی ہے۔

درختوں، پتھروں، آثار اور قبروں سے برکت حاصل کرنا: ان چیزوں سے برکت طلب کرنا

اور ان میں برکت سمجھنا شرک ہے، اس لیے کہ اس میں آدمی برکت حاصل کرنے کے لیے غیر اللہ سے تعلق قائم کرتا ہے۔

جادو: جس کا سبب منجلی ہو، اس کو جادو کہتے ہیں۔ یہ چند منتر، جھاڑ پھونک، کلام اور دوا کا نام ہے۔ وہ دل و جسم میں اثر کرتا ہے اور آدمی کو بیمار بنا دیتا ہے یا مار ڈالتا ہے یا شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی کرا دیتا ہے۔ یہ ایک شیطانی عمل ہے، ان میں سے اکثر تک شرک کے ذریعہ سے پہنچا جاتا ہے۔

جادو شرک ہے کیونکہ اس میں اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں سے تعلق قائم کیا جاتا ہے۔ جادوگر علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٌ وَلَكِنَّ الْكُفْرَانَ يَصْرِفُهُ لِقَوْمٍ يَكْفُرُونَ﴾

[البقرة: ۱۰۲]

”سلیمان نے تو کفر نہیں کیا بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔“  
کبھی جادو شرک کی بجائے گناہ کبیرہ ہوتا ہے، اگر وہ صرف دواؤں کے ذریعہ سے ہو۔  
کہانت: یہ علم غیب کا دعویٰ کرنا ہے۔ اس میں آدمی مستقبل میں زمین پر واقع ہونے والی چیز کے بارے میں بتاتا ہے اور شیطان اس کا مصدر و مرجع ہوتا ہے۔ یہ شرک ہے کیونکہ اس میں غیر اللہ سے تقرب حاصل کیا جاتا ہے اور غیب کا علم رکھنے میں اللہ کے شریک ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی حاکمہ عورت سے صحبت کی یا کسی عورت کی دہر میں جھار کیا یا کاهن کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے اس چیز کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے۔“ (ترمذی: ۵۳۱۔ ابن ماجہ: ۹۳۶)  
علم نجوم: یعنی احوال عالم معلوم کرنے کے لیے ستاروں کو دیکھنا اور فلک کے احوال سے زمین کے حوادث پر استدلال کرنا جیسے ہواؤں کے چلنے کا وقت، بارش کا آنا، امراض و وفات کا وقوع پذیر ہونا، گرمی و ٹھنڈک کا ظہور، زرخ کا بدلنا وغیرہ، یہ شرک ہے، کیونکہ اس میں تدبیر کائنات اور غیب کے جاننے میں اللہ کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے۔

پنچتر ماننا: یعنی بعض خاص ستاروں کے طلوع یا غروب ہونے کی طرف بارش کے نزول کی نسبت کرنا، مثلاً یہ کہنا کہ ”قلاں ستارے کے طلوع ہونے کی وجہ سے بارش ہوگی ہے۔“ شرک ہے، کیونکہ بارش کا نازل کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے نہ کہ ستاروں کے ہاتھ میں۔

## ۶۔ اسلام

دین اسلام کے تین مراتب ہیں:

اسلام، ایمان اور احسان پھر ہر مرتبہ کے کچھ ارکان ہیں۔

دنیا و آخرت میں انسان کی کامیابی دین اسلام میں مضمر ہے۔

انسان کو دین کی اس سے کہیں زیادہ ضرورت ہے جتنا اسے کھانے پینے اور ہوا کی ضرورت ہے۔ ہر انسان شریعت کا محتاج ہے۔ اسلام ایک ایسا نور ہے جو انسان کو اس کا نفع و نقصان دونوں بتاتا ہے۔

## اسلام کا معنی:

اسلام کا مطلب ہے۔ اللہ کو ایک مان کر اس کی فرماں برداری کرنا، اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا، اس کی اطاعت کرنا، شرک اور اہل شرک سے برائت کا اظہار کرنا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی اور اس کے ساتھ دوسروں کی بھی فرماں برداری کی وہ مشرک ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری نہیں کی وہ کافر و منکر ہے۔ یہ دونوں طریقے اسلام کے خلاف ہیں۔

## ۷۔ ارکان اسلام

اسلام کے پانچ ارکان ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر اٹھائی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“

(بخاری: ۸۔ مسلم: ۱۶۰)

لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان اور اپنے دل سے اس بات

کا اعتراف کرے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اس کے سوا تمام معبودوں کی الوہیت باطل ہے۔ ان کی عبادت باطل ہے۔ یہ نفی و اثبات دونوں پر مشتمل ہے۔ لا الہ میں اس چیز کی نفی کی گئی ہے جس کی پرستش اللہ تعالیٰ کے علاوہ کی جاتی ہے اور لا اللہ میں عبادت کو صرف اللہ کے لیے ثابت کیا گیا ہے۔ اس کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں، جیسے اس کی ملکیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ ”محمد رسول اللہ“ کی گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ جو حکم دیں اس کی اطاعت کی جائے، جو خبر دیں اس کی تصدیق کی جائے، جس چیز سے منع کریں اس سے بچا جائے اور جس طرح آپ نے بتایا ہے عین اسی طرح اللہ کی عبادت کی جائے۔

## ۸۔ ایمان

ایمان یہ ہے کہ تم اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر پر ایمان لاؤ۔

ایمان کا تعلق قول و عمل دونوں سے ہے، قول کا تعلق دل اور زبان سے ہے اور عمل کا تعلق دل، زبان اور اعضا سے ہے۔ ایمان اطاعت سے بڑھتا اور معصیت سے گھٹتا ہے۔ ایمان کا مطلب دل سے تصدیق کرنا، زبان سے کہنا اور اعضا سے عمل کرنا ہے۔

### ایمان کی شاخیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کی سترے اوپر یا ساٹھ سے اوپر شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ کہنا اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے اور حیا و شرم بھی ایمان کی شاخ ہے۔“ (مسلم: ۳۵)

### ایمان کے درجات:

ایمان کا ذائقہ اور اس کی سطح اس کی حقیقت ہوتی ہے۔

۱۔ ایمان کا ذائقہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس قول میں بیان کر دیا ہے: (( ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا )) [مسلم: ۳۴]  
”اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا

رسول ماننے پر راضی ہوا۔“

۲۔ ایمان کی سمجھاس کو نبی ﷺ نے اس طرح بیان کیا ہے: ”تین چیزیں جس کے اندر ہوں وہ ایمان کی سمجھاس پالیتا ہے، ایک یہ کہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ کی خاطر محبت رکھے، تیسرے یہ کہ کفر کی طرف لوٹنا اسے ایسے ہی ناپسند ہو جیسے اسے آگ میں ڈالا جانا ناپسند ہے۔“ (بخاری: ۱۶۔ مسلم: ۴۳)

۳۔ ایمان کی حقیقت اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کے پاس دین کی حقیقت ہے اور جو دین کے لیے محنت کرتا ہے مثلاً: عبادت، دعوت، ہجرت، نصرت، جہاد اور انفاق وغیرہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَرُحَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۚ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ يُنْفِقُونَ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ [الأنفال: ۲، ۴]

”بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سچے ایمان والے یہی لوگ ہیں، ان کے رب کے پاس ان کے لیے بڑے درجے ہیں اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔“

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ [الأنفال: ۷۴]

”جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد پہنچائی، یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ أَمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ لَمَّا نَزَّلْنَا وَجْهَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ [الحجرات: ۱۵]

”مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائیں، پھر شک و شبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں۔ (اپنے دعوائے ایمان میں) یہی سچے اور راست گو ہیں۔“

کوئی بھی بندہ ایمان کی حقیقت تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ اس کو جو چیز لاحق ہوئی ہے وہ اس سے بچ نہیں سکتا تھا اور جس چیز سے وہ بچ گیا ہے وہ اسے لاحق ہونے والی نہیں تھی۔

### کمالِ ایمان:

اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کامل محبت ہوگی تو آدمی پسندیدہ کام کرے گا اور برے کام سے بچے گا، جس سے اس کا ایمان کھل ہوگا، اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی جو دل کا عمل ہے اور اللہ کے لیے دینا اور اللہ ہی کے لیے نہ دینا جو بدن کا عمل ہے، یہ بھی کمالِ ایمان اور اللہ سے کمال محبت کی دلیل ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی خاطر محبت کی اور اللہ کی خاطر بغض رکھا، اللہ کی خاطر دیا اور اللہ کی خاطر نہ دیا، اس نے ایمان کھل کر لیا۔“  
(حسن۔ ابوداؤد: ۴۶۸۱۔ صحیح۔ سنن أبی داؤد: ۳۹۱۵۔ دیکھیے سلسلة صحیحة: ۳۸۰)

## ۹۔ ایمان کی خصائیس

### رسول اللہ ﷺ سے محبت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“ (بخاری: ۱۵۰۔ مسلم: ۴۴)

## انصار سے محبت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کی علامت انصار سے محبت رکھنا اور نفاق کی علامت انصار سے بغض رکھنا ہے۔“ (بخاری: ۱۷، مسلم: ۷۴)

## اپنے مسلمان بھائی سے محبت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے یا یہ فرمایا کہ اپنے پڑوسی کے لیے وہی چیز نہ پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“ (بخاری: ۱۳، مسلم: ۴۵)

## پڑوسی اور مہمان کی عزت کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔“ (بخاری: ۶۰۱۸، مسلم: ۴۷)

## نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل میں اسے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔“ (مسلم: ۴۹)

## نصیحت:

حضرت حمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دین خیر خواہی کا نام ہے۔“ ہم نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! خیر خواہی کس کے لیے؟“ آپ نے فرمایا: اللہ کے لیے،



اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے اور مسلمانوں کے ائمہ اور ان کے عام لوگوں کے لیے۔“ (مسلم: ۵۵)

ایمان سب سے افضل عمل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا کہ پھر کون سا عمل؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔“ پوچھا گیا پھر کون سا عمل؟ آپ نے فرمایا: ”حج مبرور (مقبول)۔“ (بخاری: ۲۶۰۔ مسلم: ۸۳)

اطاعت سے ایمان کا بڑھتا اور نافرمانی سے گھٹنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَنزَلَ الشَّكَّيْنَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ﴾

[ الفتح: ۴ ]

”وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں سکون (اور اطمینان) ڈال دیا تاکہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ ایمان میں اور بڑھ جائیں۔“

ایک جگہ یوں ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا مَا أَنزَلْنَا سُورَةً كُنْتُمْ فِيهَا كَافِرًا ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ [التوبة: ۱۲۴]

”اور جب بھی کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا ہے؟ سو جو لوگ صاحب ایمان ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا اور شراب پینے والا جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔“ [بخاری: ۲۴۷۵۔ مسلم: ۵۷]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ہر کے برابر بھی خیر (ایک روایت کے مطابق ایمان) ہو تو وہ (ایک نہ ایک دن) ضرور دوزخ سے نکلے گا اور جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں گنہیں برابر بھی خیر (ایمان) ہو تو وہ بھی (ایک نہ ایک دن ضرور) دوزخ سے نکلے گا۔ (بخاری: ۴۴، مسلم: ۱۹۳)

اسلام لانے سے پہلے کا عمل:

اگر کافر اسلام لے آئے اور پھر نیک اعمال کرے تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتُوبُوا غُفْرُهُمْ قَدْ سَلَتْ وَإِنْ يَتُوبُوا فَقَدْ مَحَّضْتُ سُلَّتْ  
الْأَوَّلِينَ﴾ [الأنفال: ۳۸]

”آپ ان کافروں سے کہہ دیجیے کہ اگر یہ لوگ باز آجائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں، سب معاف کر دیے جائیں گے اور اگر یہ اپنی وہی عادت رکھیں گے تو پہلے لوگوں کا جو طریقہ گزرا (ان کے لیے بھی وہی برتا جائے گا)۔“

نیک کام پر ثواب:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں کچھ امور کے ذریعہ زمانہ جاہلیت میں (اللہ کی) عبادت کرتا تھا تو کیا اس پر مجھے ثواب ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تم سے بھلائی کا صدور پہلے ہوا ہے اسی پر تمہارا اسلام ہے۔“ (بخاری: ۱۴۳۶، مسلم: ۱۶۲۳)

جو شخص اسلام لائے پھر برا کام کرے تو اس کا مواخذہ پہلے اور بعد کے دونوں گناہوں پر ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام لانے کے بعد جس نے اچھا کام کیا تو اس کا مواخذہ اس پر نہیں ہوگا جو اس نے زمانہ جاہلیت میں کیا۔ اسلام لانے کے بعد جس نے برا کام کیا تو اس کا مواخذہ پہلے اور بعد کے دونوں گناہوں پر ہوگا۔“ (بخاری: ۵۰، مسلم: ۸)

## ۱۰۔ ارکان اسلام

اسلام کے ارکان چھ ہیں جیسا کہ حدیث جبریل میں ہے کہ جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ

سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، ایم آخرت پر ایمان لاؤ اور تقدیر کو مانو خواہ وہ اچھی ہو یا بری۔“  
(بخاری: ۵۰، مسلم: ۸)

## ۱۔ اللہ پر ایمان

اللہ پر ایمان چار چیزوں کو شامل ہے:

### ۱۔ اللہ کے وجود پر ایمان:

اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو دین فطرت پر پیدا کیا ہے، یعنی پیدائش کے وقت اپنے خالق پر اس کا ایمان ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَوْمَدَوْهُمْ بِهِمْ حَتَّىٰ نُبَيِّنَ لَهُمُ الْآيَاتِ الَّتِي نَعْرِضُ لَهَا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

[الروم: ۳۰]

”چنانچہ آپ یکسو ہو کر اپنا رخ دین کی طرف کر دیں، اللہ تعالیٰ کی اس فطرت کے مطابق جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل نہیں۔“  
عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق ضرور ہے، ساری مخلوقات کو اس نے پیدا کیا ہے۔ مخلوقات کا وجود خود بخود نہیں ہو سکتا، چنانچہ وہ موجود خالق اللہ رب العالمین ہے، جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۖ أَمْ كُنُوا مِنْ قَبْلُ سَاءَ الْبَرِّ﴾

[النطور: ۳۵، ۳۶]

”کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں، یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں کیا انھوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا ہے؟ نہیں، بلکہ وہ یقین نہیں کرتے۔“  
حس بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کو تسلیم کرتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ رات اور دن کی گردش جاری ہے، انسان اور حیوان کو روزی ملتی ہے، حالات میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے اور مخلوق کے تمام امور ایک باقاعدہ نظام سے چل رہے ہیں تو یہ ساری چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔

ارشاد باری ہے:

﴿يَقْلِبُ اللَّهُ الْآيِلَ وَالْقَهَّارُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ﴾ [النور: ٤٤]

”اللہ تعالیٰ دن اور رات میں رد و بدل کرتا رہتا ہے۔ آنکھوں والوں کے لیے تو یقیناً اس میں بڑی عبرتیں ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی مدد معجزات سے کی ہے، جنھیں لوگوں نے دیکھا اور سنا ہے۔ یہ معجزات انسان کی بساط سے باہر کے معاملات ہیں۔ یہ اس بات کی قطعی دلیل ہیں کہ ان رسولوں کا کوئی بھیجنے والا ہے اور وہ اللہ کی ذات ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا کا پانی پھاڑ کر راستہ بنا دیا تھا۔ عیسیٰ کو یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ وہ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ حضرت محمد ﷺ کو شوقِ قمر کا معجزہ عطا کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کتنے ہی مانگنے والے، دعا کرنے والے اور مصیبت زدہ لوگوں کی دعائیں سنتا اور انھیں عطا کرتا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذْ كَتَبْنَا فِي الْفُلِّ مِنْكُمْ رَجُلًا فَاسْتَخَارَ لَهُ﴾ (الأنفال : ٩)

”اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری فریاد سن لی۔“

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَالنَّبِيُّ إِذْ نَادَىٰ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْكُفْرِ أَنِ ارْجِعْ إِلَىٰ آلِكَ فَانصَبْ لَهَا فَاغْنِهَا عَنْ هَٰذَا وَإِنْ تُبْذَرْ فَاصْبِرْ ۖ فَاصْبِرْ ۚ وَالنَّبِيُّ إِذْ نَادَىٰ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْكُفْرِ أَنِ ارْجِعْ إِلَىٰ آلِكَ فَانصَبْ لَهَا فَاغْنِهَا عَنْ هَٰذَا وَإِنْ تُبْذَرْ فَاصْبِرْ ۚ فَاصْبِرْ ۚ وَالنَّبِيُّ إِذْ نَادَىٰ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْكُفْرِ أَنِ ارْجِعْ إِلَىٰ آلِكَ فَانصَبْ لَهَا فَاغْنِهَا عَنْ هَٰذَا وَإِنْ تُبْذَرْ فَاصْبِرْ ۚ فَاصْبِرْ ۚ

[الأنبياء: ٢٨، ٢٩]

”ایوب علیہ السلام کی اس حالت کو یاد کرو کہ جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، تو ہم نے ان کی فریاد سن لی، ان کو جو تکلیف لاحق تھی اسے دور کر دیا اور ان کو اہل وعیال عطا فرمائے۔ بلکہ ان کے ساتھ ویسے ہی مزید بھی اپنی خاص مہربانی سے تاکہ اپنے سچے بندوں کے لیے سبب نصیحت ہو۔“

شریعت اسلامیہ اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ شرعی احکام میں بندوں کی مصلحت و فطرت کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شریعت کسی عظیم و حکیم ذات کی طرف سے ہے۔

۲۔ ایمان لانا کہ اللہ اکیلا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں:

رب وہ ہوتا ہے جو خالق ہو، مالک ہو اور حاکم بھی ہو، لہذا اللہ کے علاوہ کوئی خالق و مالک اور حاکم نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ [الأعراف: ۴۵]

”یاد رکھو! اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بہت برکت والا ہے اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿بِشْمُوكِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

[المائدہ: ۱۲۰]

”اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور ان چیزوں میں جو ان میں موجود ہیں اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔“

ہمیں اس بات کا یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ساری مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔ وہی ساری چیزوں کا موجد اور وہی کائنات کا مصور ہے۔ اسی نے آسمان و زمین، سورج چاند، رات دن، پانی، پودا، جن و انس اور پہاڑ و دریا پیدا کیے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رُءُوهُ فَتَقْوُوا اللَّهَ﴾ [الفرقان: ۲]

”اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کا پورا اندازہ مقرر کیا۔“

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے۔ اس کا کوئی وزیر مشیر اور معین نہیں۔ وہ اکیلا اور ظہیٰ والا ہے۔ اپنی قدرت سے عرش پر مستوی ہے۔ اس نے اپنی شیئت سے زمین کو ہموار بنایا اور تمام مخلوقات کو اپنے ارادے سے پیدا کیا۔ وہ سارے لوگوں کو اپنی قوت سے اپنے قابو میں رکھے ہوئے ہے۔ وہ مشرق و مغرب کا رب ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ اور سب کا

تکھیاں ہے۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، ہر چیز پر محیط ہے، ہر چیز کا مالک ہے، ہر چیز کا جاننے والا ہے، ہر چیز پر غالب ہے، تمام گردنیں اسی کی عظمت کے سامنے جھکی ہوئی ہیں اور تمام آوازیں اس کی ہیبت سے پست ہیں، تمام توہمیں اس کے سامنے بچ ہیں۔ لگائیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ لگاہوں کا ادراک کرنے والا ہے۔ وہ لطیف و خبیر ہے، جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے فیصلہ صادر فرما دیتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ [یس: ۸۲]

جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اتنا فرما دیتا کافی ہے کہ ”ہو جا“ تو وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کی ساری چیزوں کو جانتا ہے۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے، وہ سب سے بڑا ہے۔ وہ پہاڑ کے بوجھ کو جانتا ہے اور سمندر کی گہرائی کو بھی جانتا ہے۔ وہ پانی کے قطروں کی تعداد کو جانتا ہے اور وہ درختوں کے پتوں کی تعداد کو جانتا ہے۔ وہ ریت کے ذرات کی تعداد کو بھی جانتا ہے۔ وہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جس پر رات اپنی تاریکی پھیلاتی ہے اور دن اپنی روشنی بکھیرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَنْقُطُ مِنْ دَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ مِنْ ثَرَابٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾

[الأنعام: ۵۹]

”اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے برو بحر کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی تریا خشک چیز نہیں مگر سب کتاب روشن میں موجود ہے۔“

ہم یہ جان لیں اور یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ ہر آن نئی شان میں ہے، زمین و آسمان میں اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں، وہ معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے، ہوائیں چلاتا اور بارش برساتا ہے، مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے، وہی دیتا اور وہی روکتا ہے، وہی پست و بلند کرتا ہے۔

﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [الحديد: ۳]

”وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے اور وہی ظاہر ہے اور وہی غفی، اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔“

ہم یہ جان لیں اور یقین کر لیں کہ آسمان و زمین کے سارے خزانے اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، کائنات میں جتنی چیزیں موجود ہیں ان کا خزانہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، چاہے وہ پانی کا خزانہ ہو یا نباتات کا خزانہ، نعمتوں کا خزانہ ہو یا عذاب کا خزانہ، رحمت کا خزانہ ہو یا ہدایت کا خزانہ، عزت کا خزانہ ہو یا قوت کا خزانہ غرض، یہ تمام خزانے اللہ کے پاس ہیں اور اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَن مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ﴾ [الحجر: ۲۱]

”اور جتنی بھی چیزیں ہیں اس کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم اسے ایک معلوم انداز سے اتارتے ہیں۔“

جب ہم نے یہ جان لیا اور اللہ کی قدرت، اس کی عظمت، اس کی قوت، اس کی کبریائی، اس کے علم، اس کے خزانے، اس کی رحمت اور اس کی وحدانیت پر یقین کر لیا تو دل اس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے، سینے اس کی عبادت کے لیے کھل جائیں گے، اعضا اس کی اطاعت میں لگ جائیں گے اور زبان اس کے ذکر، اس کی تسبیح و تحمید میں لگ جائے گی، لہذا تم اس سے مانگو، اس سے مدد طلب کرو، اس پر بھروسہ کرو، اسی سے ڈرو اور اسی کی عبادت کرو، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ فَاعْبُدُوهُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

ذَكِيرٌ﴾ [الأنعام: ۱۰۲]

”یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے تو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا نگران ہے۔“

۳۔ اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایمان :

ہم یہ جان لیں اور یقین کر لیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی سچا معبود ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہی اکیلا عبادت کا مستحق ہے، وہ رب العالمین اور الہ العالمین ہے، سو ہم اس کی عبادت اس طرح

کریں جس طرح اس نے حکم دیا ہے اور اس کی عبادت انتہائی فروتنی اور محبت و تعظیم سے کریں۔ ہم یہ جان لیں اور یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی ربوبیت میں یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی طرح وہ اپنی الوہیت میں بھی اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس لیے ہم صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّهُمَّ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ [البقرة: ۱۶۳]

”تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بہت دیر کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔“

اللہ کے علاوہ ہر معبود کی الوہیت اور عبادت باطل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَيُّ وَأَنَّ الْمَيتَ لَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاقِي وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ [الحج: ۶۶]

”یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی برحق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بیشک اللہ ہی بلند و بالا، کبریائی والا ہے۔“

۴۔ اللہ کے اسماء و صفات پر ایمان:

اس کا معنی یہ ہے کہ ہم ان کے مفہوم کو سمجھیں، انھیں یاد کریں، ان کا اعتراف کریں، ان کے ذریعہ اللہ کی عبادت کریں اور وہ جس چیز کا متقاضی ہے اس پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ کے عظیم اوصاف، کبریائی، بزرگی اور جلال کی معرفت سے آدمی کے دل میں بہت پیدا ہو جاتی ہے، اسکے دل میں اللہ کی عظمت بڑھ جاتی ہے، اس کی عزت و قدرت اور جبروت کی معرفت دلوں میں فروتنی و انکساری پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے رحم و کرم اور جود و سخاوت کی معرفت دلوں میں اس کے فضل و احسان اور سخاوت کی طمع و رغبت پیدا کرتی ہے۔ اس کے علم اور احاطہ کی معرفت بندہ کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حرکات و سکنات کو دیکھ رہا ہے اور ان تمام صفات کی معرفت سے بندہ اللہ سے محبت کرنے لگتا ہے، اس کی عبادت کر کے اس سے قربت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس کے دل میں اس کی عبادت کا شوق بڑھ جاتا ہے۔



اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں انھیں ہم بغیر تاویل و تحریف کے تسلیم کر لیں اور وہ صفات اس انداز میں کسی اور کے اندر نہ مانیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [الشوری: ۱۱]

”اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سنے اور دیکھنے والا ہے۔“

ہم یہ بات جان لیں اور یقین کر لیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اسمائے حسنیٰ اور صفات علیا ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کو انھیں ناموں اور صفات سے پکاریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ

مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ﴾ [الأعراف: ۱۸۰]

”اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں، سو ان ناموں سے اللہ کو پکارا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کیے کی سزا ضرور ملے گی۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے تانوںے نام ہیں یعنی ایک کم سو، جس نے ان کو شمار کیا وہ جنت میں داخل ہو گا۔“ (بخاری: ۲۹۳۷۔ مسند: ۷۷۶۲)

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ:

اللہ تعالیٰ کے اسماء اس کے کمال اوصاف پر دلالت کرتے ہیں، یہ صفات سے مشتق ہیں، یہ اسماء بھی ہیں اور صفات بھی، اسی لیے انھیں حسنیٰ کہا جاتا ہے، اللہ کے اسماء و صفات کا علم سب سے افضل علم ہے، اللہ تعالیٰ کے اسماء یہ ہیں:

وہ اللہ ہے: یعنی معبود جس کی مخلوق پرستش کرتی ہے، جس سے محبت کرتی ہے، جس کی تعظیم کرتی ہے، جس کے سامنے جھکتی ہے اور جس کی طرف تمام ضرورتوں کے لیے رجوع کرتی ہے۔  
وہ رحمن و رحیم ہے: جس کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

وہ ملک ہے: یعنی ساری مخلوقات کا بادشاہ اور مالک ہے، جو سارے ملکوں، سارے بادشاہوں اور سارے غلاموں کا مالک، وہ ملک ہے جو اپنی بادشاہت میں اپنا حکم نافذ کرنے والا ہے اور جس کو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے۔

وہ قدوس ہے: یعنی ہر نقص و عیب سے پاک اور صفات کمال سے متصف ہے۔

وہ سلام ہے: یعنی ہر عیب و نقص اور آفت سے محفوظ ہے۔

وہ مومن ہے: یعنی امن دینے والا ہے، وہ اپنی مخلوق پر ظلم نہیں کرتا، اسی نے امن پیدا کیا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے امن عطا کرتا ہے۔

وہ ممکن ہے: یعنی اپنی مخلوق پر نگاہ رکھنے والا ہے، کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

وہ عزیز ہے: یعنی غالب، ساری قوت اسی کے ہاتھ میں ہے اس کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا، ساری مخلوقات اس کے قبضے میں اور اسی کے تابع ہیں۔

وہ جبار ہے: یعنی زور آور وہ اپنی مخلوقات پر پورا تسلط رکھتا ہے۔ وہ ان پر پوری طرح قابض ہے، وہ جس طرح چاہے اپنی مخلوقات کو گھمائے بھرائے، وہ بہت طاقت و عظمت والا ہے۔

وہ متکبر ہے: یعنی بڑائی والا، مخلوق کی کوئی صفت اس کے مثل نہیں، وہ ہر برائی اور ظلم سے بالاتر ہے۔

وہ کبیر ہے: یعنی بڑا، ہر چیز اس سے چھوٹی ہے، آسمان و زمین میں بزرگی و عظمت اسی کے لیے ہے۔

وہ خالق ہے: یعنی پیدا کرنے والا، ساری مخلوقات اسی کی ایجاد کردہ ہیں، وہ خلاق ہے، اس نے اپنی قدرت و مشیت سے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔

وہ باری ہے: یعنی وجود بخشنے والا، وہی اپنی قدرت سے مخلوق کو عدم سے وجود میں لایا ہے اور ہر ایک کی خلقت الگ الگ بنائی ہے۔

وہ مصور ہے: یعنی صورت بنانے والا، اس نے ہر ایک کی صورت الگ الگ بنائی ہے۔

وہ وہاب ہے: یعنی بہت عطا کرنے والا، اس کی نعمتیں اپنی مخلوق پر ہمیشہ رہتی ہیں۔

وہ رزاق ہے: یعنی روزی دینے والا، وہی ساری مخلوق کو روزی دیتا ہے، وہ رازق ہے، اسی نے روزی پیدا کی ہے اور اسے اپنی مخلوق تک پہنچایا ہے۔

وہ غفور ہے: یعنی بخشنے اور درگزر کرنے والا، وہ غافر ہے یعنی اپنے بندوں کے گناہوں کو بخشنے اور چھپانے والا۔

وہ قاہر ہے: یعنی بلند اور غالب، وہ سب لوگوں پر غالب ہے ساری گردنیں اسی کے سامنے جھکتی ہیں، بڑے بڑے جاہل لوگوں کی گردنیں اسی کے ہاتھ میں ہیں، وہ قہار ہے، اپنی مخلوق کو اپنی مشیت کے مطابق گھماتا پھراتا ہے۔ وہ تھا قاہر ہے اور اس کے علاوہ سب مقہور و مجبور ہیں۔

وہ قانع ہے: یعنی کھولنے اور فیصلہ کرنے والا، وہی لوگوں کے لیے اپنی رحمت و رزق کے دروازے کھولتا اور انصاف سے ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہے، اپنے مومن بندوں کی مدد کرتا ہے، علم غیب کی کنجی اسی کے پاس ہے۔

وہ عظیم ہے: یعنی ہر چیز کا جاننے والا اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہ ظاہر و باطن اقوال و افعال، حاضر و غائب سب کا علم رکھتا ہے۔

وہ مجید ہے: یعنی بزرگ، وہ اپنے افعال کی وجہ سے بزرگی والا ہے، اس کی مخلوق اس کی تعظیم کرتی ہے، وہ اپنی بزرگی کی عظمت اور احسان کی وجہ سے محمود ہے۔

وہ رب ہے: یعنی مالک و متصرف، مالکوں کا مالک، ساری مخلوقات کا مالک، اپنی مخلوق کی پرورش کرنے والا، دنیا و آخرت میں ان کے معاملات کو درست کرنے والا، اس کے علاوہ کوئی رب و معبود نہیں۔

وہ عظیم ہے: یعنی اپنی بادشاہت میں عظمت و جلال والا۔

وہ واسع ہے: یعنی اس کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، اس کی روزی ہر ایک کے لیے ہے اس کی بادشاہت اور اس کا فضل و احسان بہت وسیع ہے۔

وہ کریم ہے: یعنی صاحب کرم، بہت عطا کرنے والا، ہر نقص و آفت سے منزہ، وہ اکرم ہے۔

وہ ودود ہے: یعنی بہت محبت کرنے والا، وہ اپنے ان بندوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

وہ مقیت ہے: یعنی نگہبان، وہ ہر چیز کی حفاظت کرنے والا اور ہر چیز کو سنبھالنے والا ہے، وہی مخلوق کو روزی دیتا ہے۔

وہ شکور ہے: یعنی بہت شکر گزار، تھوڑے عمل پر زیادہ بدلہ دینے والا، نیکیوں کو بڑھانے اور گناہوں کو مٹانے والا، تھوڑی شکر پر راضی ہونے والا، بہت انعام دینے والا۔

وہ لطیف ہے: یعنی باریک سے باریک چیز جاننے والا اور بندوں کے ساتھ بھائی و احسان کرنے والا۔

وہ حلیم ہے: یعنی بردباری سے کام لیتا ہے، وہ فوراً گناہوں پر سزا نہیں دیتا بلکہ بندوں کو توبہ کرنے کی مہلت دیتا ہے۔

وہ خبیر ہے: یعنی ہر چیز سے باخبر، مخلوق کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں، چاہے وہ مخلوق متحرک ہو یا ساکن، ناطق ہو یا صامت، چھوٹی ہو یا بڑی۔

وہ حفیظ ہے: یعنی اپنی مخلوقات کی حفاظت کرتا ہے، اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے، وہ حافظ ہے، اپنے بندوں کے اعمال کی نگرانی کرتا ہے اور اپنے نیک بندوں کو گناہ میں پڑنے سے بچاتا ہے۔

وہ رقیب ہے: یعنی نگہبان اور محافظ، وہ تمام حالات میں بندوں کی نگہبانی کرتا ہے، اس کی نگاہ سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی۔

وہ سمیع ہے: یعنی سننے والا، وہ تمام آوازوں کو سنتا ہے اور کسی بھی آواز سے غافل نہیں، چاہے وہ جس زبان میں بھی ہو، چاہے وہ سری ہو یا جہری، قریب ہو یا بعید۔

وہ بصیر ہے: یعنی دیکھنے والا، وہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے، بندوں کے اعمال و ضرورت کو جانتا ہے، وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کون ہدایت کا مستحق اور کون گمراہی کا مستحق ہے، اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

وہ علی، اعلیٰ اور متعال ہے: یعنی بلند، ہر چیز اس کی بادشاہت اور غلبے کے تحت ہے، وہ سب سے بڑا ہے اس سے بڑا کوئی نہیں۔

وہ حکیم ہے: یعنی حکمت والا، وہ ہر چیز کو اپنی حکمت و عدل سے نہایت مناسب جگہ پر رکھتا ہے، اس کے اقوال و افعال میں حکمت ہے۔

وہ حکم اور حاکم بھی ہے: یعنی حکم جاری کرتا ہے، فیصلہ کرتا ہے اور کسی پر جور و ظلم نہیں کرتا۔  
وہ قیوم ہے: یعنی قائم بذاتہ ہے اور کسی کا محتاج نہیں اور ساری کائنات کا قائم رکھنے والا،

محافظ اور نگراں ہے، مخلوق کے بارے میں تدبیریں کرتا ہے، اسے اولیٰ اور نیند نہیں آتی ہے۔  
وہ واحد اور احد ہے: یعنی ایک ہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

وہ حی ہے: یعنی زندہ اور باقی رہنے والا، اس کے لیے موت اور فنا نہیں ہے۔  
وہ حاسب اور حسیب ہے: یعنی اپنے بندوں کے لیے کافی ہے، سب اس کے محتاج ہیں اور وہ اپنے بندوں کا محاسب ہے۔

وہ شہید ہے: یعنی ہر چیز جاننے والا، اس کے علم سے کوئی چیز غائب نہیں، وہ اپنے بندوں کے حق میں یا ان کے خلاف ان کے اعمال پر گواہی دے گا۔  
وہ قوی اور متین ہے: اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور نہ کوئی اس سے چھوٹ کر بھاگ سکتا ہے، وہ انتہائی طاقت ور ہے اس کی طاقت کبھی ختم نہ ہوگی۔  
وہ ولی ہے: یعنی تدبیر کا مالک، وہ سولی ہے یعنی اپنے مومن بندوں کا ناصر اور مددگار اور ان سے محبت کرنے والا۔

وہ حمید ہے: یعنی تعریف کیا ہوا، وہ تعریف کا مستحق ہے، اس کے اسماء و صفات، افعال و اقوال، احسان اور شریعت و تقدیر لائق تعریف ہیں۔

وہ صمد ہے: یعنی بے نیاز، سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں، وہ باکمال ہے۔  
وہ قدیر، قادر، مقتدر ہے: یعنی بہت قدرت والا، کسی کام کے کرنے سے عاجز نہیں، کوئی چیز اس سے رہ نہیں سکتی، وہ ہمیشہ قادر رہے گا۔

وہ وکیل ہے: یعنی ساری مخلوقات کا معاملہ سنبھالے ہوئے ہے۔  
وہ لقیل ہے: یعنی ہر چیز کی تمکبہانی کرنے والا، ہر نفس کو سنبھالنے والا ہے، مخلوق کو روزی دینے والا اور کفالت کرنے والا ہے وہ ان کے مفاد کی دیکھ بھال کرتا ہے۔  
وہ غنی ہے: یعنی مخلوق سے بالکل بے نیاز ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں۔

وہ حق اور مبین ہے: یعنی اس کے وجود میں کوئی شک نہیں، اس کا وجود اپنی مخلوق پر پوشیدہ نہیں، وہ مبین ہے، اس نے اپنی مخلوق کے لیے دنیا و آخرت میں نجات کا راستہ واضح کیا ہے۔  
وہ نور ہے: اسی نے آسمان و زمین کو روشن کیا ہے اور اپنے اوپر ایمان لانے والوں کا دل منور کیا ہے۔

وہ ذو الجلال والا کرام ہے: یعنی وہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور اسی کی

تثابیان کی جائے، وہ بلند مرتبے والا اور رحم و احسان کرنے والا ہے۔

وہ بخیر ہے: یعنی اپنے بندوں پر رحم کرنے والا اور ان کے ساتھ نرمی، مہربانی اور بھلائی کا معاملہ کرنے والا ہے۔

وہ ثواب ہے: یعنی توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور لوگوں کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اسی نے توبہ کو پیدا کیا ہے اور وہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

وہ غفور ہے: یعنی اس کے بندوں سے جو گناہ صادر ہوتے ہیں اس پر اس کا غم و کرم حاوی ہے، خاص طور پر توبہ و استغفار کے ساتھ۔

وہ غفور ہے: یعنی غم و درگزر سے کام لیتا ہے، بندوں کے گناہوں کو جب وہ توبہ و استغفار کرتے ہیں تو معاف کر دیتا ہے۔

وہ رؤوف ہے: یعنی اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔

وہ اول و آخر ہے: یعنی اس سے پہلے کوئی چیز نہیں، وہ آخر ہے یعنی اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔

وہ ظاہر و باطن ہے: یعنی اس کے اوپر کوئی چیز نہیں، وہ باطن ہے یعنی اس کے نیچے کوئی چیز نہیں۔

وہ وارث ہے: یعنی ساری مخلوق کے فنا ہونے کے بعد وہی تنہا باقی رہنے والا ہے، ہر چیز کا

مرجع و مصدر وہی ہے، وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔

وہ محیط ہے: یعنی اس کی قدرت ساری چیزوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے، کوئی چیز اس سے رہ

نہیں سکتی، اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، اس نے ہر چیز کو گن رکھا ہے۔

وہ قریب ہے: یعنی ہر ایک سے قریب، جو اطاعت اور نیکیاں کر کے اس کے قریب ہونا

چاہے اس کے قریب ہے، جو اسے پکارتا ہے اس سے قریب۔

وہ ہادی ہے: یعنی اسی نے ساری مخلوقات کو ان کے مصالح کی طرف رہنمائی کی ہے، اسی نے

حق و باطل کا راستہ واضح کیا ہے۔

وہ بدیع ہے: یعنی اس کے مثل کوئی نہیں، اسی نے مخلوقات کو بغیر کسی سابق مثال کے پیدا کیا

ہے۔

وہ فاطر ہے: اسی نے آسمان و زمین اور ساری مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور انہیں عدم سے

وجود میں لایا ہے۔

وہ کافی ہے : وہ اپنے بندوں کی تمام ضرورتیں پوری کرنے کے لیے کافی ہے۔

وہ غالب ہے : وہ ہر چیز پر غالب ہے، اس کے فیصلے کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔

وہ ناصر اور نصیر ہے : وہ اپنے رسولوں اور ان کی اتباع کرنے والوں کی، ان کے دشمنوں کے

مقابلے میں مدد کرتا ہے، اسی کے ہاتھ میں فتح و نصرت ہے۔

وہ مستعان ہے : وہ کسی سے مدد طلب نہیں کرتا بلکہ سارے لوگ اسی سے مدد طلب کرتے

ہیں، اس کے دوست اور دشمن سب اسی سے مانگتے ہیں اور وہ ہر ایک کی مدد کرتا ہے۔

وہ ذو المعارج ہے : جس کی طرف فرشتے اور روح (یعنی حضرت جبریل علیہ السلام) جڑھتے ہیں اور

سارے صالح اعمال و اقوال لے چائے جاتے ہیں۔

وہ ذو الخلق ہے : اس نے اپنا فضل و احسان اپنی مخلوق پر پھیلا دیا ہے۔

وہ ذو الفضل ہے : وہ ہر چیز کا مالک ہے، اپنے بندوں کو مختلف قسم کی نعمتیں دیتا ہے۔

وہ رفیق ہے : یعنی وہ نرمی اور نرم دل انسان کو پسند کرتا ہے اور اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

وہ جمیل ہے : یعنی اپنی ذات اور اپنے اسماء و صفات اور افعال میں خوبصورت ہے۔

وہ طیب ہے : یعنی ہر نقص و عیب سے منزہ۔

وہ شافی ہے : یعنی ہر بیماری و آفت سے شفا دینے والا۔

وہ سبور ہے : یعنی ہر نقص و عیب سے منزہ ہے، ساتوں آسمانوں، زمینوں اور ان میں موجود

ساری چیزیں اس کی پاکی بیان کرتی ہیں۔

وہ وتر ہے : یعنی تنہا، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کا کوئی نظیر نہیں، وہ طاق ہے اور طاق

چیزوں کو پسند کرتا ہے۔

وہ دیان ہے : یعنی اپنے بندوں کا حساب لے گا، انھیں بدلے گا اور قیامت کے دن ان

کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

وہ مقدم و موخر ہے : یعنی وہ جس کو چاہے آگے بڑھائے اور جس کو چاہے پیچھے کر دے، جس کو

چاہے بلند کرے اور جس کو چاہے پست کر دے۔

وہ دنان ہے: یعنی اپنے بندوں پر رحیم و مہربان، نیک عمل کرنے والوں کی عزت افزائی کرتا ہے اور برے عمل کرنے والوں کو معاف کر دیتا ہے۔

وہ منان ہے: وہ مانگنے سے پہلے عطا کرتا ہے، وہ بہت دینے والا اور اپنے بندوں پر بہت احسان کرنے والا ہے۔

وہ قابض ہے: اپنی نعمت و فضل جس سے چاہتا ہے، روک لیتا ہے۔

وہ باسط ہے: وہ اپنی نعمت و فضل جس پر چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے اور اس کی روزی کشادہ کر دیتا ہے۔

وہ صبی اور ستر ہے: وہ اہل حیا کو پسند کرتا ہے اور ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو بندوں کے عیوب چھپاتے ہیں، وہ اپنے بندوں کے گناہوں اور عیوب کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

وہ سید ہے: وہ اپنی سیادت و قیادت، عظمت و قوت میں کامل ہے۔

وہ محسن ہے: اس نے اپنے فضل و احسان سے محنوک کو ذرا صاب دیا ہے۔

### ایمان میں اضافہ

دین کی بنیاد اللہ کی ذات، اس کے اسماء و صفات، اس کے افعال و مخزن اور اس کے وعد و وعید پر ایمان لانے پر ہے۔ تمام اعمال و عبادات کی بنیاد ایمان ہے اور اس کی قبولیت کا انحصار بھی اسی ایمان پر ہے۔ اگر ایمان کمزور ہے تو اعمال و عبادات بھی کمزور رہیں گے۔ ایمان میں اضافہ کے لیے مندرجہ ذیل امور کا جاننا ضروری ہے۔

۱۔ ہم یہ جان لیں اور یقین کر لیں کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہی ہے، چاہے وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ ہو، آسمان کا خالق اللہ ہے، زمین کا خالق اللہ ہے، عرش کا خالق اللہ ہے، ستاروں کا خالق اللہ ہے، دریاؤں اور پہاڑوں کا خالق اللہ ہے، انسان و حیوان کا خالق اللہ ہے، نباتات و جمادات کا خالق اللہ ہے، جنت و جہنم کا خالق اللہ ہے۔ ارشاد گرامی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾ [الزمر: ۶۲]

”اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔“

ہم سب کہتے سنتے تو ہیں ہمیں چاہیے کہ اس بارے میں غور و فکر بھی کریں، آیات کوئی اور آیات قرآنیہ



میں غور و فکر کرنے سے ہمارا ایمان مضبوط ہوگا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ انظُرُوا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا تُنْفِیْ الْاٰیٰتِ وَالنَّذْرُ عَنْ قَوْمٍ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾

[یونس: ۱۰۱]

”آپ کہہ دیجیے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں، اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کو نشانیاں اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتیں۔“

ایک جگہ ہے:

﴿اَفَلَا یَتَذَكَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ [محمد: ۲۴]

”کیا یہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا مَا اُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَقُوْلُ اِنَّا سَمِعْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَرَاَدْنَاهُمْ اٰیٰتًا وَهُمْ یَسْتَعْجِلُوْنَ﴾ [التوبة: ۱۲۴]

”اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا ہے، سو جو لوگ ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں۔“

۲۔ ہم یہ جان لیں اور یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ساری مخلوقات کو پیدا کیا ہے، اور اسی نے ان میں اثر پیدا کیا ہے۔ اس نے آنکھ پیدا کی اور اس میں دیکھنے کی قوت پیدا کی۔ اس نے کان پیدا کیا اور اس میں سننے کی قوت پیدا کی، اسی نے زبان پیدا کی اور اس میں قوت گویائی دی، اسی نے سورج پیدا کیا اور اس کے اندر نور ڈالا، اس نے آگ پیدا کی اور اس کے اندر جلانے کی تاثر پیدا کی، اس نے درخت پیدا کیا اور اس میں پھل دینے کی صلاحیت رکھی۔

۳۔ ہم یہ جان لیں اور یقین کر لیں کہ ساری مخلوقات کا مالک، مصرف اور مدبر صرف اللہ ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ آسمان و زمین کی ساری مخلوقات اس کی غلام محتاج ہیں۔ وہ اپنے نفسوں کے لیے کسی قسم کے نفع و نقصان کے مالک نہیں اور نہ ان کی کسی قسم کی مدد کر سکتے ہیں۔

وہ موت و حیات کے مالک ہیں اور نہ خود دوبارہ زندہ ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کا مالک ہے وہ سب اللہ کے محتاج ہیں اور وہ خود ان سے بے نیاز ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کو چلاتا ہے اور اپنی ساری مخلوقات کے امور کی تدبیریں کرتا ہے، چنانچہ وہی ذات ہے جو آسمان و زمین، دریا و سمندر، آگ و ہوا، نفوس و نباتات، ستارے و تمامات، رؤساء و وزراء، اغنیاء و فقراء اور اقویاء و ضعفاء وغیرہ میں تصرف کرتی ہے۔ وہ صرف اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و حکمت اور علم سے جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ کبھی وہ کسی چیز کو پیدا کرتا ہے لیکن اس کی تاثیر سلب کر لیتا ہے، مثلاً بہت سے لوگوں کے پاس آنکھ ہوتی ہے لیکن قوت بینائی نہیں ہوتی، کان ہوتا ہے لیکن سنائی نہیں دیتا، زبان ہوتی ہے لیکن گوئی۔ سمندر کبھی دبوٹا نہیں آگ کبھی جلاتی نہیں، اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دکھایا ہے، کیونکہ وہ اپنی مخلوقات میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ یکتا و تہا اور غالب وال ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

بعض دل شے کے خالق سے زیادہ شے سے متاثر ہوتے ہیں۔ وہ اس شے سے اپنا تعلق قائم کر لیتے ہیں اور اس کے خالق کو بھول جاتے ہیں، جب کہ ہونا یہ چاہیے کہ ہم حقوق کو دیکھ کر خالق تک پہنچیں پھر اس کی عبادت کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمْ قُلُوبُكُمُ التَّمَمُّ وَالْأَبْصَارُ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدِيرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قَدْ لَكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۚ فَأَلَيْكُمْ تَعْبُورُونَ ۝﴾

[یونس: ۳۱، ۳۲]

”آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے؟ یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ ”اللہ!“ تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے، سو یہ ہے اللہ تعالیٰ جو

تمہارا حقیقی رب ہے، پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے! پھر کہاں بھرے جاتے ہو۔“

۴۔ ہم یہ جان لیں اور یقین کر لیں کہ تمام چیزوں کا خزانہ صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، چاہے وہ کھانے پینے کا خزانہ ہو، غلہ ہو یا پھل کا خزانہ، پانی و ہوا کا خزانہ ہو یا دوسرے اسوال کا خزانہ یا وہ دریا و پہاڑ کا خزانہ ہو اس لیے ہمیں جس چیز کی ضرورت ہو اسے صرف اللہ ہی سے مانگیں وہی قاضی الحاجات ہے، وہی دعائیں قبول کرتا ہے، وہ کیا ہی بہتر ذمہ دار ہے اور کیا ہی بہتر عطا کرنے والا ہے۔ جس چیز کو وہ دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس چیز کو وہ نہ دینا چاہے اسے کوئی دینے والا نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَنْفَعُ شَيْءٌ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ﴾ [الحجر: ۱۷]

”اور جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم ہر چیز کو اس کے مقررہ انداز سے اتارتے ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَلِدْ خَزَائِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ﴾ [المنافقون: ۷]

”اور آسمان و زمین کے کل خزانے اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں لیکن یہ منافق بے سمجھ ہیں۔“

اللہ تعالیٰ مطلق قدرت والا ہے، کبھی وہ اسباب کے ذریعے روزی و غیرہ دیتا ہے۔ جیسے اس نے پانی کو پودا اگانے کا سبب بنایا، اسی طرح بیوی سے قربت کو بچے کی پیدائش کا سبب بنایا۔ ہم دارالاسباب میں ہیں اس لیے ہمیں شروع اسباب اختیار کرنے چاہئیں لیکن ہم بھروسہ صرف اللہ کی ذات پر کریں۔

اللہ تعالیٰ کبھی کوئی چیز بغیر سبب کے بھی دیتا ہے وہ صرف مکن کہتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو بغیر درخت کے پھل کھلایا اور بغیر شوہر کے بچہ عطا کیا۔

کبھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کو اسباب کے برعکس استعمال کرتا ہے، مثلاً اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کو متحدا بنا دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ڈوبنے سے بچالیا اور فرعون اور اس کے لشکر کو ڈبو دیا، حضرت یونس علیہ السلام کو سمندر اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں رکھ کر بھی محفوظ رکھا۔ ارشاد

باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ [یس: ۸۲]

”وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا کافی ہے کہ ہو جا تو وہ چیز اسی وقت ہو جاتی ہے۔“

اللہ ہی تمام احوال کا خالق ہے:

۱۔ ہم یہ جان لیں اور یقین کر لیں کہ تمام احوال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے، چاہے مالدار ہو یا فقیر، صحت مند ہو یا مرض، خوش ہو یا غم، ہنسنا ہو یا رونا، عزت ہو یا ذلت، زندگی ہو یا موت، امن ہو یا خوف، ٹھنڈ ہو یا گرمی، ہدایت ہو یا گمراہی، سعادت ہو یا شقاوت وغیرہ۔

۲۔ ہم یہ جان لیں اور یقین کر لیں کہ جو ہستی امور کی تدبیر کرتی ہے اور حالات کو بدلتے والی ہے وہ صرف اللہ کی ہستی ہے، سو فقیر اسی وقت مالدار ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ حکم دے اور مرض صحت میں تبدیل اسی وقت ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ حکم دے۔ ذلت عزت میں اسی وقت بدل سکتی ہے جب اللہ تعالیٰ حکم دے اور غمی رونے میں اسی وقت تبدیل ہو سکتی ہے جب اللہ تعالیٰ حکم دے۔ ٹھنڈ گرمی میں اسی وقت بدل سکتی ہے جب اللہ تعالیٰ حکم دے، چوکنڈ سارے اموال میں گمراہی ہدایت میں اسی وقت بدل سکتی ہے جب اللہ تعالیٰ حکم دے، چوکنڈ سارے اموال میں رد و بدل اللہ کے حکم ہی سے ہوتا ہے اور وہی ان کا مالک ہے اس لیے ہم اسی سے حالات کے بدلنے کی التجا کریں اور مشروع طریقے سے اسی سے تقرب حاصل کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ مُؤَيَّدُ الْمَلِكِ مَنْ تَعَاوَ وَتَنْصُرُ الْمَلِكِ مِسْكِنُ تَعَاوَ وَتُعِزُّ مَنْ تَعَاوَ وَتُذِلُّ مَنْ تَعَاوَ بِبَيْتِكَ الْغَيْبِ - إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [آل عمران: ۲۶]

”آپ کہہ دیجیے، اے اللہ! اے تمام جہانوں کے مالک تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

ہم یہ جان لیں اور یقین کر لیں کہ تمام احوال سابقہ وغیرہ کا خزانہ صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جس کا کوئی شریک نہیں، سو اگر اللہ تعالیٰ سارے لوگوں کو صحت یا مالدار ہو وغیرہ دے دیتا تو اس

کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں ہوتی بلکہ اس کی مثال ایسے ہی ہوتی جیسے سمندر میں دھاگا ڈال کر نکال لیا گیا ہو۔ « لا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ »

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام ٹھہرایا ہے، لہذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں، سو تم مجھ ہی سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھانا دوں لہذا تم مجھ ہی سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے بندو! تم سب تنگے ہو سوائے اس کے جسے میں کپڑا پہناؤں، لہذا تم مجھ ہی سے کپڑا مانگو میں تمہیں کپڑا پہناؤں گا، اے میرے بندو! تم رات دن غلطیاں کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو معاف کرتا ہوں، اس لیے تم مجھ سے بخشش طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا، اے میرے بندو! تم اس حد تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو اور ایسا بھی نہیں کر سکتے کہ مجھے نفع پہنچاؤ، اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور بعد کے سارے لوگ انسان اور جنات تم میں سے کسی ایک ایسے شخص کی طرح ہو جائیں، جو سب سے متقی ہو تو اس سے میری بادشاہت میں ذرا بھی اضافہ نہیں ہوگا، اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور بعد کے سارے لوگ انسان اور جنات تم میں سے کسی ایک ایسے شخص کی طرح ہو جائیں جو سب سے برا ہو تو اس سے میری بادشاہت میں کوئی کمی نہ ہو گی، اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور بعد میں آنے والے لوگ اور سارے انسان و جنات ایک ہی زمین پر اکٹھے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک کا مطالبہ پورا کر دوں تو میرے پاس جو خزانہ ہے اس میں اتنی سی کمی ہوگی جتنی کہ سمندر میں دھاگا ڈال کر نکال لیا جائے (یعنی کوئی کمی نہیں ہوگی)۔“

اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لیے شمار کرتا ہوں پھر میں تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دوں گا، سو جو شخص خیر پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو شخص اس کے علاوہ پائے وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔ (مسلم: ۲۵۷۷)

جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور اس کے حکم کو بجالائے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے تو

اللہ تعالیٰ اس کو اپنے خزانے سے عطا کرے گا چاہے وہ مالدار ہو یا فقیر اور اس کی مدد کرے گا، اس کی حفاظت کرے گا اور اسی ایمان کی وجہ سے اس کو عزت بخشے گا چاہے اس کے پاس اسباب عزت ہوں، جیسے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہیں یا اسباب عزت نہ ہوں، جیسے حضرت بلال، حضرت عمار، حضرت سلمان رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں۔

اور جو شخص اللہ پر ایمان نہ لائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر دے گا چاہے اس کے پاس اسباب عزت، مثلاً مال، بادشاہت وغیرہ ہوں جیسے کہ فرعون، قارون اور ہامان وغیرہ ہیں یا اسباب عزت نہ ہوں جیسے مشرکین کے فقرا ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایمان، اعمال صالحہ اور صرف اپنی عبادت کرنے کے لیے پیدا کیا ہے نہ کہ مال و اسباب جمع کرنے کے لیے، لہذا اگر اس نے اپنا دل مال و اسباب جمع کرنے میں لگایا اور اللہ کی عبادت سے غافل رہا تو اللہ تعالیٰ اس پر شقاوت مسلط کر دے گا اور دنیا و آخرت میں وہ گھانا پانے والوں میں سے ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تُغْنِكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُزِيدُ اللَّهُ لِعِبَادِهِمُ لِقَاءَ الْعَذَابِ الَّذِي نَدَّبُوا عَنْكَ﴾ [التوبة: ۵۵]

”چنانچہ آپ کو ان کے مال و اولاد و تعجب میں نہ ڈال دیں، اللہ کی چاہت یہی ہے کہ انھیں دنیا کی زندگی ہی میں سزا دے اور ان کے کفر ہی کی حالت میں ان کی جانیں نکل جائیں۔“

### کامیابی کے اسباب:

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو کامیابی کے اسباب دیے ہیں چاہے وہ مالدار ہو یا فقیر اور وہ اسباب جن میں کامیابی نہیں ہے جیسے مال و جاہ انھیں کچھ لوگوں کو دیا ہے اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا۔ لہذا ایمان اور اعمال صالحہ دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے واحد سبب ہیں۔ اس کی دعوت ہر ایک کو دی گئی ہے، یہ سبب ہر شخص کے لیے ہے، ایمان کی جگہ دل ہے جو ہر ایک کے پاس ہے اور اعمال کی جگہ اعضا ہیں جو ہر ایک کو حاصل ہیں، لہذا جس کے دل میں ایمان ہو اور اس کے اعضاء اعمال صالحہ کا صدور ہو وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہے اور اس کے علاوہ لوگ گھانے میں ہیں۔

دنیا و آخرت میں کامیابی صرف ایمان اور عمل صالح سے حاصل ہوگی۔ اللہ کے نزدیک انسان

کی قدر و قیمت صرف ایمان اور عمل صالح کہ وجہ سے ہے نہ کہ جاہ و مال کی وجہ سے، بہت سے لوگوں نے یہ خیال کیا کہ کامیابی سلطنت و حکومت حاصل کرنے میں ہے جیسے کہ نمرود اور فرعون وغیرہ، کچھ لوگوں نے یہ خیال کیا کہ کامیابی قوت حاصل کرنے میں ہے جیسے کہ قوم عاد، کچھ لوگوں نے یہ خیال کیا کہ کامیابی تجارت میں ہے جیسے کہ قوم شعیب، کچھ لوگوں نے یہ خیال کیا کہ کامیابی مال میں ہے جیسے قارون، اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کے پاس انبیاء و رسل بھیجے تاکہ انھیں اللہ وحدہ لا شریک نہ کی عبادت کی طرف بلائیں اور ان کو بتادیں کہ کامیابی درحقیقت ان چیزوں میں نہیں ہے بلکہ ایمان اور عمل صالح میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَّقِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَالَمُونَ﴾ [النور: ۵۲]

”جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کریں، خوف الہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں وہی نجات پانے والے ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يُؤْتُونَ بِالصَّبْرِ وَيُفِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مِمَّا آتَيْنَاكَ مِنْ قَبْلِكَ وَيَٰٓأُولَٰئِكَ هُمُ يُؤْتُونَ ﴿۱﴾ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [البقرة: ۱۷۷]

”جو لوگ غیب پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے ہیں، ہمارے دیے ہوئے (مال) میں سے خرچ کرتے ہیں، اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور دو آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں، تو یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔“

۲۔ ان قوموں نے جب رسولوں کو جھٹلایا، کفر پر قائم رہے اور اپنے مال و متاع کی وجہ سے دھوکا میں پڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ہلاک کر دیا اور اپنے انبیاء اور ان کے ماننے والوں کو بچا لیا، دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَكَرَّأَخَذْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَ أَنْ نَرْسِلَنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۖ وَمِنْهُمْ مَن آخَذَتْهُ الضَّيْعَةُ ۖ وَمِنْهُمْ مَن خَلَّاهُ الْآرَاحُ ۖ وَمِنْهُمْ مَن أَعْرَفْنَا ۖ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا

أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٠﴾ (العنکبوت : ۴۰)

”پھر تو ہر ایک کو ہم نے اس گناہ کے وبال میں گرفتار کر لیا، ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کا سینہ برسیا اور ان میں سے بعض کو زور دار آواز نے دیوچ لیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبودیا، اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔“

ایک جگہ یوں ارشاد ہے:

﴿فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا ضَلِيمًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ يَدْعُوْنَا فِيمَا وَعَدْنَاهُ يَوْمَئِذٍ يَؤْتِيهِمُ إِنَّا رَبُّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۝ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْعَةَ فَاصْبِرُوا إِنِّي ذِيَارْهِمُ جُشِينَ﴾ (هود : ۶۶/۶۷)

”پھر جب ہمارا فرمان آپہنچا ہم نے صالح اور ان پر ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت کے ساتھ بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے بھی، یقیناً تیرا رب نہایت توانا اور غالب ہے اور ظالموں کو بڑے زور کی چٹکھاڑنے آ دیوچا پھر تو وہ اپنے گھروں میں ادندھے پڑے رہ گئے۔“

مخلوق کے ایمان کے مختلف درجات ہیں:

- ۱۔ فرشتوں کا ایمان ثابت ہے کہ وہ گھٹنا بڑھتا نہیں ہے، وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ انھیں جو حکم دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں، مگر خود فرشتوں کے بھی درجات ہیں۔
- ۲۔ انبیاء اور رسولوں کے ایمان میں اضافہ تو ہوتا ہے لیکن کی نہیں ہوتی کیونکہ ان کا ایمان کامل ہے، انھیں پوری طرح اللہ کی معرفت حاصل ہے، ان کے بھی درجات ہیں۔
- ۳۔ سارے مسلمانوں کے ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے، اطاعت کرنے سے ایمان بڑھتا اور نافرمانی کرنے سے ایمان گھٹتا ہے۔

ایمان میں درجات کا بیان:

ایمان کا اول درجہ یہ ہے کہ ایک مسلمان اللہ کی عبادت کرے، اس میں لذت حاصل کرے اور عبادات کی حفاظت کرے، اپنے سے بڑے یا اپنی طرح کے کسی شخص کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے لیے آدمی کو قوی ایمان کی ضرورت ہے جو اسے ظلم سے روکے، جبکہ اپنے سے نیچے



لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے لیے اس سے بھی قوی ایمان کی ضرورت ہے جو اسے اپنے ماتحت پر ظلم کرنے سے روکے، مثلاً حاکم اپنی رعایا کے ساتھ ظلم نہ کرے، آدمی اپنی بیوی پر ظلم نہ کرے، ایمان جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی یقین اور عمل صالح بڑھتا جائے گا اور بندہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا کرتا جائے گا۔ وہ خالق اور مخلوق دونوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے گا، یہ دنیا و آخرت میں سب سے بلند درجہ ہے۔

۲۔ ہر آدمی چل رہا ہے، کوئی بھی ٹھہرا ہوا نہیں ہے، وہ اوپر چلتا ہے یا نیچے، آگے چلتا ہے یا پیچھے، آدمی کی فطرت میں چلنا ہے لہذا وہ ٹھہر نہیں سکتا، ہر آدمی تیزی کے ساتھ یا تو جنت کی طرف بڑھ رہا ہے یا جہنم کی طرف، آدمی راستے میں تیز اور دھیمی چال چل سکتا ہے، آگے پیچھے ہو سکتا ہے لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ بالکل نہ چلے، چنانچہ جو شخص ایمان اور عمل صالح سے جنت کی طرف نہیں بڑھتا وہ کفر اور برے عمل سے جہنم کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تَذِيَّةَ اللَّيْتِ﴾ لَيْنٌ شَاءَ وَجْهُهُمْ أَنْ يَتَّخِذَ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ | مدثر: ۳۶، ۳۷ ]

”یہ آدم کو ڈرانے والی یعنی اسے جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے ہٹنا چاہے۔“

۳۔ جو اللہ کو سب سے زیادہ پہچانتا ہے وہی اللہ سے سب سے زیادہ محبت رکھتا ہے، اسی لیے انبیاء کرام اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت رکھنے والے اور اس کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والے لوگ ہیں اور اللہ سے محبت رکھنا اصل عبادت ہے۔

یہ محبت جتنی زیادہ قوی ہوگی بندے کی اطاعت اتنی ہی زیادہ ہوگی وہ اللہ کی زیادہ تعظیم و توقیر کرے گا، اللہ سے زیادہ نسبت رکھے گا۔

### اہل ایمان کے درجات:

اہل ایمان کے درجات مختلف ہیں۔ انبیاء کا ایمان عام لوگوں کی طرح نہیں ہے اسی طرح صحابہ کا ایمان بھی عام لوگوں کی طرح نہیں، مومنین اور صالحین لوگوں کا ایمان فاسق لوگوں کی طرح نہیں ہے، یہ تفاوت دل میں اللہ کی ذات سے محبت، اس کے اسماء و صفات اور افعال کی معرفت کے اعتبار سے ہے۔ اس نے جو شریعت بھیجی ہے اس پر عمل کرنے، تقویٰ اختیار کرنے اور اللہ سے ڈرنے کے اعتبار سے ہے۔ لا الہ الا اللہ کہنے والوں کے دلوں میں ایمان کا نور کتنا ہے؟ اور اس میں

فرق کتنا ہے؟ اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔

### ۱۔ ایمان لانے پر اللہ کا وعدہ

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے دنیا و آخرت میں بہت سی چیزوں کے دینے کا وعدہ کیا ہے۔  
دنیا میں جو چیزیں دینے کا وعدہ کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

#### ۱۔ فلاح و کامیابی:

پننانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [المومنون: ۱]

”یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی۔“

#### ۲۔ ہدایت:

ارشاد باری ہے:

﴿وَإِنَّ اللَّهَ لَهُدًى لِّلَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ [الحج: ۵۴]

”یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی راہِ راست کی طرف رہبری کرنے والا ہے۔“

#### ۳۔ فتح و نصرت:

﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [الروم: ۴۷]

”اور ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے۔“

#### ۴۔ عزت:

﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِلَّهِ السُّلْطَانُ وَلِلَّهِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [المنافقون: ۸]

”سنو، عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان داروں کے لیے ہے۔“

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ  
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ

خَوْفِهِمْ آمَنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۝ [النور: ۵۵]

”تم میں سے ان لوگوں سے، جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں، اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جمادے گا جیسے کہ وہ ان کے لیے پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف و خطر کو وہ امن و امان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت (یوں) کریں گے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔“

۶۔ دفاع:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُدْفِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۝﴾ [الحج: ۳۸]

”سن رکھو! یقیناً سچے مومنوں کے دشمنوں کو خود اللہ تعالیٰ ہٹا دیتا ہے۔“

۷۔ امن:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ۝﴾

[الأنعام: ۸۲]

”جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک سے آلودہ نہیں کرتے ایسے ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں۔“

۸۔ نجات:

﴿ثُمَّ نُنَكِّسُ رُءُوسَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا لِنُنَجِّيَنَّهُمْ ۝﴾ [یونس: ۱۰۳]

”پھر ہم اپنے پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو پچا لیتے تھے اسی طرح ہمارے ذمہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔“

۹۔ عمدہ زندگی:

﴿مَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ وَأَتَىٰ الْوَعْدَ ۖ فَسَيَجْعَلُ اللَّهُ لَهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾ [النحل: ۹۷]

”جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن ایمان دار ہو تو یقیناً ہم اسے نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انھیں ضرور دیں گے۔“

۱۰۔ مومن کا کافر پر مسلط نہ ہونا:

﴿وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾ [النساء: ۱۴۱]

”اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر ہرگز راہ نہ دے گا۔“

۱۱۔ برکات کا حصول:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ [الأعراف: ۹۶]

”اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انھوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔“

۱۲۔ اللہ کی معیت:

﴿وَإِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [الأنفال: ۱۹]

”بیشک اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جو چیزیں دینے کا وعدہ کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ جنت میں داخلہ:

مومن جنت میں داخل کیے جائیں گے، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے انھیں اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِفِينَ فِيهَا وَمَسْكَنِ طَيِّبَةٍ فِي جَنَّاتٍ عِدْنٍ مَّرْصُومَاتٍ مِّنَ الْأَشْجارِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [التوبة: ۷۲]

ان ایماندار مردوں اور عورتوں سے اللہ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے

نہیں بہہ رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور ان صاف ستھرے پاکیزہ مخلات کا وعدہ کیا ہے جو ان نیکی والی جنتوں میں ہیں اور اللہ کی رضا مندی سب سے بڑی چیز ہے، یہی زبردست کامیابی ہے۔“

۲۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا حصول:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجُودًا بِكَ مَبْدِي تَأْخِذَةً ۖ إِلَىٰ رَبِّهَا تَاخِذَةً﴾ [النہامہ: ۲۲، ۲۳]

”اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔“

دنیا میں جن نعمات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انعام دینے کا وعدہ کیا ہے وہ آج اکثر مسلمانوں میں مفقود ہیں جس کی وجہ سے انھیں یہ مذکورہ نعمتیں حاصل نہیں ہیں، اس سے پتا چلتا ہے کہ ان کا ایمان کمزور ہے جب تک ان کا ایمان مضبوط نہیں ہوگا یہ نعمتیں انھیں حاصل نہیں ہوں گی، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جن نعمتوں کے دینے کا وعدہ کیا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمارا ایمان و عمل انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ہو۔

۱۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِطِلَافِ مَا أَمْسَمَرُ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا﴾ [البقرہ: ۱۳۷]

”اگر وہ ایسا ایمان لائیں جیسا تم لائے ہو تو ہدایت پائیں گے۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا يَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالْكِتَابُ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابُ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾ [النساء: ۱۳۶]

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر اس کے رسول (ﷺ) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں، ایمان لانا، جو شخص اللہ تعالیٰ سے، اس کے ملائکہ سے، اس کی کتابوں سے، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن سے کفر کرے تو وہ بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ [البقرة: ۲۰۸]

”ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نشانہات قدم کی تابعداری نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

اللہ کے احکام کو بجالانا اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے رک جانا ایمان پر موقوف ہے۔ جب آدمی کے دل میں خالق و مالک کی عظمت کا تصور رہے گا تو وہ اس کے احکام کو بجالائے گا اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے رک جائے گا۔ یہ تصور اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب آدمی کثرت سے اللہ کا ذکر کرے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بعض عبادات کو مشروع کیا ہے، پھر جب ایمان مضبوط ہو جائے تو اعمال بھی بہتر اور مضبوط ہوں گے۔ جس سے آدمی کی اصلاح ہو جائے گی اور وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائے گا لیکن اگر اس کے برعکس معاملہ ہے تو ظاہر ہے نتیجہ بھی اس کے برعکس ہی سامنے آئے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۖ وَسَبِّحُوا بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾

[الأحراب: ۴۱-۴۲]

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرو اور صبح و شام اس کی پکیزگی بیان کرو۔“

ایک جگہ ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ [الأعراف: ۹۶]

”اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔“

## ۲۔ فرشتوں پر ایمان

فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس بات کی تصدیق کریں کہ اللہ تعالیٰ نے

فرشتوں کو پیدا کیا ہے اور ان کا وجود ہے۔ ان میں سے جن کا نام اللہ تعالیٰ نے لیا ہے، جیسے جبریل ہیں تو ان پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور ان میں سے جن کا نام ہمیں معلوم نہیں، ان پر ہم اجمالی طور پر ایمان رکھتے ہیں۔

عمل کے اعتبار سے یہ فرشتے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْجِرُونَ ۚ يَسُبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ﴾ [الانبیاء: ۲۰، ۲۱]

”اور جو اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ جھکتے ہیں۔ وہ دن رات تسبیح بیان کرتے ہیں اور ذرا سی بھی سستی نہیں کرتے۔“

اطاعت کے اعتبار سے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو پوری طرح بجالاتے ہیں، اللہ کا حکم نافذ کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کر سکتے، ان کی فطرت میں اطاعت کرنا ہے۔

﴿لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ [التحریم: ۱]

”اللہ تعالیٰ نے انہیں جو حکم دیا ہے اس کی وہ نافرمانی نہیں کرتے بلکہ اس کا حکم بجالاتے ہیں۔“

### فرشتوں کی تعداد:

فرشتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ان کو اللہ کے علاوہ کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ ان میں بعض وہ فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا عرش اٹھائے ہوئے ہیں بعض وہ ہیں جو جنت و جہنم کے نگران ہیں، بعض وہ ہیں جو لوگوں کے نامہ اعمال لکھتے ہیں۔ ان کی کثرت تعداد کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ بیت المعمور میں ستر ہزار فرشتے روزانہ نماز پڑھتے ہیں جن کی دوبارہ قیامت تک باری نہیں آتی۔ معراج کے قہے میں ہے کہ نبی ﷺ جب ساتویں آسمان پر آئے تو آپ کے سامنے بیت المعمور پیش کیا گیا، آپ نے حضرت جبرئیل سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ حضرت جبرئیل نے عرض کی: یہ بیت المعمور ہے کہ جس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں، جب وہ چلے جاتے ہیں تو پھر دوبارہ قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔ [بخاری: ۳۲۰۷، مسند: ۱۶۲]

## فرشتوں کے نام اور ان کے کام:

فرشتے اللہ کے معزز بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی عبادت و اطاعت کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، ان میں سے بعض کا نام اور کام اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے اور بعض کو صرف اللہ جانتا ہے۔ جن لوگوں کا نام اور کام اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے وہ یہ ہیں:

- ۱۔ حضرت جبریل: علیہ السلام کے ذمہ انبیائے کرام کے پاس وحی لانا ہے۔
- ۲۔ حضرت میکائیل: علیہ السلام کے ذمہ بارش برسانا اور پودے اگانا ہے۔
- ۳۔ حضرت اسرافیل: علیہ السلام کے ذمہ صور پھونکنا ہے۔
- ۴۔ مالک: جہنم کا دار و نہ ہے۔
- ۵۔ رضوان: جنت کا دربان ہے۔

انہیں فرشتوں میں ملک الموت ہیں جن کے ذمہ روح قبض کرنا ہے۔ انہیں میں سے حملۃ العرش اور جنت و جہنم کے نگران ہیں۔ انہیں میں سے بعض وہ ہیں جنہیں بنی آدم پر نگران بنایا گیا ہے اور وہ ہر ایک کا نامہ اعمال لکھتے ہیں۔

انہیں میں سے بعض وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ماں کے پیٹ میں بچے کے رزق، کام، موت اور اس کے نیک بخت یا بد بخت ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں۔ انہیں میں سے بعض وہ ہیں جو میت سے قبر میں سوال کرتے ہیں اور اس کے رب، دین اور نبی کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

ان کے علاوہ دوسرے بہت سے فرشتے ہیں جن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

## کراماتِ کاہن کا کام:

کچھ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر نگران بنایا ہے، وہ ہمارے اعمال اور نیوٹوں کا حال لکھتے ہیں۔ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں، جو فرشتہ دائیں جانب ہے وہ نیکیاں لکھتا ہے اور جو بائیں جانب ہے وہ برائیاں لکھتا ہے۔ ان کے علاوہ دو فرشتے آدمی کی حفاظت و نگرانی کرتے ہیں،



ان میں سے ایک پیچھے ہوتا ہے اور ایک آگے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَن عَنِكَ تُحَافِظِينَ ۖ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۖ يَكْتُبُونَ مَا تُحَافِظُونَ﴾ [الأنعام: ۱۰۰، ۱۰۱]

”یقیناً تم پر نگہبان یا عزت اور لکھنے والے مقرر ہیں۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذْ تَكُنُ الْمَلَائِكَةُ عِندَ الْأُفُقِ وَالْأَمْرُ لِلشَّمَالِ قَعِيدٌ ۖ مَا يُلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ

رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ۱۷، ۱۸]

”جب وہ کوئی کام کرتا ہے تو دو لکھنے والے لکھ لیتے ہیں جو دائیں بائیں بیٹھتے ہیں۔ وہ

منہ سے کوئی لفظ نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک نگہبان تیار رہتا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَهُ مَعِيقَتٌ قَبْلَ يَدَيْهِ وَيَدَايُوهُ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ﴾ [الرعد: ۱۱]

”اس کے لیے اس کے آگے پیچھے پہرے دار مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی

کرتے ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

جب میرا بندہ کوئی برائی کرنا چاہے تو تم اسے نہ لکھو جب تک کہ وہ اسے نہ کر نہ لے، اگر وہ برائی کر

بیٹھے تو تم اس کا گناہ اس کی مثل لکھو، اگر وہ میری خاطر باز آ جائے تو تم اس کے لیے ایک نیکی لکھ

دو، اگر نیکی کرنا چاہے لیکن اسے نہ سکے تو تم اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو اور اگر اس نے ایک نیکی

کری تو تم اس کے لیے اس کی مثل دس سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھ دو۔“ (بخاری: ۷۵۰۱)

مسلم: ۱۲۸)

### فرشتوں کی مخلوق کی عظمت:

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس بات کی

اجازت دی گئی ہے کہ میں یہ بیان کر دوں کہ وہ فرشتے جو اللہ کا عرش اٹھائے ہوئے ہیں ان کے کان

کی لو اور کندھے کے درمیان کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت پر مشتمل ہے۔“ (ابوداؤد: ۴۷۲۷)

سلسلة صحیحہ: ۱۵۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: محمد ﷺ نے حضرت جبرئیل کو دیکھا کہ ان کے پیوسو پر تھے۔ (بخاری: ۹۸۵۷، مسلم: ۱۷۴)

فرشتوں پر ایمان لانے کے ثمرات:

۱۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت اور قوت و حکمت کا پتا چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا جن کی تعداد صرف اسی کو معلوم ہے۔ ان میں سے وہ فرشتے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا عرش اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک کے کان کی نو اور کندھے کے درمیان کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت پر مشتمل ہے، پھر اللہ تعالیٰ کا عرش کتنا عظیم ہوگا اور عرش پر جو ذات ہے وہ کتنی عظیم ہوگی!

﴿وَلَهُ الْكُوفُؤُا۟ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِیْمُ﴾ [الحانبیہ: ۳۷]

”تمام بزرگی اور بڑائی آسمانوں اور زمین میں اسی کی ہے اور وہی غالب، حکمت والا ہے۔“

۲۔ اس سے آدمی کے دل میں اللہ کا شکر ادا کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، کیونکہ اس نے اس کے آگے پیچھے بعض فرشتوں کو عجب مان مقرر کیا ہے جو اس کی مدد کرتے ہیں۔

۳۔ فرشتوں سے محبت ہوتی ہے کیونکہ: وہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور مومنوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الَّذِیْنَ یَعْمَلُونَ الْعُرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّہُمْ وَیُؤْمِنُونَ بِہٖ وَیَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبُّنَا وَسِعَتْ رَحْمَۃٌ وَّ عَلَیْہَا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَالتَّوَّابِیْنَ عَلَیْکَ وَفِیْہُمْ عَذَابُ الْبَحِیْمِ ۝ رَبُّنَا وَاَدْنٰہُمْ جَلَّتْ عَنَّا الْاَلٰی وَعَذَابُہُمْ وَ مَنْ صَلَّمَ مِنْ اٰہَابِہُمْ وَاَزْوَاجِہُمْ وَذُرِّیَّہُمْ اِنَّکَ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ۝ وَفِیْہُمُ السَّیِّاۡتُ وَ مَنْ نَّحٰی السَّیِّاۡتُ یَوْمَیْذٍ فَقَدْ رَجِعْتُمْ ۭ وَذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴾ [غافر: ۷-۹]

”عرش اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار

کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہر چیز کو اپنی رحمت اور علم سے  
 تعمیر رکھا ہے، لہذا تو ان لوگوں کو بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور  
 تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے، اے ہمارے رب! تو انہیں بیٹگی والی جنتوں  
 میں لے جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور جو ان کے باپ دادا اور بیویوں اور  
 اولاد میں سے نیک ہوں ان کو بھی، یقیناً تو غالب، حکمت والا ہے۔ انھیں برائیوں سے  
 بھی محفوظ رکھ اور اس دن تو نے جسے برائیوں سے بچالیا اس پر تو نے رحمت کر دی اور یہی  
 بہت بڑی کامیابی ہے۔“

### ۳۔ کتابوں پر ایمان

اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کی تصدیق کی جائے کہ اللہ  
 تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل پر لوگوں کی ہدایت کے لیے کتابیں نازل کی ہیں۔ حقیقت میں یہ اللہ کا  
 کلام ہے اور ان میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سچ ہے۔ ان میں سے بعض کا نام اللہ تعالیٰ نے  
 قرآن کریم میں بیان کیا ہے اور بعض کا نام اللہ ہی جانتا ہے۔ ان کی صحیح تعداد کا علم بھی صرف اللہ  
 ہی کو ہے۔

### قرآن کریم میں مذکور آسمانی کتابوں کے نام :

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل کتابوں کا ذکر قرآن کریم میں کیا ہے:

۱۔ صحیفہ ابراہیم۔

۲۔ تورات: یہ وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔

۳۔ زبور: یہ وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔

۴۔ انجیل: یہ وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔

۵۔ قرآن مجید: یہ وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر سارے لوگوں کے لیے

نازل کیا۔

ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کتابوں کو نازل کیا اور ان کی خبریں صحیح ہیں

جیسے قرآن کریم کی خبریں اور دیگر آسمانی کتابوں کی وہ خبریں جن میں تحریف نہیں ہوئی، ہم ان کے احکام پر عمل کریں، اگر وہ منسوخ نہیں ہوئیں تو انہیں مانیں اور قبول کریں نیز جن آسمانی کتابوں کے ہمیں نام معلوم نہیں، ان پر بھی ایسا ایمان لائیں۔

ساری کتب سابقہ جیسے توریت، انجیل، زبور وغیرہ قرآن کریم کے نزول کی وجہ سے منسوخ ہو چکی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّئًا عَلَيْهِ قَحْلَهُ  
يَتَّبِعُهَا أَتَّزِلُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۚ﴾ [المائدہ: ۴۸]

”اور اے پیغمبر! ہم نے تمہاری طرف حقی کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان کی محافظ ہے، اس لیے آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے مطابق فیصلہ کیجیے، اس حق سے ہٹ کر ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ جائیے۔“

اہل کتاب کے ہاتھوں میں جو اور توریت اور انجیل ہے اس میں تحریف ہوئی ہے۔ اس لیے اس کی نسبت مطلقاً انبیاء کی طرف کرنا درست نہیں جیسے کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا، اللہ رب العزت کی ایسی صفت بیان کی جو اس کے شایان شان نہیں اور انبیاء پر اہتمام لگایا وغیرہ۔ ہم ان کتابوں میں سے صرف انہیں پر ایمان لائیں گے جن کی تصدیق قرآن وحدیث سے ہوتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ جب ہم اہل کتاب سے بات کریں تو نہ ان کی تصدیق کریں اور نہ تکذیب، بلکہ یہ کہیں کہ ہم اللہ، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں، لہذا جو بات انھوں نے کہی اگر وہ حق ہے تو ہم اس کی تکذیب نہیں کریں گے اور اگر وہ باطل ہے تو ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے۔

عظیم ترین کتاب، قرآن مجید:

قرآن کریم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی اور سب سے افضل نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا، سب سے عظیم آخری آسمانی اور مکمل کتاب ہے، اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے، وہ لوگوں کے لیے باعث ہدایت و رحمت ہے۔ وہ سب سے افضل کتاب ہے

اس کو سب سے افضل فرماتے حضرت جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں، سب سے افضل نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے، سب سے افضل امت کی طرف یہ کتاب بھیجی گئی ہے اور سب سے افضل اور فصیح زبان عربی میں اتاری گئی ہے، ہر ایک کے لیے اس پر ایمان لانا اور اس کے احکام پر عمل کرنا واجب ہے۔ قرآن مجید نازل ہونے کے بعد اس کے علاوہ کسی اور کتاب پر عمل قابل قبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، چنانچہ وہ تحریف و تبدل اور زیادتی و کمی سے محفوظ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِن تَحْسَبْنِ نَزْلَ الْإِسْكَانِ لَكُلِّفَتُونَ﴾ [الحجر: ۱۹]

”ہم نے اس ذکر کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

ایک جگہ ہے:

﴿وَالَّذِي كُنْتُمْ عَلَىٰ الْعِلْمِ نَزَّلَ إِلَيْهِ الْكُتُوبَ وَالْحِكْمَ﴾ [النحل: ۱۰۱]

”اور جس پر تم نے قرآن رب العالمین کا نازل فرمایا ہوا ہے۔ اسے امانت دار فرشتے لے کر آیا ہے۔ آپ کے دل پر اترا ہے کہ آپ آگاہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ واضح عربی زبان میں ہے۔“

### قرآن مجید سے دلائل:

قرآن کریم کی آیتوں میں ہر چیز کا بیان ہے، وہ یا تو خبر ہے یا طلب۔

خبر کی دو قسمیں ہیں:

اس میں یا تو خالق کائنات کی ذات، اس کے اسماء و صفات اور افعال و اقوال کے بارے میں

خبر دی گئی ہے۔

یا مخلوق کے بارے میں خبر ہے جیسے آسمان و زمین، عرش و کرسی، انسان و حیوان، جمادات و نباتات،

جنت و جہنم، انبیاء و رسل، پیر و کار و مددگار و غیرہ، پھر ہر فریق کی جزا و غیرہ کو بیان کر دیا گیا ہے۔

## طلب کی دو قسمیں ہیں:

یا تو صرف اللہ کی عبادت، اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت اور دوسرے ادا امر کو بھالنے کا حکم ہے، جیسے نماز، روزہ وغیرہ، یا شرک سے منع کیا گیا ہے اور حرام سے بچنے کی تحقیر کی گئی ہے، جیسے سود اور فواحش وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمارے پاس سب سے افضل نبی بھیجا اور سب سے افضل کتاب نازل کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اللَّهُ تَزَكَّىٰ أَحْسَنَ الْعَرَبِيَّةِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مّتَّكِئِيًّا تَقَعُورُهُ وَنُتْقُهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ  
رَبَّهُمْ لَمْ يَكُنْ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكَ هُدًىٰ لِلَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ  
وَمَن يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن هَادٍ﴾ [النمر: ۲۳]

”اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ جس کی آیات آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی جاتی ہیں، اس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں، پھر ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے نرم ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کہ جس کے ذریعے جسے چاہے راہ راست پر لگا دیتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ ہی راہ بھلا دے اس کا ہادی کوئی نہیں۔“

ایک جگہ ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ  
وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾

[آل عمران: ۱۶۴]

”بے شک مومنوں پر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ انھیں میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔“

## ۴۔ رسولوں پر ایمان

رسولوں پر ایمان:

اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اس بات کی تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں رسول بھیجے ہیں جو انھیں صرف اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے تھے اور غیر اللہ کی عبادت کا انکار کرتے تھے، وہ سب کے سب سچے نبی ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے اس چیز کو پہنچا دیا ہے جو وہ اللہ کی طرف سے لے کر آئے تھے۔ ان میں سے بعض رسولوں کے نام اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیے اور بعض کے بارے میں اللہ ہی کو مخبر ہے۔

رسول وہ ہوتا ہے جس کے پاس اللہ نے شریعت کی وحی کی ہے اور اسے ان لوگوں کے پاس پہنچانے کا حکم دیا ہے جو اسے نہیں جانتے یا جانتے ہیں لیکن مخالفت کرتے ہیں۔

انبیاء اور ان کے متبعین کی تربیت:

اللہ تعالیٰ پہلے انبیاء اور ان کے متبعین کو تربیت دیتا ہے تاکہ وہ سب سے پہلے اپنے آپ کو ایمان و عبادت، تزکیہ نفس اور دین کی خاطر قربانی دینے اور صبر کرنے کے لیے تیار کر لیں، پھر اعلیٰ کلمہ اللہ کے لیے کام کریں۔ ان کے دلوں میں ایمان مکمل ہو جاتا ہے، وہ یہ جانتے ہیں کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے، اسی کے ہاتھ میں ہر چیز ہے، وہی اکیلا عبادت کا مستحق ہے پھر وہ اچھا ماحول پیدا کر کے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں، مثلاً مسجدیں بناتے ہیں کہ جن میں اللہ کی عبادت کی جاتی ہے، ایمان اور عمل صالح کی باتیں کی جاتی ہیں، وہ دین کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جہاں کہیں بھی رہیں گے اللہ ان کے ساتھ ہے، وہ ان کی مدد کرے گا۔ انھیں روزی دے گا، جیسے اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر، فتح مکہ اور غزوہ حنین وغیرہ میں مسلمانوں کی مدد کی تھی۔ وہ اللہ پر پوری طرح بھروسہ کرتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتے، پھر وہ اپنی قوم میں اس ایمان کو پھیلاتے ہیں، انھیں اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں، شرک سے منع کرتے ہیں، دین کی باتیں سکھاتے ہیں اور اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَافْقِهِمْ سُرِينَ ﴿١﴾ وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَنَأْتِيَنَّهُمْ لَنَأْتِيَنَّهُمْ بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢﴾ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾

[الحجعة: ۲-۴]

”وہی تو ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے، یقیناً وہ اس سے پہلے کبھی گمراہی میں تھے۔ اور ان میں سے اور لوگوں کی طرف بھی، جو ابھی ان سے نہیں ملے، اور وہی غالب، حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے اپنا فضل دے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔“

نبی وہ ہوتے ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ نے سابقہ شریعت کی وحی کی تاک کہ وہ اپنے ارد گرد اس شریعت کے ماننے والوں کو دوبارہ تائیں اور اس کی تجدید کریں، لہذا ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں۔

انبیاء و رسل کی بعثت:

ہر امت کے پاس اللہ تعالیٰ نے یا تو مستقل شریعت کے ساتھ رسول بھیجا یا سابقہ شریعت کی تجدید کے لیے نبی بھیجا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

[الحج: ۳۶]

”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔“

ایک جگہ ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَهْتَكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا إِلَيْهِ مِنْ قَادُوسٍ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْآخِرُونَ﴾ [السائدة: ۴۴]



”ہم نے تورات نازل فرمائی ہے جس میں ہدایت و نور ہے، یہودیوں میں انبیاء اسی تورات کے مطابق فیصلہ کرتے تھے جو فرمانبردار تھے۔ ان لوگوں کے لیے جو یہودی بنے اور رب والے اور علماء۔“

انبیاء اور رسولوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان میں سے بعض کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کر دیا ہے ان کی تعداد چھپس ہے، وہ یہ ہیں:

۱۔ حضرت آدم: علیہ السلام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فُلَيْيَ وَلَمْ يَعْذِلْهُ عَزْمًا﴾ [طه: ١١٥]

”ہم نے آدم کو پہلے ہی تاکید کی تھم دے دیا تھا لیکن وہ بھولی گیا اور ہم نے اس میں کوئی عزم نہیں پایا۔“

۲۔ بعض انبیاء اور رسولوں کا تذکرہ:

﴿وَلَكَ جَنَّاتُ تَجَنُّوا عَنْهَا رِزْقُهُمْ عَلَى كَوْمٍ مِنْ تَحْتِهَا مِنْ نَعْمَاءٍ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ﴾ ۝ وَوَقَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ ۖ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ ۚ وَكَذَلِكَ نَمُوزِي الْعَالَمِينَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ وَمِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَوْصِييَهُمْ وَأَخْوَانَهُمْ وَأَهْلِبَائِهِمْ وَهُدًى لَّهُمْ ۚ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبَطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْكِتَابَ وَالْإِسْلَامَ وَالشُّعْبَةَ

الأَنْعَامُ : ٨٣، ٨٩

”اور یہ ہماری جست تھی جو ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی، ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا، بڑا علم والا ہے۔ اور ہم نے اس کو اخلق دیا اور یعقوب، ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور

پہلے زمانے میں ہم نے نوح کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو اور اس طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں، نیز زکریا کو اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور ایسا کو، وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے، اور نیز اسماعیل کو اور یسح کو اور یونس کو اور لوط کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی اور نیز ان کے کچھ باپ داداؤں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی، یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کو ہدایت کرتا ہے اور اگر یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے، یہ لوگ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی۔“

### ۳۔ حضرت ادریس: علیہ السلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِي فِي الْكُتُبِ اِذْ رِيسُ اِنَّكَ كَانَ صِدِّيقًا نَّهِيًا﴾ [مریم: ۵۶]

”اور اس کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا بھی ذکر کر، وہ بھی نہایت سچے نبی تھے۔“

### ۴۔ حضرت ہود: علیہ السلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَذَّبَتْ عَادُ النَّارِسِينَ ۖ اِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

اٰمِیْنٌ﴾ [الشعراء: ۱۲۳-۱۲۵]

”عادوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا جب ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا: کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں؟ میں تمہارا مانتدار پیغمبر ہوں۔“

### ۵۔ حضرت صالح: علیہ السلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْعَرْسِلِیْنَ ۖ اِذْ قَالَ لَهُمَا أَخُوهُمَا صَالِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

آہون ﴿الشعراء: ۱۴۱-۱۴۳﴾

”عمودیوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا، جب ان کے بھائی صالح نے ان سے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔“

۶۔ حضرت شعیب: ؑ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَذَّبَ أَصْحَابُ الْمِكَّةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۲﴾ إِيَّايَ لَكُمْ رَسُولٌ

آہون ﴿الشعراء: ۱۷۶-۱۷۸﴾

”ایکہ والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا جب ان سے شعیب ؑ نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ میں تمہاری طرف امانت دار رسول ہوں۔“

۷۔ حضرت ذوالکفل: ؑ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ ذُكِّرُوا بِمِيعَةٍ إِلَىٰ يَوْمِ الْآزْمِ ﴿۱﴾ ذَٰلِكَ الْكُفْلُ ﴿۲﴾ وَكَانَ مِنَ الْأَحْكَامِ ﴿۳﴾﴾ [ص: ۴۸]

”اسماعیل، یسع اور ذوالکفل ؑ کا بھی ذکر کرو دیجیے یہ سب بہترین لوگ تھے۔“

۸۔ حضرت محمد: ؐ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ دِينِكُمْ وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﴿۱﴾﴾

[الأحزاب: ۴۰]

”لوگو! تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد ؐ نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔“

انبیاء اور رسولوں میں سے بعض وہ ہیں جن کا نام ہم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تاہم ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَنُفِثَتْ مِنْ قَصَصِنَا عَلَيْكَ وَوَيْهَمُ مِّنْ لَّمْ تَقْضُ

عَلَيْكَ ۝ [غافر: ۷۸]

”یقیناً ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے واقعات ہم آپ کو بیان کر چکے اور ان میں سے بعض کے قصے ہم نے آپ کو بیان نہیں کیے۔“  
حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! نبیوں کی تعداد کتنی تھی؟ آپ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار، جن میں تین سو پندرہ رسول ہیں، ایک جم غفیر ہے۔

(احمد: ۲۲۶۴۴۔ صحیح لغیرہ، طبرانی فی الکبیر: (۲۱۷/۸) دیکھیے مسئلہ صحیحہ: ۲۶۶۸)

### رسولوں میں اولوالعزم رسول:

اولوالعزم رسول پانچ ہیں اور وہ ہیں: حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿شَرَعْنَا لَكَ الْدِّينَ مَا وَطَّي بِهِ نُوْحًا وَالَّذِي اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ اِبْرٰهِيْمَ

وَمُوسٰى وَعِيسٰى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَّبِعُوْا فِیْهِ ۝ [النسور: ۱۳]

”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے اختیار کرنے کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا اور (اے محمد!) جس کی ہم نے تیری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو تاکید کی تھی اور اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں جدا جدا نہ ہو جانا۔“

### پہلا رسول:

سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَلِمًا اَوْحَيْنَا اِلٰی نُوْحٍ وَالتَّوْبَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهَا ۝ [النساء: ۱۶۳]

”یقیناً ہم نے آپ کی طرف اس طرح وحی کی ہے جیسے نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف کی۔“

شفاعت کی حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(قیامت کے دن) لوگ کہیں گے کہ تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ (تا کہ وہ تمہارے لیے سفارش کریں) چنانچہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ اے نوح! (علیہ السلام) آپ سب سے پہلے نمازیں جو دنیا والوں کے پاس بھیجے گئے تھے۔“ [بخاری: ۳۴۴۰۔ مسلم: ۱۹۴] آخری رسول:

آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾

[الاحزاب: ۴۰]

”(لوگو!) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔“

انبیا اور رسولوں کا مخاطب کون تھا؟

انبیا اور رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے ان کی قوموں ہی کے پاس بھیجا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ [الرعد: ۷]

”اور ہر قوم کے لیے ہادی ہے۔“

۲۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کے پاس بھیجا، آپ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، ان میں سب سے افضل ہیں، آپ بنی آدم کے سردار ہیں، حمد کا جھنڈا قیامت کے دن آپ کے ہاتھ میں ہوگا، آپ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

[سبا: ۲۸]

”ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہاں مگر لوگوں کی اکثریت بے علم ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ [الانبیاء: ۱۰۷]

”اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔“

**نبیوں اور رسولوں کو بھیجنے کی حکمت**

اللہ کی طرف بلانا اور غیر اللہ کی عبادت سے روکنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

[النحل: ۳۶]

”اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔“

رب تک پہنچنے والی راہیں بتانا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ [النجمہ: ۲]

”وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔“

قیامت کے دن لوگوں پر گواہی دینا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا كُنَّا لَكُمْ رَبًّا مِّن قَبْلُ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْحَرِيقِ ۝﴾

[الزمر: ۴۹-۵۱]

”اعلان کر دو کہ اے لوگو! میں تمہیں کھلم کھلا چھوٹنا کرنے والا ہوں، لہذا جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کے لیے بخشش ہے اور عزت والی روزی، اور جو لوگ ہماری نشانوں کو عاجز کرنے کے ورپے رہتے ہیں، وہی دوزخی ہیں۔“

۳۔ لوگوں پر جنت قائم کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾

[النساء: ۱۶۵]

”ہم نے انہیں رسول بنایا ہے خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر نہ رہ جائے۔“

۴۔ رحمت:

جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے::

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ [الانبیاء: ۱۰۷]

”اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

انبیاء اور رسولوں کی صفات:

۱۔ تمام انبیاء اور رسل انسان ہیں اور مرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے سارے بندوں میں سے انہیں چن لیا ہے۔ انہیں نبوت و رسالت دے کر ان کی تکریم کی ہے اور ان پر اپنا پیغام پہنچانے کی ذمہ داری ڈالی ہے تاکہ لوگ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور دوسروں کی عبادت کرنا چھوڑ دیں۔ اس پر انہیں جنت دینے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے، ان انبیاء کرام نے اپنا کام سچ کر دکھایا اور لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [النحل: ۶۳]

”آپ سے پہلے بھی ہم مردوں ہی کو بھیجتے رہے ہم ان کی جانب وحی اتارتے رہے، لہذا

اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کر لو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَالْعِصْمَةَ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ [آل عمران: ۳۳]

”بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان کے لوگوں میں سے آدم (علیہ السلام) کو، اور نوح (علیہ السلام) کو،

اور ابراہیم (علیہ السلام) کے خاندان اور عمران کے خاندان کو منتخب فرمایا۔“

ایک جگہ ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الصَّغَاوَاتِ﴾

[الأنعام: ۱۲۶]

”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے علاوہ

تمام معبودوں سے بچو۔“

۲۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و مرسلین کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کی طرف لوگوں

کو بلائیں اور کفر و شرک سے منع کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کو ان کے احوال کے مطابق

شریعت عطا کی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شَرْعًا وَحُكْمًا﴾ [المائدة: ۴۸]

”تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک دستور اور ایک راہ مقرر کر دی ہے۔“

۳۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں ان انبیاء اور مرسلین کو لوگوں میں جن لیا ہے وہیں یہ بھی وضاحت کر دی

ہے کہ یہ اللہ کے بندے ہیں اور عہدیت کی کامل شکل ان کے اندر پائی جاتی ہے جیسے کہ

حضرت محمد ﷺ کے بارے میں فرمان ہے:

﴿تَكُونُ الْبَشَرُ نَزَلَ الْفَرَقَانِ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ [الفرقان: ۱]

”بہت بابرکت ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تاکہ وہ تمام لوگوں

کے لیے آگاہ کرنے والا بن جائے۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے:



﴿إِنْ هُوَ إِلَّا عِمْدٌ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ﴾ [الزحرف: ۵۹]

”عیسیٰ (علیہ السلام) بھی صرف بندہ ہی ہے جس پر ہم نے احسان کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے نشان بنایا۔“

۳۔ تمام انبیاء و رسل بشر ہیں، مخلوق ہیں، وہ کھاتے اور پیتے ہیں، بھولتے اور سوتے ہیں، انھیں مرض و موت لاحق ہوتی ہے، دوسرے لوگوں کی طرح ان کے اندر بھی ربوبیت اور الوہیت کی کوئی صفت و خصلت نہیں پائی جاتی نہ وہ نفع و نقصان کے مالک ہیں الا یہ کہ جو اللہ چاہے، اللہ کے خزانے کی کوئی چیز ان کی ملکیت میں نہیں ہے، وہ غیب نہیں جانتے مگر جو اللہ تعالیٰ انھیں بتا دے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ سے فرماتا ہے:

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْبَرْتُ مِنَ الْخَلْقِ وَمَا مَسَّنِيَ الشُّوْءُ إِنَّا إِلَٰهٌ مُّتَوَكِّلُونَ﴾

[الأعراف: ۱۸۸]

”آپ فرمادیجیے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو، اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سا منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا، میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔“

### انبیاء و مرسلین کے خصائص

انبیاء کے دل لوگوں میں سب سے زیادہ صاف ستھرے ہیں۔ وہ سب سے زیادہ پاکیزہ عقل والے ہیں۔ ان کا ایمان سب سے سچا ہے اور ان کا اخلاق سب سے بہتر ہے۔ ان کا دین سب سے زیادہ کامل اور ان کی بندگی سب سے زیادہ قوی ہے۔ ان کے جسم سب سے زیادہ کامل ہیں ان کی صورت سب سے بہترین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی خصوصیتیں عطا کی ہیں، ان میں سے بعض اہم خصوصیتیں یہ ہیں:

❖ اللہ تعالیٰ نے انھیں وحی و رسالت کے لیے چن لیا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِمَّنَ النَّاسِ﴾ [الحج: ۷۵]

”اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو منتخب کر لیتا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّا نَبَأَرُكُمْ نَوْمًا وَلَيْسَ إِلَيْنَا إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ وَاجِدْ﴾ [الكهف: ۱۱۰]

”آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔“

❖ جس عقیدہ و احکام کی طرف وہ لوگوں کو بلا رہے ہیں اس میں معصوم عن الخطاء ہیں اور اگر وہ خطا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں حق کی طرف پھیر دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْقُبُورِ إِذَا هُمْ فِيهَا ضَالِّينَ مِمَّا قَبْلُ مِمَّا قَبْلُ مِمَّا قَبْلُ﴾ [النجم: ۱۰]

”قسم ہے ستارے کی، جب وہ گرے! تمہارے ساتھی نے راہ گم کی ہے نہ وہ نیز سہی راہ پر ہے اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے اسے پوری طاقت والے فرشتے نے سکھایا ہے۔“

انبیاء کی وفات کے بعد ان کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

❖ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم (انبیاء) وارث نہیں

بناتے بلکہ ہم جو مال چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (بخاری: ۶۷۳۰، مسلم: ۱۷۵۷)

❖ ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتا ہے:

معراج کے قصہ میں ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی آنکھیں سوتی ہیں اور

دل نہیں سوتا، اسی طرح دیگر انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے دل نہیں سوتے۔ (بخاری: ۳۵۷۰)

● موت کے وقت انھیں اس بات کا اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہے وہ دنیا میں رہنا پسند کریں یا آخرت میں رہنا پسند کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”ہر نبی کو اس کے مرض الموت میں اس بات کا اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ چاہے دنیا میں رہنا پسند کرے یا آخرت میں رہنا پسند کرے۔“ (بخاری: ۴۵۸۶۔ مسلم: ۲۴۴۴)

● انبیاء جہاں مرتے ہیں وہیں ان کو دفن کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نبی وہیں دفن کیا جاتا ہے جہاں اس کی وفات ہوتی ہے۔ (احمد: ۲۷۔ دیکھئے صحیح الجامع:

(۵۲۰۱)

● انبیاء کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی ہے۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے۔“ اس کے اندر یہ الفاظ بھی ہیں کہ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کے اوپر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ کی ہڈیاں یوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔“ (ابو داؤد: ۱۰۴۷۔ ۹۲۵)

● وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (ابو یعلیٰ: ۳۴۶۵۔ سلسلۃ صحیحہ: ۶۲۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں سرخ ریت کے ٹیلے کے پاس حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا، اس وقت آپ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم: ۲۳۷۵)

● انبیاء کی وفات کے بعد ان کی بیوہ عورتوں سے شادی نہیں کی جاسکتی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُكَذِّبُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكَ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: ۳۵]

”تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم رسول اللہ کو تکلیف دو اور نہ تمہارے لیے یہ حلال ہے

کہ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی پیرویوں سے نکاح کرو۔ (یاد رکھو!) اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا (گناہ) ہے۔“

تمام انبیاء و مرسلین پر ایمان لانا واجب ہے۔ جس نے ان میں سے کسی ایک کا انکار کیا اس نے سب کا انکار کیا، انھوں نے جو خبر دی ہے اس کی تصدیق کرنا ضروری ہے، سچے ایمان، توحید اور اچھے اخلاق میں ان کی اقتداء لازم ہے، ان میں سے جو ہمارے پاس بھیجے گئے ہیں یعنی حضرت محمد ﷺ ان کی شریعت پر عمل کرنا ضروری ہے، وہ خاتم النبیین ہیں، ان میں سب سے افضل نبی ہیں اور وہ سارے لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا يَا لَللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَلْفِظْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾ [النساء: ۱۳۶]

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول ﷺ پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول ﷺ پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں ایمان لاؤ، جو شخص اللہ تعالیٰ سے، اس کے فرشتوں سے، اس کی کتابوں سے، اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے تو وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔“

### انبیاء اور مرسلین پر ایمان لانے کے ثمرات

اس سے بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کی معرفت ہوتی ہے اس نے رسولوں کو ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان کی ان کے رب کی عبادت کی طرف رہنمائی کریں اور عبادت کا طریقہ بتائیں۔

اس سے اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔

اس سے رسولوں سے محبت ہوتی ہے اور بغیر مبالغہ ان کی تعریف کی جاتی ہے، اس لیے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں انھوں نے اس کی عبادت کی، اس کی رسالت کو لوگوں تک پہنچایا ہے اور اس کے بندوں کی خیر خواہی کی ہے۔

## محمد رسول اللہ ﷺ

### نسب اور پیدائش:

آپ کا نسب محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہے۔

آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ہے۔

آپ عام الفضل ۵۷۰ عیسوی کو مکہ میں پیدا ہوئے۔ جب آپ ابھی ماں کے پیٹ میں تھے تو آپ کے والد عبد اللہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی کفالت آپ کے دادا عبد المطلب نے کی۔ جب آپ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ آمنہ کا انتقال ہو گیا۔ دادا کی وفات کے بعد آپ کی کفالت آپ کے چچا ابو طالب نے کی۔

آپ کے اخلاق و عادات بہت عمدہ تھے، یہاں تک کہ آپ کی قوم نے آپ کو ”امین“ کا خطاب دیا تھا۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبی بنایا گیا، سب سے پہلے آپ پر وحی عارحرا میں اتری، پھر آپ لوگوں کو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے اور صرف اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دینے لگے۔ آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں لیکن آپ نے صبر کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دین غالب کر دیا اور آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے، یہاں احکام کی تشریح کی گئی، اسلام کو عزت بخش دی گئی اور دین کو مکمل کر دیا گیا۔ آپ کی وفات ربیع الاول کے مہینہ میں بروز پیر ۱۱ھ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ اس طرح آپ دین حق کی تبلیغ کرنے کے بعد رفیقِ اٹلی سے جا ملے اور امت کو ہر خیر و شر بتا دیا۔

### خصائص نبوی

نبی ﷺ کی خصوصیت میں سے ہے کہ آپ خاتم الانبیاء، سید المرسلین اور امام المتقین ہیں، آپ کی رسالت سارے انسانوں اور جنات کے لیے ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر

بھجوا، آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنایا، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو غلیل بنایا تھا، آپ کو اللہ تعالیٰ بیت المقدس تک اور پھر آسمان تک لے گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی و رسول دونوں الفاظ سے خطاب فرمایا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی تھیں، ایک یہ کہ ایک مہینے کی مسافت سے دشمنوں پر میرا رعب پڑ جاتا ہے، دوسری یہ کہ ساری زمین میرے لیے نماز کی جگہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے، چنانچہ میری امت کے ہر آدمی کے لیے اس بات کی اجازت ہے کہ جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے وہ نماز پڑھ لے۔ تیسری یہ کہ مال غنیمت میرے لیے حلال کیا گیا ہے، مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کے لیے یہ حلال نہیں تھا، چوتھی یہ کہ مجھے شفاعت دی گئی ہے، پانچویں یہ کہ اگلے زمانہ میں ہر پیغمبر اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا لیکن میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔“ (صحیح البخاری: ۳۳۵-۵۲۱)

نبی ﷺ کے لیے جو چیزیں خاص تھیں (امت کے لیے نہیں) وہ یہ ہیں: آپ کے لیے صوم وصال (مسلل روزے رکھنا) جائز تھا، بلا مہر شادی جائز تھی، چار سے زیادہ شادیاں کرنا جائز تھا، زکوٰۃ کا مال آپ کے لیے حلال نہیں تھا، آپ وہ چیزیں سنتے تھے جو دوسرے لوگ نہیں سن سکتے تھے، آپ وہ چیزیں دیکھ سکتے تھے جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے تھے، جیسے کہ آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھا، آپ کے مال کا کوئی وارث نہیں ہو سکتا۔

### نبی ﷺ پر وحی کی شروعات:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ پر وحی کی ابتدا اچھے خوابوں سے ہوئی۔ آپ جو خواب دیکھتے وہ (بیداری کی حالت میں) صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہو جاتا، پھر آپ کو تنہائی اچھی لگنے لگی اور آپ غار حرا میں اکیلے رہنے لگے، وہاں کئی کئی راتیں عبادت کرتے رہتے پھر گھر واپس آتے اور اس کام کے لیے اپنے ساتھ توشہ لے جاتے، پھر (جب توشہ ختم ہو جاتا) تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آتے اور اتنا ہی توشہ اور لے جاتے، یہاں تک کہ آپ اسی غار حرا میں تھے کہ آپ پر باقاعدہ پہلی وحی اتری، آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہنے لگا: پڑھو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں، آپ فرماتے ہیں کہ ”پھر فرشتے نے مجھے پکڑ کر زور سے بھیجا، یہاں تک کہ میں بے طاقت ہو گیا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو۔ میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں اس نے مجھے پھر پکڑ کر زور سے بھیجا، یہاں تک کہ میں بے طاقت ہو گیا، اس نے پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو۔ میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے تیسری بار پکڑ کر زور سے بھیجا، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا: ﴿إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ إِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝﴾ (اے محمد!) اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے پیدا کیا ہے، اس نے انسان کو ایک جے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھا اور تیرا رب ہی سب سے زیادہ کرم والا ہے۔“ یہی آیتیں آپ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سن کر لوٹے، آپ کا دل (ڈر کی وجہ سے) کانپ رہا تھا۔ آپ حضرت خدیجہ بنت خویلد کے پاس آئے اور فرمانے لگے: مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ لوگوں نے آپ کو کپڑا اوڑھا دیا، جب آپ کا خوف ختم ہو گیا تو آپ نے حضرت خدیجہ سے یہ قصہ بیان کر کے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے اور محتاجوں کی مدد کرتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں جو مصیبتیں آتی ہیں آپ اس وقت بھی حق کے معاملے کا ساتھ دیتے ہیں۔

پھر حضرت خدیجہ علیہا السلام آپ کو ساتھ لے کر چلیں یہاں تک کہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ کے پاس آئیں جو حضرت خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے، وہ (بت پرستی چھوڑ کر) جاہلیت کے زمانے میں عیسائی بن گئے تھے اور عبرانی زبان جانتے تھے، انجیل میں جو اللہ ان سے لکھوانا چاہتا وہ لکھا کرتے، وہ انتہائی بوڑھے ہو کر اندھے ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: میرے چچا زاد بھائی (ذرا) اپنے بھتیجے (حضرت محمد ﷺ) کی بات تو سنو۔ ورقہ نے آپ سے کہا: بھتیجے! تم نے کیا دیکھا؟ رسول اللہ ﷺ نے جو دیکھا تھا وہ بیان کر دیا۔ ورقہ بن نوفل نے کہا: یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا، کاش! میں اس وقت جوان ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تم کو تمھاری قوم (اپنے شہر سے) نکال باہر کرے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں! جب کبھی کوئی شخص وہ چیز لے کر آیا جسے تم

لائے ہو تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے۔ اگر میں اس دن تک زندہ رہا تو تمہاری پوری مدد کروں گا، پھر جلد ہی ورقہ کا انتقال ہو گیا اور وحی آنا بند ہو گئی۔ (بہاری کتاب الوسی: ۳، مسلم: ۱۶۰)

### آپ کی بیویاں:

رسول اللہ ﷺ کی بیویاں دنیا اور آخرت میں امہات المؤمنین ہیں، وہ سب کی سب پاک، صاف اور ہر برائی سے بری ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں: حضرت خدیجہ بنت خویلد، حضرت عائشہ بنت ابی بکر، حضرت سودہ بنت زمعہ، حضرت حفصہ بنت عمر، حضرت زینب بنت خزیمہ، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت جویریہ بنت حارث، حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان، حضرت صفیہ بنت حبیبہ، حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔

### رسول اللہ ﷺ کی اولاد:

رسول اللہ ﷺ کے ہاں تین بیٹے ہوئے۔ قاسم اور عبداللہ حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئے اور ابراہیم آپ کی لونڈی حضرت ماریہ قہلیہ سے تولد ہوئے۔ یہ سب کے سب بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں۔ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ، یہ سب لڑکیاں حضرت خدیجہ بنت خویلد سے پیدا ہوئیں، ان سب کی شادیاں ہو گئی تھیں اور آپ کی زندگی ہی میں ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کہ ان کا انتقال رسول اللہ ﷺ کے بعد ہوا۔ یہ سب کی سب مسلمان اور پاک دامنہ تھیں۔

### رسول اللہ ﷺ کے اصحاب:

رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کے اصحاب کا زمانہ سب سے بہتر زمانہ ہے۔ انھیں تمام امت پر فضیلت حاصل ہے، اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے نبی کی صحبت کے لیے چن لیا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی۔ انھوں نے دین کے لیے ہجرت کی اور دین کی مدد کی۔ انھوں نے اپنی جان اور اپنے مال سے اللہ کے راستے میں جہاد کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ ان میں سب سے افضل مہاجرین ہیں پھر انصار۔



حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ نَسَبِي شَهَادَةُ أَحِبَّهُمْ يَمِينُهُ، وَبِمِثْنِهِ شَهَادَتُهُ » (بخاری: ۲۶۵۲، مسلم: ۲۵۳۳)

”سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے، پھر ایسے لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم سے پہلے ہوگی اور قسم گواہی سے پہلے ہوگی۔“

اصحاب رسول سے محبت:

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اصحاب رسول کے ساتھ دل سے محبت کرے، زبان سے ان کی تعریف کرے، ان پر رحمت کی دعا کرے۔ ان کے لیے استغفار کرے۔ ان کے درمیان جو اختلافات ہوئے انھیں کریمؐ کی کوشش نہ کرے اور نہ انھیں گالیاں دے، اس لیے کہ ان کے بڑے محاسن و فضائل ہیں۔ انھوں نے دین کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دیں، جہاد کیا، دعوت و تبلیغ کی، ہجرت کی اور اپنی جانوں و مالوں کو اللہ کے راستے میں لگایا، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالشَّاقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِأَحْسَنِ مَا رِزَقُوا اللَّهُ عَنْهُمْ وَرِضْوَانَهُ وَاعْدَلَهُمْ جَلَّتْ سَعِيرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خُلِدُوا فِيهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْأَنْفَالِ الْعَظِيمَةِ﴾ [التوبة: ۱۰۰]

”اور مہاجرین و انصار میں سبقت لے جانے والے اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں یہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔“

ایک جگہ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَانصَرَوْا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ [الأنفال: ۷۴]

”جو لوگ ایمان لائے، جنہوں نے ہجرت کی اور جو اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد پہنچائی یہی لوگ سچے مومن ہیں۔ ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے صحابہ کو گالی مت دو، میرے صحابہ کو گالی مت دو۔“ اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی (اللہ کی راہ میں) سونا خرچ کرے تو صحابہ نے جو ایک مدیا نصف اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہے اس کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔“ (بخاری: ۳۶۷۳، مسلم: ۲۵۴۰)

## ۵۔ یوم آخرت پر ایمان

### یوم آخرت:

یوم آخرت سے مراد قیامت کا دن ہے۔ جب اللہ تعالیٰ حساب لینے اور بدلہ دینے کے لیے لوگوں کو زندہ کرے گا۔ اس کا نام یوم آخر اس لیے ہے کیونکہ اس کے بعد کوئی دن نہیں ہوگا۔ اس دن اہل جنت ہمیشہ کے لیے جنت میں اور اہل جہنم ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائیں گے۔

### یوم آخرت کے مشہور نام یہ ہیں:

یوم القيامة، یوم البعث، یوم الفصل، یوم الخروج، یوم الدين، یوم الخلود، یوم الحساب، یوم الوعيد، یوم الجمع، یوم التغابن، یوم التلاق، یوم التناد، یوم المحسرة، الصاعدة، الطامة الكبرى، الغاشية، الواقعة، الحاقة، القارعة۔

### یوم آخرت پر ایمان:

یوم آخرت پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن جن چیزوں کے واقع ہونے کا وعدہ کیا ہے ان کی تصدیق کرنا، مثلاً دوبارہ زندہ کیا جانا، حساب کتاب کے لیے ایک جگہ اکٹھا ہونا، بل صراط، میزان اور جنت و جہنم وغیرہ کا ظہور۔

اس میں موت سے پہلے قیامت کی علامتوں اور شرطوں، اسی طرح موت کے بعد قبر کا تنہا، اس کا عذاب اور اس کی نعمت پر ایمان لانا بھی شامل ہیں۔

## یوم آخرت کی عظمت:

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانا ایمان کے ارکان میں سب سے بڑا رکن ہے۔ انھیں دونوں پر ایمان کے ساتھ ساتھ بقیہ ارکان پر ایمان لانے پر انسان کی استقامت اور دنیا و آخرت میں اس کی فلاح و سعادت کا انحصار ہے۔ ان دونوں ارکان کے اہم ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان دونوں کو کئی جگہ ایک ساتھ بیان کیا ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذَلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُوعِظُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ [الطلاق: ۲]

”یعنی ہے وہ جس کی نصیحت اسے کی جاتی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔“

ارشاد ربانی ہے:

﴿اِنَّ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لِكَيْ يَّعْلَمَ اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ [النساء: ۸۷]

”اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تم سب کو یقیناً قیامت کے دن جمع کرے گا، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔“

ایک جگہ ہے:

﴿قُلْ اِنْ تَرَوْا عَذَابَ قَتْنٍ وَّ قَرْصَةٍ وَّ اِلٰى اللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾

[النساء: ۵۹]

”پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔“

## قبر کا قتنہ:

حضرت براہین عازب علیہ السلام کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے، اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے، پھر وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے، پھر وہ دونوں اس

سے پوچھتے ہیں کہ اس آدمی کے بارے میں تم کیا جانتے ہو جو تمہارے اندر نبی بنا کر بھیجا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے: وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ (احمد: ۱۸۷۳۳۔ ابوداؤد: ۴۷۵۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر چل دیتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تم اس آدمی حضرت محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ دوزخ میں جو تمہاری جگہ تھی اسے دیکھ لو، اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے تمہیں جنت میں ٹھکانا دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے۔ کافر یا منافق فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا، میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ تو نے خود غور کیا نہ عالموں کی بیرونی کی، پھر لوہے کے گرز سے اس کے دونوں کانوں کے درمیان ضرب لگائی جاتی ہے، وہ اسکی چیخ مارتا ہے جسے انسانوں اور جنات کے علاوہ اس کے پاس کی ساری مخلوق سنتی ہے۔ (بخاری: ۱۳۳۸۔ مسلم: ۲۸۷۰)

عذابِ قبر کی دو قسمیں ہیں:

ایک دائمی عذاب جو قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ یہ عذاب کفار اور منافقین کو ہوگا، اللہ تعالیٰ آلِ فرعون کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَلَعْنَةُ الْعَرَبِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يَدْعُو إِلَى الْغُلَامِ الْمُسْلِمِينَ﴾

العذاب [المؤمن: ۶۶]

”آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح و شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم

ہوگی (فرمان ہوگا کہ) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔“

دوسرا عذاب ایک مدت کے بعد منقطع ہو جائے گا۔ یہ موحدین میں سے نافرمان لوگوں کو ہو گا۔ انھیں ان کے جرم کے مطابق سزا دی جائے گی، پھر اللہ کی رحمت سے عذاب ہٹا یا منقطع کر دیا جائے گا، یا ان کے صدقہ جاریہ کی بدولت یا چھوڑے ہوئے اس علم کی بدولت جس سے لوگ فائدہ

اٹھائیں یا نیک اولاد جو ان کے لیے دعائیں کرے، جیسے گناہوں کو مٹانے والے اعمال کے باعث منقطع ہو جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا ٹھکانا صبح و شام اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ جنتی ہے تو اہل جنت کا ٹھکانا اسے دکھایا جاتا ہے اور اگر جہنمی ہے تو اہل جہنم کا ٹھکانا اسے دکھایا جاتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن اپنے پاس اٹھالے۔“

(بخاری: ۱۳۷۹۔ مسلم: ۲۸۶۶)

### قبر کی نعمتیں:

قبر کی نعمتیں صرف سچے مسلمانوں کے لیے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَكْفُلُوا وَلَا تَحْزَنُوا  
وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ﴾ [فصلت: ۳۰]

”جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے، ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔“

حضرت براہ بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن جب قبر میں دونوں فرشتوں کے سوال کا جواب دے دیتا ہے تو آسمان سے یہ ندا آتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا، لہذا اس کے لیے تم جنت کا بستر بچھا دو، اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دو، پھر جنت کی ہوا اور خوشبو اس تک آنے لگتی ہے اور اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے کشادہ کر دی جاتی ہے۔“ (احمد: ۱۸۷۳۳۔ ابوداؤد: ۴۷۵۳)

مومن قبر کی بولن کی، اس کے نفع اور عذاب سے بعض امور کی وجہ سے محفوظ رہے گا، مثلاً اللہ کی راہ میں شہادت، سرحد پر مسلمانوں کی حفاظت کے لیے قیام کرنا، ہیبت کی بیماری میں مرنا وغیرہ۔

موت کے بعد قیامت آنے تک روحوں کا ٹھکانا:

عالم برزخ میں روحوں کے رہنے کی مختلف جگہیں اور مراتب ہیں۔ ان میں سے کچھ روحيں ملائکہ اعلیٰ میں اعلیٰ علیین میں ہیں، یہ انبیاء علیہم السلام کی روحيں ہیں، ان کی منزلیں مختلف ہیں، کچھ روحيں پرندوں کی شکل میں جنت کے درختوں میں معلق ہیں، یہ مومنوں کی روحيں ہیں اور کچھ روحيں سبز رنگ کے پرندوں کے پوتوں میں ہیں جو جنت میں چلتے پھرتے ہیں، یہ بعض شہداء کی روحيں ہیں۔ کچھ روحيں قبر میں محبوس ہوں گی مثلاً ان لوگوں کی روحيں جو مال غنیمت میں خیانت کرتے ہیں۔ کچھ روحيں جنت کے دروازے پر محبوس ہوں گی کیونکہ ان کے اوپر قرض ہوگا۔ کچھ روحيں زمین میں محبوس ہوں گی کیونکہ وہ بدروحيں ہیں، ان میں کچھ روحيں زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتوں کے تنور میں ہوں گی، ان میں کچھ روحيں خون کی نہر میں تیر رہی ہوں گی اور پتھر نگل رہی ہوں گی، یہ سود کھانے والے ہوں گے۔

## قیامت کی علامتیں

قیامت کا علم:

قیامت کب واقع ہوگی؟ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَمَا يُذِيرُكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ

تَكُونُ قَرِيبًا﴾ [الأحزاب: ۶۳]

”لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ اس کا علم

تو صرف اللہ ہی کو ہے، آپ کو کیا خبر بہت ممکن ہے قیامت بالکل ہی قریب ہو۔“

قیامت کی علامتیں:

نبی ﷺ نے قرب قیامت کی کچھ علامتیں بتائی ہیں، ان میں کچھ بڑی علامتیں ہیں اور کچھ

چھوٹی علامتیں۔

## ۱۔ قیامت کی چھوٹی علامتیں:

قیامت کی چھوٹی علامتیں تین قسم کی ہیں:

① کچھ علامتیں واقع ہو کر پوری ہو چکی ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں: نبی ﷺ کی بعثت اور آپ کی وفات، آپ کے لیے بطور معجزہ چاند کا پھٹنا، بیت المقدس کی فتح، سرزمین حجاز سے آگ کا نکلنا۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم قیامت سے پہلے چھ چیزوں کو شمار کر لو، میری موت، بیت المقدس کی فتح..... الخ (بخاری: ۳۱۷۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک آگ حجاز کی زمین سے نکلے گی جو بصری (شام میں دمشق کے قریب ایک شہر) کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی۔“ (بخاری: ۷۱۱۸۔ مسلم: ۲۹۰۶)

## ۲۔ ظاہر ہو چکنے والی علامتیں ابھی جاری ہیں:

ان میں سے بعض علامتیں یہ ہیں:

فتنوں کا ظہور، نبوت کے جھوٹے دعویداروں کا ظہور، امن کا پھیلاؤ، شریعت کے علم کا اٹھایا جانا، جہالت کا ظاہر ہونا، شرط کی کثرت، ظالموں کی مدد، گانے بجانے کے آلات کا ظاہر ہونا، اور ان کو حلال سمجھ لینا، زنا کا ظہور، کثرت سے شراب پینا، اور اس کو حلال سمجھ لینا، ننگے پیر اور ننگے بدن والے بکری کے چرواہوں کا عمارتیں بنانے میں فخر کرنا، مسجدوں کے بنانے اور اس کو مزین کرنے میں فخر و مباہات، قتل اور غوریزی کی کثرت، زمانہ کا ایک دوسرے سے قریب ہونا (یعنی عیش و آرام کی وجہ سے جلد گزرنا) معاملہ نا اہل لوگوں کے پاس لے جانا، بازاروں کا ایک دوسرے سے قریب ہونا، اس امت میں شرک کا ظہور، بخل کا بڑھ جانا، کثرت سے جھوٹ بولنا، مال کی کثرت، تجارت کا پھیل جانا، کثرت سے زلزلے آنا، امانت دار کو خائن کہنا اور خائن کو امانت دار سمجھنا، بے حیائی کا ظاہر ہونا، رشتے ناتے منقطع کرنا، براہِ پدوس ملنا، پست لوگوں کا بلند ہو جانا، فیصلے فروخت کرنا، خاص لوگوں کو سلام کرنا، حقیر لوگوں کے پاس علم تلاش کرنا، قلم کا ظاہر ہونا، نیم برہنہ عورتوں کا

ظاہر ہونا، جھوٹی گواہی کی کثرت، اچانک موت کا بکثرت آنا، حلال روزی تلاش کرنا، عرب کی سر زمین کا حوض اور نہر والی سر زمین ہو جانا، درندوں کا انسانوں سے ہات کرنا، آدمی کا اپنے کوڑے میں پھندا لگا کر ہات کرنا، عراق کی ناکہ بندی کیا جانا اور کھانا اور درہم کا وہاں داخلہ روک دیا جانا گا، پھر شام کی ناکہ بندی ہونا اور وہاں بھی کھانے اور درہم کا داخلہ روک دیا جانا۔ مسلمانوں اور روم کے درمیان مصالحت ہونا اور پھر رومیوں کا مسلمانوں کے ساتھ خداری کرنا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اور آپ اس وقت مشرق کی طرف اپنا رخ کیے ہوئے تھے، فرمایا: ”فقتہ ادھر سے آئے گا، فقتہ ادھر سے آئے گا (یعنی یورپ کی طرف سے) جہاں سے شیطان کا سینگ لکھتا ہے۔“ (بخاری: ۷۰۹۳۔ مسلم: ۲۹۰۵)

۳۔ علامتیں جو ابھی ظاہر نہیں ہوئیں لیکن ضرور ہوں گی:

جیسا کہ نبی ﷺ نے خبر دی ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں:

نہر فرات سونے کے پہاڑ میں بدل جائے گی، قسطنطنیہ بغیر ہتھیار کے فتح کیا جائے گا، ترکوں سے جنگ ہوگی، یہودیوں سے جنگ ہوگی اور مسلمان یہودیوں پر غالب آئیں گے، قسطنطنیہ سے ایک آدمی نمودار ہوگا جو لوگوں کو ڈنڈے سے ہانکے گا اور لوگ اس کی اطاعت کرنے لگیں گے، عورتوں کی کثرت اور مردوں کی کمی ہوگی، مدینہ اپنے برے لوگوں کو نکال دے گا پھر ویران ہو جائے گا، امام مہدی تشریف لائیں گے، وہ اہل بیت میں سے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے دین کی مدد کرے گا اور زمین پر عدل و انصاف کا بول بالا ہوگا، جیسے کہ جور و ظلم کا بول بالا ہے، وہ سات سال تک پادشاہت کریں گے۔ ان کے زمانہ میں اس امت کو ایسی نعمت حاصل ہوگی جو اس سے پہلے کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ وہ مشرق کی طرف سے نمودار ہوں گے اور بیت اللہ کے پاس ان بیعت کی جائے گی۔

حبشہ کے ایک آدمی کے ہاتھ سے خانہ کعبہ گرا دیا جائے گا جس کا نام ذوالسویقتین ہوگا، اس کے بعد اسے آباد نہیں کیا جائے گا اور یہ آخری زمانہ ہوگا۔



## ۲۔ قیامت کی بڑی علامتیں:

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آپس میں بات چیت کر رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ”تم کیا باتیں کر رہے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو، پھر آپ نے دھواں، دجال، چوپایہ، مغرب سے سورج کا نکلنا، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، یاجوج ماجوج، تین نصف، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، ایک جزیرہ عرب میں آپ نے سب سے آخر میں آگ نکلنے کا ذکر فرمایا جو لوگوں کو ان کے معشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ (مسلم: ۲۹۰۶)

## ۱۔ دجال کا نکلنا:

دجال ایک آدمی ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ وہ رب ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ وہ مشرق کی طرف سے خراسان سے نمودار ہوگا، پھر پوری زمین میں چلے گا اور ہر شہر میں داخل ہوگا سوائے مکہ اور مدینہ کے، وہ ان دونوں شہروں میں داخل نہیں ہو سکے گا، اس لیے کہ فرشتے ان دونوں کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ وہ مدینہ کے قریب دلدلی زمین میں اترے گا اور تین مرتبہ مدینہ کی زمین مل جائے گی۔ مدینہ سے ہر کافرو منافق نکل کر اس کے پاس چلا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے کثرت سے فتنوں کا ذکر کیا، یہاں تک کہ آپ نے فتنہ الاحلاس کا بھی ذکر کیا، ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! فتنہ الاحلاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بھاگنا اور جنگ، پھر فتنہ السرا ہے، اس کا دھواں اہل بیت کے ایک آدمی کے قدموں کے نیچے سے نکلے گا جو یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ مجھ سے ہے، حالانکہ وہ مجھ سے نہیں، میرے دوست صرف متقی لوگ ہیں، پھر لوگ ایک آدمی پر راضی ہو جائیں گے جیسے پہلی پر سرین ہو، پھر فتنہ الدہیا ہے وہ اس امت کے ہر شخص کو ایک تھپڑ مارے گا، جب یہ کہا جائے گا کہ وہ فتنہ ختم ہو گیا تو وہ پھر پھیل جائے گا، آدمی صبح کے وقت سو من ہوگا اور شام کے وقت کافر ہو جائے گا، یہاں تک کہ لوگ دو ٹیموں میں بٹ جائیں گے، ایک ایمان کا خیمہ ہوگا

اور جس میں نفاق نہیں ہوگا، دوسرا نفاق کا خیرہ ہوگا جس میں ایمان نہیں ہوگا، لہذا جب ایسا ہو تو تم اسی دن یا اس کے دوسرے دن دجال کے آنے کا انتظار کرنا۔ (احمد: ۶۱۶۸۔ دیکھیے مسلمہ صحیحہ: ۹۷۴۔ ابوداؤد: ۴۶۴۶)

### دجال کا قتل:

دجال کا قتل بہت بڑا قتلہ ہوگا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے ہاتھوں سے غلاف عادت کچھ ایسی چیزیں رونما ہوں گی جسے دیکھ کر عقل حیران رہ جائے گی۔ اس کے ساتھ جنت و جہنم ہوں گے، اس کی جنت جہنم ہوگا اور جہنم جنت ہوگی، اس کے ساتھ روٹی کے پہاڑ ہوں گے اور پانی کی نہریں ہوں گی۔ وہ آسمان کو سکھ دے گا تو آسمان سے بارش ہونے لگے گی اور زمین کو سکھ دے گا تو زمین سے پودے اگنے لگیں گے، زمین کے خزانے اس کے پیچھے چلیں گے، وہ بڑی تیزی سے زمین کی مسافت طے کرے گا جیسے ایسی بارش جس کے پیچھے ہوا ہو۔

وہ زمین میں چالیس دن ٹھہرے گا، ایک دن ایک سال جتنا ہوگا، ایک دن ایک مہینہ کی جتنا اور ایک دن ایک جمعہ کی طرح ہوگا، اس کے بعد باقی سارے ہمارے عام دنوں کی طرح ہوں گے، پھر اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں باب لد کے پاس قتل کریں گے۔

### دجال کی صفات:

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دجال کی اتباع کرنے اور اس کی تصدیق کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے اس کی علامتیں بھی ہمیں بتا دی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ وہ سرخ رنگ کا ایک جوان آدمی ہوگا۔ کانا ہوگا، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان پڑھ سکے گا۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شیخ دجال ایک چھوٹے قد کا آدمی ہوگا جو ناگوں کو پھیلا کر چلے گا، اس کے بال کھٹکھریا لے ہوں گے، وہ کانا ہوگا، اس کی آنکھ مٹی ہوئی (یعنی چینی) ہوگی ابھری ہوئی یا گڑھے میں دھنسی ہوئی نہیں، اگر تمہارے لیے وہ مشتبہ ہو جائے تو جان لو کہ تمہارا رب تبارک و تعالیٰ اندھا نہیں ہے۔“

(ابوداؤد: ۴۳۲۰۔ احمد: ۲۳۱۴۴)

## دجال کے نکلنے کی جگہ:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا، اس میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا، دائیں اور بائیں فساد مچاتا جائے گا۔  
(مسلم: ۲۹۳۷)

## کن شہروں میں دجال داخل نہیں ہوگا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دجال مکہ اور مدینہ کے علاوہ ہر شہر میں داخل ہوگا۔“ (بخاری: ۱۸۸۱۔ مسلم: ۲۹۴۳)

## دجال کی پیروی کرنے والے:

دجال کی اتباع کرنے والے اکثر یہودی، عجمی، ترکی اور ملے جلے لوگ ہوں گے جن میں اکثر دیہات کے باشندے اور عورتیں ہوں گی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صہبان کے یہودیوں میں سے ستر ہزار یہودی دجال کی اتباع کریں گے، ان کے اوپر سبز رنگ کی چادر ہوگی (جس کو مشائخ اور خفاء استعمال کرتے ہیں)۔“ (مسلم: ۲۹۴۹)

## دجال کے فتنے سے حفاظت:

اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر اور خاص طور سے نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگ کر اس سے بچا جاسکتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جس نے سورہ کہف کی دس آیتیں یاد کیں تو وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تم میں سے جو شخص دجال کا زمانہ پائے وہ سورہ کہف کی شروع کی آیتیں اس پر پڑھ کر پھونک دے۔ (مسلم: ۸۰۹ و ۲۹۳۷)

## ۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول:

دجال کے نکلنے اور زمین میں فساد مچانے کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا۔

وہ دمشق کے مشرق میں واقع سفید منارہ کے پاس ایک زمین میں اتریں گے، وہ اپنی پتھلیاں دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے ہوں گے، وہ دجال کو قتل کریں گے اور اسلام نافذ کریں گے، صلیب توڑیں گے سور کو قتل کریں گے، جزیہ ہٹا دیں گے۔ مال کی فراوانی ہو جائے گی اور دشمنی ختم ہو جائے گی۔ وہ سات سال تک رہیں گے لیکن اس دوران دو آدمیوں کے درمیان کوئی دشمنی نہیں ہوگی۔ پھر ان کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے، پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی اور عمدہ ہوا بھیجے گا، اس وقت روئے زمین پر جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا اس کی وفات ہو جائے گی اور صرف برے لوگ باقی بچیں گے جو پرندوں کی طرح بے وزن ہوں گے اور درندوں کی شکل میں ایک دوسرے پر حملہ کریں گے، جیسے ٹیل گائے پر حملہ کیا جاتا ہے، پھر شیطان انھیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا اور انھیں لوگوں کی موجودگی میں قیامت آئے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں میری جان ہے! قریب ہے کہ تمہارے اندر ابن مریم عادل حاکم بن کر اتریں، پھر وہ صلیب توڑ دیں گے (یعنی تثلیث کو باطل کر دیں گے) سور قتل کریں گے اور جزیہ ہٹا دیں گے (یعنی یا تو مسلمان ہو یا قتل ہو)۔ مال کی فراوانی ہو جائے گی، یہاں تک کہ کوئی اس کو لینے والا نہیں رہے گا۔ اس دن ایک عجمہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔“ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو:

﴿وَإِنْ قَرَأْتِ الْكِتَابَ فَلَا تُلَاحِظْ بِهِ قَبْلَ مَوَدِّهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْكُمْ

شَهِيدًا﴾ [النساء: ۱۵۹]

”اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو مرنے سے پہلے عیسیٰ پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن عیسیٰ اس پر گواہی نہ دیں۔“ (بخاری: ۳۴۴۸۔ مسلم: ۱۵۵)

۳۔ یا جوج ماجوج کا خروج:

یا جوج ماجوج بنی آدم کی دو بڑی قومیں ہیں۔ یہ بڑے طاقت ور لوگ ہیں۔ کوئی ان سے لڑ نہیں سکتا، ان کا خروج قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے، وہ زمین میں فساد مچائیں گے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب ان کے لیے بد دعا کریں گے جس سے وہ مرجائیں گے۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حَالِي إِذَا لَقِيتَ يَأْمُومًا وَمَأْمُومًا وَهُمَا فِي غِلَابٍ حَتَّىٰ يَتَوَلَّوْنَ﴾ [الانبیاء: ۹۶]

”یہاں تک کہ یا جوج اور ما جوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔“

۲۔ حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو باب لد پر قتل کریں گے۔“ اس کے بعد یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی کرے گا کہ میں نے کچھ ایسے بندوں کو پیدا کیا ہے جن سے کوئی قتال نہیں کر سکے گا، لہذا میرے مومن بندوں کو کوہ طور پر لے جاؤ اور پناہ گزین ہو جاؤ، پھر اللہ تعالیٰ یا جوج و ما جوج کو بھیجے گا اور وہ بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے، ان میں سے پہلے لوگ طبرستان کی ایک جھیل کے پاس آئیں گے اور اس کا سارا پانی پی لیں گے، پھر ان میں سے جو لوگ بعد میں آئیں گے وہ کہیں گے کہ یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا محاصرہ کر لیا جائے گا یہاں تک کہ ان میں سے ایک کے لیے تیل کا سر آج تم میں سے کسی کے سودینار سے بھی قیمتی ہوگا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی دعا کریں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں اونٹ اور بکری کی ٹانگ کے کیزے پیدا کر دے گا جس سے وہ یوں مرجائیں گے جیسے ایک آدمی مرتا ہے، پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے۔ (مسلم: ۲۹۳۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے زمین پر اترنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ پر عے بھیجے گا جو یا جوج و ما جوج کی لاشوں کو وہاں اٹھا کر پھینک دیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک زوردار بارش نازل فرمائے گا جس سے ساری زمین صاف ہو جائے گی، پھر زمین میں برکت اترے گی، ہزبیاں اور پھل پیدا ہوں گے اور نباتات و حیوانات میں برکت ہوگی۔

۳۔ ۵۔ ۶۔ تین مرتبہ زمین کا دھنسا:

قیمت کی بڑی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ زمین تین مرتبہ دھنس جائے گی۔ ایک مرتبہ مشرق میں، ایک مرتبہ مغرب میں اور ایک مرتبہ جزیرہ عرب میں۔ یہ دھنسا ابھی واقع نہیں ہوا۔

۷۔ دھواں ظاہر ہونا:

قیامت کی بڑی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آخری زمانہ میں دھواں ظاہر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَارْتَبِعْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُحَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ ۚ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

[الدخان: ۱۰-۱۱]

”آپ اس دن کے خطر رہیں جب آسمان ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو گھیرے گا، یہ دردناک عذاب ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چھ چیزوں کے وقوع سے پہلے تم نیک اعمال کرلو۔ مغرب کی طرف سورج نکلنے سے پہلے، دھواں نکلنے سے پہلے، دجال کے ظاہر ہونے سے پہلے، چوپایہ نکلنے سے پہلے، تم میں سے کسی کے معروف ہو جانے سے پہلے اور عام لوگوں کا حکم نافذ ہونے سے پہلے۔“ (مسلم: ۲۹۴۷)

۸۔ مغرب سے سورج کا طلوع ہونا:

سورج کا مغرب سے نکلنا قیامت کی بڑی علامتوں میں سے ایک ہے اور یہ ان بڑی علامتوں میں سب سے پہلی علامت ہے جو اس بات کی خبر دے گی کہ اوپر کی دنیا میں تبدیلی ہونے والی ہے۔ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے پر مندرجہ ذیل دلیلیں ہیں:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِي

إِيْمَانِهَا حَسْرَةً﴾ [الأنعام: ۱۵۸]

”جس روز آپ کے رب کی نشانیاں آئیں گی کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا اور اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔“

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے نہ نکلے، پھر جب سورج مغرب سے نکل پڑے گا تو سارے

لوگ ایمان لے آئیں گے پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا لِّهَا لَهْمٌ ثَلَاثُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا لِّهَا﴾ [الأنعام: ۱۵۸] ”اس دن کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔“ (بخاری: ۴۶۳۵۔ مسلم: ۱۵۷)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کی نشانیوں میں جو سب سے پہلے ظاہر ہوں گی وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے چوپایہ کا لکنا ہے اور ان دنوں نشانوں میں سے جو پہلے ظاہر ہوں گی دوسری اس کے فوراً بعد ہی ظاہر ہو جائے گی۔“ (مسلم: ۲۹۴۱)

۹۔ چوپایہ کا لکنا:

آخری زمانہ میں زمین سے چوپایہ کا لکنا بھی قرب قیامت کی علامت ہے، اس پر دلیلیں یہ ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا وَقَعَتِ الْبُيُوتُ عَلَىٰ رُءُوسِ الْبُيُوتِ لَمُودًا ذَاتَ قُوَّةٍ مِنَ الْأَرْضِ تَكُنُ لِلنَّاسِ كَالْوُحُوشِ﴾ [النمل: ۲۸]

”جب ان کے اوپر عذاب کا دھند ثابت ہو جائے گا، ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہو گا مگر لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین چیزیں جب نکل جائیں گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔ ایک سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا لکنا اور جانوروں کا لکنا۔“ (مسلم: ۱۵۸)

آگ جو لوگوں کو ارض محشر تک لے جائے گی:

قیامت کی نشانیوں میں سب سے بڑی اور آخری نشانی یہ ہوگی کہ مشرق کی جانب یمن کے شہر عدن کی پست زمین سے ایک بڑی بھیانک آگ نکلے گی جو پوری زمین میں پھیل جائے گی اور لوگوں کو شام میں ارض محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

آگ لوگوں کو کیسے جمع کرے گی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”(قیامت کے دن) لوگ تین طرح سے اکٹھا کیے جائیں گے۔ کچھ لوگ پر امید ہو کر میدانِ حشر کی طرف بھاگیں گے، کچھ لوگ خوف کی حالت میں بھاگیں گے، ایک ایک اونٹ پر دو دو، تین تین، چار چار، بلکہ دس دس، لوگ بیٹھ کر نکلیں گے اور بقیہ لوگوں کو آگ ہانک کر لے جائے گی۔ وہ آگ (عجیب آگ ہو گی) جہاں یہ لوگ دو پہر کو آرام کرنے کے لیے ٹھہریں گے آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جہاں رات کو ٹھہریں گے یہ آگ بھی وہیں ٹھہری رہے گی، صبح کو جہاں ٹھہریں گے یہ آگ بھی ان کے ساتھ ٹھہری رہے گی، اور شام کو جہاں ٹھہریں گے یہ آگ بھی ان کے ساتھ وہاں ٹھہر جائے گی۔“ (بخاری: ۶۵۲۲۔ مسلم: ۲۸۶۱)

قیامت کی پہلی علامت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام جب اسلام لائے تو انھوں نے نبی ﷺ سے کچھ چیزیں پوچھیں، ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ قیامت کی سب سے پہلی نشانی کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ”قیامت کی سب سے پہلی نشانی یہ ہے کہ ایک آگ مشرق سے مغرب کی طرف لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی۔“ (بخاری: ۳۳۲۹)

یکے بعد دیگرے نشانوں کا ظہور:

۱۔ جب قیامت کی بڑی نشانوں میں سے پہلی نشانی ظاہر ہو جائے گی تو اس کی دوسری نشانیاں بھی یکے بعد دیگرے ظاہر ہونے لگیں گی۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ ”قیامت کی نشانیاں یکے بعد دیگرے ایسے ہی ظاہر ہوں گے جیسے لڑی میں پردے ہوئے پتھر کے ٹکڑے یکے بعد دیگرے ہوتے ہیں۔“

(ابن حبان: ۸۶۳۹۔ دیکھئے علامہ البانی کی صحیح الجامع: ۷۲۲۳)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین میں اللہ اللہ نہیں کہا جائے گا۔“ (مسلم: ۱۴۸)



۳۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دنیا میں سب سے زیادہ سعادت مند وہ شخص مانا جائے گا جو نسل و نسل کینہ ہو۔“ (ترمذی: ۲۶۰۹)

### صور پھونکنا

صور کا مطلب قرن بگل یا نرسنگھا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو پہلا صور پھونکنے کا حکم دے گا، اس کا نام ”نفخۃ الصوق“ ہے جس سے آسمان و زمین میں سب کی موت ہو جائے گی سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ بچالے۔ پھر انھیں دوسرا صور پھونکنے کا حکم دے گا جس کا نام ”نفخۃ البعث“ ہے (جس سے سب لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے)۔

### صور کے وقت مخلوقات کی حالت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ تَقِيٍّ وَلَهُمْ ۖ خُفَعَا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ ۖ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرُونَ ۚ فُهِطَ عَلَيْنَ إِلَى الدَّاعِ يُخَوِّلُ الْكَافِرُونَ هَذَا يَوْمَ عَسِيرٍ ۝﴾

[القمر: ۶-۸]

”بس (اے نبی!) تم ان سے اعراض کرو، جس دن ایک پکارنے والا ناگوار چیز کی طرف پکارے گا، یہ جھکی آنکھوں کے ساتھ قبروں سے اس طرح نکل کھڑے ہوں گے کہ گویا وہ پھیلا ہوا مٹی کی دل ہے، لوگ پکارنے والے کی طرف دوڑتے ہوں گے اور کافر کہیں گے کہ یہ دن تو بہت سخت ہے۔“

ایک جہنہ ہے:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِثَ فِيهِ أُخْرَىٰ ۚ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۝﴾ [الزمر: ۶۸]

”اور صور پھونک دیا جائے گا، لہذا آسمان اور زمین والے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ بچالے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَقْدِرُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلًّا أَتٰهُ دَٰخِرِينَ﴾ [النمل: ٨٧]

”جس دن صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب آسمانوں والے اور زمین والے گھبرا اٹھیں گے مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے، اور سارے کے سارے عاجز و پست ہو کر اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكٰفِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسَىٰ﴾ [الفسر: ٨]

”پکارنے والے کی طرف دوڑتے ہوں گے اور کافر کہیں گے کہ یہ دن تو بہت سخت ہے۔“

دونوں نفلوں کے درمیان کی مدت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دونوں نفلوں کے درمیان چالیس کی مدت ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابو ہریرہ! کیا چالیس دن؟ انھوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ کیا چالیس مہینے؟ انھوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ کیا چالیس سال؟ انھوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ (بخاری: ۴۹۳۵۔ مسلم: ۲۹۵۵)

قیامت کب آئے گی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صور پھونکنے والے کی نگاہ جب سے اس کو صور پھونکنے کی فہم داری دی گئی ہے بالکل تیار ہو کر عرش کی طرف دیکھ رہی ہے، اس خوف سے کہ کہیں اس کو چمک چھپکانے سے پہلے صور پھونکنے کا حکم نہ دے دیا جائے گویا کہ اس کی دونوں آنکھیں دو روشن ستارے ہیں۔“ (حاکم: ۸۶۷۶۔ دیلمی: ملئفة صحیحہ: ۱۰۷۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوا ہے جمعہ کا دن ہے، اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن جنت میں داخل کیے گئے، اسی دن جنت سے نکالے گئے اور اسی دن قیامت آئے گی۔“ (مسلم: ۸۵۴)

## بعث و حشر

عالم تین ہیں: دنیا، برزخ اور آخرت۔

اللہ تعالیٰ نے ہر عالم کے کچھ احکام مقرر کیے ہیں، انسان جسم و روح سے مرکب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے احکام جسم پر بنائے ہیں اور روح کو ان کے تابع بنایا ہے۔ برزخ کے احکام روح پر لاگو ہیں اور جسم کو ان کے تابع بنایا ہے اور آخرت کے احکام جسم و روح دونوں پر ایک ساتھ لاگو ہیں۔

بعث:

بعث کا مطلب ہے مردوں کا زندہ کرنا، یہ اس وقت ہوگا جب دوسرا صور پھونکا جائے گا۔ اس وقت لوگ رب العالمین کے سامنے حاضر ہونے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ وہ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختلف ہوں گے۔ ہر بندہ اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر اس کی موت ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنُفِخُ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝ قَالُوا يُونُسُ مَا مَنَ بَعَثْنَا

مِنْ مَّرْقَدٍ ۚ إِنَّ هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝﴾ [یس: ۵۱-۵۲]

”صور کے پھونکے جاتے ہی سب کے سب اپنی قبروں سے اپنے پروردگار کی طرف (تیز تیز) چلے لگیں گے، کہیں گے: ہائے ہائے! ہمیں اپنی خواب گاہوں سے کس نے اٹھادیا، یہی ہے جس کا وعدہ رحمن نے کیا تھا اور رسولوں نے سچ کچھ کہہ دیا تھا۔“

﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَنُحْيُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ لَعِندَ رَبِّكُمُ الْمَوْتِ وَتَبْعُونَ ۝﴾ [المومن: ۱۵، ۱۶]

”اس کے بعد پھر تم سب یقیناً مر جانے والے ہو پھر قیامت کے دن بلاشبہ تم سب اٹھائے جاؤ گے۔“

بعث کی صفت:

اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل کرے گا پھر لوگ ایسے ہی اٹھ کھڑے ہوں گے جیسے بڑی اگنی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْإِسْرَافِيلَ يُقْرَأُ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ مَحْفَىٰ ۚ إِذَا أَخْلَسَ سَعَابًا فَقَالَ

سُفْلُهُ بِكِبَرٍ تَبَيَّنَ فَأَنزَلْنَا يَوْمَ الْبَاءِ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذَلِكَ نُفَصِّرُ الْمَوْتَى  
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ [الأعراف: ٥٧]

”اور وہ ایسا ہے کہ اپنی بارانِ رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں۔  
یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک  
سرزمین کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں، پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں، پھر اس  
پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں یوں ہم مردوں کو نکال کھڑا کریں گے تاکہ تم سمجھو۔“  
پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل کرے گا تو لوگ ایسے ہی آئیں گے جیسے کہ سبزی اگتی ہے  
اور انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی سوائے دم کی ہڈی کے، قیامت کے دن اسی سے مخلوق مرکب  
بنایا جائے گا۔ (بخاری: ۹۳۵۰ - مسلم: ۲۹۵۵)

سب سے پہلے کس کی قبر پھٹے گی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن میں  
بنی آدم کا سر وار ہوں گا، سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی اور میں سب سے پہلا سفارش کرنے والا  
ہوں گا جس کی سفارش مقبول ہوگی۔“ (مسلم: ۲۶۷۸)

قیامت کے دن اکٹھے کیے جانے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ۖ لَنَجْئَنَّكُمْ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مُّعْتَدٍ ۖ﴾

[الواقعة: ۵۹، ۵۰]

”آپ کہہ دیجئے کہ سب اگلے اور پچھلے ضرور جمع کیے جائیں گے، ایک مقررہ دن کے وقت۔“  
ایک جگہ ہے:

﴿إِنَّ كُلَّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتَى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۚ لَقَدْ أَحْضَاهُمْ وَعَدَّهُمْ

عَمَّا ۖ وَكَلَّمَهُمْ فِيهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَرْدًا ۖ﴾ [مریم: ۹۳-۹۵]

”آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب ہی اللہ کے غلام بن کر آنے والے ہیں،

ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے۔ یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔“

﴿وَيَوْمَ نُسِفُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا﴾

[الکہف: ۴۷]

”اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور آپ زمین صاف کھلی ہوئی دیکھیں گے اور تمام لوگوں کو ہم اکٹھا کریں گے، ان میں سے ایک کو بھی باقی نہ چھوڑیں گے۔“

ارض محشر کی صفت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ تُبَدِّلُ الْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ وَتَرَوُنَّ الْجَبَلَ الْوَاحِدَ الْقَهْقَارَ﴾

[ابراہیم: ۴۸]

”جس دن زمین کسی دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی، اور سب کے سب اللہ واحد تلخے والے کے روبرو ہوں گے۔“

حضرت کبیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن لوگ سفید بھوری زمین پر اکٹھے جائیں گے جو میدہ کی روٹی کی طرح ہوگی، اس میں کسی کا جھنڈا (یا علامتی نشان) نہ ہوگا۔“ (بخاری: ۶۵۲۱۔ مسلم: ۲۷۹۰)

میدان حشر میں جمع کیے جانے کی کیفیت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”قیامت کے دن لوگ منگے پاؤں، منگے بدن اور غیر مختون اٹھائے جائیں گے۔“ میں نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! کیا مرد اور عورتیں سب لوگ اسی طرح اٹھائے جائیں گے، وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے نہیں؟“ آپ نے فرمایا: ”اے عائشہ! معاملہ اتنا سخت ہوگا کہ ان میں سے کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کی پروا نہ ہوگی۔“ (بخاری: ۶۵۲۷۔ مسلم: ۲۸۵۹)

مومن ایک معزز و فہم کی شکل میں اکٹھے جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ تُكْرَهُ التَّقِيَنَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَقَدْ﴾ [مریم: ۸۵]

”جس دن ہم پر ہیز گاروں کو اللہ رحمن کی طرف بطور مہمان جمع کریں گے۔“  
کفار اوندھے منہ، اندھے، بہرے، گونگے، پیاسے اور نیلی پیلی آنکھوں کے ساتھ اکٹھے جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنُكَشِرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُسً ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ مَا ۖ وَأَنَّهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ  
يَدُهُمْ حَبِيرًا ۖ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِالْبَيْتِ﴾ [الإسراء: ۹۷-۹۸]

”ایسے لوگوں کا ہم بروز قیامت اوندھے منہ حشر کریں گے یوں کہ وہ اندھے، بہرے اور گونگے ہوں گے، ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا، جب کبھی آگ بجھنے لگے گی ہم ان پر اور بھڑکا دیں گے۔ یہ سب ہماری آفتوں سے کفر کرنے کا بدلہ ہے۔“  
ایک جگہ ہے:

﴿وَنَسُوفُ النَّجِيرِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ رُذً ۖ﴾ [مریم: ۸۶]

”اور ہم گناہ گاروں کو سخت پیاس کی حالت میں جہنم کی طرف ہانک کر لے جائیں گے۔“  
ایک جگہ ہے:

﴿يَوْمَ يُنْفَخُ الْصُورُ وَنُكْشِرُ الْجُبْرِينَ بِوَمَهِدٍ رُّذً ۖ﴾ [طہ: ۱۰۲]

”جس دن صور پھونکا جائے گا اور گنہگاروں کو ہم اس دن (دہشت کی وجہ سے) نیلی پیلی آنکھوں کے ساتھ گھیر لائیں گے۔“  
ایک جگہ ہے:

﴿يَوْمَ يُنْفَخُ الْأَعْدَاءُ إِلَىٰ النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ﴾ [فصلت: ۱۹]

”اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف لائے جائیں گے اور ان سب کو جمع کر دیا جائے گا۔“

ایک جگہ ہے:

﴿أُخْشِرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۖ مِنَ دُونِ اللَّهِ فَاغْدُ وَهُمْ

إِلَىٰ حَرَاطِ الْجَحِيمِ﴾ [الصافات: ۲۲، ۲۳]

”ظالموں کو اور ان کے ہمراہیوں کو اور جن کی وہ اللہ کے علاوہ پرستش کرتے تھے (ان

سب کو) جمع کر کے ان کو دوزخ کی راہ دکھا دو۔“

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جانوروں، چوپایوں اور وحش و طیور کو اکٹھا کرے گا، پھر ان کے درمیان (ظالم سے مظلوم کو) بدلہ دلایا جائے گا، چنانچہ کسی سینگ والی بکری نے اگر بغیر سینگ والی بکری کو سینگ سے مارا ہوا تو سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ جانوروں کے درمیان قصاص سے فارغ ہوگا تو ان سے کہے گا کہ مٹی بن جاؤ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا ظَلِيمٍ يَخْلُطُ يَمْنًا حَبْوًا إِلَّا أُمَّةٌ أَمَّا لَكُمْ مَّا قَرَرْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ﴾ [الأنعام: ۳۸]

”اور جتنی قسم کے جاندار زمین پر پلنے والے ہیں اور جتنی قسم کے پرند ہیں جو اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں، ان میں کوئی قسم ایسی نہیں جن کے تمہاری طرح گردہ نہ ہوں، ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی، سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کیے جائیں گے۔“

## قیامت کی ہولناکیاں

قیامت کا دن بہت ہی خوفناک اور دہشت ناک ہوگا، لوگ بہت زیادہ گھبرائے اور ڈرے ہوئے ہوں گے، ہولناکیاں دیکھ کر لوگوں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْثَةٌ وَاحِدَةٌ ۖ وَخُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ۖ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۖ وَالنَّاسُ السَّمَاءُ فَهُمْ لَوْ مَيَّيْنٌ وَاهِبَةٌ﴾ [الحاقة: ۱۳-۱۶]

”سو جب صور میں ایک پھونک ماری جائے گی اور زمین اور پہاڑ اٹھالے جائیں گے اور ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے، اس دن برپا ہونے والی قیامت برپا ہو پڑے گی اور آسمان پھٹ کر بالکل بودا ہو جائے گا۔“

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۖ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۖ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۖ وَإِذَا الْعِشَارُ

عُظِّلَتْ ﴿٦﴾ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿٧﴾ وَلَئِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٨﴾ [التکویر: ۱-۶]

”جب سورج لپیٹ لیا جائے گا اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹیاں جھوڑ دی جائیں گی اور جب وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں گے اور جب سمندر بھڑکائے جائیں گے۔“

۳۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿٣﴾ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ﴿٤﴾﴾ [الانفطار: ۱-۴]

”جب آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے جھڑ جائیں گے اور جب سمندر بہہ نکلیں گے اور جب قبریں (شق کر کے) اکھاڑ دی جائیں گی۔“

۴۔ ارشاد گرامی ہے:

﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ﴿١﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ﴿٣﴾ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ﴿٤﴾ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿٥﴾﴾ [الانشقاق: ۱-۵]

”جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گا اور اسی کے لائق وہ ہے اور جب زمین (کھینچ کر) پھیلا دی جائے گی اور اس میں جو ہے اسے وہ اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گی اور اسی کے لائق وہ ہے۔“

۵۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١﴾ لَنُصِغَنَّافِيهَا كَافَّةً ﴿٢﴾ وَخَافِضَةً رَّابِعَةً ﴿٣﴾ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًا ﴿٤﴾ وَيُسْقَى الْجِبَالُ بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتْ مَبَاءً مُّشْبِقًا ﴿٦﴾﴾ [الواقعة: ۱-۶]

”جب قیامت قائم ہو جائے گی جس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں، وہ پست کرنے والی اور بلند کرنے والی ہوگی، جبکہ زمین زلزلہ کے ساتھ ہلا دی جائے گی اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے، پھر وہ پراگندہ غبار کی مانند ہو جائیں گے۔“

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص یہ پسند کرے



کہ قیامت کو اپنی آنکھ سے دیکھنے کی طرح دیکھ لے تو وہ ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ اور ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ (۱۰۸۔ ترمذی: ۳۳۳۳)

قیامت کے دن آسمان و زمین کا بدل دیا جانا:

ارشاد ہادی تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ تَبْكَدُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمُوتُ وَبَرَزُوا لِلْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾

[ابراہیم: ۴۸]

”جس دن زمین اس زمین کے سوا دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی، اور سب کے سب اللہ واحد غلبے والے کے روبرو ہوں گے۔“  
ایک جگہ ہے:

﴿يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِّينِ لِكُتُبٍ مَّكْنَانًا أَوَّلَ خَلْقٍ ثَوْبَةً وَنَعْمَاءً لَّهِنَّ إِنَّا لَنَّا فاعِلِينَ﴾ [الانبیاء: ۱۰۴]

”جس دن ہم آسمان کو یوں لپیٹ لیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دیے جاتے ہیں، جیسے ہم نے پہلی دفعہ پیدا کی تھی اس طرح دوبارہ کریں گے، یہ بہار ہے ذمہ وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور کر کے ہی رہیں گے۔“

لوگ کہاں ہوں گے؟

رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا کہ اتنے میں یہود کے عالموں میں سے ایک عالم آیا اور کہنے لگا کہ جس دن یہ زمین و آسمان بدل دیے جائیں گے تو پھر لوگ اس دن کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ پہلے کے قریب تاریکی میں ہوں گے“ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پہلے صراط پر ہوں گے۔ (مسلم: ۳۱۵)

میدان محشر کی گرمی اور اس کی ہولناکی:

لوگوں کو زندہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سارے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا تاکہ وہ

انکا فیصلہ کرے۔ وہ سب کے سب ننگے پاؤں، ننگے بدن، اور غیر محتون ہوں گے، اس دن سورج بہت قریب ہو جائے گا اور پسینہ ستر گز بہنے لگے گا اور لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں شرابور ہوں گے۔ حضرت مقداد بن اسود کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”قیامت کے دن سورج لوگوں سے قریب کر دیا جائے گا اتنا کہ ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا، پھر لوگ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبے ہوں گے، کسی کا پسینہ ٹخنے تک ہوگا تو کسی کا کوکھ تک ہوگا، کسی کو پسینے نے لگام پہنایا ہوگا یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا۔“ (مسلم: ۲۸۶۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا، پھر کہے گا: میں بادشاہ ہوں دنیا کے بادشاہ کہاں گئے؟“ (بخاری: ۷۳۸۲۔ مسلم: ۲۷۸۷)

### اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کے لیے آنا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فیصلے کے لیے آئے گا۔ اس کے آنے کے وقت اس کے نور سے زمین روشن ہو جائے گی اور ساری مخلوق اس کی عظمت و جلال اور رعب و دہش سے بے ہوش ہو جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلَّا إِذَا دُفِّيَتِ الْأَرْضُ دَفًّا دَفًّا ۖ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾

[الفجر: ۲۱-۲۲]

”یقیناً جس وقت زمین کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائے گی اور تیرا رب (خود) آ جائے گا اور فرشتے صفیں بانہ کر آ جائیں گے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت مت دو اس لیے کہ لوگ قیامت کے دن بے ہوش ہو جائیں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا، پھر سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا، میں دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ آیا وہ بے ہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آئے ہیں یا وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا ہے۔“ (بخاری: ۲۴۱۱۔ مسلم: ۲۳۷۳)

قیامت کے دن جب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے اور انتہائی پریشانی میں ہوں گے تو وہ یہ چاہیں گے کہ اللہ جلد از جلد ان کا فیصلہ کر دے پھر جب میدان حشر میں ان کا ٹھہرنا طویل ہو جائے گا اور ان کی تکلیف بڑھ جائے گی تو وہ انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے تاکہ وہ اللہ رب العزت سے ان کے لیے سفارش کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هَذَا يَوْمُ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ ﴾ ۝ وَلَا يَذُكُّ لَّهُمْ فِتْنَةُ دُونِ ۝ وَيَلْبِسُ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿ هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝ جَمَعْنَاهُمُ الْآلَافِينَ ۝ فَإِنْ كَانَ لَكُم مِّنْ فَكِيدِينَ ﴾

[المرسلات: ٣٥-٣٩]

”آج (کا دن) وہ دن ہے کہ یہ بول نہ سکیں گے، نہ انھیں معذرت کی اجازت دی جائے گی۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے، یہ ہے فیصلے کا دن ہم نے حصّوں اور اگلیوں کو سب کو جمع کر لیا ہے، سو اگر تم مجھ سے کوئی جال چل سکتے ہو تو چل لو۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم جانتے ہو کہ ایسا کیوں کر ہوگا؟ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پہلے اور بعد کے لوگوں کو ایک سرزمین پر اکٹھا کرے گا، اس طرح سے کہ ایک پکارنے والا انھیں اپنی بات سنا سکے گا اور نگاہ ان کو دیکھ سکے گی اور سورج قریب ہو جائے گا، لوگ ناقابل برداشت تکلیف میں ہوں گے، پھر ان میں سے بعض بعض سے کہیں گے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کس پریشانی میں مبتلا ہو؟ کیا تم ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو تمھارے رب سے تمھارے لیے سفارش کرے، پھر بعض لوگ بعض لوگوں سے کہیں گے کہ تم حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جاؤ، چنانچہ وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام

کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے آدم ﷺ! آپ انسانوں کے باپ ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ کے اندر اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو آپ کا سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے آپ کو سجدہ کیا، چنانچہ آپ اپنے رب سے ہمارے لیے سفارش کریں، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس پریشانی میں مبتلا ہیں۔ حضرت آدم ﷺ کہیں گے: میرا رب آج اتنا غصے میں ہے کہ اس سے پہلے اس طرح کبھی غصے میں نہیں آیا اور نہ اس کے بعد کبھی اس طرح غصہ میں آئے گا، اس نے مجھے درخت کا پھل کھانے سے روکا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی، آج مجھے خود اپنی فکر ہے، تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ پھر وہ حضرت نوح، حضرت ابراہیم، پھر حضرت موسیٰ، پھر حضرت عیسیٰ ﷺ کے پاس آئیں گے، ان میں سے ہر ایک معذرت کرے گا اور سب یہ کہیں گے کہ آج میرا رب اتنا غصے میں ہے کہ اس سے پہلے وہ کبھی اس طرح غصہ میں نہیں آیا اور نہ کبھی اس کے بعد اس طرح غصہ میں آئے گا، آج مجھے خود اپنی فکر ہے، پھر حضرت عیسیٰ ﷺ کہیں گے کہ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ، چنانچہ وہ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سارے گناہوں کو معاف فرما دیا ہے۔ آپ ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش کیجیے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس پریشانی میں مبتلا ہیں، پھر میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا، پھر اللہ تعالیٰ میرے اوپر اپنی کچھ تعزیریں الہام کرے گا جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے نہیں کیا گیا، پھر کہا جائے گا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور جو مانگنا ہے مانگو، تمہیں عطا کیا جائے گا اور جو سفارش کرنی ہے کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا: اے رب! میری امت میری امت، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے محمد! اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں ہے جنت کے دروازوں میں سے دائیں دروازہ سے جنت میں داخل کرلو اور بقیہ دروازوں سے بھی وہ لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے! جنت کے دروازوں کے پتوں میں سے دو پتوں کے درمیان کا فاصلہ اتنا ہے جتنا کہ اور بھریا کہ اور لھرئی کے درمیان کا فاصلہ۔ (بخاری: ۴۷۱۲، مسلم: ۱۹۴)

پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ انھیں ان کا نامہ اعمال دے دیا جائے گا،

میزان نصب کیا جائے گا اور پھر حساب لیا جائے گا جسے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملے گا وہ جنت میں جائے گا اور جس کو بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملے گا وہ جہنم میں جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنُزِّلُ الْمَلَائِكَةَ الْكَافَّةَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَكُلُّهُمْ فِي سَبْعٍ مِائَاتٍ أَلْفٍ وَفِي الْعِصْوَ بِالْوَرْدِ الْعَلَوِيِّ﴾ [الزمر: ۷۵]

”اور آپ فرشتوں کو اللہ کے عرش کے ارد گرد حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے دیکھیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ساری خوبی اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالہا رہا ہے۔“

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”بھلا تم یہ تو بتاؤ کہ جب آسمان صاف ہو تو کیا تمہیں سورج چاند دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟“ ہم نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسی طرح تمہیں قیامت کے دن اپنے رب کے دیدار میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ اس کے بعد آپ نے یوں فرمایا: ”قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا کہ ہر گروہ اپنے اس معبود کی طرف چلا جائے جس کی وہ دنیا میں عبادت کرتا تھا۔ یہ آواز سن کر اہل صلیب (یعنی نصاریٰ) صلیب کے ساتھ ہو جائیں گے اور بت پوجنے والے اپنے بتوں کے ساتھ ہو جائیں گے اور ہر ایک معبود والے اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے، ان میں نیک بھی ہوں گے اور بدکار بھی اور کچھ بچے ہوئے یہود و نصاریٰ (یعنی وہ یہود و نصاریٰ جو اپنے اصل دین پر قائم تھے) پھر جہنم لایا جائے گا اور اسے لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ وہ اس چمکتی ہوئی ریت کی طرح ہو جو دور سے پانی معلوم ہوگا، پھر یہودیوں سے کہا جائے گا: تم (دنیا میں) کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم حضرت عزیر کو پوجتے تھے جو اللہ کے بیٹے تھے۔ ان کو جواب ملے گا کہ تم جھوٹے ہو، اللہ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی اولاد، خیر اب تم چاہتے کیا ہو؟ وہ کہیں گے ہم کو پانی پلا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں، (پھر وہ اسی چمکتی ہوئی ریت کی طرف جو دور سے پانی معلوم ہوتی ہے چلیں گے) اور وہ دوزخ میں گر

جائیں گے، پھر نصاریٰ سے پوچھا جائے گا کہ تم دنیا میں کس کی پرستش کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: حضرت عیسیٰ مسیح کی جو اللہ کے فرزند ہیں، جو اب ملے گا کہ تم جھوٹے ہو، اللہ کی نہ تو کوئی بیوی ہے نہ اولاد، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہمیں پانی ملا دو، ان سے کہا جائے گا: (اس چستی ہوئی ریت کی طرف جاؤ اور) پیو، پھر وہ جہنم میں گر جائیں گے، پھر وہی لوگ ہمیں گے جو خالص اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان میں اچھے بھی ہوں گے اور برے بھی، ان سے کہا جائے گا کہ سب لوگ تو جا چکے، تم لوگ یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہو، وہ لوگ کہیں گے ہم دنیا میں ان سے الگ رہے جب کہ ہمیں وہاں ان کی زیادہ ضرورت تھی بات یہ ہے کہ ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی ہے کہ ہر گروہ اس معبود سے مل جائے جس کی وہ دنیا میں پوجا کرتا تھا، لہذا ہم اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ ان کے سامنے اس صورت کے علاوہ ایک دوسری صورت میں نمودار ہوگا جس صورت میں انہوں نے اسے پہلی بار دیکھا تھا اور وہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ وہ لوگ کہیں گے کہ کیا تو ہمارا رب ہے؟ پھر اللہ سے انبیاء کے علاوہ کوئی دوسرا بات نہیں کر سکے گا، اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تم اپنے معبود کو کس نشانی سے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے: پنڈلی کی نشانی ہے، پھر اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولے گا اور ہر مومن اس کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑے گا اور جو شخص دنیا میں لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے سجدہ کرتا تھا (حالانکہ اس کے دل میں ایمان نہ تھا) وہ بھی سجدہ کرنا چاہے گا، لیکن اس کی چپٹھ کی ہڈیاں جز کر ایک تھوڑے بن جائیں گی، (اور وہ سجدہ نہ کر سکے گا) پھر مل صراط لایا جائے گا اور جہنم کی پشت پر رکھ دیا جائے گا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مل صراط کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ قدموں کو پھسلانے والی چیز ہے، اس کے اوپر سلاخیں ہیں جو اچکنے والی ہیں اور چوڑے چوڑے کانٹے ہیں جو نیچے سے ہیں، وہ سعدان کے کانتوں کی طرح ہیں، جو نجد میں پایا جاتا ہے، مسلمان اس پر سے چلک جھپکنے کی طرح، بجلی کی طرح، ہوا کی طرح، اور تیز گھوڑوں کی طرح اور سواری کے اونٹ کی طرح گزر جائیں گے۔

بعض ان میں صحیح سالم وہاں سے نکل جائیں گے اور بعض کو خراشیں آئیں گی لیکن وہ بھی بچ نکلیں گے اور بعض لوگ پچھاڑ دیے جائیں گے اور جہنم میں گر جائیں گے۔ آخری شخص جو مل صراط

سے نذرے گا اس کو کھینچ کر پار کیا جائے گا۔ تم لوگ آج اپنے حق کا جس طرح تقاضا اور مطالبہ مجھ سے کرتے ہو، اس سے زیادہ مسلمان اللہ سے اس دن تقاضا اور مطالبہ کریں گے، یعنی جب وہ خود نجات پا جائیں گے تو اپنے مسلمان بھائیوں کو جہنم سے بچانے کے لیے بار بار اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے، وہ کہیں گے: اے اللہ! یہ ہمارے مسلمان بھائی تھے یہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے، دوسرے نیک اعمال کرتے تھے، (لہذا انہیں بھی جہنم سے بچالے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اچھا جاؤ، جس شخص کے دل میں ایک دینار برابر بھی ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لو اور اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو جہنم پر حرام کر دے گا۔ جب یہ نیک مسلمان ان کو نکالنے وہاں آئیں گے تو دیکھیں گے کہ بعض پاؤں تک آگ میں ڈوبے ہوئے ہیں اور بعض آدمی پنڈلیوں تک، پھر جن لوگوں کو یہ مسلمان پہچانیں گے ان کو نکال لیں گے، پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوں گے، (اور پھر اپنے بھائیوں کو جہنم سے نکالنے کا مطالبہ کریں گے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے دل میں آدھے دینار برابر بھی ایمان ہو اس کو بھی نکال لو، چنانچہ وہ جن کو پہچانیں گے نکال لیں گے، پھر لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس آئیں گے، (اور اپنے مسلمان بھائیوں کو جہنم سے نکالنے کے لیے درخواست کریں گے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اچھا جاؤ، جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان دیکھو اس کو بھی نکال لو۔ چنانچہ وہ جن کو پہچانیں گے نکال لیں گے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم کو میری بات پر یقین نہ ہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھو:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ شَيْئًا لَّا تُدْرِكُهُ الْبَصَرُ وَإِنَّ كَثُفًا حَسَنَةً تُلَاقِيهَا﴾ [النساء: ۴۰]

”بے شک اللہ تعالیٰ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اسے دگنی کر دیتا ہے۔“

پھر پیغمبر، فرشتے اور (نیک) مسلمان سفارش کریں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب صرف میری سفارش باقی رہ گئی ہے، پھر وہ دوزخ میں سے ایک مٹھی بھر لوگوں کو نکالے گا، یہ لوگ جل کر کوئلہ ہو گئے ہوں گے، پھر انھیں جنت کے سرے پر موجود آب حیات کی نہر میں ڈال دیا جائے گا، اس نہر کے دونوں کناروں پر وہ ایسے اگیں گے جیسے کہ واندہ سیلاب کے کوڑے کرکٹ پر اگتا ہے، تم نے دیکھا ہو گا کہ یہ واندہ کبھی پتھر کے نزدیک اگتا ہے، کبھی درخت کے نزدیک، پھر جس پر دھوپ پڑتی ہے وہ سبز رہتا ہے اور جو سایہ میں رہتا ہے وہ سفید پڑ جاتا ہے، غرض یہ لوگ جب نہر میں سے

تکلیں گے تو موتی کی طرح چمکتے ہوں گے، ان کی گردنوں پر مہر لگا دی جائے گی اور جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔ اہل جنت ان کو دیکھ کر کہیں گے یہ لوگ اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں داخل کیا ہے، حالانکہ انہوں نے نہ کوئی عمل کیا اور نہ کوئی ثواب کا کام آگے بھیجا، پھر ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو نعمتیں: نیت میں دیکھیں وہ سب لو اور اتنی ہی اور لو۔ (بخاری: ۷۴۳۹۔ مسلم: ۱۸۳)

### حساب اور میزان

حساب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا اور ان کو ان کے اعمال بتائے گا، پھر ان کو ان کے عمل کے مطابق بدلہ دیا جائے گا، نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک ہوگی اور برائی اسی کے مثل ہوگی۔

نامہ اعمال کی تقسیم:

میدان محشر میں ہر شخص کو اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا۔ کسی کو دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور کسی کو بائیں ہاتھ میں، جن لوگوں کو دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ نیک بخت ہوں گے اور جن لوگوں کو بائیں ہاتھ میں پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا وہ بد بخت ہوں گے۔ ارشاد گرامی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِرٌ عَلَىٰ رَبِّكَ كَذَّابًا فَلْيَعْلَمِ ۖ ﴿١﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ يَمِينًا ۖ ﴿٢﴾

فَسَوْفَ يُمْسِكُهَا بِأَيْمَنِ ۖ ﴿٣﴾ وَيُغْلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مُسْتَعِزًّا ۖ ﴿٤﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ

ظَهْرِهِ ۖ ﴿٥﴾ فَسَوْفَ يَذَّوُلُ لَهَا ۖ ﴿٦﴾ وَيَكْفُرُ سَاجِدًا ۖ ﴿٧﴾﴾ [الانشقاق: ۶-۱۲]

”اے انسان! تو اپنے رب سے ملنے تک یہ کوشش اور تمام کام اور غفٹیں کر کے اس سے ملاقات کرنے والا ہے تو (اس وقت) جس شخص کے واسطے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا اس کا حساب تو بڑی آسانی سے لیا جائے گا اور وہ اپنے اہل کی طرف اپنی خوشی لوٹ آئے گا۔ ہاں! جس شخص کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا تو وہ موت کو بلانے لگے گا اور بھڑکتی ہوئی جہنم میں داخل ہوگا۔“

ایک جگہ ہے:



﴿وَأَقَامَنَّ أَزْوَاجَهُنَّ بِمَوَالِيَهُنَّ يَقُولْنَ لَهُنَّ أَوْتَيْنِ ۖ وَكُنَّ حَاجِبَاتٍ ۝  
يَتَّبِعُهُنَّ الْقَاصِرَاتُ﴾ [الحاقة: ۲۵-۲۷]

”لیکن جسے اس (کے اعمال) کی کتاب اس کے بائیں ہاتھ میں دی جائے گی تو وہ کہے گا کہ کاش! مجھے میری کتاب دی ہی نہ جاتی اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے، اے کاش کہ وہ (موت) کام تمام کر دینے والی ہوتی۔“

میزان کی تنصیب:

قیامت کے دن لوگوں کے حساب کے لیے میزان نصب کیے جائیں گے اور ایک ایک کر کے سب حساب کے لیے آگے بڑھیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے حساب لے گا، ان کے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا، جب حساب ہو جائے گا تو اس کے بعد اعمال تو لے جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنُظَمَ الْمَوَازِينُ الْقِسْطُ لَكُمْ فِيهَا وَلَكُمْ فِيهَا حَاسِبِينَ﴾ [الانباء: ۴۷]

”اور ہم قیامت کے دن انصاف کا ترازو کھڑا کریں گے پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسے لا حاضر کریں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔“ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَقَامَنَّ ثَلَاثَ مَوَازِينَ ۝ لَّهُمْ فِي عِشْرَةِ زَاهِيَةٍ ۝ وَأَقَامَنَّ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَأَنَّهُ هَآوِيَةٌ ۝ وَمَا أَذْنُكَ مَا هِيَ ۝ نَارُ حَامِيَةٍ﴾ [الغارة: ۶-۱۱]

”پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کا ٹھکانہ ہادیہ ہے، تجھے کیا معلوم کہ ہادیہ کیا ہے؟ وہ حمد و تہنیز آگ ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”مومن قیامت کے دن اپنے رب سے قریب کیا جائے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا سایہ کرے“

دے گا، پھر اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا اور کہے گا کہ کیا تم یہ گناہ جانتے ہو؟ وہ کہے گا: ہاں، اے میرے رب! مجھے معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا کہ میں نے دنیا میں اسے چھپایا اور آج اسے معاف کر دیتا ہوں، پھر اسے اس کی نیکیوں کا محیفہ دیا جائے گا اور کافروں اور منافقوں کو لوگوں کے سامنے یہ کہہ کر پکارا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹی بات کہی۔

(بخاری: ۲۴۴۱۔ مسہم: ۲۷۶۸)

### قیامت کے دن کے سوالات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لِكُلِّ يَوْمٍ عَلِيمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ

مَسْئُولًا﴾ [الإسراء: ۳۶]

”جس بات کی تجھے خبری نہ ہو اس کے پیچھے مست پڑ کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ﴾ [القصص: ۲۲]

”اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں پکار کر فرمائے گا کہ تم جنہیں اپنے گمان میں میرا شریک ٹھہرا رہے تھے کہاں ہیں؟“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ﴾ [القصص: ۶۵]

”اس دن انہیں بلا کر پوچھے گا کہ تم نے نبیوں کو کیا جواب دیا؟“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۱﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الحجر: ۹۲-۹۳]

”قسم ہے تیرے پالنے والے کی! ہم ان سب سے ضرور باز پرس کریں گے ہر اس چیز کی جو وہ کرتے تھے۔“

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ [الإسراء: ۳۴]

”اور وعدے پورے کر دو کیوں کہ قول و قرار کی باز پرس ہونے والی ہے۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ مِنَ الْغَافِلِينَ﴾ [الشکائر: ۸]

”پھر اس دن تم سے ضرور بالعرض و نعمتوں کا سوال ہوگا۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْيَسْتَأْذِنُوا الْيَوْمَ الْأَوَّلَ﴾ [الاعراف: ۶-۷]

”پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے، اور ہم پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے، پھر ہم چونکہ پوری خبر رکھتے ہیں ان کے روبرو بیان کر دیں گے، اور ہم کچھ بے خبر نہ تھے۔“

۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن بندوں کے دونوں قدم اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک کہ اس سے اس کی عمر کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے کہ اس نے اسے کہاں فدا کیا؟ اس سے اس کے علم کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے کہ اس پر کتنا عمل کیا؟ اور اس سے اس مال کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے کہ کہاں سے کمایا؟ اور کہاں خرچ کیا؟ اور اس سے اس کے جسم کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے کہ کہاں استعمال کیا؟“ (ترمذی: ۲۴۱۷۔ دارمی: ۵۴۳)

قیامت کے دن دو طرح کے لوگوں کا حساب ہوگا:

۱۔ کچھ لوگوں کا حساب بہت آسان ہوگا یعنی صرف پیش ہوگی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا حساب لیا گیا وہ ہلاک ہو گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِحَسَنَةٍ﴾ ﴿فَسَوْفَ يَحْسَبُ أَنَّهَا كِتَابٌ﴾ [الانشقاق: ۷-۸] جس کے دائیں ہاتھ میں تمام اعمال دیا جائے گا اس کا حساب آسان ہوگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ اس کی رو سے حساب تو مومن کا بھی ہوگا، لیکن وہ بلاکت سے دوچار نہیں ہوگا، آپ نے فرمایا یہ تو بخشی ہے (یعنی مومن کے ساتھ معاملہ

حساب کا نہیں ہوگا، ایک سرسری پیشی ہوگی) جس کا مناقشہ ہوا یعنی پوچھ کچھ ہوئی وہ تو مارا گیا۔

(بخاری: ۶۵۴۷۔ مسلم: ۲۸۷۶)

۲۔ کچھ لوگوں کا حساب بہت سخت ہوگا اور ان سے ہر چھوٹی اور بڑی چیز کے بارے میں پوچھ کچھ ہوگی، اگر انھوں نے صحیح کہا تو ٹھیک ہے ورنہ ان کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور ان کے اعضا بات کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الْوَمْرَ نَخْتُمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَعْيُنُهُمْ أَزْمَلَهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾

[نہ: ۶۵]

”ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں

گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے، ان کا سوں کی جودہ کرتے تھے۔“

قیامت کے دن سب لوگوں کا حساب ہوگا سوائے ان لوگوں کے جن کو نبی ﷺ نے سستی قرار دیا ہے اور وہ اس امت کے ستر ہزار افراد ہیں۔ وہ جنت میں بغیر حساب و کتاب کے کسی قسم کا عذاب جھیلے بغیر داخل ہوں گے۔

کفار کا حساب ہوگا ان کے اعمال قیامت کے دن ان کے سامنے پیش کیے جائیں گے تاکہ انھیں زجر و توبخ کی جاسکے، ان کے عذاب میں فرق ہوگا، جس نے زیادہ برائیاں کی ہوں گی ان کا عذاب زیادہ بڑا ہوگا، جس نے کم برائیاں کی ہوں گی ان کا عذاب کم ہوگا اور جس نے نیکیاں کی ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی لیکن انھیں جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا۔

قیامت کے دن سب سے پہلے محمد ﷺ کی امت کا حساب لیا جائے گا اور سب سے پہلے سو من سے نماز کے بارے میں سوال ہوگا، لہذا اگر اس کی نماز صحیح نکلی تو کامیاب ہو گیا اور اگر نماز فاسد نکلی تو تباہ و برباد ہو گیا اور سب سے پہلے بندوں کے درمیان جس چیز کا فیصلہ کیا جائے گا وہ خون ہوگا۔

وزن کی کیفیت:

قیامت کے دن بندوں کی نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی، جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ کامیاب ہو گیا اور جس کی برائیوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ ہلاک ہو گیا، عامل اس کا نسل اور اس کے

عمل کا حقیقہ سب تو لا جائے گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان اپنے عدل کا مظاہرہ کرے گا اور بندہ کے میزان پر سب سے زیادہ وزنی چیز اس کا اچھا اخلاق ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ بِالْعَصَىٰ ۖ فَمَن تَقَلَّتْ مِوَانِيزُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِسُونَ ۝ وَمَن خَفَّتْ مِوَانِيزُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَيْرُوا ۖ أَنفُسُهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا أَهْلًا ۝﴾ [الأعراف: ۸-۹]

”اور اس روز وزن بھی برحق ہے پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہوں گے جو ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن انتہائی موٹا تازہ آدمی آئے گا لیکن اس کا وزن اللہ کے نزدیک ایک چھھر کے پر کے بھی برابر نہ ہوگا۔“ اور آپ نے فرمایا کہ تم یہ آیت کریمہ پڑھ لو: ﴿فَلَا نَقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ ”قیامت کے دن ہم کا ان کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔“ (بخاری: ۴۷۶۹۔ مسلم: ۲۷۸۵)

کفار کے اعمال:

کفار و منافقین کی عبادت و اطاعت رائیگاں جائے گی، ان پر انھیں کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔ ان کے اعمال اس راکھ کی طرح ہیں جس پر آٹھمی والے دن تیز ہوا چلے۔ سارے لوگوں کے سامنے کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَن أَظْلَمُ مِمَّنِ اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ عَلَىٰ أُولَٰئِكَ بُعْرُصُونَ ۚ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَعِزُّوهُمُ الْآذِهَادُ ۚ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَّبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۖ أَلا تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝﴾ [ہود: ۱۸]

”اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور سارے گواہ کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا، ظالموں پر خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت ہے۔“

ایک جگہ ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فُيَثَّرُ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْ أَن يُصْٰلَحُوا ۚ يَتَّبِعُونَ مَثَلُ الْفٰسِقِ الْبَٰسِ ۚ هَٰذَا الَّذِي يَتَّبِعُونَ وَيَبْغُوا ۚ هَٰذَا الَّذِي يَتَّبِعُونَ وَيَبْغُوا ۚ هَٰذَا الَّذِي يَتَّبِعُونَ وَيَبْغُوا ۚ هَٰذَا الَّذِي يَتَّبِعُونَ وَيَبْغُوا ۚ﴾ [ابراہیم: ۱۸]

”ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے پالنے والے سے کفر کیا ان کے اعمال مثل اس راکھ کے ہیں جس پر تیز ہوا آندھی والے دن چلے، جو بھی انہوں نے کیا وہ اس میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے، یہی دور کن گمراہی ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ يَدْعُونَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُرْءَ لِيَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ وَيَقُولُونَ خُذُوا مِنَّا مِمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۖ وَقَدْ مَتَّأ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَبَعَلَّةٌ مِّمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ [الفرقان: ۲۲-۲۳]

”جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن مجرسوں کے لیے خوشی کی کوئی خبر نہ ہوگی اور وہ کہیں گے (کاش! ہمارے اور ان کے درمیان) ایک مضبوط آڑ ہو اور جو انہوں نے عمل کیے ہوں گے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو اڑتی خاک کر دیں گے۔“

اعمال کا دیکھنا:

بندوں کے اعمال قیامت کے دن ان کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور وہ اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھیں گے، چاہے وہ چھوٹے اعمال ہوں یا بڑے، چاہے اچھے ہوں یا برے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ يَصُدُّرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لَّيُوزَنَ أَعْمَالُهُمْ ۖ كَمَنْ يَعْمَلُ وَمِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا لَّيَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ وَمِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا لَّيَرَهُ﴾ [الزلزلة: ۶-۸]

”اس دن لوگ مختلف جہتیں ہو کر واپس لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال و کمادے جائیں، جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔“

مومن اور کافر کے اعمال کا بدلہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ مومن کی ایک نیکی بھی کم نہیں کرے گا، اس کا بدلہ دنیا میں بھی دیا جائے گا اور آخرت میں بھی اس کو اس کا بدلہ ملے گا اور کافر نے دنیا میں اللہ کی خاطر جو نیکیاں کی ہیں اسے ان کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا جائے گا اور جب

وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی ننگی نہ ہوگی جس پر اسے بدلہ دیا جائے۔“ (مسلم: ۲۸۰۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْكَ كَثْرَتُ ثَمَرِكَ وَلَا تُغْنِي عَنْكَ الْكِبَرُ إِلَّا عَلَيْكَ هَاهُنَا مَوْزِعَةٌ ۝﴾ [الفرقان: ۲۲-۲۳]

”جس دن یہ فرشتوں کو دیکھ لیں گے اس دن ان گتہ گاروں کو کوئی خوشی نہ ہوگی اور کہیں گے (کاش! ہمارے اور ان کے درمیان) مضبوط آڑ ہو اور انھوں نے جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا۔“

مومنوں کے بچے جنت میں ایسے ہی داخل ہوں گے جیسے بڑے لوگ داخل ہوں گے، وہ اپنے باپ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوں گے۔ اسی طرح مشرکین کے بچے بھی جنت میں داخل ہوں گے، وہ اسی طرح شادی کریں گے جس طرح بڑے لوگ شادی کریں گے، اور جو شخص دنیا میں شادی شدہ نہیں ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت وہ بھی آخرت میں شادی کرے گا، جنت میں کوئی غیر شادی شدہ نہیں ہوگا۔

### حوض کوثر

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کا ایک حوض بنایا ہے، ہمارے نبی ﷺ کا حوض سب سے بڑا ہے، اس کا پانی سب سے زیادہ شیریں ہے اور قیامت کے دن اس پر سب سے زیادہ لوگ پانی پینے آئیں گے۔

نبی ﷺ کے حوض کی صفت:

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا حوض ایک مہینے کی راہ ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبو دار ہے۔ اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں۔ جو شخص اس حوض کا پانی پیے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔“

(بخاری: ۶۵۷۹۔ مسلم: ۲۲۹۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا یمن کے شہر الیلہ اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے اور اس میں آسمان کو ستاروں کی تعداد کی طرح (یعنی بے شمار) لوٹے ہیں۔“ (بخاری: ۶۵۸۰۔ مسلم: ۲۳۰۳)

## حوض سے کس کو ہٹا دیا جائے گا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن میرے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ میرے سامنے آئیں گے لیکن حوض کوثر سے ہٹا دیے جائیں گے۔ میں کہوں گا کہ اے رب! یہ تو میرے اصحاب ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے جانے کے بعد کیا کیا نئی نئی چیزیں نکالیں تھیں، یہ پیٹھ پھیر کر اگلے پاؤں لوٹ گئے تھے (یعنی اسلام کی تعلیمات سے پھر گئے تھے)۔“ (بخاری: ۶۵۸۵۔ مسلم: ۲۲۹۰)

## ہل صراط

صراط سے مراد ایک ہل ہے جو جہنم کے اوپر رکھا جائے گا جس کو پار کر کے مومنین جنت تک پہنچیں گے۔

اس ہل صراط سے صرف مومن لوگ گزریں گے اور کفار و مشرکین میں سے ہر جماعت اس کے پیچھے چلے گی جس کی وہ دنیا میں عبادت کرتی تھی، چاہے وہ بت رہے ہوں یا شیاطین یا دوسرے جھوٹے معبود۔ یہ لوگ اپنے معبود کے ساتھ جہنم میں پہلے چلے جائیں گے پھر صرف وہ لوگ بچیں گے جو بظاہر صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے چاہے وہ سچے مسلمان ہوں یا منافقین۔ ان لوگوں کے لیے ہل صراط نصب کیا جائے گا، پھر منافقوں کو مومنوں سے اس طرح الگ کر دیا جائے گا کہ وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے اور انھیں وہ نور حاصل نہیں ہوگا جو مومنوں کو عطا کیا جائے گا، پھر منافقین پیچھے کی طرف لوٹیں گے اور جہنم میں گر جائیں گے اور مومن ہل صراط پار کر کے جنت میں پہنچ جائیں گے۔

ہل صراط پر گزرنا حساب اور وزن اعمال کے بعد ہوگا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَنْ يَنْفَعَكَ إِلَّا وُاعَاكَانَ عَلَىٰ رِسِّكَ خَمًا مَّقْبُطًا ۚ ثُمَّ لَنْ يُكَلِّمَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَتَذَكَّرُ

الظَّالِمِينَ ۚ فَبِمَا حَسِبْتَ﴾ [مریم: ۷۱-۷۲]



”تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے یہ تیرے پروردگار کے ذمہ تعلق فیصل شدہ امر ہے، مگر ہم پر ہیزگاروں کو تو بچالیں گے اور نافرمانوں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔“

پل صراط اور اس پر گزرنے کی صفت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے اور پل صراط کی صفت کا بیان ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں کہ لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! پل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: قدموں کو پھسلانے والی جگہ ہے جس کے اندر اچکنے والے ٹیڑھے لوہے اور سلاخیں ہیں اور پھیلا ہوا کانٹے دار پودا ہے جو نجد میں پایا جاتا ہے، جس کا نام سعدان ہے مومن اس پل پر سے پلک جھپکنے کی طرح، بجلی کی طرح، ہوا کی طرح، پرندے کی طرح، تیز رفتار گھوڑوں کی طرح، اور سوار کی طرح گزر جائیں گے، چنانچہ بہت سے لوگ صحیح سالم نجات پا جائیں گے اور کچھ لوگوں کو خراشیں آئیں گی لیکن انھیں بھی چھوڑ دیا جائے گا اور جسے بچھاڑ دیا جائے گا وہ جہنم میں گر جائے گا۔

(بخاری: ۷۴۳۹۔ مسلم: ۱۸۳)

سب سے پہلے پل صراط کون پار کرے گا؟

سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے امتی پل صراط پار کریں گے اور پل صراط صرف مومن پار کریں گے۔ ان کو ان کے ایمان اور اعمال کے مطابق نور دیا جائے گا پھر اس نور کے مطابق وہ اس پل پر سے گزر دیں گے اور امانت اور قرابت داری پل صراط کے دائیں اور بائیں دونوں جانب کھڑے ہوں گے اور اس دن رسولوں کی زبان پر یہ کلمات ہوں گے کہ اے اللہ! تو بچالے، اے اللہ! تو بچالے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں، جس میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا بیان ہے، یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پل صراط جہنم کے اوپر رکھ دی جائے گی۔ میں اور میرے امتی اس کو سب سے پہلے عبور کریں گے۔ اس دن صرف رسول ہی بات کر سکیں گے اور ان کی زبان پر یہ کلمات ہوں گے کہ اے اللہ! تو بچالے، اے اللہ! تو بچالے۔“ (بخاری: ۸۰۶۔ مسلم: ۱۸۲)

## پل صراط پار کرنے کے بعد مومن کے لیے کیا ہے؟

جب مومن پل صراط پار کر لیں گے تو جنت اور جہنم کے درمیان ایک پل پر روکے جائیں گے پھر ان میں آپس میں جو حقوق ایک دوسرے پر رہ گئے تھے ان کا تصفیہ کیا جائے گا، پھر انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے گی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن جب دوزخ سے نجات پا جائیں گے تو جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روکے جائیں گے، پھر دنیا میں ایک دوسرے پر انھوں نے جو ظلم کیا تھا، ظالم سے مظلوم کو اس کا بدلہ دلا دیا جائے گا پھر جب وہ پاک صاف کر دیے جائیں گے (یعنی کسی کا کوئی حق دوسرے پر نہ رہ جائے گا) تو انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے گی۔ اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! ان میں سے ہر شخص اپنا مکان جنت میں اس سے زیادہ پہچان لے گا جتنا وہ دنیا میں اپنا مکان پہچانتا تھا۔ (بخاری: ۶۵۳۵)

## شفاعت

شفاعت کا مطلب ہے دوسرے کے لیے خیر کا سوال کرنا، قیامت کے دن شفاعت کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ایک وہ شفاعت جو نبی ﷺ کے لیے خاص ہے، اس کی کئی قسمیں ہیں:

① ایک شفاعت عظمیٰ ہے جو میدان حشر میں ہوگی تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا فیصلہ جلد کر دے اور یہی مقام محمود ہے جس کو دینے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا ہے۔

② آپ اپنی امت کے کچھ لوگوں کے لیے سفارش کریں گے، چنانچہ وہ جنت میں بغیر حساب کتاب داخل ہوں گے اور ان کی تعداد ستر ہزار ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ سے فرمائے گا کہ اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جنت کے دائیں دروازہ سے داخل کر لو جن کے اوپر کوئی حساب نہیں۔

③ آپ ان لوگوں کے لیے بھی سفارش کریں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی، چنانچہ

آپ کی سفارش پر انھیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔

④ کچھ لوگوں کے جنت میں درجات بلند ہونے کے لیے آپ دعا کریں گے جو ان کے اعمال کے ثواب سے زیادہ ہوگا۔

⑤ آپ اپنے چچا ابوطالب کا عذاب ہلکا ہونے کے لیے سفارش کریں گے۔

۴۔ نبی ﷺ کی عام سفارش اور آپ کے علاوہ دوسرے انبیاء، فرشتوں اور مومنوں کی سفارش: یہ سفارش اس لیے ہوگی کہ جو لوگ جہنم کے مستحق ٹھہرے ہیں انھیں جہنم میں نہ داخل کیا جائے اور جو لوگ جہنم میں داخل کر دیے گئے، انھیں جہنم سے نکال لیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کی ایک دعا ہے جسے قبول ہونا ہے چنانچہ ہر نبی نے یہ دعا کرنے میں جلدی کر لی تاہم میں نے اپنی دعا چھپا رکھی ہے تاکہ قیامت کے دن اپنی امت کے لیے سفارش کروں اور یہ سفارش ان شاء اللہ میری امت کے ہر اس شخص کے لیے ہوگی جو اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔“ (بخاری: ۶۳۰۴، مسلم: ۱۹۹)

فرشتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَكَمْ مِنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُفِيْ حَقَّ حَتْمِهِمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّأْذَنَ اللّٰهُ لِيَعْنٰ يَشَآءُ وَيَرْضٰی﴾ [النجم: ۲۶]

”اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی اور اپنی چاہت سے جس کیلئے چاہے اجازت دے دے۔“

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر آدمیوں کے لیے سفارش کرے گا۔“ (ابوداؤد: ۲۵۲۲)

اس سفارش کی دو شرطیں ہیں:

ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اجازت دے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَفْعَلُ عِنْدَكَ اِلَّا بِاِذْنِهِ﴾ [البقرة: ۲۵۵]

”کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے سفارش کر سکے؟“

دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ سفارش کرنے والے سے اور جس کے لیے سفارش کی جائے اس سے خوش ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ﴾ [الانبیاء: ۲۸]

”وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو۔“

کافر کے لیے کوئی سفارش نہیں ہوگی وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا، کبھی جنت میں نہیں جائے گا اور اگر بالفرض کسی نے سفارش کی بھی تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَمَا تَشْفَعُ لَهُمْ شَفَاعَةُ الْغَافِقِينَ﴾ [المدثر: ۴۸]

”سو انھیں سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع دے گی۔“

نبی ﷺ کی شفاعت طلب کرنا:

جو شخص یہ چاہے کہ نبی ﷺ اس کے لیے سفارش کریں وہ اللہ سے یہ دعا کرے: اے اللہ! مجھے اپنے نبی کی سفارش عطا کر اور وہ اچھے اعمال کرے، اخلاص کے ساتھ صرف اللہ کی عبادت کرے، نبی ﷺ پر اچھے درود بھیجے اور آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن میری سفارش کا مستحق سب سے زیادہ وہ ہوگا جس نے سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہا۔“ (بخاری: ۹۹)

دارالجزا:

دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزا ہے لیکن عمل اور سوال جنت اور جہنم میں داخل ہونے کے بعد ہی منقطع ہوگا اور عالم برزخ اور عرصہ قیامت میں یہ منقطع نہیں ہوگا جیسا کہ دو فرشتے میت سے قبر میں سوال کریں گے اور قیامت کے دن لوگوں سے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو اور پاگلوں کا امتحان ہوگا وغیرہ۔

پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان ان کے ایمان اور اعمال کے مطابق فیصلہ کرے گا، ایک جماعت جنت میں جائے گی اور ایک جماعت جہنم میں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْآخِرَةِ لَا رُفْعَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الْبُخْتِ وَتُفِيْقِي فِي التَّوْبَةِ﴾ [الشورى: ۷]

”اسی طرح ہم نے آپ کی طرف عربی قرآن کی وحی کی ہے تاکہ آپ مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو خبردار کرویں اور جمع ہونے کے دن سے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ڈرا دیں، ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ جہنم میں ہوگا۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّكَ يَوْمَئِذٍ تَكُنُ بِمُحْكَمٍ مِّمَّنْ قَالَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي حَتِّ التَّوْبَةِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَلَٰكِنَّا بِالْآيَاتِ قَالُوا لَكُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ [الحج: ۵۶-۵۷]

”اس دن صرف اللہ ہی کی بادشاہت ہوگی وہی ان میں فیصلے فرمائے گا، ایمان اور نیک عمل والے تو نعمتوں سے بھری جنتوں میں ہوں گے، اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُنْفَخُونَ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَلَٰكِنَّا بِالْآيَاتِ الْأَخْرَ قَالُوا لَكُمْ فِي الْعَذَابِ مُضَاعَفُونَ﴾ [الروم: ۱۶-۱۷]

”اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن (جماعتیں) الگ الگ ہو جائیں گی، جو ایمان لاکر نیک اعمال کرتے رہے وہ تو جنت میں خوش و خرم کر دیے جائیں گے اور جنہوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھوٹا ٹھہرایا تھا وہ سب عذاب میں پکڑا دیے جائیں۔“

### جنت

جنت سلامتی کا گھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے آخرت میں تیار کیا ہے۔

جنت کے مشہور نام:

۱۔ جنت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَدْخُلْهُ جَنَّاتُ جَنَّةٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ

الْقَوْلُ الْعَظِيمُ﴾ [النساء: ۱۳]

”اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن، میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

۲۔ جنت الفردوس:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفُورِ دُونَ ذَلِكَ﴾

[الکہف: ۱۰۷]

”جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے یقیناً ان کے لیے فردوس کے باغات کی مہمان نوازی ہے۔“

۳۔ جنت عدن:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هَذَا يَوْمُ الْيَوْمِ إِنَّ الْكَافِرِينَ لَكُنْ مَا بٍ جَنَّتِ عَذْبٍ فُلَقَّةٍ لَهُمُ الْأَنْبَابُ﴾

[حز: ۵۹-۵۰]

”یہ نصرت ہے اور یقین مانو کہ پرہیزگاروں کی بڑی اچھی جگہ ہے (یعنی بیشکی والی) ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔“

۴۔ جنت الفردوس:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أَذَلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْعُلَمَاءِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءُ وَمَصِيرًا﴾

[الفرقان: ۱۵]

”آپ کہہ دیجیے کہ کیا یہ بہتر ہے یا وہ بیشکلی والی جنت جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے، جو ان کا بدلہ ہے اور ان کے ٹوٹنے کی اصل جگہ ہے۔“

۵۔ جنت النعیم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ﴾ [لقمان: ۸]

”بیشک جن لوگوں نے اسلام قبول کیا اور کام بھی نیک (مطابق سنت) کیے ان کے لیے نعمتوں والی جنتیں ہیں۔“

۶۔ جنت الماویٰ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ النَّارِ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

[السجدہ: ۱۹]

”جن لوگوں نے اسلام قبول کیا اور نیک اعمال بھی کیے ان کے لیے بیشکلی والی جنتیں ہیں، مہمان نوازی ہے ان کے اعمال کے بدلے جو وہ کرتے تھے۔“

۷۔ دار السلام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُمْ فِيهَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الأنعام: ۱۲۷]

”ان لوگوں کے واسطے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے۔“

جنت کی جگہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلَّسَّمَاءِ رِزْقًا وَمَا يَوَدُّ أَنَّ [الذاریات: ۲۲]

”اور تمھاری روزی اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمان میں ہے۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۖ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ ۚ عِنْدَ مَا جَاءَ النَّبِيُّ

[النجم ۱۲-۱۵]

”اے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا سدرة المنتہی کے پاس اسی کے پاس جنت المادنی ہے۔“  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر واجب ہے کہ اس کو جنت میں داخل کر دے۔ چاہے اس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہو یا اپنی اس سر زمین میں بیٹھا رہا ہو جہاں پیدا ہوا ہے۔“ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم لوگوں کو اس کی خبر نہ دے دیں؟ آپ نے فرمایا: ”جنت میں سو درجے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لیے تیار کیا ہے۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان، چنانچہ جب تم اللہ سے جنت مانگو تو جنت الفردوس مانگو، اس لیے کہ وہ جنت کے وسط میں ہے اور جنت کا سب سے بلند درجہ ہے۔ اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی شہرں پھوٹی ہیں۔“ (بخاری: ۷۴۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مومن کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس رحمت کے فرشتے آتے ہیں، پھر جب اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے تو اسے سفید ریشم کے کپڑے میں لپیٹ لیا جاتا ہے، پھر جب اسے آسمان کے دروازہ کے پاس لایا جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اس سے بہتر خوشبو ہم نے نہیں پائی۔“ (حاکم: ۱۳۰۴۔ ابن حبان: ۳۰۱۳)

جنت کے دروازوں کے نام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جوڑا جوڑا اللہ کے راستے میں خرچ کیا اسے جنت کے دروازوں سے یوں بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! اوھر آئیے دروازہ بہت اچھا ہے۔ جو کوئی بڑا نمازی ہو گا وہ نماز کے دروازے سے پکارا جائے گا، جو



کوئی مجاہد ہوگا وہ جہاد کے دروازے سے پکارا جائے گا، جو کوئی روزہ دار ہوگا وہ باب الریان سے پکارا جائے گا اور جو کوئی خیرات کرنے والا ہوگا وہ خیرات کے دروازے سے پکارا جائے گا۔“  
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، جو کوئی ایک ہی دروازہ سے بلایا جائے اس کو بھی کوئی تکلیف نہ ہوگی لیکن کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں لوگوں میں سے ہو۔ (بخاری: ۱۸۹۷۔ مسلم: ۱۰۲۷)

### جنت کے دروازوں کی وسعت:

حضرت عقبہ بن غزوٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا کہ جنت کے دروازوں کے پتوں میں سے دو پتوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے اور اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ لوگوں سے بالکل بھرا ہوا ہوگا۔ (مسلم: ۲۹۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مرتبہ گوشت لایا گیا، اس حدیث کے آخر میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جنت کے دروازوں کے پتوں میں سے دو پتوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور بصرہ کے درمیان یا مکہ اور یسرعی کے درمیان کا فاصلہ ہے۔“ (بخاری: ۴۷۱۲۔ مسلم: ۱۹۴)

### جنت کے دروازوں کی تعداد:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَلَبِثَتْ أُنُوفُهُمْ ذُكْرًا وَقَالَتْ لَهُمُ الْغُرُفُهَا سُبْحًا عَلَيْهِمْ صَلَواتُ رَبِّهِمْ فَاذْكُرُونَهَا يَوْمَ ذِكْرِهِمْ﴾ [الزمر: ۷۳]

”اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کیے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آجائیں گے اور دروازے کھول دیے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے: تم پر سلام ہو، تم خوش حال رہو، تم اس میں ہمیشہ کے لیے چلے جاؤ۔“

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت کے آٹھ دروازے ہیں اس میں سے ایک دروازے کا نام باب الریان ہے جس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔“ (بخاری: ۳۲۵۷۔ مسلم: ۱۱۵۲)

اہل جنت کے لیے کھلے دروازے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هَذَا يَوْمُ الْيَوْمِ لِلْمُتَّقِينَ لَنْ يَكُنْ مَأْبٍ ﴿١﴾ جَلَّتْ عَنْهُمْ مَغْصَصَةُ الْآبَابِ ﴿٢﴾﴾

[ص: ۴۹-۵۰]

”یہ نصیحت ہے اور یقین مانو کہ پرہیزگاروں کی بڑی اچھی جگہ ہے (یعنی جنت والی) ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔“

کن اوقات میں جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے دروازے، پیر اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں اور ہر اس بندہ کو بخش دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، سوائے اس آدمی کے جس کے درمیان اور اس کے مسلمان بھائی کے درمیان دشمنی ہو، ایسی صورت میں کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ دونوں آپس میں صلح کر لیں۔

(مسلم: ۲۵۵۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان کا مہینا آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔“

(مسلم: ۲۳۴۱)

سب سے پہلے جنت میں کون داخل ہوگا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازے کھولنے کے لیے کہوں گا، جنت کا واردہ کہے گا کہ تم کون ہو؟ میں کہوں گا: محمد۔ وہ کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔“

(مسلم: ۱۹۷۷)

## کون سی امت پہلے جنت میں داخل ہوگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم بعد میں آنے والے لوگ ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے، سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔“  
(بخاری: ۸۷۶، مسلم: ۸۵۵)

## جنت میں داخل ہونے والا پہلا گروہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے پہلا جو گروہ جنت میں جائے گا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے، پھر ان کے بعد جو لوگ جائیں گے ان کے چہرے آسمان میں سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے۔ وہ لوگ نہ پیشاب کریں گے اور نہ پاخانہ، نہ تھوکیں گے اور نہ رینٹ نکالیں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، ان کا پسینہ مشک کی طرح ہوگا، ان کی آنکھیاں اگر کی کٹڑی کی ہوں گی، ان کی بیویاں اور عین ہوں گی، تمام آدمی اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی شکل و صورت اور خلقت پر ستر گز لمبے ہوں گے۔“ (بخاری: ۳۳۲۷، مسلم: ۲۸۳۴)

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ افراد اس طرح سے جنت میں جائیں گے کہ ان میں سے بعض بعض کو پکڑے ہوئے ہوں گے (یعنی برابر صفیں باندھ کر ہاتھ میں ہاتھ ڈالے داخل ہوں گے ان میں کوئی آگے پیچھے نہ ہوگا) یہاں تک کہ اگلے پچھلے سب ایک ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔“  
(مسلم: ۲۹۷۹)

## اہل جنت کی عمریں:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنت جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان کے جسم میں بال اور داڑھی مونچھ نہیں ہوگی، ان کی آنکھیں سرخی ہوں گی، ان کی عمریں پانچ تیس سال ہوگی۔“ (أحمد: ۷۹۲، ترمذی: ۲۵۴۵)

## اہل جنت کے چہروں کی صفت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْأَكْثَرَ أَتَىٰ نَوْبُهُمْ عَلَى الْأَرْكَانِ يَنْظُرُونَ لِي تَعْرِفَ فِي وَجُوهِهِمْ نَفْسَةَ التَّعْيِيرِ﴾

[المطففين: ۲۲-۲۴]

”یقیناً نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے، مسہریوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے، تو ان کے چہروں ہی سے نعمتوں کی تروتازگی پہچان لے گا۔“

﴿وَجُودَةٌ كَيْمِيَّةٍ كَامِلَةٍ﴾ [القيامة: ۲۲-۳۲]

”اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔“

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَجُودَةٌ كَيْمِيَّةٍ كَامِلَةٍ﴾ [الغاشية: ۸-۱۰]

”بہت سے چہرے اس دن تروتازہ اور (آسودہ حال) ہوں گے، اپنی کوششوں پر خوش ہوں گے، بلند و بالا جنتوں میں ہوں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجُودَةٌ كَيْمِيَّةٍ كَامِلَةٍ﴾ [عبس: ۳۸-۳۹]

”اس دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے، جو ہنستے ہوئے اور ہشاش بشاش ہوں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وَجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

[آل عمران: ۱۰۷]

”اور سفید چہرے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہوں گے اور اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے اور جو ان کے بعد جائیں گے ان کے چہرے آسمان میں سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے، ان کے

دل ایک آدمی کی طرح ہوں گے ان کے درمیان کوئی بغض و حسد نہ ہوگا۔“

(بخاری: ۳۲۵۴۔ مسلم: ۲۸۳۴)

### اہل جنت کے استقبال کی صفت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُخَيِّرُ الَّذِينَ آمَنُوا رَبَّهُمْ إِلَى الْمَنَّةِ دُورًا مَّا يَشَاءُونَ إِذَا جَاءُوهَا وَلُحِثَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلِّمُوا عَلَيْكُمْ فَلْيَرْجِعُوا فَعَلُوا فَلَا ضَلُّوا عَنْهَا﴾ [الزمر: ۷۳]

”اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کیے جائیں گے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آجائیں گے اور دروازے کھول دیے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام ہو، تم خوش حال رہو، تم اس میں ہمیشہ کے لیے چلے جاؤ۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۖ سَلِّمُوا عَلَيْهِمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَيَرْجِعُ غَفًى﴾ [الرعد: ۲۳-۲۴]

”ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے، (کہیں گے) تم پر صبر کے بدلے سلامتی ہو کیا ہی اچھا بدلہ ہے اس دار آخرت کا۔“

﴿لَا يَحْزَنُهُمُ الْقَرْعُ الْأَكْبَرُ وَتَسَلِّطُهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾

[الانبیاء: ۱۰۳]

”وہ بڑی گھبراہٹ (بھی) انھیں غمگین نہ کر سکے گی اور فرشتے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔“

جو لوگ جنت میں بغیر حساب و کتاب داخل ہوں گے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(معراج کی رات) امتیں میرے سامنے لائی گئیں، کسی نبی کے ساتھ بہت سے آدمی تھے، کسی کے ساتھ تھوڑے سے آدمی تھے، کسی کے ساتھ دس آدمی تھے، کسی کے ساتھ پانچ آدمی تھے اور کوئی نبی اکیلا بھی گزرا

(جس کا ایک بھی امتی نہ تھا) اور میں نے دیکھا تو مجھے ایک بڑی جماعت نظر آئی، میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ یہ میری امت ہے، انھوں نے کہا: نہیں بلکہ تم آسمان کے کنارے دیکھو۔ میں نے دیکھا کہ ایک بڑی جماعت ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ تمھاری امت ہے، ان کے اگلے حصے میں ستر ہزار آدمی ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن سے نہ حساب لیا جائے گا اور نہ ان کو عذاب ہوگا (یعنی بے حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے) میں نے پوچھا: اس کی وجہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ دنیا میں نہ داغ لگواتے تھے، نہ حجاز پھونک کرتے تھے اور نہ برا شکون لیتے تھے، بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے تھے۔“ (بخاری: ۶۵۴۱۔ مسلم: ۲۲۰)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”مجھ سے میرے رب نے یہ وعدہ کیا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمیوں کو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل کرے گا، ان کو کوئی عذاب نہ ہوگا، ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور میرے رب کے لپ سے تین لپ لوگ بھی بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔“ (ترمذی: ۲۴۳۷۔ ابن ماجہ: ۴۲۸۶)

### جنت کی زمین اور اس کی عمارتیں:

معراج کی حدیث، جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”پھر جبرئیل علیہ السلام مجھ کو لے کر چلے، یہاں تک کہ مجھے سدۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا۔ اس کو کئی طرح کے رنگوں نے ڈھانپ لیا تھا میں نہیں جانتا وہ کیا تھے، پھر مجھ کو جنت میں لے گئے، میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں سوتیوں کے بار ہیں اور وہاں کی مٹی ملک ہے۔“ (بخاری: ۳۳۴۶۔ مسلم: ۱۶۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! جنت کس سے بنی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس میں سونے چاندی کی اینٹیں ہیں، اس کا پلاستر مکھ آؤ فر ہے، اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ جو اس میں داخل ہوا وہ نعمت میں رہے گا اور محتاج نہ ہوگا، وہ ہمیشہ رہے گا اس کو موت نہیں آئے گی۔ اہل جنت کے کپڑے نہ بوسیدہ ہوں گے اور نہ ان کی جوانی ختم ہوگی۔“ (ترمذی: ۲۵۲۶۔ دارمی: ۲۷۱۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ابن صیاد نے نبی ﷺ سے جنت کی مٹی کے بارے

میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”وہ سفید نرم منی اور خالص مشک کی طرح خوشبودار۔“ (مسلم: ۲۹۲۸)

اہل جنت کے بالا خانوں کی صفت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرُفًا يُخْرَجُونَ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نَبُغًا زَجْرًا الْعِطْيُنَ﴾ [العنكبوت: ۵۸]

”اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے انھیں ہم یقیناً جنت کے ان بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے چشمے بہہ رہے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَٰكِنَّ الَّذِينَ اتَّكَفَرُوا سَيُفَعِّلُهُمْ غَرْفًا مِّنْ غُرُفٍ مَّتَّصِيَةً يُخْرَجُونَ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَعِنْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْوَعْدَ﴾ [الزمر: ۲۰]

”لیکن وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے بالا خانے ہیں جن کے اوپر بھی بنے بنائے بالا خانے ہیں اور ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ رب کا وعدہ ہے اور وہ وعدہ ظانی نہیں کرتا۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں کچھ ایسے بالا خانے ہیں جن کے باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اندر کا حصہ باہر سے دکھائی دیتا ہے۔“ ایک دیہاتی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کس کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جو اچھی گفتگو کرے، غریبوں کو کھانا کھائے، ہمیشہ روزے رکھے، اور رات میں اس وقت اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھے جب لوگ سوتے ہوں۔“ (أحمد: ۱۳۳۸ - ترمذی: ۱۹۸۴)

اہل جنت کے محلوں میں فرق:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ ظُفْرًا يَنُوبُ أُولَٰئِكَ لِيُفَصَّلَ بَيْنَهُمْ وَمُلَكَاتٍ كَبِيرًا﴾ [الإنسان: ۲۰]

”تو جنت میں جہاں کہیں بھی نظر ڈالے گا سراسر نعمتیں اور عظیم الشان سلطنت ہی دیکھے گا۔“

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنت اپنے اوپر والے بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم روشن ستارے کو دیکھتے ہو۔ صبح کے وقت آسمان کے کنارے پورب یا پچھتم میں رہ گیا ہو، کیوں کہ ان کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ انبیاء کے گھر ہوں گے جہاں ان کے علاوہ کوئی نہیں پہنچ سکے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں میری جان ہے! ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔“ (بخاری: ۳۲۵۶۔ مسلم: ۲۸۳۱)

### اہل جنت کے خیمے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْبُحَارِ﴾ [الرحمن: ۷۲]

”حوریں، جو جنتی خیموں میں رہنے والیاں ہیں۔“

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں مومن کے لیے ایک خول دار موتی کا خیمہ ہے جس کی لمبائی ساٹھ میل ہے، اس میں مومن کی بیویاں ہوں گی، مومن اس میں گھومے گا اور ان میں سے بعض بعض کو نہیں دیکھ سکیں گے۔“ (بخاری: ۹۷۸۴، مسلم: ۸۳۸۲)

### جنت کا بازار:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت کے اندر ایک بازار ہے جہاں اہل جنت ہر جمعہ کو آئیں گے، پھر شمال سے ایک ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں سے ہو کر گزرے گی جس سے ان کا حسن و جمال اور بڑھ جائے گا، پھر جب وہ اپنی بیویوں کے پاس واپس جائیں گے تو ان کا حسن و جمال اور بڑھ گیا ہوگا تو ان کی بیویاں ان سے کہیں گی کہ ہمارے پاس سے جانے کے بعد تمہارا حسن و جمال تو اور بڑھ گیا، وہ لوگ کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے جانے کے بعد تمہارا حسن و جمال بھی بڑھ گیا ہے۔“ (مسلم: ۳۳۸۲)



## جنت کے محلات

جنت میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی لذت کی چیزیں بنائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسْكِنٌ طَيِّبٌ فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا مِنَ الْغَوَاظِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

[التوبة: ۷۲]

”اللہ نے ان صاحب ایمان مردوں اور عورتوں سے جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا جو ان ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں اور اللہ کی رضا مندی سب سے بڑی چیز ہے، یہی زیروست کا سیابی ہے۔“

### اہل جنت کا بچھونا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُكْدِنِينَ عَلَى فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ﴾ [الرحمن: ۴۵]

”جنتی ایسے بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جن کے استر دیڑھ ریشم کے ہوں گے۔“

### تکیوں اور مسندوں کی صفت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَهُنَّ فِيهَا مَصُوفَاتٌ ۚ وَزُفُرٌ رِجَالٌ مِثْلُ النُّعْمَانِ﴾ [الغاشیة: ۱۵-۱۶]

”اور ایک قطار میں تکیے لگے ہوں گے، اور نعل مسندیں جیسی پڑی ہوں گی۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُكْدِنِينَ عَلَى زُفُرٍ خُضِرٍ وَعِشْقَرٍ حَسَانٍ﴾ [الرحمن: ۷۶]

”سبز مسندوں اور عمدہ بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔“

## جنت کی مسمریاں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْأَوَّلَيْنِ يُؤْمِرُونَ عَلَى الْأَرْبَابِ يَخْلُفُونَ﴾ [المطففين: ۲۲-۲۳]

”یقیناً نیک لوگ (بڑی) نعمتوں میں ہوں گے۔ مسمری پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَكُونُ فِيمَا عَلَى الْأَرْبَابِ لَا تَدْرِي فِيهَا كَيْفًا وَلَا زَمَنًا﴾ [الانسان: ۱۳]

”یہ وہاں تختوں پر رکھے لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے، نہ وہاں آفتاب کی گرمی دیکھیں گے اور نہ سخت سردی۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ أَصْحَابَ الْمَهْجَةِ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ فَاكُهُونَ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلِّ عَلَى الْأَرْبَابِ

مُتَكَلِّفُونَ﴾ [ش: ۵۵-۵۶]

”جنتی لوگ آج مشغلوں میں ہشاش بشاش ہیں۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں مسمریوں پر رکھے لگائے بیٹھے ہوئے ہیں۔“

## اہل جنت کے تختوں کی صفت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنُزِّلْنَا مَائِي صُدُورِهِمْ فِي غَلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ [الحجر: ۴۷]

”ان کے دلوں میں جو کچھ رہنمائی دیکھتے تھے ہم سب کچھ نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آنے سے سانسے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُتَكَلِّفِينَ عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلَةٍ وَأَزْوَاجُهُمْ يُجِيبُونَ﴾ [طور: ۲۰]

”برابر رکھے ہوئے شاندار تختے پر رکھے لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کر دیں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿عَلَىٰ سُرٍّ مَّوْضُونَةٍ ۖ فَلْيَكُنْ عَلَيْهَا مَتَّعِيلِينَ﴾ [الواقعة: ۱۵-۱۶]

”یہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِيهَا سُرٌّ مَّرْقُوعَةٌ﴾ [الغاشیة: ۱۳]

”اس میں اونچے اونچے تخت ہوں گے۔“

اہل جنت کے برتنوں کی صفت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۖ بِأَكْوَابٍ وَأَنْبُرٍ طَعْنُوكَ وَكَلِيلٍ مِّنْ مَّعِينٍ﴾

[الواقعة: ۱۷-۱۸]

”ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے چکر لگاتے رہیں گے، آنکھوں سے اور جگ لے کر اور ایسا جام کہ جو بہتی ہوئی شراب سے پر ہو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصَافٍ مِّنْ نَّعِيمٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهُ الْإِنْسُ وَكَذَٰلِكَ لَا يُعْزُونَ

وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ [الزحرف: ۷۱]

”ان کے چاروں طرف سے سونے کے تھال اور سونے کے گلاسوں کا دور چلایا جائے گا، ان کے جی جس چیز کی خواہش کریں اور جس سے ان کی آنکھیں لذت پائیں سب کچھ وہاں ہوگا اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِأَمِيَّةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا ۖ قَوَارِيرًا آمِنَ فِضَّةٍ قَدْ رُفِعَتْ

تَقْدِيرًا﴾ [الإنسان: ۱۵-۱۶]

”اور ان پر چاندی کے برتنوں اور ان جاموں کا دور کرایا جائے گا جو شیشے کے ہوں گے،

شیشے بھی چاندی کے جن کو (ساقی نے) اندازے سے ناپ رکھا ہوگا۔“

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں دو باغ چاندی کے ہیں، ان کے برتن اور سب سامان چاندی کا ہے اور دو باغ سونے کے ہیں، ان کے برتن اور سب سامان سونے کا ہے۔ جنت عدن میں لوگوں اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں کوئی چیز حائل نہ ہوگی فقط ایک بزرگی و کبریائی کی چادر حائل ہوگی جو پردہ گار کے منہ پر پڑی ہوگی۔

(بخاری : ۷۴۹۹ - مسلم : ۱۸۰)

اہل جنت کے زیور اور لباس :

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿إِنَّ اللَّهَ يَدْعُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيَدْفَعُوا مِمَّا خَرَبُوا مِنْ ثَمَرِهِمْ أَلَّا يُصَلُّوا فِيهَا مِنْ أَصَارٍ مِنْ ذَهَبٍ وَلَوْ لَوَا وَلِيَا لَهُمْ فِيهَا حَرِيمٌ﴾ [الحج : ۲۳]

”ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ان جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، وہاں انھیں سونے کے نگین اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس خالص ریشم کا ہوگا۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿يُصَلُّونَ فِيهَا مِنْ أَصَارٍ مِنْ ذَهَبٍ وَيَكْبِتُونَ فِيهَا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَزَاوَبَرِّي قَتِيقِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرْبَابِ نَعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا﴾ [الكهف : ۳۱]

”وہاں انھیں سونے کے نگین پہنائے جائیں گے اور وہ سبز رنگ کے نرم و ہار یک اور موٹے ریشم کے لباس پہنیں گے، وہاں وہ تختوں کے اوپر بچے لگائے ہوئے ہوں گے، کیا خوب بدلہ ہے اور کس قدر عمدہ آرام گاہ ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَذْكُرُونَ آبَاءَهُمْ وَأَسْوَءَ مَا فِي أَرْحَامِهِمْ قُلْ عَلَيْهِمُ الْعَذَابُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا ۝﴾ [الإنسان: ۲۱]

”ان کے جسوں پر ستر باریک اور سوئے رشتی کپڑے ہوں گے اور انھیں چاندی کے نگین کا زیور پہنایا جائے گا اور انھیں ان کا رب پاک اور صاف شراب پلائے گا۔“

قیامت کے دن سب سے پہلا لباس کس کے لیے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو لباس پہنایا جائے گا۔“ (بخاری: ۶۲۵۶)

اہل جنت کے خادم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانِ مُخَلَّدُونَ ۝﴾ يَا كُوفَا وَيَا بَلَرِيقَ ۝ وَكَأَيِّنْ مِنْ مَعُونٍ ۝﴾

[الواقعة: ۱۷-۱۸]

”ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ (لڑکے ہی) رہیں گے آمدورفت کریں گے آنسو رے اور جگ لے کر اور ایسا جام لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے پر ہو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانِ مُخَلَّدُونَ ۝ إِذَا زَايَعْتُمْ حَسَبَهُمْ لَوْلَا مُنْقَرُ ۝﴾

[الإنسان: ۱۹]

”اور کم سن بچے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں ان کے ارد گرد گھومتے پھرتے ہوں گے جب تو انھیں دیکھے گا تو سمجھے گا کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ لَوْلَا مُنْقَرُونَ ۝﴾ [طور: ۲۴]

”اور ان کے ارد گرد نو عمر بچے چل پھر رہے ہوں گے گویا کہ وہ موتی تھے جو چھپا کے رکھے تھے۔“

## جنت کے کھانے اور مشروبات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اہل جنت سب سے پہلے کون سا کھانا کھائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”مچھلی کے کلیجے کی بڑھی ہوئی نوک جگر کا چھوٹا ٹکڑا جو اسی کے ساتھ ایک جانب میں ہوتا ہے۔“ (بخاری: ۳۳۲۹)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا ہوا تھا اتنے میں یہودیوں کا ایک عالم آیا۔ حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اس یہودی نے آپ سے پوچھا کہ سب سے پہلے کن لوگوں کو جنت میں جانے کی اجازت دی جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ”مہاجرین کے فقراء۔“ یہودی نے کہا کہ جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے سامنے کیا تختہ پیش کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ”مچھلی کے کلیجے کی بڑھی ہوئی نوک۔“ اس نے کہا کہ اس کے بعد ان کی غذا کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ”ان کے لیے جنت کا ایک تیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے کنارے چرتا تھا۔“ اس یہودی نے کہا کہ اس کے بعد وہ کیا پیئیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”ایک چشمے کا پانی پیئیں گے جس کا نام طسیل ہوگا۔“ (مسلم: ۳۱۵۰)

اہل جنت کے کھانے کیسے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِذْ خُلَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَنْتُمْ اَنْتُمْ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ يَطَافُ عَلَيْهِمْ بِمِصَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَّ اُكُوَابٍ

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيهَا اٰخِلِدُوْنَ ۝ ﴾ [الزحرف: ۷۰-۷۱]

”تم اور تمہاری بیویاں ہشاش بشاش (راضی خوشی) جنت میں چلے جاؤ۔ ان کے چاروں طرف سے سونے کی رکابیاں اور سونے کے گلاسوں کا دور چلایا جائے گا۔ ان کے جی جس چیز کی خواہش کریں گے اور جس سے ان کی آنکھیں لذت پائیں گی وہ سب کچھ وہاں ہوگا اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَثَلُ الْجَنَّةِ الْاُخْرٰى مُثَلُ السَّعِيْدِ ۖ تَجْرٰى مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ ۚ اُكْلًا دَاۤءِمًا وَّ لَا يَبْغٰوْنَ فِيْهَا ۚ

[الرعد: ۳۵]

”اس جنت کی صفت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا یہ ہے کہ اس کے نیچے سے

نہر نکلیں۔ یہ رہی ہیں، اس کا سیوہ اور اس کا سایہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَتْ كَيْفَ يَكُونُ لِي قَوْلُكَ يَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي تَالِبٍ﴾ [الواقعة: ۲۰-۲۱]

”اور ایسے سیوے لیے ہوئے جوان کی پسند کے ہوں اور پرندوں کے گوشت جو انھیں

مربوب ہوں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَلْمِزُوا فِي الْأَنْعَامِ﴾ [الحاقة: ۲۴]

”(ان سے کہا جائے گا) کہ مرے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے

گزشتہ زمانے میں کیے تھے۔“

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمین قیامت کے

دن ایک روٹی کی مانند ہوگی، اللہ تعالیٰ جنتیوں کی مہمان نوازی کرنے کے لیے اس کو اپنے ہاتھ میں

ایسے ہی اٹنے پلنے کا جیسے تم میں سے کوئی شخص سفر میں اپنی روٹی لٹا چلتا ہے۔“ اس حدیث میں یہ

الفاظ بھی ہیں کہ ”اس کے بعد ایک یہودی شخص آیا، اس نے کہا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ

جنتیوں کا سالن کیا ہوگا؟ ان کا سالن بالام اور فون ہوگا۔ صحابہ نے کہا کہ بالام اور فون کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ”تیل اور مچھلی، یہ تیل اور مچھلی اتنے بڑے ہوں گے کہ ان کے کلیجے کا لٹکا ہوا ٹکڑا

ستر ہزار آدمی کھا سکیں گے۔“ (بخاری: ۶۵۲۰۔ مسلم: ۲۷۹۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”اہل جنت

کھائیں گے، پیئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے، نہ پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ کریں گے اور نہ رہنٹ

صاف کریں گے۔“ لوگوں نے کہا کہ پھر کھانا کہاں جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ”وہ ڈکار لیں گے

اور پسینہ نکالیں گے جو شک کی طرح ہوگا (جس سے کھانا پینا اڑا لیا جائے گا) انھیں تسبیح و تحمید کا

الہام ایسے ہی کیا جائے گا جیسے کہ سانس لینے کا الہام کیا جاتا ہے۔“ (مسلم: ۵۳۸۲)

حضرت عقبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اس نے میں

ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو جنت میں ایک درخت کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے لیکن میرے علم کے مطابق دنیا میں اس درخت سے زیادہ کسی درخت میں کانٹے نہیں ہیں، یعنی بول کا درخت، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر کانٹے کی جگہ کو خسی بکرے کے خسیہ کی طرح کر دے گا، جس میں ستر قسم کا کھانا ہوگا، ان میں کوئی قسم دوسری قسم کے مشابہ نہ ہوگی (بلکہ ہر ایک کا مزہ الگ ہوگا) (طبرانی فی الکبیر: ۷-۳۱، مسند الشامین: ۲-۲۸۲، السلسلة الصحيحة: ۴۳۷۲)

### اہل جنت کے مشروبات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْأَكْثَرَ يُكْرَهُونَ مِنْ ثَلَاثِينَ مِثْقَالًا مِزَاجُهُمَا كَأْفُورًا﴾ [الإنسان: ۵۰]

”بیشک نیک لوگ وہ جام نہیں گے جس کی آمیزش کا نور کی ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُتَقَوَّنَ فِيهَا كَأْسًا أَكَاثُ مِزَاجُهُمَا زَمْجِيلًا﴾ [الإنسان: ۱۷]

”اور انھیں وہاں وہ جام پلائے جائیں گے۔ جن کی آمیزش زنجیل کی ہوگی۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ قَلِيلٍ ۖ خَمْرُهُ وَلَئِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَنِ اتَّقَى ۚ﴾

﴿وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ ۖ عَمَّا يُتْرَبُ بِهَا الْمَلَأُونَ﴾ [المطففين: ۲۵-۲۸]

”یہ لوگ سر بہر خالص شراب پلائے جائیں گے۔ جس پر مشک کی مہر ہوگی اور سہقت

لے جانے والوں کو اس میں سہقت کرنی چاہیے اور اس کی آمیزش تسنیم کی ہوگی (یعنی)

وہ چشمہ جس کا پانی مقرب لوگ پئیں گے۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوثر، جنت میں

ایک مہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں اور وہ موتی اور یاقوت پر بہتی ہے، اس کی مٹی

مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔“

(ترمذی: ۶۳۳، ابن ماجہ: ۴۳۳۴)



## جنت کے درخت اور جنت کے پھل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَذَآئِقَةٌ عَلَيْهِمْ هَٰلَٰكُمَا وَذَٰلِكَ قَطْوُهَا تَذَلُّلًا﴾ [الإنسان: ۱۴]

”بستیوں پر ان کے سائے جگھے ہوئے ہوں گے اور ان کے (میوے اور) پچھے نیچے لٹکائے ہوئے ہوں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ السَّاعِدِينَ فِي هَٰذِهِمْ أَصْحَابُ الْأَيْمَنِ ۖ هَٰؤُلَاءِ فِيهَا يَتَسَوَّوْنَ﴾ [المرسلات: ۴۱-۴۲]

”پیشک پر بیٹھ کر لوگ سائوں اور بیٹھے چشموں میں ہیں، اور ان میووں میں جن کی وہ خواہش کریں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ شَيْءٍ مُّشْتَرَاٍ﴾ [ص: ۵۱]

”جنت میں تکیے لگائے بیٹھے ہوئے طرح طرح کے میوے اور قسم قسم کی شرابوں کی فراہم کر رہے ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ﴾ [محمد: ۱۵]

”اور ان کے لیے وہاں ہر قسم کے میوے ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۖ حَدَآئِقَ وَأَعْنَاقًا﴾ [النبأ: ۳۱-۳۲]

”یقیناً پرہیزگاروں کے لیے کامیابی ہے۔ باغات اور انگور ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِيهَا مِنْ كُلِّ ثَمَرٍ مَّا شَاءُوا ۚ وَفِيهَا زُجُجٌ﴾ [الرحمن: ۵۲]

”ان دونوں جنتوں میں ہر قسم کے میووں کی دو دو قسمیں ہوں گی۔“

﴿فِيهَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ﴾ [الرحمن: ۶۸]

”ان دونوں میں میوے اور کھجور اور انار ہوں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَذُوقُونَ فِيهَا الْكَلَّاءَ وَالْمُنَّجَّاتِ﴾ [الدخان : ۵۵]

”بغیر کسی خون کے وہاں ہر طرح کے میووں کی فرمائش کرتے ہوں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ هُمْ أَصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿١﴾ فِي يَمِينٍ قَنْطَرٍ ﴿٢﴾ وَطَلْعٍ مِّنْضَرٍ ﴿٣﴾ وَظِلِّ قَمْدُودٍ ﴿٤﴾ وَمَاءٍ مَّكْنُوبٍ ﴿٥﴾ وَقَالِكُمُ كَيْفَ جَزَاؤُكُمْ لَمَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ﴾

[البقرة : ۲۷-۳۳]

”اور دائیں ہاتھ والے، کیا حق اچھے ہیں دائیں ہاتھ والے، وہ بغیر کانتوں کی بیڑیوں

اور تہہ بہہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور بستے ہوئے پانیوں اور بکثرت پھلوں میں جو نہ

ختم ہوں اور نہ روک لیے جائیں اس میں قیام فرما ہوں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِي جَنَّاتٍ عَالِيَةٍ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ﴿١﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا مَعِينًا بِمَا أَمَلْتُمْ فِي الْأَلَامِ

الْعَالِيَةِ﴾ [الحاقة : ۲۲-۲۴]

”بلند و بالا جنت میں، جس کے میوے جھکے پڑے ہوں گے، (ان سے کہا جائے گا) کہ

حرے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں کیے۔“

حضرت مالک بن معصود رضی اللہ عنہ سے مروی معراج کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر مجھے سدرۃ المنتہی دکھایا گیا، میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے بیروں کے منکوں کے برابر ہیں اور اس

کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح ہیں، اس کی جڑ سے چار عداں پھوٹی ہیں، دو ڈھانپنی ہوئی پھوٹی

اور دو کھلی ہوئی ہیں، میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا کہ

بندہ نہیں تو جنت میں گئیں ہیں اور کھلی نہیں بلکہ اور فرات ہیں۔ (بخاری: ۷۰۲۳۔ مسلم: ۲۶۱)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت میں ایک درخت

ہے جس کے سایہ میں اگر تیر رفتار دوڑ کے مقابلے کے لیے تیار کیے گئے گھوڑے کا سوار سو برس تک

چلا رہے تو بھی اسے قسم نہیں کر سکے گا۔“ (بخاری: ۳۵۵۶۔ مسلم: ۸۲۸۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں جو بھی درخت ہے اس کا تنا سونے کا ہے۔“ (ترمذی: ۵۲۵۲۔ دیکھیے صحیح الجامع: ۷۴۶۵)

جنت کی نہریں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ﴾ [البروج: ۷۷]

”بیشک ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنے والوں کے لیے وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مَنَاءً غَيْرُ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مَنَاءً لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ تَحْمِلُ لَذَّةَ الْفَرِيقِينَ وَالْأَنْهَارُ فِيهَا فُجُوعٌ وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفُورٌ قَنْ رَّبِّهِمْ﴾ [محمد: ۱۵]

”اس جنت کی صفت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدبو دار نہیں اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلا، اور شراب کی نہریں ہیں جن میں پینے والوں کے لیے بڑی لذت ہے، اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں، اور ان کے لیے وہاں ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ السَّاعِيْنَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ﴾ [مقصود صدق عند مَلِكٍ مُقْتَصِرٍ]

[القمر: ۵۴-۵۵]

”یقیناً ذرا رکھنے والے جنتوں اور نہروں میں ہوں گے، قدرت والے بادشاہ کے پاس

پاک مقام میں ہوں گے۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں جنت میں چل رہا تھا کہ ایک نہر دکھائی دی، جس کے کناروں پر خولہ اور موتیوں کے گنبد بنے تھے، میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: یہی وہ کوثر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے، پھر میں نے دیکھا کہ اس کی خوشبو یا اس کی مٹی تیز مشک کی طرح تھی۔“ (بخاری: ۱۸۵۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان و جہان اور فرات و نیل سب جنت کی نہریں ہیں۔“ (مسلم: ۹۳۸۲)

جنت کے چشمے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْتَّائِبِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ﴾ [الحجر: ۴۵]

”پرہیزگار جنتی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ يَكْرَهُونَ مَنْ كَانُوا مَرَاغِبًا كَافِرًا ۖ عَنْهُ يَتَقَرَّبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُكْفَرُونَهَا تَقَرُّبًا﴾ [الإنسان: ۵۰-۶۰]

”بے شک نیک لوگ وہ جام نہیں گئے جس کی آمیزش کافر کی ہے۔ جو ایک چشمہ ہے

جس سے اللہ کے بندے نہیں گئے وہ اس میں سے نہریں نکال لیں گے (جدھر چاہیں)۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَرَاغِبُهُ مِنْ تَنْزِيمٍ ۖ عَنْهُ يَتَقَرَّبُ بِهَا الْقَوَّاتُونَ﴾ [المطففين: ۲۷-۲۸]

”اور اس کی آمیزش تنسیم کی ہوگی (یعنی) وہ چشمہ جس کا پانی مقرب لوگ نہیں گئے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِيهَا عَيْنَانِ تَقْوِيَانِ﴾ [الرحمن: ۵۰]

”ان دونوں جنتوں میں دو بہتے ہوئے چشمے ہیں۔“

﴿فِيهِمَا عَيْنَانِ نَصَاحَتَيْنِ﴾ [الرحمن: ۶۶]

”ان میں دو (جوش سے) اٹھنے والے چشمے ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَسْمَعُونَ فِيهَا مَاءً جَارًا عَنَّا جَارِ الْجُبَّاءِ يُغِيثُ غُلًّا ۖ وَعَيْنَا يُنْقِذُ الْمَلِيًّا﴾

[الإنسان: ۱۷-۱۸]

”اور انھیں وہاں وہ جام پلائے جائیں گے جن کی آمیزش زنجبیل کی ہوگی، جنت کی ایک نہر ہے جس کا نام سلیل ہے۔“

اہل جنت کی خورتیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَئِنْ يَنْتَفَعُوا فِيهَا مِن رَّبِّهِمْ جَلَّتْ قَهْرِي وَمِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَرْوَاحُ الطَّاهِرَاتِ

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ يُجِزُّ بِالْعِبَادِ﴾ [ال عمران: ۱۵]

”تقویٰ والوں کے لیے ان کے رب تعالیٰ کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے، سب بندے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنْعَاءً ۖ فَجَنَّاتُ آبْكَارٍ ۖ عُرْيًا آتْرَابًا﴾ [الواقعة: ۳۵-۳۷]

”ہم نے ان کی بیویوں کو خاص طور پر بنایا ہے، اور ہم نے انھیں کنواریاں بنا دیا ہے، محبت والی اور ہم عمر ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعِنْدَهُمْ لُغُورَاتُ الْغُرُفِ عَنْتٌ ۖ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ﴾ [الصفات: ۴۸-۴۹]

”اور ان کے پاس نیچی نظروں والی، بڑی بڑی آنکھوں والی (خوریں) ہوں گی۔ ایسی جیسے چھپائے ہوئے اٹھارے ہوں۔“

ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَخُذْ عَيْنًا ۖ كَمَا تَالِ اللَّهُ لُؤْلُؤًا مَلَكُوتٍ ۖ جَزَآءُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾

[ الواقعة : ۲۲ - ۲۴ ]

”اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں، جو چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں۔ یہ ان کے اعمال کا صلہ ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَبِئْسَ الْفِرْقَةُ الَّتِي يَلْمِزُونَ اِنَّمَا يَطْمَعُونَ اَنَّهُمْ كَبُلُهُمْ وَلَا جَانٌّ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۚ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ ۚ فَاقْبَلْ اِلَىٰ الْفُرْقَانِ ۚ وَالْمَرْجَانُ ۚ ﴾ [ الرحمن : ۵۶ - ۵۸ ]

”وہاں (شریعی) نیکی نگاہ والی حوریں ہیں، جنہیں ان سے پہلے کسی جن وانس نے ہاتھ نہیں لگایا تو تم اپنے پالنے والے کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وہ حوریں مثل یا قوت اور مرجان کے ہوں گی۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَبِئْسَ الْفِرْقَةُ خَذَلَتْ جَسَدًا ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۚ حُورٌ مَّقْصُودَاتٌ فِي الْغِيَامِ ۚ ﴾

[ الرحمن : ۷۰ - ۷۲ ]

”ان میں نیک سیرت خوبصورت عورتیں ہیں۔ تو تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے (گوری رنگت کی) حوریں جتنی خیموں میں رہنے والیاں ہیں۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں صبح و شام کو چلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں ایک کمان یا ایک کوزے جتنی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی حور زمین والوں کو جھانگے تو زمین سے آسمان تک فضا روشن ہو جائے اور خوشبو سے مہک جائے۔ حور کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (بخاری : ۶۹۷۲ - مسلم : ۵۸۸۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ان کے بعد جو لوگ جنت میں جائیں گے ان کے چہرے آسمان میں سب

سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس دودو بیویاں ہوں گی، جن کی پنڈلی کا مغز گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا اور جنت میں کوئی غیر شادی شدہ نہ ہوگا۔“ (بخاری: ۶۴۶۳۔ مسلم: ۴۳۸۶)

### جنت کی خوشبو:

یہ خوشبو ان کے منازل و درجات کے اختلاف کے اعتبار سے مختلف ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی معاہدہ (ذمی) کو قتل کیا، اسے جنت کی خوشبو تک نہیں ملے گی، حالانکہ اس کی خوشبو ایسی ہے کہ چالیس سال کی راہ تک پہنچتی ہے۔“ (بخاری: ۶۶۱۳)

ایک روایت میں ہے کہ اس کی خوشبو ستر سال کی راہ تک پہنچتی ہے۔

(ترمذی: ۳۰۴۹۔ ابن ماجہ: ۷۸۶۲)

### اہل جنت کی بیویوں کے نفعے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنت کی بیویاں اپنے شوہروں کے لیے عمدہ ترین آواز میں گائیں گی جو کبھی کسی نے نہ سنی ہوگی، وہ جو نفعے گائیں گی ان میں سے بعض یہ ہوں گے:

« نَحْنُ الْحَبِيرَاتُ الْحَسَنَاتُ أَرْوَاجُ قَوْمٍ سَكَرَامٍ يُنْظَرُونَ بِقُرَّةِ أَعْيَانٍ، نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا يَمُوتَنَّ نَحْنُ الْأَمَنَاتُ فَلَا يَخْفُنَّهُ نَحْنُ الْمُعِيسَاتُ فَلَا يَطْلَعَنَّ »

(الأوسط: ۵۰۷۴)

”ہم تو خوبصورت، خوب سیرت اور معزز لوگوں کی بیویاں ہیں، ہمیں وہ دیکھ کر آنکھیں تھنڈی کرتے ہیں۔ ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں ہمیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ ہم امن و سکون سے رہنے والی ہیں، ہم پر کوئی خوف نہیں ہے۔ ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں اور ہم یہاں سے کوچ نہیں کریں گی۔“

## جنت میں لڑکا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن اگر جنت میں لڑکا چاہے گا تو اس کا حمل، اس کی ولادت اور اس کی عمر ایک گھنٹے میں مکمل ہو جائے گی جیسے وہ چاہے گا۔“ (احمد: ۱۱۰۷۹۔ ترمذی: ۲۵۶۳)

## اہل جنت کا جماع:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۖ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلِّ عَلَى الْأَعْيُنِ مُنْكَشُونَ﴾ [یس: ۵۵-۵۶]

”جنتی لوگ آج کے دن اپنے مشغلوں میں ہشاش بشاش ہیں۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں مسمریوں پر نیکہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔“

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنتی مرد کو کھانے پینے اور شہوت و جماع میں سو آدمی کی قوت دی جائے گی، ایک یہودی نے کہا کہ جو کھائے گا اور پیے گا اسے قضائے حاجت کے لیے جانا پڑے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی قضائے حاجت پسینہ ہے جو اس کی جلد سے نکل جائے گا پھر اس کا پیٹ سکتا جائے گا۔“ (طبرانی، معجم کبیر: ۵/ ۱۷۸۔ دارمی: ۲۷۲۱۔ دیلمی، صحیح الجامع: ۱۶۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا جنت میں ہم اپنی بیویوں تک پہنچیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”آدمی ایک دن میں سو بار کہہ عورتوں کے پاس جائے گا۔“ (طبرانی، فی الاوسط: ۵۲۶۳۔ ابو نعیم فی صفة الجنة: ۳۷۳۔ مسند صحیحہ: ۳۶۷)

## اہل جنت کی نعمت ہمیشہ رہے گی:

اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو فرشتے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے اور انھیں اس نعمت کی خوشخبری دیں گے جو جنت میں ہے اور اس میں ہمیشہ رہنے کی خوشخبری دیں گے، یہ خوشخبری ایسی ہوگی کہ اس کی طرح انھوں نے کبھی کوئی خوشخبری نہیں سنی ہوگی۔



ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ لَا يَخْرُجُ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ أَجْلَاهَا ذَاتُ بَهْرٍ وَظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ﴾ [الرعد: ۳۵]

”اس جنت کی صفت، جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے کیا گیا یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، اس کا میوہ اور اس کا سایہ ہمیشہ رہنے والا ہے، یہ پرہیزگاروں کا انجام ہے اور کافروں کا انجام کار دوزخ ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(جنت میں) ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اب تم ہمیشہ ہمیشہ تندرست رہو گے اور کبھی بیمار نہ ہو گے، تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی فوت نہیں ہو گے، تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی محتاج نہیں ہو گے۔“

اللہ تعالیٰ نے یہی بات اس آیت کریمہ میں کہی ہے: ﴿وَلَوْ كُنَّا إِلَّا أَنْ يُلَاقِيَ الْجَنَّةَ أَوْ رُشُّوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (مسلم: ۲۸۳۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا اہل جنت سوئیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، نیند موت کی بہن ہے۔“ (بخاری: ۳۵۱۷۔ مسند صحیحہ: ۱۰۸۷)

### جنت کے درجات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَنزَلْنَاهُ فَعَلِمْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَلَئِنَّ الْآخِرَةَ الْكُبْرَىٰ ذَاتُ رَجَاءٍ وَاتَّخِذُوا الصَّبْرَ﴾

[الاسراء: ۲۱]

”دیکھ لو کہ ہم نے ان میں بعض کو بعض پر کس طرح فضیلت دے رکھی ہے اور آخرت تو درجوں میں اور بھی بڑھ کر ہے اور فضیلت کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَأْتِهِمْ مُؤْتَمَرًا قَدْ عَمِلَ الْعَمَلِ فَلْيَلِجْ فَإِنَّكَ لَهُمُ الدَّرَجَةُ الْعُلَىٰ ۖ جَلَّتْ عَذَابُ تَحْوِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لِحُلِيِّنَ فِيهَا ۖ وَذَلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَوَلَّى﴾ [طہ: ۷۵-۷۶]

”اور جو بھی اس کے پاس ایماندار ہو کر حاضر ہوگا اور اس نے اعمال بھی نیک کیے ہوں گے تو اس کے لیے بلند و بالا درجے ہیں، ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہی انعام ہر اس شخص کا ہے جو پاک ہوا۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝﴾ [المواقعہ: ۱۰-۱۶]

”اور جو آگے بڑھنے والے ہیں وہ تو آگے ہی بڑھنے والے ہیں، وہی اللہ کے مقرب ہیں، نعمتوں والی جنتوں میں ہیں، (بہت بڑا) گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے ہوں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر واجب ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے خواہ وہ جہاد کرے یا اسی سرزمین میں بیٹھا رہے جہاں پیدا ہوا ہے (اور جہاد کا موقع نہ پائے) لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سنا دیں؟ آپ نے فرمایا: ”جنت میں سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے، ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان، لہذا اللہ تعالیٰ سے جب تم جنت مانگو تو جنت الفردوس مانگو، اس لیے کہ فردوس جنت کا سب سے اونچا درجہ ہے اور بیچ کا حصہ ہے۔“ (راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ کہا کہ اوپر پروردگار کا عرش ہے اور جنت کی نہریں فردوس سے پھوٹتی ہیں۔ (بخاری: ۲۷۹۰)

اولادیں والدین کے درجوں میں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا كَافِرُونَ ۖ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۝﴾ [الطور: ۲۶]

”اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں اس کی پیروی کی تو ہم ان

کی ادا د کو ان تک پہنچا دیں گے اور ہم ان کے عمل سے کچھ کم نہ کریں گے، ہر شخص جو اس نے نمایا وہ اس کے عوض گروی رکھا ہوا ہے۔“

جنت کا سایہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَهُمْ فِيهَا أَنْجَارٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا ظِلٌّ خَالِدِينَ﴾ [النساء: ۵۷]

”اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ہم غریب انھیں ان جنتوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، ان کے لیے وہاں صاف ستھری بیاباں ہوں گی اور ہم انھیں گھنی چھاؤں (اور پوری راحت) میں لے جائیں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ أَمَّْا أَصْغَبُ الْيَمِينِ ﴿۲۷﴾ فِي يَدِئِهِمْ قُضُودٌ ﴿۲۸﴾ وَطَلَعٌ مِّنْ تَحْتِهَا نَاقُورٌ ﴿۲۹﴾﴾ [الواقعة: ۲۷-۳۰]

”اور دائیں ہاتھ والے، کیا ہی اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے۔ وہ بغیر کانٹوں کی بیڑیوں اور تہ بہ تہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں میں ہوں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُتَقَرِّبِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرْشِ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا كَلْمًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ﴿۱۳﴾ وَدَائِبَةٌ عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا وَكُلَّ لَيْلٍ قُضُوفُهَا تَنَزَّلُ﴾ [الدھر: ۱۳-۱۴]

”یہ وہاں تختوں پر رکھے لگائے ہوئے بیٹھیں گے، نہ وہاں آفتاب کی گرمی دیکھیں گے نہ جاڑے کی سختی۔ ان جنتوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور ان کے (میوے اور) کچھے نیچے لٹکائے ہوئے ہوں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ أَمْسَلَ إِلَٰهِي وَعِدَ الْمُتَّقُونَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ أُكُفَّهَا دَائِمٌ وَطَلُّهَا تِلْكَ

عُظْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا وَعُظْبَى الْكَافِرِينَ النَّكَارُ ﴿٣٥﴾ [الرعد : ٣٥]

”اس جنت کی صفت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، اس کا سیوہ ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کا سایہ بھی، یہ متقی لوگوں کا انعام ہے، کافروں کا انجام جہنم ہے۔“

جنت کی بلندی اور وسعت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَنَّاتٌ مِّنْ دُونِهَا فِي جَنَّاتٍ عَالِيَةٍ ۖ لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَآئِيَةٌ ۖ﴾

[الغاشية : ٨-١١]

”بہت سے چہرے اس دن تردنازہ ہوں گے۔ اپنی کوشش پر خوش ہوں گے، بلند و بالا جنتوں میں ہوں گے، وہاں کوئی بے ہودہ بات نہ سنیں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۖ﴾

[آل عمران : ١٣٣]

”اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۖ﴾

[الحديد : ٢٤]

”(آؤ) دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کے برابر ہے، یہ ان کے لیے بنائی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔“

## جنت میں سب سے اعلیٰ مقام:

جنت میں سب سے اعلیٰ مقام وسیلۃ ہے جو نبی ﷺ کے لیے ہے۔ آپ دنیا میں سب سے زیادہ ایمان والے تھے اور آخرت میں سب سے اونچے مقام پر ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”جب تم موزن کی آواز سنو تو اس طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو اس لیے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو اس لیے کہ وہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لیے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں، لہذا جس نے میرے لیے وسیلہ مانگا اس کے لیے میری سفارش واجب ہو جائے گی۔ (مسلم: ۴۸۳)

## جنت میں سب سے اعلیٰ اور ادنیٰ مقام والا:

حضرت منیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا کہ اہل جنت میں سب سے کم مرتبہ والا کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ وہ شخص ہوگا جو اس وقت آئے گا جب سارے اہل جنت جنت میں جا چکے ہوں گے۔ اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا، وہ کہے گا: اے رب! میں جنت میں کیسے داخل ہوں لوگ تو جنت میں اپنی اپنی جگہوں پر اتر چکے اور قبضہ جما چکے ہیں (ساری جنت بھری ہوئی ہے) اللہ تعالیٰ کہے گا: کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تمہارے لیے دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کی ملکیت ہو وہ کہے گا: اے رب! میں راضی ہوں، اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تمہارے لیے وہ ہے اور اتنا ہی مزید، پھر اتنا ہی مزید اور پھر اتنا ہی مزید اور پھر اتنا ہی مزید پانچویں بار وہ کہے گا: اے رب! میں راضی ہوں، اللہ تعالیٰ پھر فرمانے گا یہ تمہارے لیے ہے اور ہر وہ چیز ہے جو تمہارا دل چاہے اور تمہاری آنکھ لذت محسوس کرے، وہ کہے گا: اے رب! میں راضی ہوں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے رب! سب سے اونچے مرتبے والے کے لیے کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو میں نے چاہا، جن کی کرامت کا پودا میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا اور اس پر مہر لگادی، اس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا،

کسی کان نے نہیں سنا اور کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک نہیں آیا، آپ نے فرمایا: اس کی مصداق کتاب اللہ میں یہ آیت ہے:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ [مسلم: ۱۹۸]

”کوئی نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی خنڈک کے لیے کیا چھپا کر رکھا گیا ہے۔“

صحیحین میں جنت میں سب سے کم درجے والے کے بارے میں جو حدیث ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہارے لیے دنیا کے مثل اور اس کے دس گنا اور ہے۔

(بخاری: ۶۵۷۱، مسلم: ۱۸۶)

### اہل جنت کی سب سے بڑی نعمت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجُودًا يُؤْمِنُ بِمَا جَاءَهُمْ مِّن رَّبِّهَا تَاجِرًا﴾ [القیامہ: ۲۲، ۲۳]

”اس دن کنی چہرے تر و تازہ ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھنے والے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: پودھوں رات کے چاند کو دیکھنے میں تم کوئی وقت محسوس کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: جب آسمان اور آلودہ ہو تو کیا تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی وقت ہوتی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: پس اسی طرح تم اپنے رب کو دیکھو گے۔ (بخاری: ۶۵۷۱، مسلم: ۱۸۶)

حضرت صحیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم کچھ اور چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ اے اللہ! کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا ہے؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا ہے؟ کیا تو نے ہمیں جہنم سے بچا نہیں لیا ہے؟ (اب ہمیں مزید کس چیز کی ضرورت ہے؟) پھر اللہ تعالیٰ اپنا پرہیزگار چہرہ جب وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے تو اس کو دیکھنا ان کے نزدیک ہر اس چیز سے بہتر ثابت ہوگا جو انہیں عطا کیا گیا۔ (مسلم: ۱۸۱)

## جنت کی نعمتوں کا بیان

جنت اور اس کی نعمتوں کے کچھ اوصاف یہاں بیان کیے جا رہے ہیں، اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل جنت میں سے بنائے۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا بِالْآيَاتِ وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ۖ اُدْخِلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ۖ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِمِصَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَالْكَوَابِ ۚ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْاَنْفُسُ وَتَكْذُرُ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۚ وَبَلَدِكَ الْجَنَّةُ الْاُخْرٰى اَوْرَشُومًا يَٰهَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَاْكُلُونَ﴾ [الرعرع: ۶۹-۷۳]

”وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ فرماں بردار تھے۔ (ان سے کہہ جائے گا کہ) جنت میں داخل ہو جاؤ تم اور تمہاری بیویاں، تم خوش کیے جاؤ گے۔ ان کے گرد سونے کے تھلے اور پیاسے لے کر پھرا جائے گا اور اس میں وہ چیز ہوگی جس کی دل خواہش کریں گے اور آنکھیں لذت پائیں گی اور تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔ اور یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو، اس کی وجہ سے جو تم عمل کرتے تھے۔ تمہارا لیے اس میں بہت سے میوے ہیں، جن سے تم کھاتے ہو۔“

۲۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۚ فِيْ جَنَّاتٍ وَعُيُوْنٍ ۚ يَتَسَوَّوْنَ مِنْ سُندُسٍ وَاَسْتَرْجٰى مُنْقَطِعِيْنَ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۚ وَوَقَدْ جَعَلْنَا نُجُوْدِيْنَ ۚ يَدْخُلُوْنَ فِيْهَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ اَمِيْنٍ ۚ لَا يَذُقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْاَوَّلٰى ۚ وَوَقَدْ جَعَلْنَا الْجَنَّةَ اَلْبَحِيْمِ ۚ﴾ [الدخان: ۵۱-۵۶]

”بے شک متقی لوگ امن والی جگہ میں ہوں گے، باغوں اور چشموں میں، وہ باریک ریشم





تمہاری کوشش ہمیشہ تدریج کی ہوئی ہے۔“

۴۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

﴿وَالشَّاقُونَ الشَّاقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الْمَقْصُودُونَ ۝ فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۝ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَقِيلَ مِنَ الْآخِرِينَ ۝ عَلَى سُرٍّ مَقْصُودَةٍ ۝ فَتَكُونُ عَلَيْهِمْ مَقْصُودِينَ ۝ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ ۝ بِأَكْوَابٍ وَأَكْلًا بَاقٍ ۝ وَكَأَيِّن مِّن مَّوْعِنِينَ ۝ لَا يَصَدُّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُؤْفُونَ ۝ وَقَالُوا كَيْفَ تُبْقَوْنَ فِيهَا قُلْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَشْهُدُونَ ۝ وَخُودٌ عَيْنٌ ۝ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۝ جَزَاءً لِّمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ۝ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ۝﴾ [الواقعة: ۱۰-۲۶]

”اور جو آگے والے ہیں وہی آگے بڑھنے والے ہیں، وہی اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں، نعمتوں والی جنتوں میں ہیں۔ بہت بڑا کردہ تو اگلے لوگوں میں سے ہو گا اور تھوڑے سے پیچھے لوگوں میں سے۔ یہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، ان کے پاس ایسے لڑکے چکر لگائیں گے جو ہمیشہ (لڑکے ہی) رہیں گے۔ آنخوڑے اور جگ لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے پر ہو، جس سے نہ سر میں درد ہو اور نہ عقل میں فتور آئے اور ایسے میوے لیے ہوئے جو ان کی پسند کے ہوں، اور پرندوں کے گوشت جو انھیں مرغوب ہوں، اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں، جو چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں۔ یہ صلہ ہے ان کے اعمال کا۔ وہ وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ گناہ کی بات، صرف سلام ہی سلام کی بات ہوگی۔“

۵۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ مَا أَصْغَبُ الْيَمِينِ ۝ فِي سِدْرٍ مَّقْصُودٍ ۝ وَطَلْعٍ مَّقْصُودٍ ۝ وَطَلْعٍ مَّقْصُودٍ ۝ وَمَا أَصْغَبُ الْمَكْنُونِ ۝ وَقَالُوا كَيْفَ تُبْقَوْنَ ۝ لَا مَقْصُودَةً وَلَا مَمْنَعَةً ۝ وَفَرِحَ قَرُوقَةُ ۝ إِنَّكَ أَنتَ الْهَكَّ إِنشَاءً ۝ فَعَلَّهُمْ أَكْبَارًا ۝ عَرَبًا أَوَّلًا ۝ لَا أَصْغَبُ الْيَمِينِ ۝ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ ۝﴾ [الواقعة: ۲۸-۴۰]

”اور داہنے ہاتھ والے، کیا ہی اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے۔ وہ بغیر کانٹوں کی بیڑیوں

اور تہہ بہ تہہ کیلون اور لمبے لمبے سالیوں اور بہتے ہوئے پانیوں اور بکثرت پھلوں میں چونہ کبھی ختم ہوں نہ روک ٹوک ہوگی اور اونچے اونچے بستروں میں ہوں گے۔ ہم نے (ان کی بیویوں کو) خاص طور پر بنایا ہے، اور ہم نے انھیں کنواریاں بنا دیا ہے، محبت والیاں اور ہم غریب، دائیں ہاتھ والوں کے لیے ہیں۔ اگلوں میں سے جم غفیر ہے اور بچپنوں میں سے بہت بڑی جماعت ہے۔“

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں اس کا خیال آیا، اس کی مصداق کتاب اللہ میں یہ آیت کریمہ ہے: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءُ لِّمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الحجہ: ۱۷] ”کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے پیسا کر رکھا ہے، جو کچھ وہ کرتے تھے یہ اسی کا بدلہ ہے۔“ (بخاری: ۳۲۴۹، مسلم: ۶۸۳۵)

اہل جنت کا ذکر و کلام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ﴾ [الزمر: ۷۴]

”یہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنا دیا کہ جنت میں جہاں چاہیں قیام کریں، تو عمل کرنے والوں کا یہی ہی اچھا بدلہ ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿دَعُوهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحَنُّنُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وَالْحَرْدُ عَنْهُمْ أَنَّ يُعْبَدَ بِلِلَّهِ الْعَالَمِينَ﴾ [یونس: ۱۰]

”جنت میں ان کی پکار ”پاک ہے تو اے اللہ!“ ہوگی، ان کی آپس میں دعا ”سلام“ اور

ان کی اخیر بات یہ ہوگی ”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے۔“

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ۚ إِلَّا ذِكْرًا سَلَامًا﴾ [البقرة: ۲۵-۲۶]

”نہ وہاں ہے ہودہ بات سنیں گے اور نہ گناہ کی بات، صرف سلام ہی سلام کی آواز ہوگی۔“

اہل جنت پر اللہ کا سلام ہوگا:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَيَقْبَلُهُمْ فِيَوْمَ يَمْشُونَ أَمْ مَلَكًا مِّنْهُمْ ۚ وَاعْدُوا لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا﴾ [الأحزاب: ۴۴]

”جس دن وہ (اللہ سے) ملاقات کریں گے ان کا تحفہ سلام ہوگا، ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے بامزت اجر تیار کر رکھا ہے۔“

۲۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّكَ رَاحِمًا﴾ [یس: ۵۸]

”مہربان پروردگار کی طرف سے انھیں ”سلام“ کہا جائے گا۔“

### اللہ کی خوشنودی کا حصول

جنت میں مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کی عزت افزائی ایسی چیزوں سے کی جائے گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں ان کا خیال تک آیا ہوگا، انھیں عیش و آرام کی ہر چیز حاصل ہوگی، وہ اپنے رب کو دیکھیں گے، انھیں اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے کہے گا: اے اہل جنت! وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں، اللہ تعالیٰ کہے گا: کیا تم خوش ہوئے؟ وہ کہیں گے: کیا اب بھی خوش نہ ہوں گے؟ تو نے ایسی ایسی نعمتیں ہمیں عطا فرمائیں ہیں جس کو تو نے اپنی ساری مخلوقات میں کسی کو نہیں دیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اب ان سب نعمتوں

سے بڑھ کر ایک نعمت تم کو دیتا ہوں، وہ کہیں گے: اے رب! ان سے بڑھ کر کون سی نعمت ہوگی؟  
 اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اپنی رضا مندی تم پر اتارتا ہوں، اب میں کبھی تم پر غصہ نہیں کروں گا۔“  
 (بخاری: ۶۵۴۹۔ مسلم: ۲۸۲۹)

### اہل جنت کی صفیں:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنت کی ایک سو تیس صفیں ہوں گی، جن میں اسی صفیں اس امت کی ہوں گی اور چالیس صفیں ساری امتوں کی ہوں گی۔“  
 (ترمذی: ۲۵۴۶۔ ابن ماجہ: ۴۲۸۹)

### جنت میں امت محمد ﷺ کی تعداد:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک (چمڑے کے) ڈبرے میں بیٹھے ہوئے تھے، اسے میں آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ سارے اہل جنت میں تم چوتھائی ہو جاؤ؟ ہم نے کہا: ہم اس پر راضی ہیں، آپ نے پھر فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ سارے اہل جنت میں تم تہائی ہو جاؤ؟ ہم نے کہا: ہم اس پر راضی ہیں، آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ سارے جنت میں تم نصف ہو جاؤ؟ ہم نے کہا: ہاں، ہم اس پر راضی و خوش ہیں، آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ سارے اہل جنت میں تم لوگ آدھے ہو جاؤ گے (آدھے میں دوسری امتیں رہیں گے) اس لیے کہ جنت میں وہی نفس جائے گا جو مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا ہو اور شرک نہ کرنا ہو اور تمہارا شرک مشرکوں کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے کالے نیل کی جلد میں ایک سفید بال ہو یا لال نیل کی جلد میں ایک کالا بال ہو۔ (بخاری: ۵۶۲۸۔ مسلم: ۲۲۶۱)

### اہل جنت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

[النور: ۸۲]

”اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں وہ جنتی ہیں جو جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔“

- ۲۔ عیاض بن یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنت میں تین طرح کے لوگ ہیں: ایک اثر رسوخ والا آدمی جو انصاف کرے، صدقہ کرے اور اسے اچھے کاموں کی توفیق ہو، دوسرا وہ شخص جو رجم ہو اور قرابت دار اور مسلمان کے لیے نرم دل ہو اور تیسرا وہ شخص جو پاکدامن ہو اور ہال بچوں والا ہو کر بھی مانگنے سے پرہیز کرے۔“ (مسلم: ۲۸۶۵)
- ۳۔ حارثہ بنت دہب رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، کیا میں تم کو اہل جنت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ لوگوں نے کہا: ہاں ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو (دنیا میں) کمزور ہیں یا کمزور سمجھے جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کی اتنی پرواہ ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم سچی کر دے گا۔“

(بخاری: ۴۹۱۸۔ مسلم: ۲۸۵۳)

### جنت میں اکثریت کن لوگوں کی ہوگی؟

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جنت میں جھانکا تو کیا دیکھا ہوں کہ وہاں وہ لوگ زیادہ ہیں جو دنیا میں فقیر اور محتاج تھے۔ دوزخ میں جھانکا تو کیا دیکھا ہوں کہ وہاں عورتیں زیادہ ہیں۔“ (بخاری: ۳۲۴۱۔ مسلم: ۲۷۳۷)

### جہنم

جہنم یہ عذاب کا گھر ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں کفار اور نافرمان بندوں کے لیے تیار کیا ہے۔

جنت کا حصول اور جہنم سے نجات اللہ پر ایمان لانے، شرک و معاصی سے بچنے اور نیک کام کرنے پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں جہنم سے بچائے اور جنت میں داخل فرمائے۔

جہنم کے مشہور نام:

النَّار:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَّقِ حُدُودَ اللَّهِ يَدْخُلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ

مُہینَ ﴿النساء : ۱۴﴾

”اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدوں سے آگے نکلے تو اسے جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔“

جہنم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ الْمُتَّقِينَ وَالْكُفْرِينَ فِي جَهَنَّمَ سَمِيعًا﴾ [النساء : ۱۴۰]

”یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔“

جحیم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ [المائدة : ۱۰۰]

”اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہمارے احکام کو جھٹلایا وہ دوزخی ہیں۔“

سعیر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكُفْرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا﴾ [الاحزاب : ۶۴]

”اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔“

سقور:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ يَسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ﴾ [القمر : ۴۸]

”جس دن وہ اپنے منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) دوزخ کی آگ لگنے کے مزے چکھو۔“

حطمہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلًّا لَّيْسَ فِي الْخُطْبَةِ ۖ وَمَا أَذْرَكَ مَا الْخُطْبَةُ ۖ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ﴾

[الہمزہ: ۴-۶]

”ہرگز نہیں، یہ تو ضرور حطمہ میں پھینک دیا جائے گا اور تجھے کیا معلوم کہ حطمہ کیا ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ کی سلائی ہوئی آگ ہوگی۔“

لغظی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلًّا ۖ إِنَّهَا لَأُطَى ۖ لَزَاعَةٌ لِّلْقَوَى ۖ تَذْعُو أَمِنْ أَدْوَرٍ وَتَوَلَّى﴾ [المعارج: ۱۵-۱۷]

”ہرگز نہیں، یقیناً وہ شعلہ آگ ہے جو منہ اور سر کی کھال کھینچ لائے والی ہے، وہ ہر شخص کو پکارے گی جو پیچھے ہٹتا اور منہ موڑتا ہے۔“

دارالبوار:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَآخَلُوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۖ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا

وَكُلَّسَ الْفَرَارِ﴾ [ابراہیم: ۲۸-۲۹]

”کیا آپ نے ان کی طرف نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے ناشکری کی اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا۔ یعنی دوزخ میں جس میں یہ سب جائیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔“

جہنم کی جگہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلًّا ۖ إِنَّ كِتَابَ الْفُتَارِ لَیِّنٌ ۖ﴾ [المطففین: ۷]

”یقیناً بدکاروں کا نامہ اعمال ٹھیکن میں ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کافر کی روح جب قبض کی جاتی ہے اور اس کو زمین کے دروازہ کے پاس لایا جاتا ہے تو زمین کے واروئے کہتے ہیں کہ ہم نے اس سے زیادہ بدبودار کسی چیز کو نہیں پایا، پھر اسے سب سے ٹھلی زمین میں پہنچا دیا جاتا ہے۔“  
(حاکم: ۱۳۰۴۔ ابن حبان: ۳۰۱۳)

### اہل جہنم کا ہمیشہ رہنا:

کفار و مشرکین اور منافقین جہنم میں ہمیشہ رہیں گے، البتہ موحدین میں سے جو گناہ کار لوگ ہیں، انھیں اللہ چاہے گا تو معاف کر دے گا یا ان کو ان کے گناہوں کے بقدر عذاب دے گا۔  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْكَافِرَ تَكْرِهًا لَهُمْ لِيَدْلَهُمْ عَلَيْهِمْ عَذَابَهُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ [التوبة: ۶۸]

”اللہ تعالیٰ ان منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کر چکا ہے جہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہ ان کے لیے کافی ہے، ان پر اللہ کی پھکار ہے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ [النساء: ۴۸]

”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کرنے والے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔“

### اہل جہنم کے چہروں کی صفت:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنُفُوسٌ ظَالِمَةٌ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وَجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ أَلْمَسُوا فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِمُتَكَبِّرِينَ﴾ [الزمر: ۶۰]

”اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے، کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟“



۲۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَوُجُوهُ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْجِفُهَا فَتَرَةٌ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُ الْفَجَرَةُ﴾

[عبس: ۴۰-۴۲]

”اور بہت سے چہرے اس دن غبار آلود ہوں گے۔ جن پر سیاہی چڑھی ہوئی ہوگی۔ یہ وہی کافر، بدکار لوگ ہوں گے۔“

۳۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوُجُوهُ يَوْمَئِذٍ بِآبَرَةٍ ۖ تَتَرَىٰ أَنَّ يَفْعَلُ بِهَا قُلُوبُهُمْ ۖ الْقِيَامَةُ ۖ ۲۴-۲۵﴾

”اور کتنے ہی چہرے اس دن اواس ہوں گے، وہ سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑنے والا معاملہ کیا جائے گا۔“

۴۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوُجُوهُ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۖ عَامِلَةٌ تَلَوِّمَةٌ ۖ تَضَلَّىٰ نَارًا حَامِيَةً ۖ ۲-۴﴾

”اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے۔ محنت کرنے والے تھکے ہوئے ہوں گے، وہ دیکھتی ہوئی آگ میں جاکیں گے۔“

۵۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تَلَفَعُوا وُجُوهُهُمْ النَّارَ وَهُمْ فِيهَا كَالْعُحُونِ ۖ ۱۰۴﴾

”اور ان کے چہروں کو آگ جھلساتی رہے گی اور وہ وہاں تیوری چڑھائے ہوئے ہوں گے۔“

جہنم کے دروازوں کی تعداد:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَأَتْ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَتَجْمَعِينَ ۖ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ وَنُفُوسٌ جُزْءٌ مَّقْشُورٌ﴾

[الحجر: ۴۳-۴۴]

”یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ جہنم ہے، جس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لیے ایک حصہ بنا ہوا ہے۔“

جہنم کے دروازے اہل جہنم کے داخل ہونے کے بعد بند کر دیے جائیں گے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ ۖ فِي عَذَابٍ مُّتَدَدَةٍ﴾ [الہمزہ: ۸-۹]

”اور یہ آگ ان پر بڑے بڑے ستونوں میں ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی۔“

عرصہ قیامت میں جہنم کا لایا جانا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَبُذِّبَتِ الْحَیْیَةُ لِّلْعُتُوِّ ۚ﴾ [الشعراء: ۹۱]

”اور گمراہ لوگوں کے لیے جہنم ظاہر کر دی جائے گی۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلَّا إِذَا دُخِلَتِ الْأَرْضُ دَغْدَغًا ۖ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا ۖ وَجَاءَ يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ

يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ يَوْمَئِذٍ﴾ [الفجر: ۲۱-۲۳]

”یقیناً جس وقت زمین کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائے گی، اور تیرا رب (خود) آجائے

گا اور فرشتے صفیں باندھ کر آجائیں گے، اور جس دن جہنم بھی لایا جائے گا اس دن

انسان کو سمجھ آئے گی مگر آج اس کے سمجھنے کا فائدہ کہاں۔“

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن

جہنم کو اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار لگا میں ہوں گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر

ہزار فرشتے اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔“ (مسلم: ۲۸۴۶)

پل صراط سب سے پہلے کون پار کرے گا؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَن يُّنْفَخِ الْوَاوِدُهَا ۖ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضًى ۖ لَّهٗ نُكَيْيَ الْيَوْمِ ۖ تَتَوَّكَّلُ

الظَّالِمُونَ وَيُنَاجِي ۖ﴾ [مریم: ۷۱-۷۲]

”تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے، یہ تیرے پروردگار کے ذمہ قطعی

فیصل شدہ امر ہے، پھر ہم پر ہیزار گاروں کو تو بچالیں گے اور نافرمانوں کو اسی میں گھنٹوں کے ٹن گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جہنم کے اوپر ٹپا صراط رکھا جائے گا جسے میں اور میرے امتی سب سے پہلے پار کریں گے۔ (بخاری: ۸۰۶، مسلم: ۱۸۲)

جہنم کی تہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ نے دھاکے کے ساتھ کسی چیز کے ٹرنے کی آواز سنی، آپ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟“ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ ایک پتھر ہے، جسے جہنم میں ستر سال پہلے پھینکا گیا تھا اور وہ اب جا کر اس کی تہہ میں پہنچا ہے۔“ (مسلم: ۲۸۴۴)

حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”اہل جہنم میں سے کچھ لوگوں کے ٹخنے تک آگ ہوگی، کچھ لوگوں کے ازار باندھنے کی جگہ تک آگ ہوگی اور کچھ لوگوں کی گردن تک آگ ہوگی۔“ (مسلم: ۲۸۴۵)

اہل جہنم کا بھاری بھر کم جسم:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(قیامت کے دن) کافر کے داڑھ کے دانت احد پہاڑ کے مثل ہوں گے اور اس کا چڑا تین دن کی مسافت جتنا مونا ہوگا۔“ (مسلم: ۲۸۵۱)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کافر (دوزخ میں) اتنا بڑا ہو جائے گا کہ اس کے سوندھوں کے درمیان اچھے تیز سوار کی تین دن کی راہ ہوگی۔“

(بخاری: ۶۵۵۱، مسلم: ۵۲)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کافر کے داڑھ کے دانت قیامت کے دن احد کے پہاڑ کے مثل ہوں گے، اس کے چمڑے کی چوڑائی ستر ہاتھ ہوگی اور اس کے بازو بیضاء کے مثل ہوں گے اور اس کی ران و رقان کے مثل ہوں گی اور جہنم

میں اس کے بیٹھے کی جگہ اتنی ہوگی جتنی میرے اور ربذہ کے درمیان مسافت ہے۔“ (احمد: ۸۳۲۷۔ حاکم: ۸۷۵۹)

۳۔ حضرت حارث بن اقیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں سے ایک ایسا شخص بھی ہوگا جس کی سفارش سے قبیلہ مضر سے بھی زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے اور میری امت میں ایسا شخص بھی ہوگا جس کو جہنم میں اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ وہ جہنم کا ایک گوشہ بن جائے گا۔“ (احمد: ۱۸۰۱۴۔ ابن ماجہ: ۴۳۲۳)

### جہنم کی آگ کی حرارت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنُحِشُّهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَىٰ وَجُوهِهِمْ عُيُوبًا وَلَبِئْسَ مَا وَلَّيْتُمْ جَهَنَّمَ ۖ كُلَّمَا حَبَسْتَ ذُنُوبَهُمْ سَوَّيْنَا ﴿٩٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۖ﴾ [الإسراء: ۹۷-۹۸]

”ایسے لوگوں کا ہم بروز قیامت اوٹھ سے منہ حشر کریں گے درازں حال کہ وہ اندھے اور گونگے اور بہرے ہوں گے، ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا، جب کبھی وہ آگ بجھنے لگے گی تو ہم ان پر اسے اور بھڑکا دیں گے۔ یہ سب ان کا ہماری آیتوں سے کفر کرنے کا بدلہ ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری دنیا کی یہ آگ جس کو ابن آدم جلاتا ہے دوزخ کی گرمی کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔“ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! دنیا ہی کی آگ جلانے کے لیے کافی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”دوزخ کی آگ اس سے اُبھر حصے زیادہ ہے اور ہر حصہ دنیا کی آگ کے مثل گرم ہے۔“ (بخاری: ۳۲۶۰۔ مسلم: ۲۸۴۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دوزخ نے اپنے رب سے شکوہ کیا، کہنے لگی: ”اب تو میرا یہ حال ہے کہ (گرمی کی شدت سے) بعض حصہ بعض کو کھا رہا ہے۔“ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس کو (سال میں) دو بار سانس لینے کی اجازت دی۔ ایک سانس (اندروں) چاڑے میں اور ایک سانس (باہر کو) گرمی میں، تم جو گرمی میں سخت حرارت اور چاڑے میں سخت سردی دیکھتے ہو اس کا بھی یہی سبب ہے۔“ (بخاری: ۳۲۶۰۔ مسلم: ۶۱۷)

## جہنم کی ایندھن:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارُ عَلَيْهَا مَلَكُوتٌ  
غَلَاظُهُ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ [التحریم: ۶]

”اے ایمان والو! تم اپنے گھر و اولوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مضبوط قرشتے مقرر ہیں اللہ تعالیٰ انھیں جو حکم دیتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ انھیں جو حکم دیا جائے وہ اسے بجالاتے ہیں۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَاتِلُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ﴾ [البقرہ: ۲۴]

”تم اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنتُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۚ أَنْتُمْ لَهَا وَبَدُونَ﴾

[الانبیاء: ۹۸]

”تم اور اللہ کے سوا جن جن کی تم عبادت کرتے ہو سب دوزخ کا ایندھن بنو گے، تم سب دوزخ میں جانے والے ہو۔“

## جہنم کے طبقات:

جہنم کے بہت سے طبقات ہیں۔ ان میں سے بعض بعض سے نیچے ہیں۔ منافق جہنم کے سب سے نچلے حصے میں ہوں گے کیونکہ ان کا کفر بہت سخت ہے اور انھوں نے مسلمانوں کو اذیتیں دی ہیں۔  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ السَّافِلِينَ فِي الدَّرَجَاتِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَهُمْ قَوْمًا﴾ [النساء: ۱۴۵]

”منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔“

## جہنم کا سایہ:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ إِذَا مَا أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ﴿١٠﴾ فِي سَمُورٍ وَتَحِيمٍ ﴿١١﴾ وَظِلٍّ مِّنْ تَحْتُمُورٍ ﴿١٢﴾﴾

[الواقعة: ۴۱-۴۳]

”اور یا نہیں ہاتھ والے، یا نہیں ہاتھ واسلے کیا (ہی عذاب میں) ہیں، گرم ہوا اور گرم پانی میں ہوں گے، اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں۔“

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَهُمْ مِّنْ قَوْتِهِمْ ظِلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظِلَلٌ ﴿١٠﴾ ذَلِكَ بِمَا عَمِلُوا فِي عِبَادَةِ الْعِبَادِ ﴿١١﴾ فَالْمُتَّقُونَ ﴿١٢﴾﴾ [الزمر: ۱۶]

”انھیں نیچے اوپر سے آگ کے (شعلے کے شعلے) سا تباہان ڈھانک رہے ہوں گے، یہی (عذاب) ہے جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرا رہا ہے، اے میرے بندو! مجھ سے ڈرتے رہو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِن طَلَبُوا إِلَىٰ جَنَّةٍ مِّنْ دُونِ الَّتِي هُمْ فِيهَا لَمْ يُغْنِ عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ سَاعَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾

[السرسلات: ۳۰، ۳۱]

”چلو تین شاخوں والے سائے کی طرف، جو دراصل نہ سانیہ دینے والا ہے اور نہ شعلے سے بچا سکتا ہے۔“

## جہنم کے داروغے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿سَاحِلِيهِ سَقَرٌ ﴿١٠﴾ وَمَا أَذْرَكَ مَا سَقَرٌ ﴿١١﴾ لَا تُصْنِ وَلَا تُنْصِرُ ﴿١٢﴾ لَوْ أَنَّكَ لَبَيْعٌ ﴿١٣﴾ عَلَيْهَا بِنِعْمَةِ عَمْرٍو ﴿١٤﴾ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ﴿١٥﴾ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً يَّبْلِي بَيْنَ الْكَافِرِينَ ﴿١٦﴾﴾ [المائدة: ۲۶-۳۱]

”میں عنقریب اسے دوزخ میں ڈالوں گا، اور تجھے کیا خبر کہ دوزخ کیا چیز ہے؟ نہ وہ باقی رکھتی ہے نہ چھوڑتی ہے، کھال کو جھلسا دیتی ہے اور اس پر انیس (فرشتے) مقرر ہیں اور ہم نے دوزخ کے داروغے فرشتے ہی رکھے ہیں اور ہم نے ان کی تعداد صرف کافروں کی آزمائش کے لیے مقرر کی ہے۔“

جہنم کے داروغے کا نام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنَادُوا بِإِلَٰهِكَ لِيَقْضِ عَلَيْهِمْ آزَابُكَ ۖ قَالُوا لَعْنَةُ الْمَلَكُوتِ ۖ إِنَّ الْإِنسَانَ كَذِبٌ ۚ﴾ [الزحرف: ۷۷]

”اور وہ پکار پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے۔ وہ کہے گا کہ تسخیں تو (ہمیشہ) رہنا ہے۔“

جہنم کا لشکر:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا: ’اے آدم!‘ وہ کہیں گے: اے اللہ! میں تیری خدمت میں ہر وقت حاضر ہوں، سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ’دوزخ کا حصہ نکالو۔‘ وہ پوچھیں گے: دوزخ کا شکر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ’ہر ہزار آدمیوں میں سے نو سو ننانوے۔‘ اس وقت (سخت خوف کے باعث) بچہ بھی بوڑھا ہو جائے گا۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَلَنَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمَلٍ غَمْلًا وَكَرَى النَّاسُ سُكْرًا وَمَا هُمْ بِسُكْرَىٰ ۚ وَلَئِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ﴾ [الحج: ۲]

”اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو دیکھے گا کہ لوگ مدہوش دکھائی دیں گے حالانکہ درحقیقت وہ متوالے نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب ہی بڑا سخت ہے۔“

صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہزار میں سے ایک اہم میں سے ایک کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: (غلط نہ کرو) خوش ہو جاؤ کہ تم میں سے ایک آدمی ہوگا اور یا جوج ماجوج میں سے ہزار آدمی ہوں گے۔“ (بخاری: ۳۳۴۸۔ مسلم: ۲۲۲)

اہل جہنم کے جہنم میں داخل ہونے کی کیفیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَسْقِى الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زَمْزَامَ ۚ حَلَقَىٰ إِذَا جَاءَوهَا فَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُوكُم لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا قَالُوا عَلَىٰ لَٰكِن حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَىٰ الْكَافِرِينَ ۝ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ فَبُشِّرْ مَثْوَىٰ الْمُنْكَرِينَ﴾ [الزمر: ۷۱-۷۲]

”کافروں کے غول کے غول جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے، جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے ان کے لیے کھول دیے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول آئے تھے، جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے، یہ جواب دیں گے کہ ہاں درست ہے لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا۔ کہا جائے گا کہ اب جہنم کے دروازوں سے داخل ہو جاؤ، جہاں تم ہمیشہ رہو گے۔ پس سرکشوں کا ٹھکانہ بہت ہی برا ہے۔“

﴿وَأَعْتَدْنَا لَٰكِن كَذَّبَ بِآيَاتِنَا سِجِّينَ ۝ إِذَا رَأَوْهُم مِّن مَّكَانٍ يَّعِينُ سَمِعُوا لَهُمْ نَسِيخًا وَذُوقُوا ۝ وَإِذَا الْقَوَامُ فِيهَا مَكَانًا ضَيِّقًا فَتَقَرَّبَتْ دَعْوَاهُمْ لَكَ تَبَرُّا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا﴾ [الفرقان: ۱۱-۱۴]

”اور قیامت کو جھلانے والوں کے لیے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جب وہ انہیں دور سے دیکھے گی تو وہ لوگ اس کا غصے سے پھرنا اور دہانائیں گے، اور جب یہ دوزخ کی کسی جگہ میں جکڑ کر ڈالیں جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے، آج کے دن ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ يَدْعُوكُمْ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعْوًا ۚ هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ يُهَادِّثُونَ﴾

[طہور: ۱۳-۱۴]



”جس دن وہ دھکے دے دے کر آتش جہنم کی طرف لائے جائیں گے، (ان سے کہا جائے گا) یہی وہ آتش ووزخ ہے جسے تم جھوٹ بتلاتے تھے۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَمْشُونَ عَلَى النَّارِ فِي الْأَصْفَادِ ۚ سَرَابِطُهُمْ مِنْ قَطَرِ آبٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهُهُمُ النَّارُ﴾ [ابراہیم: ۵۰-۴۹]

”آپ اس دن گناہ گاروں کو دیکھیں گے کہ زنجیروں میں ملے جلے ایک جگہ جکڑے ہوئے ہوں گے، ان کے لباس گندھک کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر چڑھی ہوئی ہوگی۔“

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن جہنم کی ایک گردن نکلے گی۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی، دو کان ہوں گے اور ایک زبان ہوگی، جو بات کرے گی اور کہے گی کہ مجھے تین قسم کے لوگ سوئے گئے ہیں: ہر ظالم دس کرش آدمی، ہر وہ شخص جس نے اللہ کے ساتھ دوسرے (جھوٹے) معبود کو پکارا اور تصویریں بنانے والے۔“  
(أحمد: ۸۴۱۱۔ دیلمی: ۵۱۲۔ ترمذی: ۲۸۶۵)

سب سے پہلے جہنم میں جانے والے بد قسمت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”قیامت کے دن سب سے پہلے تین آدمیوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ ایک شہید، اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا (جو اس نے اسے دنیا میں عطا کی تھیں) وہ ان نعمتوں کا اعتراف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”ان نعمتوں کو پا کر تم نے کیا عمل کیا؟“ وہ کہے گا کہ میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا، یہاں تک کہ شہادت پائی۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: تم نے جھوٹ کہا، تم نے اس لیے لڑائی کی تاکہ لوگ تمہیں جری اور بہادر کہیں، لہذا دنیا میں تمہیں جری اور بہادر کہہ دیا گیا، پھر حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ دوسرا شخص وہ ہوگا جس نے علم حاصل کیا، اس کو سکھایا اور قرآن پڑھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، وہ ان نعمتوں کا اعتراف کرے گا اللہ تعالیٰ

فرمائے گا: ”ان نعمتوں کو پا کر تم نے کیا عمل کیا؟“ وہ کہے گا کہ میں نے علم سیکھا، اسے لوگوں کو سکھایا اور تیرے لیے قرآن پڑھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”تم نے جھوٹ کہا، بلکہ تم نے علم اس لیے حاصل کیا تا کہ لوگ تمہیں عالم کہیں اور قرآن اس لیے پڑھاتا کہ لوگ تمہیں قاری کہیں۔ سو دنیا میں تمہیں عالم و قاری کہہ دیا گیا۔“ پھر حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تیسرا شخص وہ ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے خوب مال و دولت عطا کیا تھا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلوائے گا۔ وہ ان نعمتوں کا اعتراف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”ان نعمتوں کو پا کر تم نے کیا عمل کیا؟“ وہ کہے گا کہ میں نے ہر اس راستے میں تیرے لیے اپنا مال خرچ کیا جہاں تو خرچ کیا جانا پسند کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: ”تم نے جھوٹ کہا، تم نے خرچ اس لیے کیا تا کہ لوگ تمہیں غنی کہیں، چنانچہ دنیا میں تمہیں غنی کہہ دیا گیا پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم: ۱۹۰۵)

اہل جہنم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

البقرہ: ۳۹

”اور جو انکار کر کے ہماری آیتوں کو جھٹلائیں وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔“ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جہنم پانچ قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ کمزور آدمی جس کے پاس کوئی طاقت نہ ہو اور اس کی حیثیت تمہارے درمیان نوکر چاکر کی ہو لیکن تمہارے اہل و مال کی حفاظت کرنے میں وقار نہ ہو۔ دوسرا وہ شخص جو خائن ہو، جس کی طمع پوشیدہ نہ ہو اور چھوٹی چھوٹی چیزوں میں خیانت کر بیٹھے۔ تیسرا آدمی وہ جو صبح شام تمہارے اہل و مال میں دھوکا دینے کی کوشش کرے۔ چوتھے نمبر پر آپ نے بخل یا جھوٹ کا ذکر کیا اور پانچواں شخص وہ ہے جو بد خلق اور فحش کہنے والا ہو۔ (مسلم: ۲۸۶۵)

## جہنم میں اکثریت کس کی ہوگی؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جہنم کو دیکھا اس میں عبور میں زیادہ تھیں وہ ناشکری کرتی ہیں، لوگوں نے کہا: کیا وہ اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، شوہر کی نافرمانی کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں اگر تم کسی عورت کے ساتھ ساری عمر احسان کرو پھر وہ ذرا سی بات تم سے دیکھے (جس کو وہ پسند نہ کرتی ہو) تو کہنے لگتی ہے: میں نے تم سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پائی۔“ (بخاری: ۲۹۰۰ - مسلم: ۲۰۸۳)

ابن جہنم میں سب سے سخت عذاب کس کو ہوگا؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ فِي جَهَنَّمَ كُلٌّ لِّقَارِعَتِهِمْ مِّنَ النَّارِ لَقِيعَتُهُمْ هُنَا وَالنَّارُ هُنَا وَاللَّهُ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾ [ق: ۲۴-۲۶]

”ہر کافر و سرکش کو جہنم میں ڈال دو نیک کام کرنے سے روکنے والا، حد سے گزر جانے والا اور شک کرنے والا تھا، جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بنا لیا تھا، لہذا اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَخْلُوفُونَ فِي النَّارِ لَقِيعَتُهُمْ هُنَا وَالنَّارُ هُنَا وَاللَّهُ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾ [غافر: ۴۵-۴۶]

”اور آل فرعون پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا، آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (فرمان ہوگا کہ) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈال دو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن صَلَاتِهِمْ سُدًّا كَأَنَّهُمْ مِّنَ اللَّحْمِ الْمَقْتُولِ﴾ [النحل: ۸۸]

”جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم انہیں عذاب پر عذاب بڑھاتے

جائیں گے یہ ان کی فتنہ پرداز یوں کا بدلہ ہوگا۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي الذِّكْرِ الْأَوَّلِ مِنَ النَّارِ وَلَكِنْ تَعِدُّ لَهُمْ نَصِيبًا﴾

[النساء: ۱۴۵]

”مُتَّقِینَ تو یقیناً جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے، اور آپ ان کا کوئی مددگار

نہیں پائیں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَوَيْلٌ لَّكَ لَعَنُوكُمُ الْفَاطِنِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّ لَهُمْ سِوَىٰ جَهَنَّمَ حَبِيبًا ۝ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ

كُلِّ شَعْبَةٍ أَهْلَهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِيبًا ۝ ثُمَّ لَنَعَنَّ أَكْثَرَكُمْ بِأَلْبَانٍ مُّمَّا أَدْلَىٰ بِهَا صَبِيحًا﴾

[مریم: ۶۸-۷۰]

”تیرے پروردگار کی قسم! ہم انہیں اور شیطانوں کو جمع کریں گے، پھر ہم انہیں ضرور

بالعروہ جہنم کے ارد گرد گھنٹوں کے بل گرے ہوئے حاضر کر دیں گے، پھر ہر گروہ سے

انہیں الگ نکال کر کھڑا کریں گے جو اللہ رحمن سے بہت اکڑتے پھرتے تھے، پھر ہم ان

لوگوں کو خوب جانتے ہیں جو جہنم کے داخلے کے زیادہ سزاوار ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن جہنم سے

ایک گردن نمودار ہوگی، جس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھیں گی اور دو کان ہوں گے جو سنیں گے،

ایک زبان ہوگی جو بولے گی، وہ کہے گی کہ مجھے تین طرح کے لوگ سوئے گئے ہیں برحالم و سرکش

آدمی، ہر وہ شخص جس نے اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارا اور تصویر بنانے والے لوگ۔ [أحمد:

۸۴۱۱۔ سلسلہ صحیحہ: ۵۱۲۔ ترمذی: ۲۵۷۴]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن

سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔“ (بخاری: ۵۹۵۰۔ مسلم: ۲۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن

سب سے سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جس کو کسی نبی نے قتل کیا یا جس نے کسی نبی کو قتل کیا اور

گمراہی کے امام اور تصویر بنانے والے کو ہوگا۔ (احمد: ۳۸۶۸۔ سندہ حید۔ طبرانی فی الکبیر: ۱۰/۲۶۰۔ دیکھیے سلسلہ صحیحہ: ۲۸۱)

سب سے ہلکا عذاب کس کو ہوگا؟

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”سب سے ہلکا عذاب قیامت کے دن ایک شخص (ابو طالب کو) کو ہوگا ان کے پیر کے بیچے دو انگارے رکھے جائیں گے جس سے ان کا دماغ ایسے ابلے گا جیسے کہ دیگ اور چکی ابلتی ہے۔“ (بخاری: ۶۵۶۲۔ مسلم: ۲۱۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا، انھیں آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے، جس سے ان کا دماغ ابلے گا۔“ (مسلم: ۲۱۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”امید ہے کہ میری سفارش سے قیامت کے دن انھیں فائدہ ہوگا، لہذا وہ دوزخ میں ایک ایسے مقام میں رہیں گے جہاں ٹخنوں تک آگ ہوگی جس سے ان کا بھیجا ابلتا رہے گا۔“ (بخاری: ۶۵۶۴۔ مسلم: ۲۱۰)

سب سے ہلکے عذاب والے سے کیا کہا جائے گا؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ تَارِيحًا مِمَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَيَتَّبِعُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يُوسُفَ الْقَيْصَةِ مَا تَقْبَلُونَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [المائدة: ۳۶]

”یقین مانو کہ کافروں کے لیے اگر وہ سب کچھ جو ساری زمین میں ہے بلکہ اس کے مثل اور بھی ہو اور وہ اس سب کو قیامت کے دن کے عذاب کے بدلے فدیہ میں دینا چاہیں تو بھی ان کا فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا، اور ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس جہنمی شخص

سے جس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا فرمائے گا: ”اگر تمہارے پاس اس وقت ساری زمین کا مال و اسباب ہو تو کیا تم اپنے آپ کو جہنم سے چھڑانے کے لیے اسے دے دو گے؟“ وہ کہے گا: جی ہاں دے دوں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ ”میں نے تم سے اس کی بہ نسبت بہت آسان بات چاہی تھی، جب تم آدم کی پشت میں تھے تو میں نے کہا تھا کہ تم شرک نہ کرنا کیونکہ تم نے نہ مانا اور شرک کا ارتکاب کیا۔“ (بخاری: ۶۵۵۷۔ مسلم: ۲۸۰۵)

## جہنم کے عذاب کی صفت و کیفیت

### جہنم کی زنجیریں اور بیڑیاں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا عَصَيْنَاكَ الْكَافِرِينَ سَلِيلًا وَأَغْلَلْنَا وَتَوَعَّرْنَا﴾ [الدھر: ۴]

”یقیناً ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور شعلوں والی آگ تیار کر رکھی ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِآرُسُنَا بِهِ رَسُولًا اتَّقَوْفَ يَحْمِلُونَ﴾ [الاعْلان: ۶۶]

﴿أَعْتَقَهُمُ وَالسَّلِيلُ يُحْمِلُونَ﴾ [النبي: ۷۰-۷۲]

”جن لوگوں نے کتاب کو جھٹلایا اور اسے بھی جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا، انہیں عنقریب حقیقت حال معلوم ہو جائے گی، جب کہ ان کی گردنوں میں طوق ہوں گی اور زنجیریں، وہ کھولتے ہوئے پانی میں گھسیٹے جائیں گے، کھولتے ہوئے پانی میں اور پھر جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِن لَّدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحْمًا﴾ [طعام: ۶۵] ﴿وَعَذَابًا أَلِيمًا﴾ [المزمل: ۱۲-۱۳]

”یقیناً ہمارے یہاں سخت بیڑیاں اور سلکتا ہوا جہنم ہے، اور حلق میں اکنے والا کھانا ہے

اور درد دینے والا عذاب ہے۔“

﴿حُلْدَةٌ فَفُلْدَةٌ﴾ [البجیمہ: ۷۰] ﴿ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا﴾

فَاسْتَلَوْهُ ۖ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ ۝ وَلَا يَحْضُ عَلَىٰ طَعَامِ الْيُسْكِينِ ﴿۳۴﴾

[الحاقة: ۳۰-۳۴]

” (علم ہوگا) اسے جکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو، پھر اسے دوزخ میں ڈال دو، پھر اسے ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر ہاتھ کی ہے جکڑ دو، بیشک یہ اللہ عظمت والے پر ایمان نہ رکھتا تھا اور مسکین کو کھلانے پر رغبت نہ دلاتا تھا۔“

اہل جہنم کے کھانے کی صفت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ شَجَرَةَ الزَّكْوٰمِ طَعَامٌ لِّلْاَشْجَارِ ۚ كَالَّذِي يَتِلَّوْٓى فِي الْاُطُوْلِ ۚ لَعَلَّيْ السَّيِّئِ ﴿۴۳﴾﴾

[الدخان: ۴۳-۴۶]

”بیشک تھوہر کا درخت، گناہ گار کا کھانا ہے جو تجمٹ کی طرح ہے اور پیت میں کھولتا رہتا ہے، مثل تیز گرم پانی کے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَذٰلِكَ خَيْرٌ لِّزُلَاۗمَ شَجَرَةِ الزَّكْوٰمِ ۚ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظَّالِمِيْنَ ۚ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيۢ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۚ طَلْعُهَا كَاَنَّهُ رَعُوۡسٌ ۚ اَلْيَاطِيۡنِ ۚ ﴿۴۴﴾ وَقَالَهُمْ لَا تُلْجُوۡنَ مِنْهَا فَاَبَاۡتُوۡنَ وَمِنْهَا الْاُطُوۡلُ ۚ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا اَلْفُوۡتًاۙ مِّنۭ حَمِيۡمٍ ۚ ﴿۴۶﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرۡجِعَهُمْ اِلَآ اِلَی الْبَحِيۡمِ ﴿۴۷﴾﴾

[الصافات: ۶۲-۶۸]

”کیا یہ مہمان نوازی اچھی ہے یا تھوہر کا درخت؟ جسے ہم نے ظالموں کے لیے سخت آزمائش بنا رکھا ہے، بیشک وہ درخت جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے، جس کے خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہوتے ہیں۔ (جہنمی) اس درخت میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیت بھریں گے، پھر اس کے ساتھ گرم جلتے پانی کو ملا دیا جائے گا، پھر ان سب کا لوٹنا جہنم کی طرف ہوگا۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِّنۭ صَّرِيۡعٍ ۚ ﴿۶۱﴾ لَا يَسُوۡنَ وَلَا يَغْنُوۡنَ فَاۡلَا يَحۡسَبُوۡنَ ۚ ﴿۶۲﴾﴾ [العاشية: ۶۱-۶۷]

”ان کے لیے سوائے کانٹے دار درختوں کے اور کچھ کھانا نہ ہوگا، جو نہ موٹا کرے گا اور نہ بھوک منائے گا۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هُنَا حَمِيمٌ ۖ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غَلِيظٍ ۖ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاسِرُونَ﴾

[الحاقة: ۳۵-۳۷]

”بس آج اس کا نہ کوئی ولی دوست ہے اور نہ سوائے پیپ کے اس کی کوئی غذا ہے، جسے گناہ گار کے سوا کوئی نہیں کھائے گا۔“

اہل جہنم کا مشروب:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَسْقُواوَهُمْ خَبَابٌ ۚ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيبٌ ۖ مِّنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِنْ تَحْتِهَا عَذَابٌ غَظِيبٌ ۖ وَلَا يَكَادُ يَبْعُثُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِبَعِيثٍ ۚ وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ﴾ [إبراهيم: ۱۵-۱۷]

”اور انھوں نے فیصلہ طبع کیا اور حمام سرکش ضدی لوگ نامراد ہو گئے۔ اس کے پیچھے دوزخ ہے جہاں اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا، جسے وہ بمشکل گھونٹ گھونٹ پیئے گا، پھر بھی اسے گلے سے نہ اتار سکے گا اور اسے ہر جگہ سے موت آتی دکھائی دے گی لیکن وہ مرنے والا نہیں، پھر اس کے پیچھے بھی سخت عذاب ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ﴾ [محمد: ۱۵]

”اور انھیں گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔“

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّا عَتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ كَرَّةً ۚ أَحَادَ يَوْمَ تُرَادُّوْنَ ۚ وَإِن يُسْعِفُوْهُمُ الْيَقَاتُ ۖ أُولَٰئِكَ كَانُوا فِي الْهَلٰلِ يَخْبَوْنَ ۖ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمُ الشَّرَابُ ۖ وَسَاءَ لِمَنْ تُرْتَقَىٰ﴾ [الكهف: ۲۹]

”ظالموں کے لیے ہم نے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قاتیں انھیں گھیر لیں گی اور



اُردہ پانی مانگیں گے تو انہیں پگلے ہوئے تانبے جیسا پانی دیا جائے گا جو چہرے بھون دے گا، بڑا ہی برا پانی ہے اور بڑی بری آرام گاہ (دوزخ) ہے۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هَذَا طَرِيقٌ لِلظَّالِمِينَ لَشَرِّ مَآبٍ ۖ جَهَنَّمُ تَصْلَوْنَهَا ۚ فَبئْسَ الْيَهَادُ ۚ هَذَا كَلِيدٌ وَقُوَّةٌ تَمِيمَةٌ وَعَتَاقٌ ۖ وَآخِرُ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ﴾ [ص: ۵۵-۵۸]

”یہ تو ہوئی جزاء (یاد رکھو کہ) سرکشوں کے لیے بڑی بری جگہ ہے، دوزخ ہے جس میں وہ جائیں گے (آہ) کیا ہی وہ برا بھونسا ہے، یہ ہے (سزا) سو وہ اسے چکھیں، گرم پانی اور پیپ۔ اس کے علاوہ اور بھی طرح طرح کے عذاب ہیں۔“

اہل جہنم کے کپڑے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِنْ نَارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَبِيمُ﴾

[الحج: ۱۹]

”نہیں کافروں کے لیے تو آگ کے کپڑے کاٹے جائیں گے اور ان کے سروں کے اوپر سے سخت کھوتا ہوا پانی بہایا جائے گا۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَرَى الْجَعِرَ مِنْ يَوْمَئِذٍ مُكَرَّزِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۖ سَرَابٍ مُثْمَرٍ مِنْ قِطْرٍ أَيْنٍ وَتَقَطُّی

وَجُودُهُمُ النَّارُ﴾ [ابراہیم: ۴۹-۵۰]

”آپ اس دن گناہ گاروں کو دیکھیں گے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے، ان کے لباس گندہک کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر بھی چڑھی ہوئی ہوگی۔“

اہل جہنم کا بچھونا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَلَئِكَ يُجْزَى الظَّالِمُونَ﴾

[الأعراف: ۴۱]

”ان کے لیے آتش دوزخ کا بچھونا ہو گا اور ان کے اوپر (اسی کا) اوڑھنا ہو گا، اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔“

اہل جہنم کی حسرت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسْبَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِطَارِقِينَ مِنَ النَّارِ﴾

[البقرة: ۱۶۷]

”اسی طرح اللہ تعالیٰ انھیں ان کے اعمال حسرت بنا کر دکھائے گا، یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جنت میں جائے گا اس کو دوزخ میں بھی اسی طرح کا ٹھکانا دکھایا جائے گا، یعنی اگر وہ برے کام کرتا تو اس میں جاتا تا کہ وہ اللہ کا مزید شکر ادا کرے اور جو شخص جہنم میں جائے گا اس کو جنت میں اس کا ٹھکانا دکھایا جائے گا یعنی اگر وہ اچھے کام کرتا تو اس ٹھکانے میں رہتا تا کہ وہ زیادہ رنج و افسوس کرے۔“ (بخاری: ۶۵۶۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن کافروں کو ایلا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اگر تمھارے پاس زمین بھر سونا ہو تو کیا تم اپنے آپ کو جہنم سے چھڑانے کے لیے اسے دے دو گے؟“ وہ کہے گا کہ بیشک دے دوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم سے اس سے کہیں زیادہ آسان چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا۔“ (بخاری: ۶۵۸۳ - مسلم: ۲۸۰۵)

اہل جہنم کی گفتگو:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قَالَ اذْخُلُوا فِيْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ النَّارِ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ كُلُّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَعَنَتْ الْاُخْرٰى حَتٰى اِذَا ارْكَبُوْا فِيْهَا جِعَبًا قَالَتْ اُنْخَرِبْهُمْ لَا وَلِيَّهُمْ رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ اَصْلَوْنَا قَالُوْهُمْ عَذَابًا مُّضَعَّفًا مِنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۱ وَ قَالَتْ اُولٰٓئِهٖمْ لَا نُخْرِجُهُمْ مِّمَّا كَانُوْا عَلَیْهَا مِنْ قَبْلُ قَدْ وُفِّیَ الْعَذَابُ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۱۰۲﴾

[الأعراف: ۳۸-۳۹]

”اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جنوں اور انسانوں میں سے جو فرقے تم سے پہلے گزر چکے ہیں ان کے ساتھ تم بھی دوزخ میں جاؤ، جس وقت بھی کوئی جماعت داخل ہوگی، تو وہ اپنی وہ سری جماعت کو لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہو جائیں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا، سو ان کو دوزخ کا عذاب دو گنا دے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ سب ہی کا دو گنا ہے، لیکن تم کو خبر نہیں، اور پہلے لوگ پچھلے لوگوں سے کہیں گے کہ پھر تم کو ہم پر کوئی فوقیت نہیں، سو تم بھی اپنی کمائی کے بدلے میں عذاب کا مزہ چکھو۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ ۖ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ ۚ وَمَا وَلَكُمْ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ تَحْيِيٍّ﴾ [العنکبوت: ۲۵]

”تم قیامت کے دن ایک دوسرے (کی دوستی) سے انکار کرنے لگو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے، اور تمہارا سب کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا﴾ [الفرقان: ۲۴]

”ان سے کہا جائے گا کہ (آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی اموات کو پکارو۔“

جہنم میں کچھ مبتلائے عذاب لوگوں کا تذکرہ

کفر و منافقین:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا هُمْ فِيهَا وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ﴾ [التوبة: ۶۸]

”اللہ تعالیٰ ان منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کر چکا ہے جہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، وہی انہیں کافی ہے ان پر اللہ کی پشکار ہے اور ان ہی کے لیے دائمی عذاب ہے۔“

کسی معصوم جان کو قصداً قتل کرنے والا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا متعمداً فَقَدْ قَتَلُوهَا جَهَنَّمَ خَلِيدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا﴾ [النساء: ۹۳]

”اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے کسی ذی کافر کو قتل کیا اس کو جنت کی خوشبو تک نہیں ملے گی، حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت تک پہنچتی ہے۔“

زنا کا مرد اور عورتیں:

حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اپنے صحابہ سے کہا کرتے تھے کہ ”کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟“ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ نے ایک صبح فرمایا: ”میرے پاس آج رات دو فرشتے آئے، دونوں نے مجھے اٹھایا اور کہنے لگے: ”چلو“ میں ان کے ساتھ چلا، ہم ایک گڑھے کے پاس پہنچے جو تندور کی طرح تھا، اس میں سے شور و غل اٹھ رہا تھا، ہم نے اس میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں مرد اور عورتیں ہیں اور سب ننگے ہیں۔ جب ان کے نیچے سے آگ کی لپٹ آتی ہے تو وہ چلاتے ہیں، میں نے ان دو فرشتوں سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ ان دونوں نے کہا کہ ننگے مرد اور جو تم نے تنور میں دیکھے ہیں، وہ زنا کرنے والے اور زنا کرنے والیاں ہیں۔“ (بخاری: ۷۰۴۷)

سود کھانے والے:

حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہم خون کی ایک ندی پر پہنچے، ایک آدمی ندی کے بیچ میں کھڑا تھا اور ندی کے کنارے ایک آدمی کھڑا تھا، جس کے

سامنے پتھر پڑے تھے۔ جو شخص ندی میں تھا وہ باہر آنے لگا، جب اس نے ٹکنا چاہا تو اس شخص نے ایک پتھر سے اس کے منہ پر مارا اور اس کو اسی جگہ لوٹا دیا جہاں وہ پہلے تھا، پھر جب اس نے ٹکنا چاہا تو اس شخص نے پھر اس کے منہ پر پتھر پھینک مارا اور یوں وہ اسی جگہ لوٹ جاتا، جہاں پہلے تھا۔ میں نے پوچھا: ”یہ کیوں ہے؟“ فرشتے نے کہا: ”جسے آپ نے ندی میں دیکھا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو سوو کھاتے تھے۔“ (بخاری: ۱۳۸۶)

### تصویر بنانے والے:

- ۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ہر تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا، اس نے جو بھی تصویر بنائی، اس میں جان ڈالی جائے گی پھر یہ تصویر اسے جہنم میں عذاب دے گی۔“ (مسلم: ۲۱۱۰)
- ۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اپنے ایک روشن دان میں ایک ایسا پردہ لگائے ہوئی تھی جس میں تصویریں تھیں، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، آپ نے جب اسے دیکھا تو پھانسیا دیا۔ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، کہنے لگے: ”اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ کے یہاں سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی خلقت میں متبادل آرائی کرتے ہیں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر ہم نے اسے کاٹ دیا اور اس سے ایک یا دو ٹکے بنالے۔

- ۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بس شخص نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، اس سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اس میں جان ڈالو، پھر وہ جان نہ ڈال سکے گا۔“ (جس پر اسے عذاب ہوگا)۔“ (بخاری: ۵۹۵۴۔ مسلم: ۲۱۱۰)

### یہیم کا مال کھانے والا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّهَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ

سَعِيرًا ۝﴾ [النساء: ۱۰]

”جو لوگ ناجائز طریقے سے تیبیوں کا مال کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بکھڑ رہے ہیں اور غریب و دوزخ میں جائیں گے۔“

جھوٹ اور غیبت کرنے والے لوگ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ ﴿٦٠﴾ فَنَزَّلْنَا مِنْ تَحْمِيلِهِ ﴿٦١﴾ وَتَصْلِيَةُ تَحْمِيلِهِ ﴿٦٢﴾﴾

[الواقعة: ۶۰-۶۳]

”لیکن اگر کوئی جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے، تو کھولتے ہوئے گرم پانی کی مہمان نوازی ہے اور دوزخ میں جانا ہے۔“

۲۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم جو باتیں کرتے ہیں کیا اس پر بھی ہمارا مواخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اے معاذ! تمہارے اوپر تمہاری ماں روئے اپنی زبان سے لوگ جو (خط) باتیں کہتے ہیں اسی کی وجہ سے تو وہ جہنم میں اوندھے منہ ڈالے جائیں گے۔“

(ترمذی: ۲۶۱۶۔ ابن ماجہ: ۳۹۷۳)

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چیز کو چھپانے والے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا آتَاكَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾﴾

[البقرہ: ۱۷۴]

”بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں، یقین مانو کہ یہ اپنے پیٹ میں آگ بکھڑ رہے ہیں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

اہل جہنم کا آپس میں جھگڑنا:

جب کفار اللہ کے عذاب اور اس کی ہولناکیاں دیکھیں گے تو اپنے آپ پر اور اپنے دوستوں پر غصہ کریں گے، ان کی محبت عداوت میں بدل جائے گی اور وہ ایک دوسرے سے جھگڑیں گے۔  
ا۔ عبادت کرنے والے اپنے باطل معبودوں سے جھگڑیں گے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَتَخِمُونَ ۖ قَالُوا إِنَّ كَالِيفَ ضَلَّ فِيهِمْ ۖ اِذْ يُؤْتِيهِمُ رَبُّهُمْ الْعِلْمَ ۚ وَمَا أَضَلُّوا إِلَّا الضُّلُومُونَ﴾ [الشعراء: ۹۶-۹۹]

”وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے ہوئے کہیں گے کہ اللہ کی قسم! یقیناً ہم تو کھلی گمراہی پر تھے، جبکہ تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھ بیٹھے تھے، اور ہمیں تو سوائے ان بدکاروں کے کسی اور نے گمراہ نہیں کیا تھا۔“

۲۔ کمزور لوگ اپنے سرداروں اور طاقت ور لوگوں سے جھگڑا کریں گے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذْ يَتَجَفَّوْنَ فِي النَّارِ يُعْطَوْنَ الْكَدْرَ ۚ اِذْ يَسْتَكْبِرُوْنَ اِنَّا لَنَعْلَمُ تَبَعًا فَعَلِ الْقَوْمِ مُغْتَوُونَ عَنَّا نَصِيحًا مِّنَ النَّارِ ۖ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا كُلٌّ فِىْهَا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ﴾ [شافر: ۴۷-۴۸]

”اور جب وہ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ تکبر کرنے والوں سے (جن کے یہ تابع تھے) کہیں گے کہ ہم تو تمہارے پیرو تھے تو کیا اب تم ہم سے اس آگ کا کوئی حصہ ہٹا سکتے ہو؟ تکبر کرنے والے جواب دیں گے کہ ہم تو سبھی اس آگ میں ہیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔“

۳۔ اتباع کرنے والوں گمراہ لیڈروں سے جھگڑا کریں گے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاقْبَلْ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۖ قَالُوا اَلَا اَلَكُمُ لَكُمْ تَاوُوتُ اَعْنِ الْيَمِيْنِ ۖ قَالُوا

بَلْ لَّمْ تَكُنُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٢٧﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿٢٨﴾ فَخَسِبَ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا اِنَّكَ لَكَاذِبٌ قَوْنٌ ﴿٢٩﴾ فَاَعْوَيْتُمْ اِيَّا كُنَا غٰوِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَاَتَاهُمْ نَوْمٌ مِّمَّا فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣١﴾ [الصافات: ٢٧-٣٣]

”وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال و جواب کرنے لگیں گے، کہیں گے کہ تم تو ہمارے پاس ہماری دائیں طرف سے آتے تھے۔ وہ جواب دیں گے کہ نہیں بلکہ تم ہی ایماندار نہ تھے اور کچھ ہمارا زور تو تم پر تھا (ہی) نہیں بلکہ تم (خود) سرکش لوگ تھے۔ اب تو ہم (سب) پر ہمارے رب کی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہم (عذاب) نبھانے والے ہیں۔ ہم نے تمہیں گمراہ کیا دراصل ہم خود بھی گمراہ ہی تھے، سو اب آج کے دن تو (سب کے سب) عذاب میں شریک ہیں۔“

۴۔ کافروں کا اپنے ساتھی شیطان سے جھگڑا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْفَيْنَاهُ وَلٰكِنْ كَانَ فِي ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّْ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعْدِ ﴿٢٩﴾ مَا يَذْكُرُ الْقَوْلَ لَدَتْى وَمَا أَكَا بَطْلَامٍ لِلْعَبِيدِ ﴿٣٠﴾﴾

[ق: ٢٧-٢٩]

”اس کا ہم نشین (شیطان) کہے گا: ”اے ہمارے رب! میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ خود ہی دور دراز کی گمراہی میں مبتلا تھا۔“ حق تعالیٰ فرمائے گا: ”بس میرے سامنے جھگڑے کی بات مت کرو، میں تو پہلے ہی تمہاری طرف وعید (وعدہ عذاب) بھیج چکا تھا، میرے ہاں بات بدلتی نہیں اور نہ میں اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا ہوں۔“

۵۔ انسان کا اپنے اعضا سے جھگڑا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُ أَعْدَاءَهُ لِنُلَوِّ اِلَى النَّارِ فَنُورِضُوْنَ ﴿٢٨﴾ حٰقًّا اِذَا مَا جَاءُوهَا وَهَبَدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَقَالُوا اِلٰهِنَا دُوْهُمُ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا



قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَالْيَوْمَ نُرْجِعُكُمْ

[فصلت: ۱۹-۲۱]

”اور جس دن اللہ کے دشمن ووزغ کی طرف لائے جائیں گے اور ان (سب) کو جمع کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ جب بالکل جہنم کے پاس آجائیں گے تو ان پر ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں، ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ ”تم نے ہمارے خلاف شہادت کیوں دی؟ وہ کہیں گے کہ ہمیں اس اللہ نے قوت و یابی عطا فرمائی جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے، اس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

اہل جہنم اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ ہمیں وہ لوگ دکھا دے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا، نیز ان کو وہ کتنا عذاب دے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَوَلَمْ نَكُنْ مِنَ الَّذِينَ أَصْلَحْنَا مِنَ الْإِنسِ وَآلِهِمْ تَحْمِلُهَا أَثْقَامًا يُرْسِلُونَا إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ﴾ [فصلت: ۲۹]

”اور کافر کہیں گے: ”اے ہمارے رب! ہمیں جنوں اور انسانوں (کے وہ فریق) دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا کہ ہم انہیں اپنے قدموں سے ڈال دیں تاکہ وہ جہنم میں سب سے نیچے (سخت عذاب میں) ہو جائیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ تَقُفُّ أَرْجُلُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ۖ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلًا ۖ رَبَّنَا إِنَّهُمْ ضَعُفَتْنَا مِنَ الْعَذَابِ وَالْغَنَامِ لَعْنًا كَبِيرًا﴾ [الإحزاب: ۶۶-۶۸]

”اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پٹ کیے جائیں گے (چنانچہ وہ حسرت و افسوس سے) کہیں گے کہ ”کاش! ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرتے“ وہ نیز کہیں گے: ”اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی مانی، جنہوں

نے ہمیں راہِ راست سے بھٹکا دیا، پروردگار! تو انہیں دو گنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت نازل فرما۔“

اہل جہنم کے بارے میں ابلیس کا خطاب:

جب اللہ تعالیٰ بندوں کا فیصلہ فرما دے گا تو ابلیس اہل جہنم سے خطاب کرے گا جس سے ان کی حسرت و ندامت اور بڑھ جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ الْقَبِيضُ لِمَا أَفْضَى الْأَمْرَ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُمُونِي وَلَكُمُومًا أَنْفُسُكُمْ ۖ مَا آتَا بَعْضُكُمْ وَمَا آتَا بَعْضُ رِجَالٍ ۖ إِنْ كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ۚ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [إبراهيم: ۱۲۲]

”بب معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا: ”اللہ نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تم سے جو وعدے کیے تھے، ان کا خلاف کیا، میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں، ہاں! میں نے تمہیں پکارا اور تم نے میری مان لی، لہذا تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمہارا فریاد رکھتا ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے، میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے، یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

جہنم کا مزید کا تقاضا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ نَقُولُ لِمَنْ هَلَيْ امْتَلَأَتْ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ قَبْلُهَا﴾ [ق: ۳۰]

”جس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے، کیا تو بھر چکی؟ وہ جواب دے گی: کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے؟“

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دوزخی لوگ دوزخ میں ڈالے جاتے رہیں گے لیکن دوزخ بھی کبھی رہے گی“ اور کچھ ہے اور کچھ ہے! ”یہاں تک کہ

القدر رب العزت اپنا جہ اس میں رکھ دے گا، اس وقت اس کا بعض حصہ بعض سے قریب ہو جائے گا (یعنی سکڑ جائے گا) اور وہ کہے گی: ”تیری عزت و بزرگی کی قسم! ہرگز نہیں۔“ ادھر جنت میں جگہ باقی رہ جائے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو پر کرنے کے لیے کچھ اور لوگوں کو پیدا فرمائے گا پھر انھیں جنت کی خالی جگہوں میں بٹھرائے گا۔“

(بخاری: ۸۴۸۴۔ مسلم: ۸۴۸۲)

## اہل جہنم کے احوال

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْآيَاتِ سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كَلْبًا تَصْجَتْ جُسُودُهُمْ بِدَلَّهِمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ [النساء: ۵۶]

”جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا، انھیں ہم عنقریب آگ میں ڈال دیں گے، جب ان کی کھالیں گل سڑ جائیں گی تو ہم ان کے سوا اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب پہنچتے رہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْجَحِيمَ مِيزِينَ فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۖ لَا يَفُكَّر عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ۖ وَمَا ظَلَمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ﴾ [الزمر: ۷۴-۷۶]

”بیشک گناہ کار لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ عذاب کبھی بھی ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور وہ اس میں مایوس پڑے رہیں گے، اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود ہی ظالم تھے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكُفْرَيْنَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۖ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَا يَجِدُونَ وَلَا يَصِيرُونَ ۖ يَوْمَ تَقَلَّبَ أُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ﴾ [الإحزاب: ۶۴-۶۶]

[الإحزاب: ۶۴-۶۶]

”اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی

ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، وہ وہاں نہ کوئی حاشی اور نہ کوئی مددگار پائیں گے۔ اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے (وہ حسرت اور انسو سے) کہیں گے: کاش! ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرتے۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَافِرٍ﴾ [فاحشر: ۳۶]

”اور جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی تو ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے، نہ انھیں موت آئے گی کہ مر جائیں اور نہ ہی دوزخ کا عذاب ان سے ہلکا کیا جائے گا، ہم ہر کافر کو ایسے ہی سزا دیتے ہیں۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زُفُوفٌ وَشَهِيقٌ ۖ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۖ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ فَاعِلٌ ۚ لَّيْسَ لَكُمُ الْيُودُ﴾ [ہود: ۱۰۶-۱۰۷]

”لیکن جو بد بخت ہوئے تو وہ دوزخ میں ہوں گے، وہاں چیمیں گے چلائیں گے، وہ وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں جب تک آسمان و زمین برقرار ہے، سوائے اس وقت کے جب تمھارا رب چاہے، یقیناً تمھارا رب جو کچھ چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَوْلُكَ لَعْنُوكُمْ وَالْقِيلِيقِينَ ثُمَّ لَعْنُوكُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثًا ۖ ثُمَّ لَعْنُوكُمْ عَنْ مَنْ كُلٍّ شِيعَةً أَتُحِبُّونَ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا ۖ ثُمَّ لَعْنُوكُمْ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِمَا صُنِيًّا﴾

[سورہ: ۶۸-۷۰]

”تیرے پروردگار کی قسم! ہم انھیں اور شیطانوں کو قلع کر دیں گے، پھر انھیں ضرور ہنرور جہنم کے ارد گرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے حاضر کر دیں گے، ہم پھر ہر گروہ میں سے ایسے لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو اللہ دُشمن سے سخت سرکشی کرتے تھے، پھر ہم انھیں بھی خوب جانتے ہیں جو جہنم کے داخلے کے زیادہ سزاوار ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۖ لِلظَّالِمِينَ مَأْثَبًا ۖ لِيُثْبِتَ فِيهَا آخِثَابًا ۖ لَا يَدْخُلُونَهَا إِلَّا جَعَلُوا وَجْهَهُمْ خَلْفَهُمْ وَأَنْجَسُوا أُفْعَالَهُمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ فِيهَا مُنَادُونَ ۖ أَتُحِبُّونَ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ ۚ أَتَذَكَّرُونَ﴾ [النساء: ۲۱-۲۲]

”بے شک دوزخ گھات میں ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانا وہی ہے، اس میں وہ مدتوں تک پڑے رہیں گے۔ نہ کبھی اس میں ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ پانی کا، سوائے گرم پانی اور بستی پیپ کے (ان کو) پورا پورا بدلہ ملے گا۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَيْسَ الْمَوْتُ إِلَّا أَلْفَاظُهُمْ سَمِعُوا لِهَا شَيْئًا ۚ وَهُمْ يَقُولُونَ ۖ كَذَٰلِكَ نَذِيرُهُم ۚ إِنَّهُمْ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِنَا ۚ لَقَدْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فِيهَا قُرْآنٌ مَّزِينٌ ۚ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۚ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ ۚ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا فِي سَحَابٍ ۚ لَقَدْ كُفِرُوا بِهِ ۚ وَإِنَّهُمْ لَمُتَّ حَتَّىٰ لَوْ كُنْتُمْ مُّشَاهِدِينَ﴾ [الملك: ۶-۹]

”اور اپنے رب کے ساتھ کفر کرنے والوں کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے۔ جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی بوے زور کی آوازیں سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ قریب ہے کہ (ابھی) غصے کے مارے پھٹ جائے، جب کبھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے جہنم کے داروغے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے: ”بیشک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلایا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا، تم بہت بڑی گمراہی میں ہو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿إِنَّ الْجَعْدِ مِنْ فِي صَلَاتٍ وَسُعْرٍ ۖ يُؤْمِنُ يَسْمَعُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وَأُصْرِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ﴾

[القمر: ۴۷-۴۸]

”بیشک ”نہ گار لوگ گمراہی اور عذاب میں ہیں۔ جس دن وہ اپنے منہ کے بل آگ میں جھیسے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا کہ) ”دوزخ کی آگ لگنے کا مزہ چکھو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَذَٰلِكَ يَكْفُرُ فِي الْعُقُوبَةِ ۖ وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْعُقُوبَةُ ۖ تَارَ اللَّهُ الْبُوقُودَةَ ۖ النَّبِيُّ تَطْلُعُ عَلَى الْأَقْدَةِ ۖ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ ۖ﴾ [الهمزہ: ۴-۹]

”ہرگز نہیں، یہ تو ضرور حطمہ میں پھینک دیا جائے گا، اور تجھے کیا معلوم کہ حطمہ کیا ہے، اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے، وہ جو دلوں پر جھانکتی ہے اور ان پر بڑے بڑے ستونوں میں ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی۔“

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کی انتہیاں (پیٹ سے) باہر نکل پڑیں گی اور وہ اپنی انتہیاں ساتھ لیتے ہوئے چکی کے گدھے کی طرح گھومتا رہے گا۔ سارے دوزخ والے اس کے پاس اکٹھے ہو جائیں گے۔ دو کہیں گے: ارے فلاں، یہ کیا معاملہ ہے؟ تم تو دنیا میں ہمیں بھلائی کا حکم دیتے تھے اور برائی سے منع کرتے تھے۔ وہ کہے گا: ”میں تو تم کو بھلائی کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہ کرتا تھا اور تم کو برائی سے منع کرتا تھا لیکن خود برائی کرتا تھا۔“ (بخاری: ۳۲۶۷۔ مسلم: ۲۹۸۹)

اہل جہنم کی چیخ و پکار:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرْبِ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَّوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ۖ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا ۖ وَلْيَبْكِوْا كَثِيرًا ۖ وَجَزَاءُ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ [التوبة: ۸۱-۸۲]

”اور وہ کہنے لگے: تم گرمی میں مت نکلو، کہہ دیجیے کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے، کاش! یہ سمجھتے ہوتے، لہذا انہیں چاہیے کہ بہت کم ہنسیں اور بہت زیادہ رومیں اس کے بدلے میں جو یہ کرتے تھے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُمْ يَصْطَرُخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلْ ۖ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم

مَا يَنْتَظِرُونَ مِنْ تَذَكُّرٍ وَجَاءَكُمْ التَّنْذِيرُ فَقَدْ قُتِلَ الْغَالِبِينَ مِنْ قَتْلِهِمْ

[فاطر: ۳۷]

”اور وہ لوگ اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو نکال لے ہم اچھے کام کریں گے برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے، کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا حاصل کر لیتا اور تمہارے پاس خاص ڈرانے والا بھی آیا، تو اب مزے چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَهُمْ فِيهَا زُفُورٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ﴾ [الانبیاء: ۱۰۰]

”وہ وہاں چلا رہے ہوں گے اور وہاں کچھ بھی نہ سن سکیں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَعِيفًا مُقْتَرِبِينَ دَعَا هَٰؤُلَاءِ لَكَ يَوْمَ ٓآ لَا تَذْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا﴾ [فرقان: ۱۳-۱۴]

”اور جب یہ جہنم کی کسی جگہ میں زنجیروں میں بکڑ کر پھینک دیے جائیں گے تو وہاں اپنے لیے موت کو پکاریں گے (ان سے کہا جائے گا کہ) آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَوْمَ يَعْصُ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ لِيَتَنَبَّيْ الْقَدْ خَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا﴾

[الفرقان: ۲۷]

”اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا: کاش! میں نے رسول اللہ ﷺ کی راہ اختیار کی ہوتی۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِوَاجِدِينَ مِنَ النَّارِ﴾

[البقرة: ۶۷]

”اسی طرح اللہ تعالیٰ حسرت دلانے کو انھیں ان کے اعمال دکھائے گا، یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے۔“

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جہنم اس قدر روئیں گے کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں تو کشتیاں چلنے لگیں۔ آنسو بھی وہ پانی کی بجائے خون کے بہائیں گے۔ (ابن ماجہ: ۴۳۲۴۔ الحاکم: ۸۷۹۱)

اہل جہنم کی صدا کہیں:

جب جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے اور ان کو سخت عذاب ہوگا تو وہ فریاد کریں گے اور صدائیں لگائیں گے تاکہ کوئی ان کی مدد کرے اور ان کی فریاد سنے، چنانچہ کبھی وہ اہل جنت کو پکاریں گے اور کبھی جہنم کے داروئے کو پکاریں گے کبھی اپنے رب کو پکاریں گے، لیکن کوئی ان کی پکار سننے والا نہ ہوگا جس سے ان کی حسرت اور بڑھ جائے گی، یہاں تک کہ وہ مایوس ہو کر چیخنے چلانے لگیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ۚ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مِمَّا عَلَى الْكُفْرَيْنِ ۖ﴾ [الأعراف: ۵۰]

”اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا سا پانی ہی ڈال دو یا اور ہی کچھ دے دو جو اللہ نے تمہیں دے رکھا ہے، جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزیں کافروں کے لیے حرام کر دی ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِغَزْوَةِ جَهَنَّمَ اَدْعُوا رَبَّكُمْ يُخَوِّفُ عَنَّا يَوْمًا مِنَ الْعَذَابِ ۖ قَالُوا اَوْ لَمْ تَكُنْ تَدْعُوهُمْ رُسُلَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۖ قَالُوا اَدْعُوا وَمَا دَعْوُ الْكُفْرَيْنِ اِلَّا اَن يَقُولُوا ۖ﴾ [الغافر: ۴۹-۵۰]

”اور (حرام) جہنمی مل کر جہنم کے داروئے سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کر دے، وہ جواب دیں گے کہ کیا تمہارے



پاس تمہارے رسول معجزے لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں، وہ کہیں گے کہ پھر تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا تو محض بے کار ہے۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنَادُوا بِإِلَهِكَ لِيَقْضِيَ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۚ قَالَ إِلَهُكُمْ مَعُودُونَ ۝ لَقَدْ جِئْتَكُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كُرْهُونَ﴾ [الزحرف: ۷۷-۷۸]

”اور وہ پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے، وہ کہے گا کہ تمہیں تو (ہمیشہ) رہنا ہے، ہم تو تمہارے پاس حق لے کر آئے لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق سے نفرت رکھنے والے تھے۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عَذَابْنَا فَلَا ظَهِيرَ لَنَا ۝ قَالَ اخْسَرُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ﴾ [المؤمنون: ۱۰۶-۱۰۸]

”وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہماری بد بختی ہم پر غالب آگئی (واقعی) ہم تھے ہی گمراہ، اے ہمارے پروردگار! ہمیں یہاں سے نجات دے اگر اب بھی ہم ایسا ہی کریں گے تو بے شک ہم ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: پھینکارے ہوئے یہیں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔“

پھر جب اہل جہنم جہنم سے نکلنے کی امید کھودیں گے اور مایوس ہو جائیں گے تو چیلنیں گے چلائیں گے، بیسیا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَنذَرْتُ الَّذِينَ نَقَوْا فِيهِ النَّارَ لَهُمْ فِيهَا زُلْفَىٰ وَهُمْ فِيهَا ذُلْفَىٰ ۝ خَلِيلَيْنَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ﴾ [ہود: ۱۰۶-۱۰۷]

”جو بد بخت ہوئے وہ دوزخ میں ہوں گے، وہاں چیلنیں گے چلائیں گے۔ وہ وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں جب تک آسمان و زمین برقرار ہیں سوائے اس وقت کے کہ جو تمہارا رب چاہے، یقیناً تیرا رب جو کچھ چاہے کر گزرتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ناراضگی و سزا سے بچائے۔ جنت نصیب فرمائے اور جہنم سے عافیت دے۔

اہل جنت اہل جہنم کے مکانوں کے وارث بن جائیں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کے دو ٹھکانے ہیں، ایک جنت میں اور ایک جہنم میں، چنانچہ جب کوئی شخص مرنے کے بعد جہنم میں چلا جاتا ہے تو اہل جنت میں اس کے ٹھکانے کے وارث بن جائیں گے، اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿أُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ﴾ (الَّذِينَ يَرْتَوُونَ الْوَارِثُونَ هُمُ فِيهَا خَالِدُونَ) سے یہی مراد ہے۔

(ابن ماجہ: ۴۳۴۱)

موصدین میں سے گنہگاروں کو جہنم سے نجات:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اہل توحید میں سے کچھ لوگوں کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا، جب وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے گا اور وہ جہنم سے نکال کر جنت کے دروازے پر پھینک دیے جائیں گے، پھر اہل جنت ان پر پانی چھڑکیں گے، پھر وہ ایسے ہی آئیں گے جیسے سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں پودا اگتا ہے، چنانچہ وہ جنت میں چلے جائیں گے۔“ (احمد: ۱۵۲۶۸۔ دیکھئے مسئلہ صحیحہ: ۲۴۵۱۔ نورمندی: ۲۵۹۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جہنم سے ہر وہ شخص نکالا جائے گا جس نے ”لا الہ الا اللہ“ کہا اور اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر ایمان ہے، پھر جہنم سے ہر وہ شخص نکالا جائے گا جس نے ”لا الہ الا اللہ“ کہا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے۔“ (بخاری: ۴۴۱۔ مسلم: ۱۹۳)

اہل جہنم کا سب سے سخت عذاب:

جنت کی سب سے افضل نعمت ویدار الہی ہے۔ مومن اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر خوش ہو جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجُودَةٌ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ﴾ (إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرِينَ﴾ [القیامہ: ۲۲، ۲۳]

”اس دن بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔“

اسی طرح اہل جہنم کے لیے سب سے سخت عذاب دیدار الہی سے محرومی ہے۔  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَّحُوتُونَ ۝ لَمَّا كَانَتْ أَلْسَانُ الْمُهْتَمِرِينَ﴾

[المطففين: ۱۵-۱۶]

”ہرگز نہیں، یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوجھ میں رکھیں جائیں گے، پھر یہ لوگ بالیقین جہنم میں جھومک دیے جائیں گے۔“

اہل جنت و اہل جہنم کا ہمیشہ رہنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زُفِيرٌ وَسَهِيقٌ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءٌ غَيْرُ مَجْذُورٍ﴾

[ہود: ۱۰۶-۱۰۸]

”لیکن جو لوگ بد بخت ہوئے وہ دوزخ میں ہوں گے، وہاں چیخیں گے چلائیں گے، وہ وہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں جب تک آسمان و زمین برقرار ہیں سوائے اس وقت کے جو تمہارا رب چاہے، یقیناً تیرا رب جو کچھ چاہے کر گزرتا ہے، لیکن جو نیک بخت کیے گئے وہ جنت میں ہوں گے جہاں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین باقی ہے مگر جو تیرا پروردگار چاہے، یہ بے انتہا بخشش ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا نَّوَشِلَةً مَّعَهُ لَهِتَتْ ذَوَاهُمْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقِيلُ مِنْهُمْ ۝ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ يُرِيدُونَ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا لَهُمْ بِخُرُوجِهَا مِنْهَا ۝ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ﴾ [المائدة: ۳۶-۳۷]

”یقیناً انوکہ کافروں کے لیے اگر وہ سب کچھ ہو جو ساری زمین میں ہے بلکہ اسی کے مثل اور بھی ہو اور وہ ان سب کو قیامت کے دن عذابوں کے بدلے فدا نہیں کر سکتے

چاہیں تو بھی ان کا فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا، ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے۔ یہ چاہیں گے کہ دوزخ میں سے نکل جائیں لیکن یہ ہرگز اس میں سے نکل نہ سکیں گے اور ان کے لیے تو دائمی عذاب ہیں۔“

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور اہل جہنم جہنم میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا، پھر جنت اور جہنم کے درمیان اسے ذبح کر دیا جائے گا، پھر ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے اہل جنت! اب موت نہیں آئے گی اور اے اہل جہنم! اب موت نہیں آئے گی، یہ سن کر اہل جنت کی خوشی اور اہل جہنم کا غم بڑھ جائے گا۔“ (بخاری: ۶۵۴۷۔ مسلم: ۲۸۵۰)

جنت اور جہنم کا حجاب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہنم نفسانی خواہشوں سے ڈھکی ہوئی ہے جو نفس کو بری معلوم ہوتی ہے۔“ (بخاری: ۶۴۸۷)

جنت و جہنم کا قریب ہونا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت جو تھے کے قسم سے بھی زیادہ نزدیک ہے اور جہنم بھی اسی طرح ہے۔“ (بخاری: ۶۴۷۷)

جنت و جہنم کا آپس میں جھگڑنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت و جہنم نے آپس میں جھگڑا کیا۔ جہنم نے کہا کہ میرے اندر متکبر و جاہل لوگ داخل ہوں گے، جنت نے کہا کہ میرے اندر کمزور، گرے پڑے اور عاجز و ناتواں لوگ ہی داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا کہ تم میری رحمت ہو، میں تمہارے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا اور جہنم سے کہا کہ تم میرا عذاب ہو، میں تمہارے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا عذاب میں مبتلا کروں گا اور تم میں سے ہر ایک کو بھردوں گا۔“ (بخاری: ۴۸۵۰۔ مسلم: ۲۸۴۶)

جہنم سے ڈرنا اور جنت طلب کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۖ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

[آل عمران: ۱۳۱-۱۳۲]

”اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے، اور اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

۲۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دوزخ کا ذکر کیا اور منہ پھیر کر اس سے پناہ مانگی، پھر دوزخ کا ذکر کیا اور منہ پھیر کر اس سے پناہ مانگی پھر فرمایا: ”تم آگ سے بچو، چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا (صدقہ دے کر) ہی سہی اور جسے وہ بھی میسر نہ ہو وہ اچھی بات ہی کہہ کر آگ سے بچے۔“ (بخاری: ۶۵۶۳۔ مسلم: ۱۰۱۶)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کا ہر شخص جنت میں جائے گا سوائے اس شخص کے جس نے انکار کیا، لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! انکار کون کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی، وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔“ (بخاری: ۷۲۸۰۔ مسلم: ۱۸۳۵)

## ۶۔ تقدیر پر ایمان

تقدیر کیا ہے؟

تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوقات کے پیدا کرنے سے پہلے ہی سب کا علم تھا اور اس نے ہر چیز کو ایک مقررہ انداز پر پیدا کیا ہے۔ اس نے سب کی تقدیر لوح محفوظ میں لکھ دی ہے، تقدیر مخلوق کے لیے ایک راز الہی ہے جس کو نہ مقرب فرشتے جانتے ہیں، نہ نبی اور نہ کوئی رسول۔

تقدیر پر ایمان:

تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کی تصدیق کرنا ہے کہ دنیا میں جو بھی خیر و شر کا ظہور ہوتا ہے وہ اللہ کی قضاء و قدر سے ہوتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر: ۴۹]

”ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ اندازے پر پیدا کیا ہے۔“

تقدیر پر ایمان چار چیزوں پر مشتمل ہے:

۱۔ اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم پوری طرح ہے، چاہے اس کا تعین اللہ رب العزت کے فعل سے ہو جیسے پیدا کرنا، مارنا اور جلانا وغیرہ یا مخلوق کے فعل سے ہو، جیسے انسان کے اقوال و افعال اور احوال، حیوانات و نباتات اور جمادات کے احوال، اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَفِي الْأَرْضِ مُلْكٌ لَّيَظُنَّ الْأَمْرُ يَنْتَظِرُ يَتَعَلَّمُوا

أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۖ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ [الطلاق: ۱۲]

”اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اسی کے مثل زمینیں بھی، اس کا ختم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بہ اعتبار علم گھیر رکھا ہے۔“

۲۔ ہر چیز لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے۔

یعنی مخلوقات کے احوال، ان کی روزیاں، اس کی مقدار و کیفیت، اس کا زمان و مکان ان ساری چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق لکھ دیا ہے، اس میں رد و بدل نہیں ہو سکتا اور نہ کی و زیادتی ہی ہو سکتی ہے، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ حکم دے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَٰلِكُمْ لَكُنْزٌ عَلَى اللَّهِ

يَسِيرٌ﴾ [الحج: ۷۰]

”کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے، یہ سب لکھی ہوئی

کتابوں میں محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ پر تو یہ امر بالکل آسان ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے جب کہ اس کا عرش پانی پر

تہ محمولات کی تقدیریں لکھ دی تھیں۔“ (مسلم: ۲۶۵۳)

۳۔ اس بات پر ایمان کہ ساری کائنات اللہ کی مشیت اور ارادہ سے ہے، یعنی ہر چیز اللہ کی مشیت سے ہوتی ہے۔“ اللہ جو چاہے گا وہ ہوگا اور جو نہیں چاہے گا وہ نہیں ہوگا، چاہے اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہو جیسے پیدا کرنا، مارنا اور جلانا وغیرہ یا محمولات کے افعال و اقوال اور احوال سے ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَبَّحْتَ تَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ﴾ [الفصص: ۶۸]

”اور آپ کہ رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ﴾ [ابراہیم: ۲۷]

”اور اللہ جو چاہے کر گزرتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ﴾ [الانعام: ۱۱۲]

”اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کر سکتے۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَیْسَ شَیْءٌ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَفِیْهُٓمْ ۚ وَمَا نَشَآءُ وَنْ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنُ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾

[التکویر: ۲۸-۲۹]

”(بالخصوص) اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے اور تم بغیر پروردگار

عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔“

اللہ ہی رب ہے:

یعنی اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے، اس نے ساری محمولات کی ذات و صفات اور حرکات کو پیدا کیا ہے، اس کے علاوہ کوئی رب و خالق نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اللّٰهُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَکِیْلٌ﴾ [الزمر: ۶۲]

”اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر: ۴۹]

”ہم نے ہر چیز کو ایک (مقرر) اندازے پر پیدا کیا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ [الصافات: ۹۶]

”حالانکہ تمہیں اور تمہاری بنائی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔“

### تقدیر کو حجت سمجھنا

انسان کے لیے اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو مقدر کیا ہے، ان کی دو قسمیں ہیں:

① اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے اعمال و احوال مقدر کیے ہیں جو انسان کے بس میں نہیں بلکہ اس کے ارادہ ہی سے خارج ہیں، جیسے انسان کا لمبا یا چھوٹا ہونا، خوبصورت یا بدصورت ہونا، اس کی زندگی اور موت یا مصائب و امراض، اموال و نفوس میں کمی و غیرہ جو کبھی بطور سزا ہوتی ہے، کبھی بندے کا امتحان لیا جاتا ہے اور کبھی اس سے اس کے درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ ان اعمال کے بارے میں بندے سے سوال نہیں کیا جائے گا لیکن اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ یہ سب اللہ کی قضا و قدر سے ہے، بندہ اس پر صبر کرے، اس پر رضا مند رہے اور یہ سمجھے کہ دنیا میں جو بھی حادثہ رونما ہوتا ہے، اس میں اللہ عظیم و خیر کی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور پنہاں ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَّا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّا ذَلِكُمْ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ [الحديد: ۲۲]

”نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے اور نہ (خاص) تمہاری جانوں میں مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، بلاشبہ یہ (کام) اللہ تعالیٰ پر (بالکل) آسان ہے۔“



۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھا، آپ نے فرمایا: ”اے لڑکے! میں تم کو کچھ کلمات سکھاتا ہوں، تم اللہ کو یاد رکھو و تم کو یاد رکھے گا، تم اللہ کو یاد رکھو اس کو اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم مانگو تو اللہ ہی سے مانگو، جب تم طلب کرو تو اللہ ہی سے مدد طلب کرو، یہ جان لو کہ اگر سارے لوگ اس بات پر جمع ہو جائیں کہ تمہیں کچھ فائدہ پہنچا دیں تو تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر سارے لوگ اس بات پر جمع ہو جائیں کہ تم کو کچھ نقصان پہنچائیں تو وہ نہیں پہنچا سکتے مگر وہی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفہ خشک ہو گئے ہیں۔“ (احمد: ۲۶۶۹۔ ترمذی: ۲۵۱۶)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے (جب) وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے، حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں، میرے ہی ہاتھ میں سارے امور ہیں، میں رات اور دن کو التماس کرتا ہوں۔“ (بخاری: ۴۸۲۶۔ مسلم: ۲۲۹۶)

۴۔ وہ افعال جن کو اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دیا ہے اور جن پر بندے کو اختیار دیا گیا ہے، جیسے ایمان و کفر، اطاعت اور نافرمانی وغیرہ۔

اس پر انسان کا محاسبہ ہوگا اور ثواب و عقاب کا مستحق ہوگا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بھیجا، کتابیں نازل فرمائیں اور حق و باطل کو واضح کر دیا ہے، ایمان و اطاعت کی ترغیب دی اور کفر و معصی سے ڈرایا ہے۔ انسان کو عقل و شعور دیا ہے اور اسے اختیار سے بہرہ مند فرمایا ہے کہ دونوں راستوں میں سے جو سنا چاہے راستہ اپنالے لیکن وہ اللہ کی قدرت و مشیت کے تحت ہے۔ اللہ کی ملکیت میں جتنی بھی چیزیں ہیں سب اس کے ضم میں ہیں اور اسی کی مشیت کے ماتحت ہیں۔ ۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلِ الْمَسْئُ مِنْ رَبِّكُمْ لَكُنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ﴾ [الکہف: ۲۹]

”اور اعلان کر دے کہ یہ قرآن تمہارے رب کی طرف سے ہے، اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔“

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلْ صَالِحًا وَنُفِصَ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَالِمٍ لِلْعَبِيدِ﴾

[فصلت: ۴۶]

”جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لیے کرے گا اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر ہے، اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔“

۳۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نُفْصِمُ بِهِ ذَنْبًا﴾ [الزمر: ۴۴]

”کفر کرنے والوں پر ان کے کفر کا وبال ہوگا اور نیک کام کرنے والے اپنی ہی تمام گناہ ستوار رہے ہیں۔“

۴۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَفِيزَ ۝ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ

اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ [الشکویر: ۲۷-۲۹]

”یہ تو تمام جہان والوں کے لیے نصیحت نامہ ہے۔ (بالخصوص) اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔“

تقدیر کو حجت بنانا کب جائز ہے؟

آفات و مصائب پر تقدیر کو حجت بنانا جائز ہے، جیسے کہ قسم اول میں ہے، لہذا جب انسان بیمار ہو یا کسی کی وفات ہو جائے یا کوئی غیر اختیاری مصیبت آپڑے تو وہ تقدیر کو حجت بنائے اور یہ کہے: ﴿قدر الله وما شاء فعل﴾ اس پر صبر کرے اور اللہ کے فیصلے پر راضی رہے تاکہ اس کو اس پر ثواب ملے۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَسِّرُ الصَّيْرَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۝ وَأُولَئِكَ هُمُ الْبَهِتُونَ﴾

[البقرہ: ۱۵۵-۱۵۷]

”اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے، جنہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“

### ۲۔ معاصی پر تقدیر کو جھٹ بھانا جائز نہیں:

انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ گناہ کے کاموں پر تقدیر کو جھٹ بنائے اور واجبات کو چھوڑ دے یا عمرات کا ارتکاب کرے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے طاعات کا حکم دیا ہے اور معاصی سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور تقدیر پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہنے سے منع کیا ہے۔ اگر تقدیر کسی کے لیے جھٹ ہوتی تو اللہ تعالیٰ رسولوں کو بھٹلانے والوں کو عذاب نہ دیتا، جیسے قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ کو سرکشی و نافرمانی کرنے والوں پر حدود قائم کرنے کا حکم نہ دیتا۔

جو لوگ گنہگاروں کے لیے تقدیر کو جھٹ مانتے ہیں اور ان کی مذمت نہیں کرتے اور انہیں سزا کا مستحق نہیں سمجھتے، جو اس شخص کو برا بھلا نہ کہیں جو ان پر ظلم کرتا ہو اور اسے سزا نہ دیں۔ ان کے نزدیک وہ شخص جو ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہے اور وہ شخص جو ان کے ساتھ برائی کرتا ہے، دونوں برابر ہونے چاہئیں، جب کہ ایسا ماننا غلط ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے بندے کے لیے جو خیر و شر مقدر کیا ہے، اس کو اسباب سے جوڑا ہے۔ خیر کے اسباب ایمان و اطاعت ہیں اور شر کے اسباب کفر و معاصی ہیں۔ انسان شخص اس ارادہ سے کام کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر کیا ہے اور انسان اس اختیار سے کام کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کے لیے جو سعادت یا شقاوت مقدر کر دی ہے وہاں تک وہ اسباب کو اختیار کرنے کے بعد ہی پہنچ سکتا ہے، لہذا جنت میں داخل ہونے کے بھی کچھ اسباب ہیں اور دوزخ میں داخل ہونے کے بھی کچھ اسباب ہیں۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا كُذِّبُوا مَا آمَنَّا بَلْ كُنَّا وَلَا آبَاءُنَا وَلَا حَكَمَتُنَا مِنْ قَبْلُ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَلَسًا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ قُوَّةٌ فَتُخْرِجُوهُمْ لَوْ أَنَّا لَنُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُخْرِجُوهُمْ لَنَمَلُ مِنْ عَذَابِ الْظُلْمِ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا كَافِرُونَ﴾ [الأنعام: ۱۶۷]



درست ہے جیسے دشمن کو جنگ سے روکا جائے یا گرمی کو ٹھنڈ سے دفع کیا جائے وغیرہ۔

۲۔ اگر کوئی چیز واقع ہو چکی ہو تو اسے بھی دوسری چیز سے رفع کرنا جائز ہے، جیسے بیماری کو علاج سے، گناہ کو توبہ سے اور بدسلوکی کو احسان سے رفع کیا جائے وغیرہ۔

خیر و شر کا خالق و موجد اللہ تعالیٰ ہے بلکہ ہر چیز کا خالق وہی ہے جس میں انسان اور اس کے افعال بھی شامل ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی مشیت اس کی رضا پر بھی دلیل ہے۔ چنانچہ کفر و معاصی اور فساد اللہ کی مشیت سے ہو رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ انھیں پسند نہیں کرتا اور نہ ان کا حکم دیتا ہے بلکہ اس سے منع کرتا ہے۔ کسی چیز کا مبنوع و مکروہ ہونا اس چیز کو اللہ کی مشیت سے خارج نہیں کرتا اس کی مشیت ہر چیز کو شامل ہے، ہر چیز کی پیدائش میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔

سب سے کامل اور افضل لوگ وہ ہیں جو وہ چیزیں پسند کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں اور وہ چیزیں ناپسند کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو ناپسند ہیں، وہ اللہ ہی کے لیے محبت کرتے اور اللہ ہی کے لیے دشمنی کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول نے جن باتوں کا حکم دیا ہے وہ ان کا حکم دیتے اور جن باتوں سے منع کیا ہے، ان سے منع کرتے ہیں۔ بندہ ہر وقت اللہ کے امر و نہی کا محتاج ہے، سو ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا حکم دیا ہے، وہ اس کو بجالائے اور جس چیز سے منع کیا ہے اس سے اجتناب برتے اور تقدیر پر راضی رہے۔

تقدیر پر راضی ہونے کی تین قسمیں:

① اطاعت پر رضامندی، اس کا حکم دیا گیا ہے۔

② مصائب پر رضامندی، اس کا بھی حکم دیا گیا ہے، یہ یا تو مستحب ہے یا واجب۔

③ کفر و فتن اور نافرمانی پر رضامندی: اس پر رضامند رہنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ان سے بغض رکھنے کا حکم ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش نہیں ہوتا ہے اور نہ اسے پسند کرتا ہے، اگرچہ اللہ ہی نے اس کو بھی پیدا کیا ہے، شیاطین کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے، لیکن ہمارا کام یہ ہے کہ اللہ کے پیدا کیے ہوئے پر راضی ہوں، البتہ مذموم فعل یا اس کے فاعل کو ہم اچھا سمجھیں اور نہ اس پر راضی ہوں۔

ایک ہی چیز ایک اعتبار سے محبوب ہو سکتی ہے اور دوسرے اعتبار سے مبغوض، مثلاً کڑوی دوا اچھی

نہیں گنتی لیکن اچھے انجام تک پہنچاتی ہے، لہذا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں جس چیز پر راضی رہنے کا حکم دیا ہے، لازم ہے کہ ہم اس پر راضی رہیں۔

تقدیر الہی خیر ہو یا شر، اس کی دو شکلیں ہیں:

① ایک یہ کہ اسے اللہ کی طرف منسوب کیا جائے، ایسی صورت میں بندے کو اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے اس لیے کہ اس کا ہر فیصلہ خیر و عدل اور حکمت پر مبنی ہے۔

② دوسرا یہ کہ اسے بندے کی طرف منسوب کیا جائے، ایسی صورت میں اس کے بعض اعمال سے اللہ خوش ہوتا ہے جیسے ایمان و طاعات اور بعض سے ناخوش ہوتا ہے جیسے کفر و معاصی۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَبِّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْيُودُ مِنَ شَيْءٍ وَمَنْ يَنْتَظِرْ أَفْعَالَهُ الْغَافِلُونَ﴾

[ انفصاح: ۱۶۸ ]

”اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے، ان میں سے کسی کو کوئی اختیار نہیں، اللہ ہی کے لیے پاکی ہے اور وہ ہر اس چیز سے بلند تر ہے کہ لوگ جسے شریک کرتے ہیں۔“

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ عَنِكُمْ وَلَا يُضِلُّ لِبُؤْسَائِهِ الْكَافِرَةَ وَإِنْ تَتَذَكَّرُوا يَرْحَمْ لَكُمْ﴾ [ الزمر: ۷ ]

”اگر تم ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ تم سب سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں ہوتا اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ اسے تمہارے لیے ہی پسند کرے گا۔“

۳۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ﴾ [ انصاف: ۹۶ ]

”حالانکہ تمہیں اور تمہاری بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔“

بندوں کے افعال بھی مخلوق ہیں:

اللہ تعالیٰ نے بندے کو پیدا کیا اور اس کے افعال کو بھی پیدا کیا ہے۔ اسی نے اپنے علم کے مطابق اس کے واقع ہونے سے پہلے اسے لکھ دیا ہے، پھر جب بندہ اچھائی یا برائی کرتا ہے تو تب ہم پر وہ چیز منکشف ہوتی ہے جو اللہ کے علم میں پہلے ہی سے تھی اور جسے اس نے لکھ رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ بندے کے فعل کو پوری طرح جانتا ہے، اس کا غم ہر چیز پر محیط ہے، آسمان و زمین میں ذرہ برابر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ [الصفات: ۹۶]

”حالانکہ تمہیں اور تمہاری بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ يُعَلِّمُ مَا فِي الْغَيْبِ وَالْبَصِيرُ وَمَا تَنْقُطُ مِنْ رِزْقِهِ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا جَبْوَةٌ فِي صُلْبِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَأْسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾

[الأنعام: ۵۹]

”اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں (خزانے) ہیں انھیں بجز اللہ کے کوئی نہیں جانتا اور وہ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ شکل میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں، اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا نَعْلَمُ مَا تَعْمَلُونَ إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالٍ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ [يونس: ۶۱]

”اور تم جس حال میں ہوتے ہو اور یا کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور جو کام بھی کرتے ہوں ہمیں سب خبر رہتی ہے جب تم اس کام میں مشغول ہوتے ہو، اور آپ کے رب

سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی، مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا اور آپ صادق المصدق ہیں، فرمایا: ”تم میں سے ہر آدمی کی خلقت چالیس دن تک اس کی ماں کے پیٹ میں جمع کی جاتی ہے پھر وہ پیٹ میں خون کا لوتھڑا ہو جاتا ہے، پھر وہ گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے، جو اس کے اندر روح پھونکتا ہے۔ اسے چار باتیں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کی روزی، اس کی عمر، اس کا عمل اور اس کی نیک نغی یا بد نغی۔ اس ذات کی قسم، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! تم میں سے کوئی شخص (زندگی بھر) جنتیوں کا سائل کرتا ہے، یہاں تک کہ جنت اس سے ایک ہاتھ رہ جاتی ہے پھر تقدیر کا لکھا غالب آتا ہے اور وہ دوزخیوں کے کام کر بیٹھتا ہے اور دوزخ میں چلا جاتا ہے، اور تم میں سے کوئی شخص (زندگی بھر) دوزخیوں کا سائل کرتا ہے یہاں تک کہ دوزخ اس سے ایک ہاتھ رہ جاتی ہے پھر تقدیر کا لکھا غالب آ جاتا ہے، وہ جنتیوں کا سائل کرنے لگتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔“ (بخاری: ۳۲۰۸۔ مسلم: ۶۶۴۳)

### عدل و احسان:

اللہ تعالیٰ کے سارے افعال عدل و احسان پر مبنی ہیں، وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ یا تو اپنے بندوں کے ساتھ عدل کا معاملہ کرتا ہے یا احسان کا۔ وہ گناہ گار کے ساتھ بھی عدل کا معاملہ کرے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ [الشوری: ۴۰]

”اور برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے۔“

اور محسن کے ساتھ فضل و احسان کا معاملہ کرے گا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مَثَلٍ﴾ [الانعام: ۱۶۰]

”جو شخص نیک کام کرے گا اسے اس کے دس گنا ملے گا۔“



## شرعی اور کائناتی ارادے:

اللہ تعالیٰ کے ارادے کی دو قسمیں ہیں:

ایک ارادے کو نبی و دوسرا شرعیہ۔

ارادہ کو نبی کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ اللہ کے حکم سے ہر چیز پیدا ہوئی ہے، اس کا یہ حکم تمام مخلوقات کے لیے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَيُوَفِّيهِمْ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾ [الزمر: ۶۲]

”اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔“

۲۔ اللہ نے تمام مخلوقات کو باقی رہنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُبْكِيُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْ تَرْوَاةً وَأَنْتُمْ زَاكَاةٌ إِنَّ أَمْلَكُهُمْ مِنْ أَحَدٍ قَبْلُ

بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾ [فاطر: ۴۱]

”یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے، کہ وہ ٹل نہ جائیں

اور اگر وہ ٹل جائیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام نہیں سکتا، وہ نہایت بردبار، بے

حد بخشنے والا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ فَلَّ

إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ﴾ [الروم: ۲۵]

”اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں، پھر جب وہ

تمہیں آواز دے گا تو صرف ایک بار کی آواز کے ساتھ ہی تم سب زمین سے نکل آؤ گے۔“

۳۔ اس نے نفع نقصان، حرکت و سکون، زندگی اور موت وغیرہ کا حکم دیا ہے، اس کا یہ حکم تمام مخلوقات

کے لیے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْرَمْتُ

بَيْنَ الْمَخِيَرَةِ وَمَا مَشِيئَةُ السَّوءِ إِنَّ آتَاكَ الْبَلَاءُ يَأْتِكُمُ الْقَوْمُ يَتُومُونَ﴾ [الاعراف: ۱۸۸]

”آپ فرمادیجیے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہو، اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور مجھ کو کوئی نقصان نہ پہنچتا، میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں، ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي يَسِّرُ لَكَ الْبَرَّ وَالْعَبْرَ حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِ وَجَعَلْنَاهُمْ فِيهِ سَوَآءً وَفَرَّحُوا بِهَا جَاءَتْهُمْ رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَفْرَجْنَا مِنْ هَذِهِ الْكَلْبَةِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

[یونس: ۲۲]

”وہ اللہ ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو لے کر موافق ہوا کے ذریعہ چلتی ہیں اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں تو اسی وقت ان پر ایک سخت ہوا کا جھونکا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ گھیر لیے گئے ہیں (اس وقت) سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارتے ہیں کہ اگر تو ہم کو اس سے بچالے تو ہم ضرور شکر گزار بن جائیں گے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي يُعَيِّدُ وَيُيَسِّرُ فَكَذَٰلِكَ يُقَالُ إِنَّكَ مِنَ الْيُسْرَىٰ﴾ [غافر: ۶۸]

”وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا ہے، پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اس سے صرف یہ کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔“

البتہ ارادہ شریعہ صرف انسان اور جنات کے لیے ہے اور یہی دین ہے۔ یہ ایمان، عبادات، معاملات اور معاشرت و اخلاق تمام چیزوں کو شامل ہے۔ اللہ کے اوامر پر آدمی کو جتنا زیادہ یقین ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کے اندر اللہ کے شرعی اوامر کو بجالانے اور اس پر عمل کرنے کا شوق و جذبہ ہو گا، اللہ تعالیٰ کی معرفت جسے سب سے زیادہ حاصل ہوتی ہے، وہ اس معاملے میں سب سے زیادہ

خوش قسمت ہے اور وہ انبیائے کرام ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کے بتلائے ہوئے طریقے پر عمل کیا، اللہ کا شرعی حکم بجالانے سے اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمارے لیے خیر و برکت کا دروازہ کھول دے گا اور آخرت میں ہمیں جنت عطا فرمائے گا۔

﴿اللہ کے اوامر کی دو قسمیں ہیں:

### ۱۔ شرعی ادا امر:

کبھی ان کا وقوع ہو سکتا ہے اور کبھی بندہ اللہ کے اذن سے ان کی مخالفت بھی کر سکتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبِّيكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا.....﴾ [الاسراء: ۲۳]

”اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔“

### ۲۔ کوئی ادا امر:

یہ ہر صورت میں واقع ہو کر رہیں گے، انسان کسی صورت ان کی مخالفت نہیں کر سکتا، ان کی دو قسمیں ہیں، ایک براہ راست حکم ربانی کہ جس کا وقوع لازم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ [یس: ۸۲]

”اور وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اتنا فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔“

۲۔ دوسرا سن کوئی جو اسباب و نتائج سے مرکب ہے، لہذا ہر کوئی سبب کا ایک نتیجہ ہے۔ سن کوئی میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ قول ہے:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا لِّلْمَظْهَرِ الْأَعْيُنِ عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُعْذِرُوا مَا يَلْفِيهِمْ﴾

[الأنفال: ۵۳]

”یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ کسی قوم پر کوئی نعمت و انعام فرما کر پھر بدل دے جب تک کہ وہ خود اپنی اس حالت کو نہ بدل دیں جو کہ ان کی اپنی تھی۔“

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَوْمًا أَوْ نَعْلِمَ مَتْرُفًا مِنْهُمْ فَفَعَلْنَا بِهَا الْقَوْلَ وَنَزَّلْنَا تَذْوِيرًا﴾ [الاسراء: ۱۶]

”اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو (بچھ) ظم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھل کر نافرمانی کرنے لگتے ہیں تو ان پر (عذاب کی) بات ثابت ہو جاتی ہے، پھر ہم اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔“

اس سنت کوئی کی تسخیر کے لیے اٹھیں اور اس کے قبیحین کو شش کر سکتے ہیں تاکہ وہ بعض لوگوں کی ہلاکت کا سبب بنیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے نجات پانے کے لیے ہمارے لیے دعا و استغفار کو مشرور کیا ہے اور قضائے الہی کو عادی رو کر سکتی ہے۔ دعا کا مطلب ہے کہ توحید اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے جس نے تمام سنن کو نبیہ کو پیدا کیا ہے اور وہ اس کی تاثیر کو باطل کرنے پر قادر ہے۔ وہ اس کے نتیجے کو جب چاہے اور جس طرح چاہے بدل سکتا ہے، جیسے کہ اس نے آگ کی تاثیر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے بدل دیا تھا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْنَا إِنَّا لَمُؤْتِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾ [الانبیاء: ۶۹]

”ہم نے کہہ دیا: اسے آگ! تو ٹھنڈی پڑ جا اور ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے سلامتی (اور آرام کی چیز) بن جا۔“

بھلائیوں اور برائیاں:

بھلائیوں کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ بھلائی جس کا سبب ایمان اور عمل صالح ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنا ہے۔ دوسری بھلائی جس کا سبب انسان پر انعام الہی ہے مثلاً مال و صحت، نصرت و عزت وغیرہ۔

برائیوں کی قسمیں:

ایک وہ برائی جس کا سبب شرک و معاصی ہے اور وہ ہے انسان کا شرک اور گناہ کرنا۔ دوسری وہ برائی جس کا سبب آزمائش یا انتقام الہی ہے، جیسے بیماری، مال کا ضائع ہونا اور شکست وغیرہ۔ جو بھلائی طاعت کے معنی میں ہے، اسے صرف اللہ کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ

ہی نے اسے بندے کے لیے مشروع کیا ہے۔ اسے سکھایا ہے اور اس کے کرنے کا حکم دیا ہے، اس نے اس پر بندے کی مدد کی ہے۔

جو برائی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کے معنی میں ہے اس کو جب بندہ اپنے ارادے و اختیار سے کرے گا اور وہ اطاعت پر اثر انداز ہوگی تو یہ برائی اللہ کی طرف منسوب نہیں کی جائے گی، بلکہ بندہ کی طرف منسوب کی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مشروع نہیں کیا اور نہ اس کا حکم دیا ہے، بلکہ اسے حرام قرار دیا ہے اور اس پر سزا دینے کی دھمکی دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا آصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا آصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ وَأَرْسَلْنَا لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَّلْنَا اللَّهُ هَٰذَا﴾ [النساء: ۷۹]

”مجھے جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ میرے اپنے نفس کی طرف سے ہے، ہم نے تجھے تمام لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔“

جو بھلائی نعمت کے معنی میں ہے، جیسے مال، اولاد، صحت، فتح و نصرت اور عزت و قوت، جو برائی آزمائش یا انتقام الہی کے معنی میں ہے، جیسے مال و نفوس اور پھلوں میں کمی، بھگست وغیرہ تو ایسی بھلائی و برائی اللہ کی طرف سے ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے کبھی اپنے بندے کو آزماتا ہے، کبھی دنیا میں اس سے انتقام لیتا ہے اور کبھی اس کے درجات بلند کرتا ہے، کبھی اس کی تربیت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ تُصِيبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنْ تُصِيبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذَا مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ قُلْ لِمَا أُولَٰئِ الْقَوْمِ لَا يَكُونُونَ لِقَاءَهُمْ حَٰدِثًا﴾

[النساء: ۷۸]

”اور اگر انہیں بھلائی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ میری طرف سے ہے، کہہ دو کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے انہیں کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات سمجھنے کے بھی قریب نہیں۔“

### برائیوں کی سزا سے تدبیر اختیار کرنا:

اگر مومن بندہ کو کوئی گناہ کر بیٹھے تو اس کی سزا مندرجہ ذیل طریقوں سے دور کی جاسکتی ہے۔  
یا تو وہ توبہ و استغفار کرے اور اللہ اس کی توبہ و استغفار قبول کر لے، یا نیکیاں کرے جو اس کی برائیوں کو مٹا دیں، یا اس کے لیے اس کے مومن بھائی دعا و استغفار کریں، یا اللہ تعالیٰ اسے معصیتوں میں مبتلا کر دے جو اس کے گناہوں کو مٹا دیں، یا اللہ تعالیٰ عالم برزخ میں اس کو زور سے ایک آواز میں مبتلا کر دے جس سے اس کے گناہ مٹ جائیں، یا عرصہ قیامت میں اس کو ایسی تکلیفوں میں مبتلا کر دے جن سے اس کے گناہ مٹ جائیں، یا نبی ﷺ اس کے بارے میں سفارش کریں، یا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرما دے کیونکہ وہ غفور و رحیم ہے۔

### اطاعت و معصیت:

اطاعت سے نفع حاصل ہوگا اور اچھے اخلاق پیدا ہوں گے جبکہ معصیت سے نقصان ہوگا اور وہ برے اخلاق کو جنم دے گی۔ سورج، چاند، نباتات و حیوانات اور بڑ و بچہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں، لہذا ان سے اتنے منافع نکلتے ہیں جن کا شمار اللہ کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا، انبیاء و رسل نے اللہ کی اطاعت کی تو ان سے بہت خیر و برکت کا صدور ہوا، جس کا شمار صرف اللہ ہی کر سکتا ہے۔ ادھر ابلیس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تکبر کیا تو اس سے اتنا شر و فساد پھیلا کہ روئے زمین اس سے بھر گئی، اسی طرح انسان اگر اپنے رب کی اطاعت کرے گا تو اس سے بہت سے منافع صادر ہوں گے اور اگر نافرمانی کرے گا تو بہت سے شر و فساد پھیلیں گے۔

### طاعات اور معاصی کے آثار:

اللہ تعالیٰ نے نیکیوں کے کچھ عہدہ آثار بنائے ہیں اور برائیوں کے کچھ برے آثار بنائے ہیں۔ نیکیوں میں جو لذت ہے وہ برائیوں میں ہرگز نہیں۔ برائیوں سے حسرت و خدامت ہوتی ہے۔ برائیوں کی وجہ سے ہی آدمی کو کوئی تکلیف یا ناگوار چیز لاحق ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ بہت سے گناہوں کو نظر انداز کر دیتا ہے ورنہ آدمی کو اس کے برے اعمال کی وجہ سے بے شمار مصائب کا سامن کرنا پڑے۔ گناہ دل پر ایسے ہی اثر انداز ہوتے ہیں، جیسے زہر جسم پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو

عمدہ فطرت پر پیدا کیا ہے، اگر اس میں گناہ خلط ملط ہو جائے تو اس کا حسن و جمال ختم ہو جاتا ہے اور اگر انسان توبہ کر لیتا ہے تو اپنے حسن و جمال کی طرف لوٹ آتا ہے۔

### ہدایت اور ضلالت:

اللہ تعالیٰ ہی ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور ساری مخلوقات پر اسی کا حکم چلتا ہے۔ وہ جس طرح چاہتا ہے اپنا فیصلہ صادر کرتا ہے۔ وہ جس کو چاہے ہدایت دے اور جس کو چاہے گمراہ کرے۔ ساری کائنات اسی کی ملکیت ہے اور ساری چیزوں کو اسی نے پیدا کیا ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور جو مخلوق کرتی ہے اس کی وہ باز پرس کرنے والا ہے۔ اس کی یہ مہربانی ہے کہ اس نے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا، کتابیں نازل کیں اور راستہ واضح کر دیا، اس نے انسان کو عقل و بصیرت دے کر اسباب و ہدایت کو قابو میں کرنے کی صلاحیت بخشی۔

سو جو خیر و رشد کا راستہ اپناتا ہے، اس کو تلاش کرتا ہے، اس کے اسباب پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس عمل تک اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس پر اس کی مدد کرتا ہے، اس کے لیے راستہ آسان کر دیتا ہے اور اسے خیر کی توفیق سے نوازتا ہے۔ یہ بندوں پر اللہ کا خالص فضل و احسان ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَكَمَّ الْبَاحِثِينَ﴾

[العنکبوت: ۶۹]

”اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھائیں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔“

اور جو شخص شر و معصیت اور گمراہی کا راستہ اختیار کرتا ہے، اس کو تلاش کرتا ہے، اس کے اسباب پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے برائی کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور اسے خیر کی توفیق نہیں ہوتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ تَتَوَلَّوْا

مَا تَكُونُ وَتُضِلُّهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا [النساء: ۶۱۰]

”اور جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کے خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، تو ہم اسے اور بھی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پتھری کی بہت ہی بری جگہ ہے۔“

تقدیر پر ایمان لانے کے ثمرات:

تقدیر پر ایمان ہر مسلمان کے لیے راحت و سکون کا مصدر ہے۔ وہ جب اس بات کو جان لیتا ہے کہ ہر چیز تقضائے الہی سے ہے تو جب اس کی مراد حاصل ہوتی ہے تو اس پر گھمٹ نہیں کرتا بلکہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور جب اس کو اس کی مراد حاصل نہیں ہوتی یا جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر افسوس نہیں کرتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۚ لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ مَنِ الْمُتَنَالِفِينَ﴾ [الحديد: ۲۲-۲۳]

”نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے اور نہ (خاص) تمھاری جانوں میں مگر اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، بلاشبہ یہ (کام) اللہ تعالیٰ پر (بالکل) آسان ہے، تاکہ تم اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر اتر آ جاؤ اور اترانے والے شیخی بکھارنے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔“

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کا سارا معاملہ خیر ہی خیر ہے۔ یہ چیز مومن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں، وہ یہ کہ جب اسے آرام و راحت ملتی ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے خیر ہے اور اگر تکلیف و مصیبت پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے خیر ہے۔“ (مسلم: ۲۹۹۹)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے مومن پر تعجب ہے، اگر اسے خیر ملتی ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور اگر اسے مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اللہ کی



حمد بیان کرتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ مومن کو اس کے ہر معاملے میں ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ اس لقمہ کا بھی جو وہ اپنی بیوی کھلاتا ہے۔“ (احمد: ۱۶۹۶۔ عبدالمزاف: ۲۰۳۱۰)

الحمد للہ ایمان کے چھ ارکان کا بیان مکمل ہو گیا اور وہ ہے اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر پر ایمان لانا، ان میں سے ہر رکن مومن کو نفع پہنچاتا ہے۔

### ارکان ایمان کے ثمرات:

- ۱۔ اللہ پر ایمان لانے سے اللہ سے محبت پیدا ہوتی ہے، آدمی اس کی تعظیم کرتا ہے، اس کا شکر ادا کرتا ہے اس کی عبادت و اطاعت کرتا ہے، اس سے ڈرتا ہے اور اس کے احکام کو بجالاتا ہے۔
- ۲۔ فرشتوں پر ایمان لانے سے فرشتوں سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ آدمی ان سے شرماتا ہے اور ان کی اطاعت و فرمان برداری کا اعتبار و اعتراف کرتا ہے۔
- ۳۔ اللہ کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لانے سے اللہ پر ایمان اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ اللہ کی شریعت کی معرفت ہوتی ہے۔ اللہ کی پسندنا پسند کی معرفت ہوتی ہے۔ دار آخرت کے احوال کی معرفت ہوتی ہے۔ اللہ کے رسولوں سے محبت ہوتی ہے اور ان کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- ۴۔ یوم آخرت پر ایمان لانے سے نیک اعمال کی رغبت ہوتی ہے اور معاصی و منکرات سے نفرت ہوتی ہے۔
- ۵۔ تقدیر پر ایمان لانے سے نفس کو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے، آدمی قضاے الہی پر راضی و مطمئن ہو جاتا ہے۔
- ۶۔ جب یہ ساری چیزیں ایک مومن کی زندگی میں داخل ہو جائیں تو وہ جنت میں داخل ہونے کے لائق ہو جاتا ہے اور یہ ساری چیزیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے ہی سے حاصل ہوں گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَدْخُلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [النساء: ۱۳]

”اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرماں برداری کرے گا اے اللہ تعالیٰ

ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے اس میں کچھ نہ کچھ حکمت و مصلحت ہوتی ہے۔ اس کا مخلوق پر بھلائی کرنا، اس کی رحمت پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا انتقام لینا اور گرفت کرنا اس کے غضب پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا مہربان ہونا اور عزت بخشنا اس کی محبت پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا رسوا کرنا اس کے بغض و غصہ پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا اپنی مخلوق میں نقص و کمال پیدا کرنا آخرت کے واقع ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

## ۱۱۔ احسان

احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا خیال نہ ہو تو کم از کم تمہارے دل میں یہ خیال رہے کہ وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ يُحْسِنُونَ﴾ [النحل: ۱۲۸]

”یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ الَّذِي يَدْرِكُ حِينَ تَقُومُ ۝ وَتَقَلُّبِكَ فِي السُّجُودِ ۝﴾

[الشعراء: ۲۱۷-۲۲۰]

”اپنا پورا بھروسہ غالب، مہربان اللہ تعالیٰ پر رکھ، جو تجھے دیکھتا رہتا ہے جب کہ تو کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان تیرا گھومنا پھرنا بھی، بلاشبہ وہ بڑا ہی شے والا اور خوب جاننے والا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا

إِذْ تُفْعَلُونَ فِيهِ وَمَا يُعَذِّبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ فَتْقَالٍ فَذَرْنِي فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا

أَصْعَقُوا مِنْ ذَلِكَ وَلَا آتِكُمْ آيَافِي كِتَابٍ مُبِينٍ﴾ [يونس: ۶۱]

”اور آپ جس حال میں ہوں یا کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور جو کام بھی کرتے ہوں

ہم کو سب کی خبر رہتی ہے جب آپ اس کام میں مشغول ہوتے ہیں اور آپ کے رب سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز غائب نہیں نہ زمین میں، اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتاب ہمیں میں ہے۔“

### دین اسلام کے مراتب:

دین اسلام کے تین مراتب ہیں۔ ان میں سے بعض بعض کے اوپر ہیں اور وہ یہ ہیں: اسلام، ایمان، احسان۔

احسان ان میں سب سے زیادہ بلند ہے، ان میں سے ہر درجہ کے کچھ ارکان ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں بارے پاس ایک شخص آیا جس کے کپڑے بہت سفید تھے اور اس کے ہال بہت سیاہ تھے۔ اس پر سفر کے آثار دکھائی نہیں دیتے تھے اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آکر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں گھٹنوں کو آپ کے گھٹنے سے لگا دیا۔ اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنی رانوں پر رکھا اور کہنے لگا: اے محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے؟ آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر خانہ کعبہ تک پہنچنے کی طاقت ہو تو حج کرو۔ اس نے کہا: آپ نے سچ کہا۔ ہمیں تعجب ہوا کہ وہ شخص خود ہی پوچھ رہا ہے اور خود ہی تصدیق کر رہا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے؟ آپ نے فرمایا: ”ایمان یہ ہے کہ تم اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر پر خواہ وہ اچھی ہو یا بری ایمان لاؤ، اس نے کہا آپ نے سچ کہا۔ اس نے کہا اچھا مجھے احسان کے بارے میں بتائیے؟ آپ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر اتنا نہ ہو سکے تو کم از کم اتنا خیال رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے؟ آپ نے فرمایا: ”جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔“ اس نے کہا: اچھا مجھے اس کی نشانیاں بتا دیجیے؟“ آپ نے فرمایا: ”جب لوٹھی اپنے آقا کو جہنم دے گی اور تم ننگے پاؤں اور ننگے بدن والے چرواہوں کو دیکھو گے کہ اونچی اونچی عمارتیں

عالم نے فخر کرتے ہیں۔ پھر وہ شخص چلا گیا، میں تھوڑی دیر بٹھرا رہا پھر آپ نے مجھ سے کہا: ”اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سوال کرنے والا کون تھا؟“ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ووجہ ریل تھے جو تمہارے پاس تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔“ (بخاری: ۵۰۔ مسلم: ۸)

### احسان کے دو مراتب:

پہلا مرتبہ یہ ہے کہ آدمی اپنے رب کی عبادت اس طرح کرے گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت میں تلاش کرے اور محبت و چاہت سے اس کے سامنے پیشانی ٹیکے۔ یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر ایسا نہ ہو سکے تو اس کی عبادت کرتے وقت اتنا خیال رکھے کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے، یعنی اس سے خوف کھائے اس کے عذاب و عقاب سے بھاگے اور اس کے سامنے فروتنی کرے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت دو چیزوں پر مبنی ہے۔ ایک اس سے انتہائی محبت اور دوسری اس کی انتہائی تعظیم و تکریم اور اس کے سامنے عاجزی و فروتنی اختیار کرنا۔ محبت، چاہت و طلب پیدا کرتی ہے اور تعظیم کرنے اور فروتنی اختیار کرنے سے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے اللہ کی عبادت میں احسان کا یہی مطلب ہے اور اللہ محسنین کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا فَرَسْنَا أَلَمْ وَجْهَهُ لِلدُّوِّ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَإِنَّهُمْ وَرَثَةُ اللَّهِ الَّذِينَ يَرِثُوهُمْ حَافِظًا ۝﴾

النساء: ۱۲۵

”باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے؟ جو اپنے کو اللہ کے تابع کر دے اور جو بھی نیکو کار، ساتھ ہی یکسوئی والے ابراہیم کے دین کی پیروی کر رہا ہو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝﴾ [نعمان: ۱۶۶]

”اور جو (شخص) اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی نیکو کار یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھم لیا، حرام کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿بَلِّغْ مَنْ أَمَرَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرٌ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ [البقرة: ۱۷۷]

”کیوں نہیں، جو بھی اپنے آپ کو غرض کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے اور وہ نیکی کرنے والا ہو اور تو اس کا صلہ اس کے رب کے پاس ہے، اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“

### نفع بخش تجارت:

قرآن کریم میں دو طرح کی تجارت کا بیان ہے:

مومن کی تجارت اور منافق کی تجارت۔

مومن کی تجارت نفع بخش ہے، اس سے دنیا و آخرت میں کامیابی ملے گی اور وہ دین ہے۔  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْفَعُكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ تَأْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [الصف: ۱۰-۱۱]

”اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتلا دوں کہ جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے؟ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو۔“  
منافق کی تجارت غیر نفع بخش ہے۔ اس میں دنیا و آخرت میں گھٹا اور نقصان ہے۔  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ خُطْبَتِهِمْ قَالُوا لَا مَعَكُمْ إِنَّا مَحْضُونَ

مُتَّعِزَّةُونَ ۝ اللَّهُ يَسْتَكْبِرُ يَوْمَ يَوْمٍ وَيَمْدُهُمْ فِي طَعْنَانِهِمْ يَعْمُونَ ۝ أُولَئِكَ الَّذِينَ  
اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَبَرَكْتُ تَحَارُثُ لَهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿البقرة: ۱۷۵-۱۷۶﴾  
”اور جب یہ لوگ ایمان والوں سے ملے ہیں تو کہتے ہیں: ”ہم بھی ایمان والے ہیں“  
اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں: ”ہم تو تمہارے ساتھ ہیں بلاشبہ  
ہم تو ان سے مذاق کرتے ہیں“ اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے اور انھیں انکی سرکشی  
اور بہکاوے میں اور بڑھا دیتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے  
میں خرید لیا، لہذا نہ تو انکی تجارت نے انھیں فائدہ پہنچایا اور نہ یہ ہدایت والے ہوئے۔“

## ۱۲۔ کتاب العلم

### علم کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَذَرُهُمُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ  
خَبِيرٌ﴾ [السجادہ: ۱۷]

”اور اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیے گئے ہیں  
درجے بلند کر دے گا اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) خبردار ہے۔“  
حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ان میں  
سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے  
کہ میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر، پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور آسمانوں  
اور زمینوں میں رہنے والے یہاں تک کہ جہنمی اپنے سوراخ میں اور چھدیاں بھی لوگوں کو خیر سکھانے  
والے کے حق میں دعا کرتی ہیں۔“ (ترمذی: ۲۶۸۵)

علم کا قول و عمل سے پہلے ہونا:

۱۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ﴿١٩﴾ [محمد: ١٩]

”سو (اے نبی!) آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی اور اللہ تعالیٰ تمہارے چلنے بھرنے اور ٹھہرنے سے واقف ہے۔“

۲۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ [طہ: ١١٤]

”اور آپ یہ دعا کریں کہ پروردگار میرا علم بڑھا۔“

ہدایت کی طرف بلانے والے شخص کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہدایت کی طرف بلایا تو اس کے لیے اتنا ہی اجر ہے جتنا اس پر چلنے والوں کے لیے ہے اور ان کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا اور جس نے کسی گمراہی کی طرف بلایا اس کو اتنا ہی گناہ ملے گا جتنا کہ اس پر چلنے والوں کو ملے گا اور ان کے گناہ میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا۔“ (مسلم: ۲۶۷۴)

علم کا پہنچانا واجب ہے:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هَذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنذِرُوا بِهِ وَلَسَوْفَ يَعْلَمُونَ﴾ [ہود: ۱]

[ابراہیم: ۲۵]

”یہ قرآن تمام لوگوں کے لیے پیغام ہے کہ اس کے ذریعے انہیں ڈرایا جائے اور وہ بخوبی معلوم کر لیں کہ اللہ ایک ہی معبود ہے تاکہ عقلمند لوگ سمجھ لیں۔“

۲۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ”جو یہاں حاضر ہے وہ اس کو خبر کر دے جو غائب ہے، کیونکہ جو حاضر ہے وہ شاید ایسے شخص کو خبر کر دے جو بات کو اس سے زیادہ یاد رکھے۔“ (بخاری: ۶۷، مسلم: ۱۶۷۹)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری بات لوگوں

تک پہنچاؤ خواہ وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔“ (بخاری : ۳۴۶۱)

علم چھپانے والوں کی سزا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعُنُونَ ۖ إِلَّا الَّذِينَ تَكَلَّمُوا وَاصْلَحُوا بِتَيْنُونَا فَأُولَٰئِكَ نَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۖ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ [البقرة: ۱۵۹-۱۶۰]

”جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجود کہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے، مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور بیان کر دیں تو میں ان کی توبہ قبول کر لیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس سے کوئی ایسی بات پوچھی گئی جس کا اس کو علم تھا اور اس نے اسے چھپا لیا تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔“ (ابوداؤد : ۳۶۵۸ - ترمذی : ۲۶۴۹)

مغاد کی خاطر دینی علم کا حصول؟

① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی ایسا علم حاصل کیا جس سے اللہ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے لیکن اس نے اس کو دنیا کا مال کمانے کے لیے حاصل کیا تو قیامت کے دن وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔“ (ابوداؤد : ۳۶۶۴ - ابن ماجہ : ۲۵۲)

② حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے علم اس لیے حاصل کیا تاکہ علما سے مقابلہ کرے یا احمقوں سے جھگڑے یا اس کے ذریعے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل کرے گا۔“

(ترمذی : ۲۶۵۴ - ابن ماجہ : ۲۵۳)



اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھنے کی سزا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ أَكْذَبُ مِنِّي فَقَدْ أَقْرَبَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ [الأنعام: ۱۴۴]

”تو اس سے زیادہ کون ظالم ہو گا جو اللہ تعالیٰ پر تہمت لگائے، تاکہ وہ لوگوں کو علم نہ دینے کی بناء پر گمراہ کرے یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دکھلاتا۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَلٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّيَتَفَرَّوْا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ۖ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النحل: ۱۱۶-۱۱۷]

”اور یونہی اپنی زبان سے جھوٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو، سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم ہی رہتے ہیں، انھیں بہت معمولی فائدہ ملتا ہے، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے والے کا گناہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔“ (بخاری: ۱۱۰ - مسلم: ۳)

علم سیکھنے اور سمجھانے والے کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَكِنْ كُونُوا زَاهِدِينَ يٰمَنْ كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَيٰمَنْ كُنْتُمْ تُدْرِسُونَ﴾

[آل عمران: ۷۹]

”بلکہ وہ تو کہے گا کہ تم سب رب کے ہو جاؤ، اس لیے کہ تم کتاب سکھایا اور پڑھا کرتے تھے۔“

۲: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے عمرو و ہدایت کی جو باتیں مجھ کو دی ہیں، ان کی مثال زوردار بارش کی طرح ہے جو کسی زمین پر برسی۔ جو زمین عمدہ تھی اس نے پانی کو چوس لیا اور اس نے گھاس اور سبزی خوب اگائی اور بعض سخت زمین تھی، اس نے پانی تھام لیا، اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچایا، انھوں نے اسے پیا، جانوروں کو پلایا اور کھیتی باڑی کی۔ اسی زمین کے بعض ایسے حصہ میں بارش ہوئی جو صاف چٹیل تھی، اس نے نہ تو پانی روکا اور نہ گھاس اگائی (بلکہ پانی اس پر سے بہہ کر اٹھ گیا) یہی اس شخص کی مثال ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ پیدا کی اور اللہ تعالیٰ نے جو سمجھ کو دے کر بھیجا اس سے اس کو فائدہ ہوا، اس نے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس شخص کی مثال ہے جس نے اس پر سر ہی نہیں اٹھایا اور اللہ کی ہدایت جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں اسے نہ مانا۔“

(بخاری : ۷۹ - مسلم : ۲۲۸۲)

۳: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شک صرف دو آدمیوں کی خصلتوں پر کیا جائے، ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی اور وہ اس کو نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے، دوسرے اس پر جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن اور حدیث کا علم دیا اور وہ اس کے موافق فیصلہ کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔“ (بخاری : ۷۳ - مسلم : ۸۱۶)

دنیا سے علم اٹھ جائے گا، کیفیت کیا ہوگی؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تم سے ایک حدیث بیان نہ کروں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ جس کو میرے بعد تم سے کوئی بیان نہیں کرے گا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ دین کا علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی، زنا عام ہو جائے گا اور لوگ شراب کثرت سے پئیں گے، مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت ہوگی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا گھرانہ ایک مرد ہوگا۔“ (بخاری : ۸۱ - مسلم : ۲۶۷۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ (دین کا) علم بندوں سے چھین کر نہیں اٹھاتا بلکہ عالموں کو اٹھا کر علم اٹھاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے۔ ان سے مسئلہ

پوچھا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اوروں کو بھی گمراہ کریں گے۔“  
(بخاری: ۱۰۰۰، مسلم: ۲۶۷۳)

### تفہیم دین کی فضیلت:

حمید بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت معاویہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے نیز اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور امت ہمیشہ اپنے مخالفین پر غالب رہے گی یہاں تک کہ امر آجائے اور وہ اس وقت بھی غالب ہی رہیں گے۔“

(بخاری: ۳۱۱۶، مسلم: ۱۰۳۷)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے۔“ (بخاری: ۵۰۲۷)

### ذکر کی مجلسوں کی فضیلت:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میرے گھر اور منبر کے درمیان کی زمین جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔“  
(بخاری: ۱۱۹۶، مسلم: ۱۰۳۷)

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب جنت کی کیاریوں سے گزرو تو کچھ کھا لیا کرو، انھوں نے کہا کہ جنت کی کیاری کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ذکر کی مجلسیں۔“ (احمد: ۱۲۵۵۱، ترمذی: ۳۵۱۰)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما نے اس بات کی گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کچھ لوگ ایک ساتھ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے ان کو ڈھانپ لیتے ہیں اور اللہ کی رحمت انھیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکنت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتوں میں)۔“ (مسلم: ۲۷۰۰)

### علم حاصل کرنے کے آداب

علم ایک عبادت ہے اور عبادت کی دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ عبادت اللہ کے لیے خالص

ہو، دوسری یہ کہ وہ سنت کے مطابق ہو۔ علما انبیاء کے وارث ہیں۔ علوم کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سب سے افضل علم وہ ہے جسے انبیاء و رسل لے کر آئے ہیں یعنی اللہ کی ذات۔ اس کے اسما و صفات اور افعال، اور اس کے دین و شریعت کی معرفت۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرُوا لِذُنُوبِكُمْ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلِّبَكُمْ وَمَثُولَكُمْ﴾ [محمد: ۱۹]

”سو (اے نبی!) آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی، اللہ تم لوگوں کے چلنے پھرنے اور تمہارے ٹھہرنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔“

علم کے کچھ آداب ہیں۔ ان میں سے بعض کا تعلق معلم سے ہے اور بعض کا حصص سے، وہ آداب یہ ہیں:

## ① معلم کے آداب

نرمی سے پیش آنا:

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاجْفُضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [الشعراء: ۲۱۵]

”اور اس کے ساتھ فروتنی سے پیش آؤ جو بھی مومن تمہاری تابعداری کرے۔“

مجھے اخلاق اختیار کرنا:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ [التلم: ۴]

”اور بیشک تو بہت بڑے (عظیم) اخلاق پر ہے۔“

ایک جگہ ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ [الأعراف: ۱۹۹]

”آپ درگزر کو اختیار کریں اور نیک کام کی تعلیم دیں اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جائیں۔“

## دعوت میں موقعِ عمل کا خیال:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو دنوں میں نصیحت کرنے کے لیے وقت اور موقع کی رعایت فرماتے، آپ اس کو برا سمجھتے کہ ہم استیجائیں۔

(بخاری: ۶۸ - مسلم: ۲۸۲۱)

## بند آواز سے بولنا اور بات دہرا دینا:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے، پھر آپ ہم سے اس وقت ملے جب نماز کا وقت آ پہنچا، ہم اس وقت (جلدی جلدی) وضو کر رہے تھے اور پاؤں کو (خوب دھونے کی بجائے) یوں ہی پونچھ رہے تھے، آپ نے یہ حال دیکھ کر بند آواز سے پکارا ”ایزیوں کے لیے دوزخ کا دہلیز ہے۔“ آپ نے ایسا دو تین بار کہا۔

(بخاری: ۶۰ - مسلم: ۲۴۱)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات کہتے تو تین بار کہتے تاکہ لوگ اس کو اچھی طرح سمجھ لیں اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لاتے تو ان کو سلام کرتے اور تین بار سلام کرتے۔ (بخاری: ۹۵)

## برائی پر اظہارِ ناراضی:

حضرت ابوسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے تو (جماعت سے) نماز پڑھنا مشکل ہو گیا ہے کیونکہ فلاں صاحب نماز بہت لمبی پڑھاتے ہیں۔ ابوسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی وعظ میں اس دن سے زیادہ غصے میں نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ”لوگو! تم نفرت دلانے لگے، دیکھو جو لوگوں کو نماز پڑھانے والی نماز پڑھائے اس لیے کہ ان میں کوئی بیمار ہوتا ہے، کوئی ضعیف اور کوئی کام کاج والا ہوتا ہے۔“

(بخاری: ۹۰ - مسلم: ۴۶۶)

## تشفی بخش جواب دینا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! محرم کون سے کپڑے پہنے؟ آپ نے فرمایا: ”قمیص، گھڑی، پانجامہ، کن ٹوپ اور موزہ نہ پہنو مگر جس کو جو تے نہ

میں وہ سوزے کو ٹٹنے کے نیچے تک کاٹ کر پھین سکتا ہے اور وہ کپڑا بھی (احرام میں) نہ پہنوں جس میں زعفران یا ورس لگی ہو۔“ (بخاری : ۱۵۹۲ - مسلم : ۱۱۷۷)

شاگردوں سے سوال کرنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور مسلمانوں کی یہی مثال ہے، مجھے بتاؤ کہ وہ کون سا درخت ہے؟ یہ سن کر لوگ جنگل کے درختوں کے بارے میں سوچنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن (بزرگ لوگ بیٹھے تھے اس لیے) مجھے شرم آئی، آخر صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ ہی بتائیں کہ وہ کونسا درخت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ کھجور کا درخت ہے۔“ (بخاری : ۶۱ - مسلم : ۲۸۱۱)

حسب شخصیت گفتگو کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اور معاذ رضی اللہ عنہ آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے فرمایا: ”اے معاذ بن جبل! انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول! حاضر ہوں، کیا حکم ہے؟ آپ نے تین بار معاذ کو پکارا پھر فرمایا: ”جو کوئی تجھے دل سے یہ گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں تو اللہ دوزخ کی آگ اس پر حرام کر دے گا۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ کر دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں، آپ نے فرمایا: ”ایسا کر دے گا تو وہ بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے اور عمل نہیں کریں گے۔“ پھر معاذ رضی اللہ عنہ نے گناہ ہونے کے ڈر سے مرتے وقت اس حدیث کو لوگوں سے بیان کر دیا۔ (بخاری : ۶۱ - مسلم : ۲۸۱۱)

ازالہ منکر میں فتنہ کی رعایت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے عائشہ! اگر تمہاری قوم کی جاہلیت کا زمانہ تازہ نہ ہوتا تو میں کعبہ کو گرانے کا حکم دیتا اور جتنا حصہ اس میں سے نکال دیا گیا ہے وہ شامل کر دیتا اور اس کی کرسی توڑ کر زمین کے برابر کر دیتا ہے۔ اس میں دو دروازے رکھتا

ایک مشرق کی جانب اور ایک مغرب کی طرف اور اسے اس بنیاد پر کھڑا کر دتا جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم کیا تھا۔ (بخاری: ۱۵۸۶۔ مسلم: ۱۳۳۳)

عورتوں کی الگ سے تعلیم:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عورتوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ مرد آپ کے پاس آنے میں ہم پر غالب آ گئے ہیں تو آپ اپنی طرف سے خاص ہمارے لیے کوئی دن مقرر کر دیجیے۔ آپ نے ان سے ایک دن ملنے کا وعدہ کیا، آپ نے اس دن ان کو نصیحت کی اور شریعت کے احکام بتائے۔ ان باتوں میں جو آپ نے انھیں بتلائی یہ بھی تھیں کہ تم میں سے جس عورت کے تین بچے مر جائیں تو آخرت میں وہ اس کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائیں گے، ایک عورت نے کہا کہ اگر وہ بچے مر جائیں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ بھی۔“ (بخاری: ۱۰۱۔ مسلم: ۲۶۳۳)

سواری پر بیٹھ کر وعظ کہنا:

۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات نیند سے جاگے تو فرمایا: ”سبحان اللہ! آج رات (آسمان سے دنیا میں) کیا کیا فتنے اترے اور کیا کیا رحمت کے خزانے کھلے، تم حجرے والیوں (بیویوں) کو عبادت کے لیے جگاؤ، اس لیے کہ بہت سی عورتیں جو دنیا میں پہنے اور اوڑھے ہوئے ہیں وہ آخرت میں ننگی ہوں گی۔“ (بخاری: ۱۱۵)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اخیر عمر میں ہم کو عشاء کی نماز پڑھائی، جب سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”تم نے اس رات کو دیکھا (اے یاد رکھنا) اب سے سو برس کے بعد جتنے لوگ اس وقت زمین پر ہیں ان میں سے کوئی نہیں رہے گا۔“ (بخاری: ۱۱۶۔ مسلم: ۲۵۳۷)

۳۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک گدھے پر، جس کا نام عقیق تھا، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: ”اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو

شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ اس شخص کو سزا نہ دے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔“ میں نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو خوشخبری نہ دے دوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں اگر ایسا کرو گے تو وہ بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے (یعنی عمل نہیں کریں گے)۔“ (بخاری: ۲۸۵۶۔ مسلم: ۳۰)

مجلس سے اٹھتے وقت کی دعا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مجلس سے اٹھتے تو اپنے اصحاب کے لیے یہ دعا کرتے:

«اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ عَشِيَّتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ مَعَاصِيكَ، وَ مِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّاتِكَ، وَ مِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّئُ بِهِ عَلَيْنَا مُحْسِنَاتِ الدُّنْيَا، وَ مَتَاعًا بِأَسْمَاعِنَا وَ أَبْصَارِنَا وَ قُورُنَا مَا أُحْيَيْتَنَا وَ أَحْيَلَهُ الْوَارِثُ مِنَّا، وَ اجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا، وَ انْظُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَ لَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا، وَ لَا تَحْغَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّمَنَا، وَ لَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَ لَا تَسْلُطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَوْ حَمْنَا» (ترمذی: ۳۵۰۲۔ صحیح الجامع: ۱۲۶۸)

”اے اللہ! تو ہمارے دل میں اپنی خشیت پیدا کر دے جس سے ہم تیری نافرمانی کرنے سے رک جائیں اور ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق دے جس سے ہم تیری جنت میں پہنچ جائیں اور ہمیں ایمان و یقین عطا کر جس سے دنیا کے مصائب ہمارے لیے آسان ہو جائیں، ہماری قوت سماع، قوت بصر اور جسمانی قوت زندگی بھر باقی رہے اور ہمارے وارثین کو بھی اسی طرح عطا کر جو ہم پر ظلم کرے اس سے تو بدل لے اور ہمارے دشمن پر فتح دے اور ہمارے دین میں مصیبت نہ پیدا کر اور دنیا کا حصول ہی ہماری سب سے بڑی فکر نہ بنا اور نہ اسے ہمارے علم کا مقصد بنا اور ہم پر ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا، اس نے کثرت سے شور و غل کیا مگر اٹھنے سے پہلے یہ دعا کی:

«سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَ



اَتُوْبُ الْبَنَاتِ» (احمد : ۱۰۶۲۰ - ترمذی : ۳۴۳۳)

”اے اللہ ! میں تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔“  
”تو اس سے اس مجلس میں جتنی لغزشیں ہوئی ہیں، سب معاف کر دی جاتی ہیں۔“

## ۲۔ طالب علم کے آداب

طالب علم کے لیے بیٹھنے کا طریقہ:

۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک آدمی آیا جس کے کپڑے انتہائی سفید تھے اور بال بہت سیاہ تھے۔ اس پر سفر کے آئے نہیں دکھائی دیتے تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا، وہ آکر نبی ﷺ کے پاس بیٹھ گیا، اپنے گھٹنے نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں سے ملا کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنی ہتھیلیوں کو اپنی رانوں پر رکھا۔.....“ (بخاری : ۵۰ - مسلم : ۸)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ باہر تشریف لائے تو عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تمہارے باپ حذافہ ہیں، پھر آپ بار بار فرمانے لگے کہ تم لوگ مجھ سے پوچھو، پوچھو۔“ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ حال دیکھ کر دو زانو (آپ کے سامنے ادب سے) بیٹھے اور کہنے لگے: ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے سے خوش ہیں، اس پر آپ چپ ہو گئے۔“ (بخاری : ۹۳)

تائیر سے آنے والے کو مجلس میں کہاں بیٹھنا چاہیے :

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک بار مسجد میں بیٹھے تھے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اتنے میں تین آدمی آئے۔ ان میں سے دو رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ایک باہر نکل آیا، پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہرے رہے، ان میں سے ایک نے تھوڑی سی جگہ حلقہ میں دھنکی اور وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے پاس جا کر بیٹھا اور تیسرا پیٹھ موڑ کر چلا گیا۔ حسب رسول اللہ ﷺ وعظ سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”کیا میں تینوں آدمیوں کا حال

تم کو نہ بتاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ کی پناہ لی، اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرے نے (اندر گھسنے میں لوگوں سے) شرم کی تو اللہ نے بھی اس سے شرم کی اور تیسرے نے منہ پھیر لیا تو اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔“ (بخاری: ۶۶۔ مسلم: ۲۱۷۶)

ذکر اور علم کی مجلسوں میں حلقہ بنا کر بیٹھنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو کچھ لیا کرو۔ صحابہ کرام نے کہا، جنت کی کیاری کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ذکر کے حلقے۔“ (احمد: ۱۲۵۵۱۔ ترمذی: ۳۵۱۰۔ دیکھیے سلسلۃ صحیحہ: ۲۱۹۶)

علماء اور بڑوں کی عزت کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ

بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ [الحجرات: ۲]

”اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز میں بات کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو) تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔“

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز حاضرین نبی ﷺ سے ملنے آیا۔ لوگوں نے اس کو جگہ دینے میں تاخیر کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔“

(ترمذی: ۱۹۹۔ بخاری الادب المفرد: ۳۶۳۔ دیکھیے سلسلۃ صحیحہ: ۱۹۹)

۳۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے علماء کو نہ پہچانے۔“ (حاکم: ۴۲۱۔ دیکھیے صحیح الترغیب والترہیب: ۹۵)

علماء کی بات سننے کے لیے خاموش رہنا:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں ان سے فرمایا: ”لوگوں کو خاموش کرو پھر فرمایا: ”(لوگو!) میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر تم کافر نہ بن جانا۔“  
(بخاری: ۱۶۶۱ - مسلم: ۶۵)

مسئلہ دوبارہ دریافت کر لینا:

ابن ابی مثنیہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جس بات کو وہ سن لیتیں اور سمجھ لیتیں اس کو دوبارہ بھی پوچھتیں تاکہ اچھی طرح سمجھ جائیں، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس سے حساب لیا جائے گا، اسے عذاب دیا جائے گا۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: ﴿فَسَوْفَ يُمْسَبُ بِحَسَابِهَا لَيْسَ﴾ [الانشقاق: ۸] ”اس کا حساب آسانی سے لیا جائے گا۔“

آپ نے فرمایا: ”وہ تو صرف پیشی ہے لیکن جس کا مناقشہ ہو گیا وہ تباہ ہو گیا۔“  
(بخاری: ۱۰۳۱ - مسلم: ۲۸۷۶)

قرآن مجید کا جو حصہ یاد ہو اس کی حفاظت کرنا:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم قرآن کی حفاظت کرو، اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں میری جان ہے! وہ اس سے بھی زیادہ نکل بھاگنے والا ہے جتنا کہ اونٹ اپنی ری کو پھڑا کر بھاگتا ہے۔“ (بخاری: ۵۰۳۳ - مسلم: ۲۸۷۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (علم کے) دو تھیلے سیکھے (یعنی دو طرح کے علم حاصل کیے) ایک تو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو میرا زخراکت دیا جائے۔ (بخاری: ۱۶۲۰)

دل حاضر رکھنا اور اچھی طرح سننا:

اللہ تعالیٰ فرمانا ہے:

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ﴾ [ق: ۳۷]

”اس میں ہر صاحب دلی کے لیے عبرت ہے اور اس کے لیے جو دل سے منہ پر ہو کر  
کان لگائے اور وہ حاضر ہو۔“

حصول علم کے لیے تواضع اختیار کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ  
ایک مرتبہ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص  
آیا اور کہنے لگا کہ کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو آپ سے بھی بڑا عالم ہو؟ حضرت موسیٰ نے  
کہا کہ میں تو نہیں جانتا (اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ جملہ پسند نہیں آیا) اس نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ  
ہمارا ایک بندہ خضر جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا: ان سے ملاقات کس طرح  
ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ایک بھلی ان کے لیے نشانی مقرر کر دی اور فرمایا کہ جب یہ بھلی کھو جائے  
تو لوٹ جاؤ، تم وہاں ان کو پاؤ گے، چنانچہ حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہما سمندر کے کنارے کنارے بھلی کے  
نشان پر روانہ ہوئے، ان کے خادم (یوشع) نے کہا کہ ہم پتھر سے ٹیک لگا کر آرام کر رہے تھے،  
وہیں میں بھلی بھول گیا تھا، دراصل شیطان نے مجھے بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کروں۔  
حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہی وہ جگہ ہے جس کی تلاش میں ہم نکلے تھے، چنانچہ وہیں سے اپنے  
قدموں کے نشان ڈھونڈتے ہوئے واپس لوٹے، وہاں حضرت خضر سے ملاقات ہوئی، انھیں دونوں کے  
بارے میں یہ قصہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ (بخاری: ۷۴ - مسلم: ۲۳۸۰)

علم کے لیے حرص:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن  
آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ”ابو ہریرہ! میں جانتا تھا کہ تم  
سے پہلے یہ بات کوئی مجھ سے نہیں پوچھے گا، کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ تمہیں حدیث سیکھنے کی بہت  
حرص ہے۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ میری سفارش کا حقدار وہ شخص ہوگا جس نے سچے دل  
سے لا الہ الا اللہ کہا۔“ (بخاری: ۹۹)

## علم کی باتیں:

۱۔ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ کے پاس کوئی کتاب ہے؟ انھوں نے کہا: کوئی کتاب نہیں سوائے اللہ کی کتاب کے یا وہ سمجھ جو مسلمان کو دی جاتی ہے (یعنی اللہ کی طرف سے ملتی ہے) یا جو اس صحیفے (ورق) میں لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ اس صحیفے (ورق) میں کیا لکھا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: دیت کا بیان اور قیدیوں کو چھڑانے کا بیان اور یہ ظلم کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔ (بخاری: ۱۱۱)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں مجھ سے زیادہ حدیث کا روایت کرنے والا کوئی نہیں، البتہ عبداللہ بن عمر نے بہت سی حدیثیں روایت کیں ہیں دراصل وہ لکھتے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ (بخاری: ۱۱۳)

## دوسرے سے سوال کرو الیہنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بہت مذی والاشغص تھا میں نبی ﷺ سے اس کا مسئلہ پوچھنے سے شرماتا تھا، لیوں کہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھی، چنانچہ میں نے مقداد بن اسود سے کہا کہ یہ مسئلہ دریافت کرو۔ چنانچہ انھوں نے آپ سے اس کا مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب مذی نکلے تو آدمی اپنی شرمگاہ دھولے اور وضو کر لے۔“ (بخاری: ۲۶۹۔ مسلم: ۳۰۳)

وعظ و نصیحت کے وقت امام سے قریب ہونا:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ذکر کی مجلسوں میں شرکت کرو اور امام سے قریب رہو، اس لیے کہ آدمی دور ہوتا جائے گا یہاں تک کہ وہ جنت میں بھی پیچھے رہے گا اگرچہ جنت میں داخل ہو جائے۔“ (ابوداؤد: ۱۱۰۸)

مجلس کے شروع و آداب کا خیال رکھنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفْتَحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْتَحُوا بِفَرَحٍ اللَّهُ لَكُمْ  
وَإِذَا قِيلَ لَكُمْ فَاسْكُتُوا فاسْكُتُوا بِرَقَدٍ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتُ

وَاللّٰهُ يَمَّا تَعْمَلُوْنَ حَيِيْرٌ ﴿۱۱﴾ | السّٰحٰدَةُ : ۱۱ |

”اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرو تو اشادگی پیدا کر دیا کرو، اللہ تمہیں کشادگی دے گا اور جب کہا جائے کہ انھ جاؤ تو تم انھ جیا کرو، اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیے گئے ہیں اور بے بلند کر دے گا اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) خبردار ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی کسی آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھنے بلکہ تم پھیل جاؤ اور کشادگی پیدا کرو۔“

(بخاری: ۲۶۷۰۔ مسلم: ۱۲۷۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص اپنے بیٹھنے کی جگہ سے اٹھ جائے پھر وہیں واپس آ جائے تو وہ وہاں بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے۔“ (مسلم: ۲۱۷۹)

حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے تو مجلس کے اخیر میں بیٹھ جاتے۔“ (ابوداؤد: ۴۷۲۵۔ ترمذی: ۲۷۲۵)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھا جائے۔“ (ابوداؤد: ۴۸۴۴)

حضرت شریذ بن سیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے، اس وقت میں اپنا بایاں ہاتھ اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ کر اس پر ٹک لگائے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہے؟“ (احمد: ۱۹۶۸۳۔ ابوداؤد: ۴۸۴۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تین آدمی ہوں تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں اس لیے کہ اس سے اس کو غم لاحق ہوگا۔“

(بخاری: ۶۲۹۰۔ مسلم: ۲۱۸۴)



## باب دوم

### فقہ الکتاب والسنة

۱۔ فضائل

۲۔ اخلاق

۳۔ آداب

۴۔ اذکار

۵۔ دعائیں



ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّذِينَ هُمْ أَقْوَمُ وَيُخَذِّبُ الَّذِينَ الَّذِينَ يَكُونُونَ الصَّالِحِينَ  
أَنَّهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝ فَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝﴾  
[الاسراء: ۹۰-۹۱]

”یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوش خبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے اور یہ کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔“



www.KitaboSunnat.com



## ۱۔ کتاب الفضائل

یہ مندرجہ ذیل عناوین پر مشتمل ہے:

۱۔ فضائل ایمان

۲۔ فضائل عبادات

فضائل عبادات میں ان چیزوں کا بیان ہے:

۱۔ فضائل صلوٰۃ

۲۔ فضائل زکوٰۃ

۳۔ فضائل روزہ

۳۔ فضائل حج و عمرہ

۵۔ فضائل جہاد

۶۔ فضائل ذکر

۷۔ فضائل دعا

۳۔ فضائل معاملات

۴۔ فضائل معاشرت

۵۔ فضائل اخلاق

۶۔ فضائل قرآن کریم

۷۔ فضائل نبی کریم ﷺ

۸۔ فضائل اصحاب النبی ﷺ



ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ  
كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأَتُوا بِهِ  
مُتَسَاءِلِينَ ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَنْوَاعٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾  
[البقرة: ۲۵]

”اور ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں کی خوش خبری  
دے دو جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جب کبھی وہ پھلوں کا رزق  
دیے جائیں گے اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے سوے دیے جائیں گے  
تو کہیں گے کہ یہ وہی ہے جو اس سے پہلے ہم کو دیا گیا تھا اور ان کے لیے  
صاف ستھری بیویاں ہیں اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔“



## ۱۔ کتاب الفضائل

یہاں ہم نے قرآن کریم کی ان آیات اور صحیح احادیث کو نقل کیا ہے جو اعمال کے فضائل کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں اور جن سے اللہ کا تقرب حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ان کو پڑھ کر آدمی کے دل میں عبودیت کا شوق بڑھتا ہے، بدن و روح میں پھرتی آتی ہے اور سستی دور ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ [البقرة: ۲۵]

”اور ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں کی خوش خبری دو، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جب کبھی وہ پھلوں کا رزق دئے جائیں گے اور ایک دوسرے سے ملنے پہنچنے سے دئے جائیں گے تو کہیں گے کہ یہ وہی ہے جو ہم اس سے پہلے دیے گئے تھے، اور ان کے لیے صاف ستھری بیویاں ہیں اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔“

اخلاص اور حسن نیت کی فضیلت:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ كُفَّاءً وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ﴾ [البينة: ۴۵]

”انہیں یہی علم دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں

۲۔ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایمان کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر آدمی کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے نیت کی۔ پس جس کی (نیت) ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے، اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کمانے کے لیے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہے، اس کی ہجرت ان ہی کاموں کے لیے ہوگی۔" (بخاری: ۵۴۔ مسلم: ۱۶۰۷)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے یہ حدیث قدسی نقل کی ہے: ”اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور برائیوں دونوں کو لکھا پھر اسے واضح کر دیا، لہذا جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اپنے ہاں اس کے لیے ایک پوری نیکی لکھتا ہے اور اگر اس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اپنے ہاں اس کے لیے دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا تک لکھتا ہے اور اگر اس نے برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پاس ایک پوری نیکی لکھتا ہے اور اگر اس نے برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک ہی برائی لکھتا ہے۔“ (بیعاری: ۶۶۹، مسلم: ۱۳۱)

## ۱۔ فضائل الایمان

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿سَابِقُوا إِلَىٰ مَوْقِدٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿١٠٠﴾

1 2 3 4 5 6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100 101 102 103 104 105 106 107 108 109 110 111 112 113 114 115 116 117 118 119 120 121 122 123 124 125 126 127 128 129 130 131 132 133 134 135 136 137 138 139 140 141 142 143 144 145 146 147 148 149 150 151 152 153 154 155 156 157 158 159 160 161 162 163 164 165 166 167 168 169 170 171 172 173 174 175 176 177 178 179 180 181 182 183 184 185 186 187 188 189 190 191 192 193 194 195 196 197 198 199 200 201 202 203 204 205 206 207 208 209 210 211 212 213 214 215 216 217 218 219 220 221 222 223 224 225 226 227 228 229 230 231 232 233 234 235 236 237 238 239 240 241 242 243 244 245 246 247 248 249 250 251 252 253 254 255 256 257 258 259 260 261 262 263 264 265 266 267 268 269 270 271 272 273 274 275 276 277 278 279 280 281 282 283 284 285 286 287 288 289 290 291 292 293 294 295 296 297 298 299 300 301 302 303 304 305 306 307 308 309 310 311 312 313 314 315 316 317 318 319 320 321 322 323 324 325 326 327 328 329 330 331 332 333 334 335 336 337 338 339 340 341 342 343 344 345 346 347 348 349 350 351 352 353 354 355 356 357 358 359 360 361 362 363 364 365 366 367 368 369 370 371 372 373 374 375 376 377 378 379 380 381 382 383 384 385 386 387 388 389 390 391 392 393 394 395 396 397 398 399 400 401 402 403 404 405 406 407 408 409 410 411 412 413 414 415 416 417 418 419 420 421 422 423 424 425 426 427 428 429 430 431 432 433 434 435 436 437 438 439 440 441 442 443 444 445 446 447 448 449 450 451 452 453 454 455 456 457 458 459 460 461 462 463 464 465 466 467 468 469 470 471 472 473 474 475 476 477 478 479 480 481 482 483 484 485 486 487 488 489 490 491 492 493 494 495 496 497 498 499 500 501 502 503 504 505 506 507 508 509 510 511 512 513 514 515 516 517 518 519 520 521 522 523 524 525 526 527 528 529 530 531 532 533 534 535 536 537 538 539 540 541 542 543 544 545 546 547 548 549 550 551 552 553 554 555 556 557 558 559 560 561 562 563 564 565 566 567 568 569 570 571 572 573 574 575 576 577 578 579 580 581 582 583 584 585 586 587 588 589 590 591 592 593 594 595 596 597 598 599 600 601 602 603 604 605 606 607 608 609 610 611 612 613 614 615 616 617 618 619 620 621 622 623 624 625 626 627 628 629 630 631 632 633 634 635 636 637 638 639 640 641 642 643 644 645 646 647 648 649 650 651 652 653 654 655 656 657 658 659 660 661 662 663 664 665 666 667 668 669 670 671 672 673 674 675 676 677 678 679 680 681 682 683 684 685 686 687 688 689 690 691 692 693 694 695 696 697 698 699 700 701 702 703 704 705 706 707 708 709 710 711 712 713 714 715 716 717 718 719 720 721 722 723 724 725 726 727 728 729 730 731 732 733 734 735 736 737 738 739 740 741 742 743 744 745 746 747 748 749 750 751 752 753 754 755 756 757 758 759 760 761 762 763 764 765 766 767 768 769 770 771 772 773 774 775 776 777 778 779 780 781 782 783 784 785 786 787 788 789 790 791 792 793 794 795 796 797 798 799 800 801 802 803 804 805 806 807 808 809 810 811 812 813 814 815 816 817 818 819 820 821 822 823 824 825 826 827 828 829 830 831 832 833 834 835 836 837 838 839 840 841 842 843 844 845 846 847 848 849 850 851 852 853 854 855 856 857 858 859 860 861 862 863 864 865 866 867 868 869 870 871 872 873 874 875 876 877 878 879 880 881 882 883 884 885 886 887 888 889 890 891 892 893 894 895 896 897 898 899 900 901 902 903 904 905 906 907 908 909 910 911 912 913 914 915 916 917 918 919 920 921 922 923 924 925 926 927 928 929 930 931 932 933 934 935 936 937 938 939 940 941 942 943 944 945 946 947 948 949 950 951 952 953 954 955 956 957 958 959 960 961 962 963 964 965 966 967 968 969 970 971 972 973 974 975 976 977 978 979 980 981 982 983 984 985 986 987 988 989 990 991 992 993 994 995 996 997 998 999 1000 1001 1002 1003 1004 1005 1006 1007 1008 1009 1010 1011 1012 1013 1014 1015 1016 1017 1018 1019 1020 1021 1022 1023 1024 1025 1026 1027 1028 1029 1030 1031 1032 1033 1034 1035 1036 1037 1038 1039 1040 1

”دورِ اپنے رب کی مغفرت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین کی وسعت کے برابر ہے، یہ ان کے لیے بنائی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، یہ

اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔“

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾

[الکھف: ۱۰۷]

”جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے کام بھی اچھے کیے، یقیناً ان کے لیے فردوس کے

باغات کی مہمان نوازی ہے۔“

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟

آپ نے فرمایا: ”اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔“ کہا گیا: پھر کون سا عمل؟ آپ نے

فرمایا: ”اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔“ کہا گیا: پھر کون سا عمل؟ آپ نے فرمایا: ”حج مبرور

یعنی (مقبول حج)۔“

۴۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اچھی طرح وضو کیا

اس کی خطائیں اس کے جسم سے نکل جاتی ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخن کے نیچے سے بھی

نکل جاتی ہیں۔“ (مسلم: ۲۴۵)

## ۲۔ فضائل عبادات

### وضو کی فضیلت:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو

کیا اور بہت اچھا وضو کیا تو اس کے جسم سے سارے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ ناخنوں کے نیچے

سے بھی۔“

### وضو میں داہنے ہاتھ سے شروع کرنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ہر کام میں داہنے ہاتھ سے شروع کرنا اچھا

لگتا تھا۔ جو اپنے میں، کنگھی کرنے میں اور طہارت حاصل کرنے میں۔“ (بخاری: ۱۶۸)

(مسلم: ۲۶۸)

## وضو کے بعد نماز کی فضیلت:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے دیکھا: ”جو بھی مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر کھڑے ہو کر انتہائی دل جمعی اور خشوع و خضوع سے دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“ (مسلم: ۲۳۴)

## اذان کی فضیلت:

عبداللہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ”میں دیکھتا ہوں کہ تم کو صحرا و جنگل میں رہنا اور مکریاں چرانا پسند ہے، لہذا جب تم اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو اور اذان دو تو بلند آواز سے اذان دو، کیوں کہ جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے اور اس کو سن کر اور آدمی یا اور کوئی سنتا ہے تو وہ قیامت کے دن اس پر گواہی دے گا۔“ ابو سعید نے کہا کہ میں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ (بخاری: ۶۰۹)

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگ وہ ثواب جان لیتے جو اذان اور صف اول میں ہے پھر بغیر قرعہ والے اس کو ناپا سکتے، تو بیشک اس پر قرعہ ڈالتے۔“ (بخاری: ۶۱۵۔ مسلم: ۴۳۷)

۲۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مؤذن کی گردن قیامت کے دن سب سے لمبی ہوگی۔ (مسلم: ۳۸۷)

## ۱۔ نماز کے فضائل

چل کر نماز کے لیے جانا اور مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جماعت سے نماز پڑھنے سے گھر میں یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے اور مسجد آتا ہے۔ اس کا مقصد صرف نماز پڑھنا ہوتا ہے تو وہ دو لمبی قدم اٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ مسجد پہنچ جائے، پھر جب مسجد میں پہنچ جاتا ہے تو جب تک نماز اس کو روکے رہتی ہے،

وہ نماز ہی لی حالت میں ہوتا ہے۔ جب تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے، فرشتے اس کے لیے یہ دعا کرتے رہتے ہیں (وہ کہتے ہیں): ”اے اللہ! اس کو معاف کر دے اور اے اللہ! اس پر رحم کر۔“ جب تک کہ وہ کسی کو تکلیف نہ دے اور اس کا وضو نہ ٹوٹے۔“ (بخاری: ۴۷۷۔ مسلم: ۶۴۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جماعت سے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے بہتر گنا افضل ہے۔“ (بخاری: ۶۴۵۔ مسلم: ۶۵۰)

### صبح و شام مسجد بنانے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص صبح و شام مسجد (نماز کے لیے) جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے مہمان نوازی کا اہتمام کرے گا، جب وہ صبح و شام جائے گا۔“ (بخاری: ۶۶۲۔ مسلم: ۶۶۹)

### سکون و وقار سے مسجد میں آنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کے لیے تکبیر کہہ دی جائے تو تم دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ سکون اور وقار سے آؤ، پھر جو نماز ملے اس کو پڑھو اور جو فوت ہو جائے اس کو پوری کر لو، اس لیے کہ تم میں سے کوئی شخص نماز کا قصد کرتا ہے تو وہ نماز ہی کی حالت میں ہوتا ہے۔“ (بخاری: ۶۳۶۔ مسلم: ۶۰۲)

### آمین کہنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص آمین کہتا ہے اور فرشتے بھی آسمان میں آمین کہتے ہیں تو دونوں کی آمین کہنے کی آوازیں مل جاتی ہیں تو اس نے اگلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ (بخاری: ۷۸۱۔ مسلم: ۴۱۰)

### وقت پر نماز پڑھنے کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا مثل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وقت پر نماز پڑھنا۔“

## نجر اور عصر پڑھنے کی فضیلت:

- ۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے یہ دونوں ٹھنڈی نمازیں (نجر اور عصر) پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔“ (بخاری: ۵۷۴، مسلم: ۶۳۵)
- ۲۔ حضرت ابوبصرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ((مخمس)) میں عصر کی نماز پڑھائی پھر فرمانے لگے کہ یہ نماز تم سے پہلے لوگوں پر پیش کی گئی تھی لیکن انھوں نے اسے ضائع کر دیا، پس جس نے اس کی حفاظت کی اس کو دو گنا اجر ملے گا۔“ (مسلم: ۸۳۰)

## عشاء اور فجر باجماعت پڑھنے کی فضیلت:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی اس نے گویا آدھی رات نماز پڑھی اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے ادا کی اس نے گویا پوری رات نماز پڑھی۔“ (مسلم: ۶۵۶)

## نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں، جس سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کر دیتا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ہاں، اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا: ”وشوار و تاپسندیدہ حالت میں بھی کامل وضو کرنا، مسجدوں تک دور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس یہ رباط ہے (جس سے تم اپنے آپ کو باندھ لو)۔“ (مسلم: ۲۵۱)

## بعد از فجر نماز کی جگہ بیٹھ رہنے کی فضیلت:

سہاک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہاں! اکثر بیٹھا کرتا تھا، آپ جس جگہ فجر کی نماز پڑھتے وہاں سے اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے جب تک سورج طلوع نہ ہو جاتا، پھر جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ کھڑے ہوتے۔“ (مسلم: ۶۷۰)



## جمعہ کے دن کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوا، چھ دن ہے۔ اسی دن آدم (علیہ السلام) پیدا ہوئے۔ اسی دن جنت میں داخل کیے گئے۔ اسی دن جنت سے نکالے گئے اور قیامت جمعہ ہی کے دن آئے گی۔“ (مسلم: ۸۵۴)

بروز جمعہ غسل کرنے، خطبہ سننے اور نماز پڑھنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے غسل کیا پھر جمعہ کی نماز کے لیے آیا پھر نفل نماز پڑھی جتنا کہ اس کے لیے مقدر کیا گیا ہے، پھر خاموش رہا یہاں تک کہ امام اپنے خطبے سے فارغ ہو جائے، پھر امام کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور تین دن کے مزید بھی۔“ (مسلم: ۸۵۷)

جمعہ کے دن ایک گھڑی کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا، پھر فرمایا: ”اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جب کوئی مسلمان بندہ اس میں نماز پڑھتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا کرے گا۔“ تنبیہ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: ”ہاتھ سے اشارہ کر کے آپ نے یہ بتایا کہ وہ ساعت تھوڑی ہے۔“

## سفن مؤکدہ کی فضیلت:

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو مسلمان بھی فرض نمازوں کے علاوہ روزانہ بارہ نفل رکعتیں اللہ کے لیے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا یا (آپ نے فرمایا: اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔“ حضرت ام حبیبہ کہتی ہیں: ”میں اس حدیث کو سننے کے بعد برابر نفل نمازیں پڑھتی رہی۔“ (مسلم: ۷۶۸)

## نماز تہجد کی فضیلت:

۱۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿لَتَنَجَّافِي جُنُوبَهُمْ مِنَ الْمَآءِ يَدْعُونَ لَهُمْ تَوْفِيقًا وَطَعَامًا وَيَوْمَ تَرْفَعُ قُلُوبُهُمْ يَقْظُونَ ۖ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مِمَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۚ جَزَاءُ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

[السجدة: ۱۶-۱۷]

”ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں۔ اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نفس نہیں چاہتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے پوشیدہ کر رکھی ہے جو کچھ وہ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔“

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزہ محرم کا ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی ہے۔“  
(مسلم: ۱۱۶۳)

رات کے آخری حصہ میں وتر کی نماز پڑھنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس بات سے ڈرے کہ رات کے آخری حصے میں اٹھ نہیں سکے گا تو وہ رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھے اور جو یہ طمع کرے کہ رات کے آخری حصہ میں اٹھے گا، وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے، اس لیے کہ رات کے آخری حصہ میں نماز پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔ (یعنی اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔“ (مسلم: ۷۵۵)

رات میں دعا، نماز اور ذکر کی فضیلت:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر رات نچلے آسمان پر اترتا ہے۔ جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اور فرماتا ہے: ”کون ہے جو مجھ سے دعا کرے، میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے؟ جو مجھ سے مانگے، میں اسے عطا کروں۔ کون ہے؟ جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اسے بخش دوں۔“ (بخاری: ۱۱۴۵-۷۵۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: رات میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر اس میں کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو عطا کر دیتا ہے اور یہ ہر رات میں ہے۔“ (مسلم: ۷۵۷)

### چاشت کی نماز کی فضیلت اور اس کا افضل وقت:

۱۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص کے ہر روز چ صدقہ ہے۔ ہر سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، ہر لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان سب کے لیے کافی ہیں۔“ (مسلم: ۷۲۰)

۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اوائین کی نماز (پشت کی نماز) اس وقت ہے جب اونٹنی کے بچے کے پیر زمین گرم ہو جانے کی وجہ سے جلنے لگیں۔“ (مسلم: ۷۴۸)

### کثرت سے سجدہ کرنے اور اس میں دعا کرنے کی فضیلت:

حضرت ربیعہ بن کعب السلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزارتا تھا۔ میں آپ کے لیے وضو پانی لاتا اور آپ کی ضرورت پوری کرتا۔ آپ نے (ایک مرتبہ) مجھ سے کہا: ”ہائیکو“ میں نے کہا: ”میں آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”کیا اس کے عداود کوئی مطالبہ ہے؟“ میں نے کہا: بس یہی۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تم کثرت سے سجدہ کر کے اپنے لیے میری مدد کرو۔“ (مسلم: ۴۸۹)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ کے لیے کثرت سے سجدہ کرو، اس لیے کہ تم اللہ کے لیے جو بھی سجدہ کرو گے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تمہیں ایک درجہ بلند کرے گا اور تمہارا ایک گناہ مٹا دے گا۔“ (مسلم: ۴۸۸)

### گھ میں نماز نفل پڑھنے کی فضیلت:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے گھروں میں نماز

پڑھا کرو، اس لیے کہ فرض نماز کو چھوڑ کر بقیہ نمازیں گھر میں پڑھتا بہتر ہے۔“

(بخاری : ۷۳۱ - مسلم : ۷۸۱)

### فرائض و نوافل ادا کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”جو میرے کسی دلی سے دشمنی رکھے، میں اس کو خیر کیے دیتا ہوں کہ میں اس سے لڑوں گا اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں، جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔ (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں مثلاً، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ (فرض ادا کرنے کے بعد) نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، چنانچہ میں اس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ چنانچہ وہ اگر مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں۔ اگر (دشمن یا شیطان سے) میری پناہ چاہتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں۔ مجھ کو کسی کام میں جس کو میں کرنا چاہتا ہوں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا اپنے مسلمان بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ موت کو برا سمجھتا ہے اور مجھے بھی اس کو تکلیف دینا برا لگتا ہے۔ (بخاری : ۶۵۰۲)

### فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد ذکر کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ، تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہا اور یہ ننانوے ہونے پھر سو پورا کرنے کے لیے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ کہا تو اس کی غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ (مسلم : ۵۹۷)

### جنازہ کے ساتھ جانا، اس پر نماز پڑھنا اور دفن کرنے میں شریک ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایمان رکھ کر اور

ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا اور ہر قیراط اتنا بڑا ہے جتنا احد کا پہاڑ اور جو شخص جنازہ پر نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ آئے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔

(بخاری : ۴۷ - مسلم : ۹۴۵)

جس کے جنازہ میں سویا چالیس آدمی شریک ہوئے :

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس میت پر سو مسلمان نماز پڑھ لیں اور سب اس کے لیے سفارش کریں تو اس کے لیے ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔“

(مسلم : ۹۴۷)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ب کوئی مسلمان مر جائے اور اس کی نماز جنازہ چالیس آدمی پڑھ لیں جو اللہ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کرتے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ان کی سفارش قبول کرے گا۔ (مسلم : ۹۴۸)

مرگ عزیز پر صبر کی فضیلت :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں دنیا میں اپنے مومن بندے کے کسی عزیز کی روح قبض کرنا ہوں پھر وہ صبر کرتا ہے تو میرے پاس اس کا بدلہ جنت ہی ہے۔“ (بخاری : ۶۴۶۴)

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت :

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے، سوائے مسجد حرام کے۔“ (بخاری : ۱۱۹ - مسلم : ۱۳۹۴)

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نماز سے افضل ہے، سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔“ (أحمد : ۱۴۷۵۰ - دیکھئے ارواء الغلیل : ۱۱۶۹ - ابن ماجہ : ۱۴۰۶)

## بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی فضیلت:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آپس میں یہ بحث کر رہے تھے کہ مسجد نبوی افضل ہے یا مسجد بیت المقدس، اسے میں آپ نے فرمایا: ”میری اس مسجد میں ایک نماز بیت المقدس کی مسجد میں چار نمازوں سے افضل ہے اور وہ بھی کیا جی بہتر نماز پڑھنے کی بندہ ہے۔“  
(حاکم: ۸۵۵۳۔ سلمۃ صحیحہ: ۲۹۰۲)

## مسجد قباء میں نماز پڑھنے کی فضیلت:

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنے گھر میں طہارت حاصل کی پھر مسجد قباء آیا اور اس میں نماز پڑھی تو اس کو ایک عمر کا ثواب ملے گا۔“  
(نسائی: ۶۹۹۔ ابن ماجہ: ۱۴۱۲)

## ۲۔ زکوٰۃ کے فضائل

### زکوٰۃ ادا کرنے کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ [البقرة: ۲۷۷]

”یشک جو لوگ ایمان کے ساتھ نیک کام کرتے ہیں، نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ ان پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا آتَيْنَهُمْ مِنْ زَكَاةٍ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ﴾ [الروم: ۳۹]

”اور جو کچھ صدقہ زکوٰۃ تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے دو تو ایسے ہی لوگ (بنا مال) دوچہہ کرنے والے ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ أَمْرَ اللَّهِ بِالْأَمَلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٧٤﴾ [البقرة: ٢٧٤]

”بولوں اپنے مالوں کو رات دن چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں، ان کے لیے ان کے رب تعالیٰ کے پاس اجر ہے۔ نہ انھیں خوف ہے اور نہ غمگینی۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَخْذُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّى عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٣﴾ [التوبة: ١٠٣]

”آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے، جس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے لیے دعا کیجیے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا اور خوب جانتا ہے۔“

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جب میں اسے کروں تو جنت میں چلا جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ”تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نمازیں پڑھو، فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔“ اس نے کہا: اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں اس سے زیادہ نہیں کروں گا، جب وہ مڑ کر جائے گا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کو یہ پسند ہو کہ وہ اہل جنت میں سے کسی آدمی کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔“ (بخاری: ۱۳۹۷، مسلم: ۱۴)

### حلال کمائی سے خیرات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص حلال کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ حلال کمائی ہی کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے، پھر صدقہ دینے والے کے فائدہ کے لیے اس کو پالتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی اپنا بچہ پالتا ہے، یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔“

(بخاری: ۱۴۱۰، مسلم: ۱۰۶۴)

### ۳۔ روزہ کے فضائل

#### ماہ رمضان کی فضیلت :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔“ ایک روایت میں ہے کہ ”جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔“ (بخاری: ۱۸۹۹۔ مسلم: ۱۰۷۹)

#### روزے کی فضیلت :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم کا ہر نیک عمل اس کے لیے ہے لیکن روزہ خالص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ گناہوں سے ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو بخش دے گا۔ تیس نہ کرے اور نہ شور و غل کرے۔ اگر کوئی اس کو گال دے یا اس سے لڑے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے۔ اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بوا اللہ تعالیٰ بوسٹک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک تو روزہ کھولنے وقت خوش ہوتا ہے دوسرے جب وہ اپنے مالک سے ملے گا تو روزے کا ثواب دیکھ کر خوش ہوگا۔“ (بخاری: ۱۹۰۴۔ مسلم: ۱۱۵۱)

#### روزہ دار کی فضیلت :

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازے کا نام ’ریان‘ ہے اس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔“ (بخاری: ۳۲۵۷۔ مسلم: ۱۱۵۲)

#### رمضان کے روزے کی فضیلت :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رمضان کا روزہ ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رکھا تو اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ (بخاری: ۳۸۶۔ مسلم: ۷۵۹)



### رمضان میں شب بیداری کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رمضان میں (رات کو) نیت کی نیت سے قیام کیا اس کے اگلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ (بخاری: ۳۷، مسلم: ۷۵۹)

### شب قدر میں قیام کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ نیت کی نیت سے قیام کیا تو اس کے اگلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ (مسلم: ۱۱۶۹)

### ہرمہینے کے تین دنوں میں روزہ رکھنے کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تم ہرمہینا کے تین دن روزہ رکھو، اس لیے کہ نیکی دس گنا کر دی جاتی ہے اور یہ ہمیشہ روزہ رکھنے کے مثل ہے۔“ (بخاری: ۱۹۷۶، مسلم: ۱۱۵۹)

### ۳۔ حج و عمرہ کے فضائل

#### عشرہ ذوالحجہ کے فضائل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان ایام سے بڑھ کر کسی بھی ایام میں کوئی عمل افضل نہیں، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جہاد بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں جہاد بھی نہیں، سوائے اس کے کہ کوئی آدمی اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کے لیے جائے اور ان میں سے کسی چیز کے ساتھ واپس نہ آئے۔“ (بخاری: ۹۶۰۹)

اور ایک روایت میں ہے کہ ”کوئی بھی ایام ایسے نہیں ہیں، جن میں نیک عمل اللہ کے نزدیک ان دن ایام سے زیادہ پسندیدہ ہوں۔“ (ترمذی: ۷۵۷۱)

## حج مقبول کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص اللہ کے لیے حج کرے اور شہوت اور گناہ کی باتیں نہ کرے تو وہ ویسا ہی پاک ہو کر لوٹے گا جیسے اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔“ (بخاری: ۱۵۲۱۔ مسلم: ۱۳۵۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔“ کہا گیا: پھر کون سا عمل؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔“ کہا گیا: پھر کون سا عمل؟ آپ نے فرمایا: ”مقبول حج۔“ (بخاری: ۱۵۱۹۔ مسلم: ۸۳)

## عورتوں کے لیے سب سے افضل جہاد:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم سب جانتے ہیں کہ جہاد سب سے افضل عمل ہے (تو کیا ہم بھی جہاد کریں؟) آپ نے فرمایا: (عورتوں کا) افضل جہاد مقبول حج ہے۔“ (بخاری: ۱۵۲۰)

## عمرہ کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک عمرہ سے لے کر دوسرے عمرہ تک جتنے گناہ ہوتے ہیں، وہ سب عمرہ کی وجہ سے فتم ہو جاتے ہیں اور مقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔“ (بخاری: ۱۷۷۳۔ مسلم: ۱۳۴۹)

## ۵۔ جہاد کے فضائل

### اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْبَقَاةُ - يُقاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ - وَعَدًا عَلَيْهِمْ عَلَىٰ الشَّعِيرَةِ وَأَلَّا يُحْمِلُوا الْقُرْآنَ ۖ وَمَنْ أُوْلَٰئِكَ فَهُمْ رَجُلٌ﴾

أُولَى بِعَبْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَأَسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ۖ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾

[التوبة: ١١١]

”بل شہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو، اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔ اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے، تو رات میں، انجیل میں اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے، خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔“

صبح و شام اللہ کی راہ میں چلنے کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں صبح و شام کا ٹکٹا ساری دنیا سے اور دنیا میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے۔“ (بخاری: ۲۷۹۲۔ مسلم: ۱۸۸۰)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں صبح و شام کا ٹکٹا ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوا۔“ (مسلم: ۱۸۸۳)

فی سبیل اللہ طبعی موت بھی شہادت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ [النساء: ۱۰۰]

”اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف نکل کھڑا ہوا، پھر اسے موت نے آجڑا تو یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ثابت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَيْفَ تَقُولُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لِمَغْفِرَةٍ مِنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٍ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ۖ وَيَتَذَكَّرُ أَفْئِدَتُمْ إِلَى اللَّهِ تَتَذَكَّرُونَ﴾ [آل عمران: ۱۵۷-۱۵۸]

”تم اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیے جاؤ یا اپنی موت مرو تو بے شک اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت اس سے بہتر ہے جسے یہ جمع کر رہے ہیں۔ بالیقین خواہ تم مرجاؤ یا مارا ڈالے جاؤ، لوٹائے تو اللہ ہی کی طرف جاؤ گے۔“

ارادہ جہاد کی فضیلت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک جنگ میں تھے، آپ نے فرمایا: ”کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے مگر ہم جس گھٹلی یا میدان میں چلے وہ گویا ہمارے ساتھ تھے کیونکہ وہ عذر کی وجہ سے رک گئے (انھیں جہاد کا ثواب ملے گا)۔“ (بخاری: ۲۸۳۹)

غازی کے لیے سامان تیار کرنے والے کی فضیلت:

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے جہاد کے لیے کسی غازی کا سامان تیار کیا، اس نے گویا خود جہاد کیا اور جس نے غازی کے ہر اس کے پیچھے خبر رکھی اس نے گویا خود جہاد کیا۔“ (بخاری: ۲۸۴۳۔ مسلم: ۱۸۹۵)

اللہ کی راہ میں جان و مال خرچ کرنے کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نِيلاً إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْحَسَنِينَ ﴾ | التوبة: ۱۲۰-۱۲۱

”مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گرد و پیش ہیں ان کو یہ زیان نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جان کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں اور نہ اس سبب سے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو ننگان پٹنی اور جو بھوک لگی اور جو کسی ایسی جگہ چلے جو کفار کے لیے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمن کی جو خبر لی ان سب پر ان کے نام نیک کام لکھا گیا، یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا اور

جو کچھ پتھرا بڑا انھوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان انھوں نے طے کیے یہ سب ان کے

نام لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔“

۲۔ حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس کے

قدم اللہ کی راہ میں غیر آلود ہوئے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم حرام کر دے گا۔“

(بخاری : ۹۰۷)

### اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

”مَثَلُ الَّذِي يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَثْبَتَتْ سَبْعَ سَائِلٍ فِي كُلِّ

”سَبْكَةٍ فَإِنَّهُ حَبَّةٌ وَاللَّهُ يُضَعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ“ [البقرہ : ۲۶۱]

”جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس

میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا

چاہا کر دے اور اللہ تعالیٰ کثرت والی والا اور علم والا ہے۔“

حضرت ابو مسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی ایک تھیل لگی ہوئی اونٹنی نبی ﷺ کے

پاس آیا اور کہنے لگا : یہ اللہ کی راہ میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”قیامت کے دن اس کے

بدلے آسمان سات سو اونٹیاں ملیں گی اور سب کو تھیل لگی ہوئی۔“ (مسلم : ۱۸۹۶)

### شہید کی فضیلت :

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”وَلَا تَحْزَنْ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَالُهُمْ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُدْعَوْنَ“

”فَجَبْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَتَذَكَّرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ“

”لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ“ ”يَتَذَكَّرُونَ بِخَيْرِمْ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلِهِ“ ”وَأَنَّ اللَّهَ لَا

يُخَيِّبُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ“ [آل عمران : ۱۶۹-۱۷۱]

”اور نہ لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے، ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں، بلکہ وہ زندہ ہیں۔

اپنے رب کے پاس روزیاں دیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل جو انھیں دے

رکھا ہے، اس سے بہت خوش ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں ان لوگوں کی بابت جواب تک ان سے نہیں ملے (بلکہ) ان کے پیچھے ہیں۔ یوں کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہیں۔ وہ خوش ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس سے بھی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اجر کو برباد نہیں کرتا۔“

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا، آپ مجھے بتائیں کہ اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں تو کیا میرے گناہ اس کی وجہ سے بخش دیے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، بشرطیکہ تم صبر کرنے والے بنو، ثواب کی امید رکھو اور آگے بڑھنے والے بنو پیچھے ہٹنے والے نہیں، لیکن اگر تمہارے اوپر قرض ہے تو وہ معاف نہیں ہو گا اس لیے کہ جبریل علیہ السلام نے ابھی مجھے اس کی خبر دی ہے۔“ (مسلم: ۱۸۸۵)

## ۶۔ ذکر کے فضائل

### ذکر کی فضیلت:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾

[الأنعام: ۶۸]

”جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، یاد رکھو اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔“

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس رہتا ہوں جو وہ میرے ہارسے میں رکھتا ہے اور میں اس کے ساتھ رہتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، لہذا اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد دلاتا ہے تو میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ میرا ذکر لوگوں میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر ایسے لوگوں میں کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہیں (یعنی فرشتوں میں) اور اگر وہ ایک ہاشتائے سمی سے قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس

کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔“ (بخاری: ۷۴۰۵۔ مسلم: ۲۶۷۵)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کو یاد کرتا ہے اس کی مثال زندہ کنی ہے اور جو اللہ کو یاد نہیں کرتا اس کی مثال مردہ کنی ہے۔ (بخاری: ۶۴۰۷)

**ہمیشہ ذکر کرنے کی فضیلت:**

حضرت حفصہ اسیدی رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ میں اور حضرت ابو بکر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! حظلہ کو نفاق لاحق ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کیوں؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہم سے جنت و جہنم کا ذکر کرتے ہیں تو ایسا معصوم ہوتا ہے کہ ہم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، لیکن جب ہم آپ کے پاس سے نکل کر اپنے بیوی بچوں اور اموال کے پاس جاتے ہیں تو بہت سی چیزیں بھول جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر تم اس حالت میں برابر رہو جیسے تم میرے پاس رہتے ہو اور ذکر میں ہمیشہ مشغول رہو تو تمہارے ہسٹروں اور تمہارے راستوں میں فرشتے تم سے سلام کریں، لیکن اسے حظلہ! کچھ وقت یہ کرد اور کچھ وقت وہ کرو۔ (یعنی کبھی ذکر کرو اور کبھی چھوڑ دینا کرو)۔“ (مسلم: ۲۷۵۰)

## ۷۔ دعا کے فضائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۚ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۚ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِلَعَنَتِي يَوْمَئِذٍ ۚ ﴿۱۸۶﴾ [البقرہ: ۱۸۶]

”جب میرے بند میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں اور ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، لیکن ان کی لعنتی کا باعث ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میں

اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھ پکارتا ہے۔  
(مسلم: ۲۶۷۵)

ثابت قدم رہنے کے لیے دعا کرنا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِيمَارَاتِنَا فِي آمْرِنَا وَتَكَلُّمِنَا  
وَالصُّلْحَانَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝﴾ قَالَتْهُمْ اللَّهُ قَوَابِ الدُّنْيَا وَحُسْنِ قَوَابِ الْآخِرَةِ ۖ وَاللَّهُ  
يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿ [ آل عمران: ۱۴۷-۱۴۸ ]

”تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں  
کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔“

### ۳۔ معاملات کے فضائل

دعوت الی اللہ کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا لِمَنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَتَحِيلًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝﴾

[ مصلحت: ۳۳ ]

”اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے؟ جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے  
اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔“  
ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ  
ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝﴾ [ آل عمران: ۱۰۴ ]

”تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کام  
کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں۔“



ارشاد ربّی ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ [آل عمران: ۱۱۰]

”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔“

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم میں سے جو شخص (اللہ کے نزدیک) غیر پسندیدہ کام دیکھے، وہ اپنے ہاتھ سے اسے روکے اور اگر اس میں اس کی طاقت نہ ہو تو وہ اپنی زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل میں اسے برا جائے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔“ (مسلم: ۴۶)

نصیحت کرنے کی فضیلت:

حضرت قسیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دین خیر خواہی کا نام ہے۔“ ہم نے کہا: خیر خواہی کس کے لیے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے ائمہ کے لیے اور ان کے عام لوگوں کے لیے۔“ (مسلم: ۵۵)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْعَصْرُ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالْحَقِّ وَتَوَّصُوا بِالْقُرْبَىٰ﴾ [العصر: ۱-۳]

”زمانہ ٹی قسمر! یقیناً ہر انسان نقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور (حسنوں نے) نیک عمل کیے اور (حسنوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو سہر کی نصیحت کی۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ [التوبة: ۷۱]

”مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار معاون اور) دوست ہیں، وہ بھائیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ نمازوں کو پابندی سے ادا کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جود رحم فرمائے گا، بے شک اللہ غلبے والا، حکمت والا ہے۔“

اچھا طریقہ ایجاد کرنے کی فضیلت:

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی اسے ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کچھ کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ نکالا اس کو اس کا گناہ ملے گا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اسے ملے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں سے کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔“ (مسلم: ۱۰۱۷)

لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نُّعُوهُمْ إِلَّا مَن أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [انس: ۱۰۵]

”ان کی بہت سی سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں، ہاں بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یہ نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب دیں گے۔“

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جو (نفل) روزہ، نماز اور صدقہ سے بھی افضل ہے۔“ لوگوں نے کہا: ہاں، اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ لوگوں کے درمیان صلح کر دینا ہے اور لوگوں کے درمیان فساد و جھگڑا مٹانے کا۔“ (ابو داؤد: ۴۹۱۹، ترمذی: ۲۵۰۹)

### مسلمانوں کے درمیان تعاون کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایک مددگار کی طرح ہے۔ جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے۔“ اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ملا دیا۔ (بخاری: ۴۸۱ - مسلم: ۲۵۸۵)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ [المائدہ: ۲۶]

”اور تم اپنی اور تمہاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو

اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔“

### مسلمانوں میں باہم ہمدردی رکھنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کی دنیا کی تکلیفوں میں سے کسی تکلیف کو دور کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف اس سے دور کر دے گا۔ اور جس نے کسی تنگ دست پر آسانی برقی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی برتے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پروردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پروردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے۔“ (مسلم: ۲۶۹۹)

### عیادت مریض کی فضیلت:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مریض کی عیادت کرے وہ خیرۃ اللہ میں ہوتا ہے۔“ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! خیرۃ اللہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جنت کے میوے۔“ (مسلم: ۲۵۶۸)

## صدقہ و خیرات کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْمَصَدِّقِينَ وَالْمَصَدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَعَّفَ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ

كَبِيرٌ﴾ (التحذید: ۱۸)

”بیک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جو اللہ کو غلو سے کے ساتھ قرض دے رہے ہیں ان کیلئے یہ بڑھایا جائے گا اور ان کیلئے پسندیدہ اجر و ثواب ہے۔“

خرید و فروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جو خرید و فروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی کرتا ہے۔“ (بخاری: ۲۰۷۶)

اللہ کی راہ میں جہاد، ہجرت اور مدد کرنے کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي الْقُودُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَدْرًا أُولَى الْقَصْرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقُودِينَ دَرَجَةً

وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْمُسْلِمُ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقُودِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۖ وَدَرَجَاتٌ

بِهِ وَمَغْفِرَةٌ وَرَحْمَةٌ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (النساء: ۹۵-۹۶)

”اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھے رہنے والے مومن برابر نہیں، اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک سے خوبی اور اچھائی کا وعدہ کیا ہے، لیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے، اپنی طرف سے مرتبے کی بھی اور بخشش کی بھی اور رحمت کی بھی، اور اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آؤُوا وَكَفَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ [الأنفال: ۷۴]

”جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی، یہی لوگ سچے مومن ہیں۔ ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے۔“

لوجہ اللہ کسی مسلمان بھائی کی زیارت کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک شخص اپنے ایک بھائی کی زیارت کرنے دوسرے گاؤں جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ بجا دیا۔ جب وہ فرشتے کے پاس پہنچا تو فرشتے نے کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ کیا اس کے پاس کوئی نعمت لینے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، میں تو صرف اس سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ اللہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں بتا دوں کہ اللہ بھی تم سے محبت کرتا ہے جس طرح تم نے اپنے اس بھائی سے اللہ کی خاطر محبت کی ہے۔“ (مسلم: ۲۵۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مریض کی عیادت کی، اللہ کے لیے اپنے کسی مسلمان بھائی کی زیارت کی تو ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ تم نے اچھا کیا، تمہارا چچا، تمہارا بھائی اور تم نے جنت میں اپنا ایک ٹھکانہ بنالیا۔“

(ترمذی: ۲۰۰۸۔ ابن ماجہ: ۱۴۴۳)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میری محبت ایسے دو شخصوں کیلئے واجب ہوگئی جو میرے لیے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور میرے لیے دونوں ایک ساتھ جلتے ہیں اور میرے لیے دونوں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے کو دیتے ہیں۔“ (مالک: ۱۷۷۹۔ احمد: ۲۲۳۸۰)

### ۳۔ سماجی تعلقات کے فضائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ رَبِّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِنَّكَ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَىٰ الدِّينِ

أَحَدُهُمَا أَوْ يُلْتَمَسُ لَكُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آيٌ وَلَا تُكْذِبْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٥﴾ وَخُفِضَ لَهُمَا جَنَاحُ الذَّلِيلِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا ﴿٢٦﴾ رَبَّنَا عَلَّمَنَا مَا نَشَاءُ لِنُؤْتِيَكَ بِهٖ إِنَّكَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٧﴾ [الإسراء: ٢٥-٢٧]

”اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انکے سامنے ’لف‘ تک نہ کہنا، نہ انھیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ انکے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ انکے سامنے تواضع کا بازو پست رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے ہمارے پروردگار! ان پر ایسے ہی رحم کر جیسے کہ انھوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔ جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے اسے تمھارا رب بخوبی جانتا ہے اگر تم نیک ہو تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخشے والا ہے۔“

### والدین کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تمھاری ماں۔“ اس نے کہا: ”پھر کون؟“ آپ نے فرمایا: ”تمھاری ماں۔“ اس نے کہا: ”پھر کون؟“ آپ نے فرمایا: ”تمھاری ماں۔“ اس نے کہا: ”پھر کون؟“ آپ نے فرمایا: ”تمھارا باپ۔“

(بخاری: ۵۹۷۱، مسلم: ۲۵۹۸)

### صلہ رحمی کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص یہ چاہے کہ اس کی روزی کشادہ ہو اور عمر زیادہ ہو وہ صلہ رحمی کرے۔“

(بخاری: ۵۹۸۶، مسلم: ۲۵۵۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رشتہ داری اللہ تعالیٰ سے جڑی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا ہے کہ جو کوئی تمھ کو جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو کوئی تمھ کو قطع کرے گا میں بھی اسے قطع کروں گا۔“ (بخاری: ۵۹۸۸، مسلم: ۲۵۵۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”رشتہ جوڑنے والا وہ نہیں ہے جو بدلہ دے (یعنی احسان کے بدلے احسان کرے) بلکہ رشتہ جوڑنے والا وہ ہے کہ جب کوئی رشتہ دار اس سے رشتہ توڑے تو وہ اسے جوڑ لے۔“ (بخاری: ۵۹۹۱)

اولاد کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی تربیت کی فضیلت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت مانگنے آئی۔ اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ اس وقت میرے پاس کچھ نہ تھا، صرف ایک کھجور تھی، میں نے وہ اسے دے دی۔ اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور اپنی بیٹیوں کو دے دیے (اور خود نہ کھائی) پھر اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے۔ میں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ”جس کے پاس لڑکیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو یہ لڑکیاں دوزخ سے اس کے لیے بچاؤ ہوں گی۔“ (بخاری: ۵۹۹۵۔ مسلم: ۲۶۲۹)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھ کو لے کر اپنی ران پر بٹھا لیتے اور حضرت حسن کو دوسری ران پر بٹھا لیتے پھر دونوں کو چمٹا لیتے اور یہ دعا کرتے: ”اے اللہ! تو ان دونوں پر رحم کر اس لیے کہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔“ (بخاری: ۶۰۰۳)

یتیم کو پالنے کی فضیلت:

حضرت سل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا دونوں جنت میں اس طرح (قریب قریب) ہوں گے۔“ آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں کے درمیان تھوڑی کشادگی باقی رکھی۔ (بخاری: ۵۳۰۴۔ مسلم: ۲۹۸۳)

والدین کے دوستوں کے ساتھ تعلق قائم رکھنے کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”سب سے افضل حسن سلوک یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے باپ کے دوستوں سے تعلق قائم رکھے۔“ (بخاری: ۵۳۰۴۔ مسلم: ۲۵۵۲)

### بیواؤں اور مسکینوں کی پرورش کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیواؤں اور محتاجوں کی پرورش کرنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو رات میں نماز پڑھتا ہو اور دن میں روزہ رکھتا ہو۔“ (بخاری: ۳۵۳۵)

### لڑکیوں کی پرورش کرنے کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دو بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ دونوں بالغ ہو سکیں تو قیامت کے دن وہ اور میں اس طرح (قریب قریب) رہیں گے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔“ (مسلم: ۲۶۳۱)

پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْعَبْدُ وَاللَّهُ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَارِضِ الْقُرْبَىٰ وَالْعَارِضِ الْمُحْتَبِ﴾ [النساء: ۳۶]

”اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک و احسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبرئیل مجھے برابر پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے رہے یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ اس کو وراثت میں حصہ دار بھی بنادیں گے۔“ (بخاری: ۶۰۱۴ - مسلم: ۲۶۲۴)

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون؟ آپ نے فرمایا: ”جس کا پڑوسی اس سے محفوظ نہ ہو۔“ (بخاری: ۶۰۱۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اس وقت



تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے یا آپ نے فرمایا کہ اپنے پڑوسی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“ (بخاری: ۱۳ - مسلم: ۴۵)

### لوگوں پر رحم کھانے کی فضیلت:

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرے گا جو لوگوں پر رحم نہیں کرے گا۔“ (بخاری: ۷۳۷۶ - مسلم: ۳۲۱۹)

مشرک اقرباء کے ساتھ اچھا برتاؤ، اگر وہ مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچائیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ مِنَ الدِّينِ لَعْنَةُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوا فِي الدِّينِ وَلَمْ يُحِرِّجُوا مِمَّا رَكَّبَهُمُ اللَّهُ أَنْ يَضْرِبُوا فِي الدِّينِ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ [السنحة: ۸]

”جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلا وطن نہیں کیا ان کے ساتھ حسن سلوک و احسان کرنے اور مشغول نہ رہنا کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میری ماں میرے پاس آئیں۔ وہ مشرک تھیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا اور آپ سے کہا کہ میری ماں آئی ہیں۔ انہیں اسلام سے نفرت ہے، کیا میں ان کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کرو (اگرچہ وہ مسلمان نہیں ہیں)۔“ (بخاری: ۲۶۲۰ - مسلم: ۱۰۰۳)

### مسلمانوں پر رحم کرنے کی فضیلت:

۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم مومن کو آپس میں رحم کرنے، آپس میں محبت کرنے اور آپس میں مہربانی کرنے میں جسم واحد کی طرح دیکھو گے۔ جب جسم کے کسی حصہ میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم سوئیں سکتا اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔“ (بخاری: ۶۰۱۱ - ۲۵۸۶)

### بیویوں اور خادموں کے ساتھ اچھا سلوک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیوں کہ عورتیں ایسی سے پیدا کی گئی ہیں اور پہلی میں سب سے میٹھا اور پر کا حصہ ہوتا ہے۔ اگر تم اس کو بالکل سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اگر تم اسے چھوڑ دو گے تو وہ نیز لگی رہے گی، لہذا تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔“ (بخاری: ۳۳۳۱۔ مسلم: ۱۴۶۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی دس سال خدمت کی لیکن آپ نے مجھے کبھی اف تک نہیں کہا اور نہ یہ کہا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا اور نہ یہ کہا کہ یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا۔“ (بخاری: ۸۳۰۶۔ مسلم: ۳۲۰۹)

### اچھی نگہبانی اور حسن معاشرت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم میں سے ہر شخص حاکم و نگہبان ہے اور قیامت کے دن تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ بادشاہ حاکم ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے گھروالوں کا حاکم ہے، اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں حاکم و محافظہ ہے، اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ خادم اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“ (بخاری: ۸۹۳۔ مسلم: ۱۸۲۹)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص کو اللہ تعالیٰ نے رعیت کی نگہبانی پر مقرر کیا ہو اور وہ اس حال میں مرے کہ اپنی رعیت کا بدخواہ ہو تو اللہ تعالیٰ جنت اس پر حرام کر دے گا۔“ (بخاری: ۷۱۵۰۔ مسلم: ۲۵۸۰)

### مسلمانوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ان کی غلطیاں چھپانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اسے دشمن کے حوالے کرتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا، اور جو شخص کسی

مسلمان کی کوئی تکلیف دور کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت کے دن کی تکلیفوں میں سے اس کی کوئی تکلیف دور کر دے گا، اور جو کوئی کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔“ (بخاری: ۲۴۴۲، مسلم: ۲۵۸۰)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ اتنے میں ایک آدمی اپنی سواری پر بیٹھ کر آیا اور اپنی نگاہ دائیں بائیں پھیرنے لگا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس زائد تو شہوہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس تو شہ نہ ہو، پھر آپ نے اس طرح مال کی کئی قسموں کا ذکر کیا، یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ زائد چیز میں ہمارا کوئی حق نہیں۔“

(مسلم: ۱۷۶۸)

## ۵۔ اخلاق کے فضائل

### اچھے اخلاق کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَّ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ [النمل: ۴]

”اور بیشک آپ بہت بڑے (عظیم) اخلاق پر ہیں۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سخت گوارا پذیر زبان نہ تھے اور آپ یہ فرماتے تھے کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔“ (بخاری: ۳۵۵۹، مسلم: ۲۳۲۱)

### عمر کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

حَسِيبٌ﴾ [المجادلة: ۱۱]

”اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیے گئے ہیں، درجے بلند کرے گا اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) خبردار ہے۔“

حضرت معاذیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت فرماتا ہے اور میں تو بانٹنے والا ہوں، دیتے والا اللہ تعالیٰ ہے اور یہ امت اللہ کے حکم پر ہمیشہ قائم رہے گی اور دشمنوں سے اس کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے۔“ (بخاری: ۷۱ - مسلم: ۱۰۳۷)

### صبر کی فضیلت:

اسلام نے صبر پر زور دیا ہے، صبر کی تین قسمیں ہیں:

- ۱۔ اللہ کی اطاعت پر صبر کرے یہاں تک کہ اس کو ادا کر لے۔
- ۲۔ اللہ کی نافرمانی سے رکاوٹ رہے اور اس کا ارتکاب نہ کرے۔
- ۳۔ اللہ کی طرف سے مقدر کی گئی مصیبتوں پر صبر کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَسَوْتُمْ لَكَ يَوْمَئِذٍ بِشَىْءٍ مِّنَ الْعُوفِ وَالْجُودِ وَنَقِصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالْجَبَرِ ۖ وَيَكْرِ السَّيِّئِينَ ۚ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمْ مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْتَخُونَ ۝﴾

[البقرة: ۱۵۵-۱۵۷]

”ہم کسی نہ کسی طرح سے تمہاری آزمائشیں ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے اور بھوک پیاس سے اور مال و جان سے اور پھلوں کی کمی سے، اور ان پر صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجیے، جنہیں جب کبھی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“

- ۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو صبر دے گا اور کسی بھی شخص کو صبر سے بہتر اور بڑا تمہ نہیں دیا گیا ہے۔“

(بخاری: ۱۶۶۹ - مسلم: ۱۰۴۳)

- ۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پہلوان وہ نہیں، جو کشتی

میں جیت جائے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔“ (بخاری : ۶۱۱۶- مسلم : ۲۶۰۹)

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میں جب اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزیں یعنی آنکھیں چھین کر آزمائش میں ڈالتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو میں اس کے بدلے اس کو جنت دوں گا۔“ (بخاری : ۵۶۵۳)

### سچ بولنے کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ وِذْقُهُمْ اَلَهُمْ حَسَنَاتُ الَّذِيْنَ مِنْ حَوْثِ الْاَنْهَارِ خَلِيْلِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَرْدُ الْعَظِيْمُ ۝﴾ [المائدہ : ۱۱۹]

”یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا، ان کو ایسے بارغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہیں اور وہ اللہ سے خوش ہیں، یہ بڑی (بخاری) کامیابی ہے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ہمیشہ سچ بولو اس لیے کہ سچ کسی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی ہمیشہ سچ بولتا اور سچ کو تلاش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پاس صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور تم جھوٹ سے بچو اس لیے کہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔“ (مسلم : ۲۶۰۷)

### توبہ و استغفار کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَیَقْبِرُوْا اَسْتَغْفِرُوْا لَکُمْ تُوْبًا اِلَیْہِ یُوْسِلُ السَّمَآءُ عَلَیْکُمْ یَذْرٰٓؤْنَ اَوْ اٰیٰتٍ ذَکُرْ تُوْبًا اِلَی

قَوْلَكُمْ وَلَا تَقُولُوا مُعْجِزِينَ ﴿٥٢﴾ [ہود: ٥٢]

”اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے پالنے والے سے اپنی غلطیوں کی معافی طلب کرو اور اس کی جناب میں توبہ کرو تاکہ وہ برسنے والے پادل تم پر بھیج دے اور تمہاری طاقت پر طاقت بڑھا دے اور تم جرم کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو۔“

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے توبہ کرنے پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کا اونٹ کسی چینیل میدان میں گم ہو جائے اور پھر وہ اچانک اس کو پالے۔“ (بخاری: ۶۳۰۹۔ مسلم: ۲۷۴۷)

تقویٰ کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾ [الأنفال: ۲۹]

”اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فرق کرنے کی قوت دے دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ [الحجرات: ۱۳]

”اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (نر) مرد اور (مرا) عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے کنبے اور قبیلے بنا دیے ہیں تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو، بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے، یقیناً مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔“

## یقین اور توکل کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ قَالَ قَلْبُؤُنَا بِمِثْرِ قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ وَفَّى ۝﴾ [ال عمران: ۱۷۳-۱۷۴]

”وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر انکسار جمع کر لیے ہیں تم ان سے خوف کھاؤ، تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور وہ کہنے لگے: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے (نتیجہ یہ ہوا کہ) اللہ کی نعمت و فضل کے ساتھ یہ لوگ، انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی پیروی کی، اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝﴾ [الطلاق: ۲-۳]

”اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھکارے کی شکل نکال دیتا ہے، اور اسے اس جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو جائے گا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنا کام کر کے ہی رہے گا، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔“

## مجاہدہ کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْبَحِيثِينَ ۝﴾

[العنکبوت: ۶۹]

”اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہ ضرور دکھا

دیں گے، اور یقیناً اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔“  
 زیادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ نبی ﷺ اتنی دیر تک نماز پڑھتے کہ آپ کے دونوں پیر سوچ جاتے یا پنڈلیاں سوچ جاتیں۔ آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟“ (بخاری: ۱۱۳۰۔ مسند: ۲۸۱۹)  
اللہ تعالیٰ سے خوف کھانے کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَائِهِ فَكَفَّهَهُمُ اللَّهُ وَخَافُوا مِنْكُمْ فَكُنتُمْ مَوَظِينَ﴾

[آل عمران: ۱۷۵]

”یہ شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو اگر تم مومن ہو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَيْسَ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِمْ جَهَنَّمَ﴾ [الرحمن: ۴۶]

”اور اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا وہ جہنم ہیں۔“

اللہ سے امید رکھنے کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّمَنَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ [الزمر: ۵۳]

”(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تم کو اٹھا لیتا اور تمہاری جگہ ایک ایسی قوم کو لاتا جس کے افراد گناہ کرتے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے اور اللہ انہیں بخش دیتا۔“

(مسند: ۲۷۴۹)



## رحم کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَعَهُ رُسُلُ الْهُدَى وَالَّذِينَ مَعَهُ الْكِتَابُ رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُحَمَاءُ مَعَهُ يُتَّقُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا﴾ [الفتح: ۲۹]

”محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں۔ تو انھیں دیکھے گا کہ رکوع اور مجھے کر رہے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رشہ مندی کی جستجو میں ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رحم نہیں کرے گا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔“ (بخاری: ۵۹۹۷۔ مسلم: ۲۳۱۸)

اللہ کی رحمت وسیع ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سب مخلوق کو پیدا کر چکا (آسمان و زمین وغیرہ کو) تو اس نے اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں جو اسی کے پاس عرش پر ہے یہ لکھا: ”میری رحمت میرے غضب پر بھاری ہے۔“ (بخاری: ۳۱۹۴۔ مسلم: ۲۷۵۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے اپنی رحمت کے سوا حصوں میں سے ایک حصہ دنیا میں نازل کیا ہے جو جن و انسان، چوپائے اور کیزروں کوڑوں میں پایا جاتا ہے، چنانچہ وہ اسی حصہ میں سے ایک دوسرے پر مہربانی اور رحم کرتے ہیں اور اسی وجہ سے وحشی جانور بھی اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہیں جبکہ اپنی رحمت کے ننانوے حصوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس روک رکھا ہے، وہ اس کے ذریعے قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔“

(بخاری: ۶۰۰۰۔ مسلم: ۲۷۵۲)

معاف کرنے اور بردباری اختیار کرنے کا بیان:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلْيَعْلَمُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

[النور: ۲۲]

”انھیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری غلطیاں معاف فرمادے، اللہ معاف فرمانے والا، مہربان ہے۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْظَالِمِينَ ﴾ [الأعراف: ۱۶۹]

”آپ درگزر کو اختیار کریں، نیک کام کی تعلیم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جائیں۔“  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ فَاصْصَبْ صَفْحَ الْعَبِثِ ﴾ [الحجر: ۸۵]

”اور قیامت ضرور بضرور آنے والی ہے، لہذا تو حسن و خوبی (اور اچھائی) سے درگزر کر دے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِنْ تَعَفَّوْا تَصْغُرْ أَوْ تَعْفُوا وَإِن تَعَفُّوا فَغُورٌ فَاصْصَبْ ﴾ [التغابن: ۱۴]

”اور تم معاف کر دو اور درگزر کر جاؤ اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشے والا، مہربان ہے۔“

### نری اختیار کرنے کی فضیلت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نری کو پسند کرتا ہے اور نری اختیار کرنے پر وہ چیز عطا کرتا ہے جو تختی پر یا کسی اور چیز پر عطا کرتا ہے۔“

(بخاری: ۶۹۲۷ - مسلم: ۲۵۹۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نری جس چیز میں بھی ہوتی ہے، اس کو خوبصورت بنا دیتی ہے اور نری جس چیز سے نکال لی جاتی ہے اس کو بدنام بنا دیتی ہے۔“

(مسلم: ۲۵۹۴)

### شرم و حیا کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کی ساٹھ سے اوپر شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔“ (بخاری: ۹ - مسلم: ۳۵)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نبوت کا کام تین لوگوں کو ملا

اس میں یہ بھی ہے کہ جب شرم ہی نہ رہی تو پھر جو چاہو کرو۔“ (بخاری : ۳۴۸۴)

خاموش رہنے اور زبان کی حفاظت کرنے کی فضیلت :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھے وہ بھلی بات کہے یا چپ رہے۔“ (بخاری : ۶۴۷۵ - مسلم : ۴۷)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا مسلمان افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔“

(بخاری : ۱۱ - مسلم : ۴۲)

اللہ کے احکام پر استقامت کی فضیلت :

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا يَا آلِهَةَ النَّاسِ كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ لَسُنَّ أَوْلَىٰ لَكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَكُم مِّنْهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ۝ نَزَّلْنَا قُرْآنًا عَرَبِيًّا

[ فضلت : ۳۰ - ۳۲ ]

”بلاشبہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر وہ اسی پر قائم رہے تو ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ غم اور خوف نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ تمہاری دنیوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق ہیں اور آخرت میں بھی رہیں گے اور جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لیے (جنت میں موجود) ہے۔ بخشنے والے، مہربان (معبود) کی طرف سے یہ سب کچھ بخور مہمان نوازی کے ہے۔“

حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتائیں کہ آپ کے بعد مجھے کسی سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ رہے؟ آپ نے فرمایا: ”تم کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر استقامت اختیار کرو۔“ (مسلم : ۳۸)

### پرہیز گاری کی فضیلت:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ طلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے (کہ وہ طلال ہیں یا حرام؟) لہذا جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔ وہاں اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ اس کے جانور اس چراگاہ کے اندر نہ گھس جائیں۔ سن لو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ سن لو! بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا تو سارا بدن درست ہوگا، جب وہ خراب ہوگا تو سارا بدن خراب ہوگا اور وہ دل ہے۔“ (بخاری: ۵۲۔ مسلم: ۱۵۹۹)

### احسان کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الشَّافِقِينَ فِي ظِلِّ وَغُيُونٍ ۖ وَقَوَّاهُ مَتَابِعُ حُجُومٍ ۖ كُلُّوْا وَاشْرَبُوا هَيْبًا بِمَا لَكُمْ

تَقْلُبُوْنَ ۚ إِنَّكَ تَعْرِى الْمُحْسِنِينَ﴾ [المرسلات: ۴۱-۴۴]

”بے شک پرہیزگار لوگ سایوں میں اور بہتے چشموں میں ہیں اور ان میوؤں میں جن کی وہ خواہش کریں گے (اے جنت والو!) اپنے کیے ہوئے اعمال کے بدلے مزے سے کھاؤ پیو۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تَلَىٰ لَعْنَتِي أَسْمُهُ وَجْهُهُ بَلَوٌ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَا أَجْرَ لَكَ عِنْدَ رَبِّهِ ۖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

يَحْزَنُونَ﴾ [البقرة: ۱۱۲]

”کیوں نہیں، جو بھی اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دے اور وہ نیکی کار ہو تو بے شک اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ تو کوئی خوف ہوگا، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“

### اللہ کی خاطر محبت کرنے کی فضیلت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین چیزیں جس کے اندر پائی جائیں وہ ایمان کا مزہ پاگیا۔ ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول اس کے سامنے دوسری ساری چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرا یہ کہ وہ صرف اللہ کے لیے کسی سے محبت رکھے، تیسرا یہ کہ وہ وہ کافر بننا اس کو اتنا ناگوار ہو جیسے اسے آگ میں جھونکا جانا ناگوار ہے۔“

(بخاری: ۱۶ - مسلم: ۴۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“ (بخاری: ۱۳ - مسلم: ۴۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ ”میری خاطر آپس میں محبت رکھنے والے کہاں گئے؟ آج میں ان سب کو اپنا سایہ عطا کروں گا جس دن میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوا۔“ (مسلم: ۲۵۶۶)

### اللہ کے دُور سے رونے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ وَنُتِرَ قُلُوبُهُمْ ۚ وَكَانَ الْحَقُّ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَفَجَاءَنَا مِنَ الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۚ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَقُصُّهُ ۚ أَنْ يَدْخُلْنَا رَبَّنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۚ ﴿٨٤﴾ فَأَنذَرَهُمْ اللَّهُ بِمَا كَانُوا جَافِلِينَ ۖ فَجَاءَهُمُ الْمَوْتُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُونَ ۚ ﴿٨٥﴾﴾ [المائدة: ۸۳-۸۵]

”اور جب وہ رسول کی طرف نازل کردہ (کلام) کو سنتے ہیں تو آپ ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس لیے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو قصد حق کرتے ہیں، اور ہمارے پاس کون سا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو حق ہمیں پہنچا ہے اس پر ایمان نہ لائیں اور ہم اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں

نیک لوگوں کی رفاقت میں داخل کر دے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کی وجہ سے انھیں ایسے بارغ دے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، یہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے اصحاب کے بارے میں کوئی خبر ملی آپ نے ایک خطبہ دیا اور فرمایا: ”مجھ پر جنت اور جہنم پیش کی گئی، میں نے آج کی طرح لوگوں کو خیر اور شر میں کبھی نہیں دیکھا تھا، اگر تم وہ باتیں جان لیتے جن کو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہستے اور زیادہ روتے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ پر اس دن سے سخت دن نہیں آیا (یہ سننے کے بعد) انھوں نے اپنے سروں کو ڈھانپ لیا اور رونے لگے۔ (یعنی بہت پست آواز میں رونے لگے)۔ (بخاری: ۶۶۲۱۔ مسلم: ۲۳۵۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”و آنکھیں ایسی ہیں جن کو آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے رونے اور دوسری وہ آنکھ جو جہاد میں رات کو جاگ کر (مومنوں کی) نگہبانی کرے۔“ (ترمذی: ۱۶۳۹)

خوش کلامی اور خندہ پیشانی سے ملنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَمِمَّا رَحِمَهُ قَوْلُ اللَّهِ إِنَّهُ لَشَدِيدٌ عَلَيْكَ الْقَلْبَ لَا تَقْصُصْهُ مِنْ حَوَالِكَ﴾

[آل عمران: ۱۱۵۹]

”اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر رحم دل ہیں اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے بھاگ جاتے۔“

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم کسی بھی بھائی کو حقیر مت سمجھو اگرچہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے خندہ پیشانی سے ملتا ہی کیوں نہ ہو۔“ (مسلم: ۲۶۲۶)

دنیا میں زہد کی فضیلت:

۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهُمُ وَلَعِبٌ ۖ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَئِيْهَا لَئِيْهَا الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ [العنکبوت: ۱۶۴]

”اور دنیا کی یہ زندگی تو محض کھیل تماشا ہے، البتہ آخرت کے گھر کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے کاش! یہ جانتے ہوتے۔“

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! تو آل محمد کو اتنی ہی روزی دے جتنی ضرورت ہے۔“ (بخاری: ۶۴۶۰۔ مسلم: ۱۰۵۵)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ”رسول اللہ ﷺ جب سے مدینہ تشریف لائے آل محمد ﷺ کو تین دن مسلسل گیموں کی روٹی پیٹ بھر کے کھانے نصیب نہیں ہوئی یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔“ (بخاری: ۵۴۱۶۔ مسلم: ۲۹۷۰)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ يُّغْفِرْ لَهُمْ وَهُوَ خَيْرٌ مِنَ الزَّكَاةِ﴾ [مائدہ: ۲۶]

”تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دو گے اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَمْ يَلْبِسُوا مَا أَنْفَقُوا مَآءًا وَلَا ذَمًّا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ [البقرہ: ۲۶۲]

”جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر اس کے بعد نہ تو احسان جانتے ہیں نہ ایذا دیتے ہیں، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ ان پر نہ تو کچھ خوف ہے اور نہ وہ اداس ہوں گے۔“

مصیبت پر صبر کرنے کی فضیلت:

کثرت سے نیکی کرنے کی فضیلت:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ جنت میں اسی کے مثل اس کے لیے گھر بنائے گا۔“  
(بخاری: ۴۵۰۔ مسلم: ۵۳۳)

## ۲۔ قرآن کریم کے فضائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اللَّهُ تَزَالُ آخِصًا عِندَهُ أُولَئِكَ مُتَعَمَّيْنًا﴾ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلْبِثُنْ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكَ هُدَىٰ اللَّهِ يَهْدِي بِمَنْ يَشَاءُ



وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾ [النور: ٢٣]

”اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے، جس سے ان لوگوں کے روکنے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں، پھر ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے وہ اس سے جسے چاہے راہ راست پر لگا دیتا ہے اور جسے اللہ ہی راہ بھلا دے اس کا ہادی کوئی نہیں۔“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلْأَمْنِ أَقْوَمَ وَبَيِّنُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الطَّيِّبَاتِ أَنْ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ﴾ [الإسراء: ٩٠]

”یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔“

قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے کی فضیلت:

”حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو مومن قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال تاریکی کی سی ہے جس کا ذائقہ بھی اچھا ہے اور بو بھی اچھی ہے۔ جو مومن قرآن کا قدری نہیں مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا ذائقہ اچھا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں اور جو شخص منافق ہے اور قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ریحان (خوشبودار سبزہ) کی سی ہے جس کی بو تو اچھی ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہے اور جو شخص منافق ہے اور قرآن کا قاری بھی نہیں اس کی مثال اندرائن کے پھل کی سی ہے جس کا ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور خوشبو بھی خراب ہوتی ہے۔“ (بخاری: ۵۰۵۹ - مسلم: ۷۹۷)

قرآن سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت:

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔“ (بخاری: ۵۰۲۷)

## قرآن کریم میں مہارت حاصل کرنے والے کی فضیلت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص قرآن میں ماہر ہو (یعنی جید حافظ ہو یا بے تکلف تلاوت کرتا ہو) وہ قیامت کے دن لکھنے والے بزرگ اور پاکباز فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور جو قرآن پڑھتا ہے لیکن بکلاتا ہے اور مشقت کے ساتھ پڑھتا ہے اس کے لیے دو گنا اجر ہے۔“ (بخاری: ۴۹۳۷۔ مسلم: ۷۹۸)

## قرآن مجید کی اجتماعی تلاوت کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اکٹھے ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، ان کو رحمت گھیر لیتی ہے، فرشتے اس کو احاطہ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں کے درمیان کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتوں میں) اور جس کو اس کا عمل پیچھے کر دے اس کو اس کا نسب آگے نہیں کر سکتا۔“ (مسلم: ۲۶۹۹)

## قرآن کو ہمیشہ پڑھنے کی فضیلت:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھتے رہو، اس ذات کی قسم، جسکے قبضے میں میری جان ہے! قرآن اس سے بھی جلد بھاگ نکلتے والا ہے جتنی جلدی اونٹ اپنی رسی چھڑا کر بھاگ جاتا ہے۔“ (بخاری: ۵۰۳۳۔ مسلم: ۷۹۱)

## قرآن پڑھتے یا سنتے وقت رونا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھ سے نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن آپ پر اترا ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”ہاں!“ پھر میں نے سورۃ اقصاء پڑھنی شروع کی، جب میں اس آیت پر پہنچا: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ تو آپ نے فرمایا: ”بس رہے دو، پھر جب میں آپ کی جانب متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔“ (بخاری: ۵۰۵۰۔ مسلم: ۸۰۰)

### رات کو قرآن پڑھنے کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صرف دو شخصوں پر رشک ہو سکتا ہے۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہے اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور وہ رات دن اللہ کی راہ میں اسے خرچ کرتا رہتا ہے۔“ (بخاری: ۵۰۲۵۔ مسلم: ۸۱۵)

### اچھی آواز میں قرآن پڑھنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اتنی توجہ سے کوئی بات نہیں سنتا جتنی توجہ سے قرآن پیغمبر کے منہ سے سنا ہے۔ جب وہ اچھی آواز میں اسے پڑھتا ہے۔“ (بخاری: ۵۰۲۴۔ مسلم: ۷۹۲)

### سورہ فاتحہ کی فضیلت:

ابوسعید بن معلق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا تھا کہ میں تمہیں قرآن کی سب سے عظیم سورت بتاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: ”وہ الحمد للہ رب العالمین ہے۔ وہ سب سے مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔“ (بخاری: ۵۰۰۶)

### رسول اللہ ﷺ کی وصیت:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے (وقت کے وقت) وصیت کی تھی؟ انھوں نے کہا: نہیں، میں نے کہا: قرآن میں وصیت کرنا تو لوگوں پر فرض قرار دیا گیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے وصیت نہیں کی (یہ کیسے ہو سکتا ہے؟) انھوں نے کہا: آپ نے اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی ہے۔“ (بخاری: ۵۰۲۲۔ مساجم: ۱۶۳۴)

### قرآن پڑھنے کی فضیلت:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم

قرآن پڑھو اس لیے کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارش کرے گا۔ تم زہرا دین یعنی سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھو، اس لیے کہ وہ قیامت کے دن بادل کے دو ٹکڑوں کی شکل میں آئیں گی یا صف بنائے ہوئے پرندوں کے دو جھنڈوں کی شکل میں آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے حجت کریں گی۔ تم سورہ بقرہ پڑھو اس لیے کہ اس کا پڑھنا برکت اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور جادو گروں کا بس اس پر نہیں چلتا۔“ (مسلم: ۸۰۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس جائے تو وہاں تین بڑے اور موٹے اونٹ کے بچے پائے؟“ ہم نے کہا: ”ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تین آیات، جنہیں تم میں سے کوئی اپنی نماز میں پڑھتا ہے وہ اس کے لیے تین بڑے اور موٹے اونٹ کے بچوں سے بھی بہتر ہیں۔“ (مسلم: ۸۰۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا کہ تم قرآن پڑھو اور پڑھتے جاؤ اور گھبر گھبر کر عمدہ طریقے سے پڑھو، جیسا کہ تم دنیا میں پڑھتے تھے، اس لیے کہ تمہارا ٹھکانا آخری آیت کے پاس ہے جسے تم پڑھو گے۔“ (ابوداؤد: ۱۴۶۴، ترمذی: ۲۹۱۴)

## ۷۔ نبی ﷺ کے فضائل

### نبی ﷺ کے نسب کی فضیلت:

حضرت اعلیٰ بن اسحاق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چنا اور قریش کو کنانہ میں سے چنا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔“ (مسلم: ۲۶۲۷)

### حضرت محمد ﷺ کے نام:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے کچھ نام ہیں، میں محمد ہوں، احمد ہوں، ماجی ہوں (یعنی مٹانے والا)، واللہ تعالیٰ کفر کو میرے ہاتھ سے مٹائے گا اور

حاضر ہوں (یعنی اکٹھا کرنے والا) جس کے بعد لوگ اکٹھے جائیں گے (قیامت آئے گی) اور عاقب ہوں (یعنی سب سے بعد میں آنے والا نبی) جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔“ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ”میں توبہ کا نبی اور رحمت کا نبی ہوں۔“ (بخاری: ۴۸۹۶۔ مسلم: ۲۳۵۴)

### دیگر انبیاء پر نبی ﷺ کی فضیلت:

① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں (یعنی وہ کلام جس کے الفاظ کم اور معنی بہت زیادہ ہیں) دشمن پر میرا رعب پڑتا ہے، میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے اور ساری روئے زمین میرے لیے پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ بنائی گئی ہے، مجھے سارے لوگوں کے پاس نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اور مجھے خاتم النبیین بنایا گیا ہے۔“

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے اور اگلے نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا، اس کو خوب آراستہ و پیراستہ کیا مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں پھرنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے: یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی؟ آپ نے فرمایا: ”وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔“ (بخاری: ۵۳۵۳۔ مسلم: ۲۲۸۶)

### تمام مخلوقات پر نبی ﷺ کی فضیلت:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا۔ میں سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا اور سب سے پہلے سفارش کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی۔“ (مسلم: ۲۲۷۸)

معراج:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ مَّسَّحَ بِرَأْسِهِ بِرَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾

حَوْلَهُ لِيُرِيَهُ مِنْ أَيْنَ مَا إِلَهُكَ الْحَقِيقَةُ الْجَبْرُ ﴿١﴾ [الأنعام: ١]

”پاک ہے وہ اللہ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے، تاکہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے، دیکھنے والا ہے۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس براق لایا گیا (وہ ایک سفید جانور تھا جو گدھے سے کچھ اونچا اور غمر سے ذرا نیچا تھا، وہ قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی تھی) میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس آیا۔ میں نے اسے اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء باندھا کرتے تھے۔ پھر مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر نکل گیا۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام میرے پاس ایک برتن میں شراب اور ایک برتن میں دودھ لے کر آئے۔ میں نے دودھ پینا پسند کیا، حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا، پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر آسمان کی طرف چڑھے، انھوں نے کہا: ”دروازہ کھولو۔“ (اندر سے) پوچھا گیا: کون ہے؟ حضرت جبرئیل نے کہا: ”(میں ہوں) جبرئیل، پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انھوں نے کہا: محمد ﷺ، پوچھا گیا: یہ بلائے گئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں، پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا۔ میں اندر گیا تو دیکھا کہ آدم علیہ السلام بیٹھے ہیں۔ انھوں نے مجھے مبارک باد دی اور میرے لیے دعا کی، پھر جبرئیل مجھے لے کر دوسرے آسمان کی طرف چڑھے۔ انھوں نے کہا: دروازہ کھولو۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: میں ہوں جبرئیل، پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انھوں نے کہا: محمد ﷺ، پوچھا گیا: کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں! پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا۔ میں اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت یحییٰ بن زکریا دونوں خالہ زاد بھائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی۔ پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر تیسرے آسمان کی طرف چڑھے۔ انھوں نے کہا: دروازہ کھولو۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ انھوں نے کہا: میں ہوں جبرئیل۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انھوں نے کہا: محمد ﷺ، پوچھا گیا: وہ بلائے گئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں، پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا۔ میں اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام بیٹھے

ہوئے ہیں۔ انھیں دنیا کا آدھا حسن دیا گیا تھا، انھوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی۔  
 پھر جبرئیل مجھے لے کر چوتھے آسمان کی طرف چڑھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: دروازہ کھولو۔  
 پوچھا گیا: کون ہے؟ حضرت جبرئیل نے جواب دیا: جبرئیل ہوں۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون  
 ہے؟ انھوں نے کہا: محمد (ﷺ)۔ پوچھا گیا: کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ پھر  
 ہمارے لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اور اہل بیت علیہم السلام  
 بیٹھے ہوئے ہیں، انھوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَرَفَعَهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ [مریم: ۵۷] ”اور ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھالیا۔“

پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیں لے کر پانچویں آسمان کی طرف چڑھے۔ انھوں نے کہا: دروازہ  
 کھلو۔ کہا گیا: کون ہے؟ انھوں نے کہا: جبرئیل ہوں۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟  
 انھوں نے کہا: محمد (ﷺ)۔ پوچھا گیا: کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ پھر ہمارے  
 لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اندر پہنچا تو دیکھا حضرت ہارون علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں۔  
 انھوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیں لے کر چھٹے آسمان کی  
 طرف چڑھے۔ انھوں نے کہا: دروازہ کھولو۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:  
 جبرئیل ہوں۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انھوں نے کہا: محمد (ﷺ)۔ پوچھا گیا: کیا وہ  
 بلائے گئے ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ہاں۔ پھر ہمارے لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا۔  
 جب میں اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں۔ انھوں نے مرحبا کہا اور  
 میرے لیے دعا کی۔ پھر حضرت جبرئیل ساتویں آسمان کی طرف چڑھے اور کہا: دروازہ کھولو۔ پوچھا  
 گیا: کون ہے؟ انھوں نے کہا: میں جبرئیل ہوں۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انھوں نے  
 کہا: محمد (ﷺ)۔ پوچھا گیا: کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ پھر آسمان کا دروازہ  
 ہمارے لیے کھول دیا گیا۔ جب میں اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے  
 اپنی پیٹھ کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ داخل ہوتے ہیں (جو ایک بار آیا  
 قیامت تک) اس کی باری نہیں آئے گی، پھر مجھے سدرة المنتہی تک لے گئے۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ  
 اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح ہیں اور اس کے پھل مشکوں کی طرح ہیں۔ پھر اللہ کے حکم سے  
 وہ اس طرح بدل گیا کہ اس کے صن کو کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی کی

اور ہر دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں حضرت موسیٰ کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا: ”تمھاری امت پر تمھارے رب نے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں، انھوں نے کہا کہ اپنے رب کے پاس واپس جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف چاہو، اس لیے کہ تمھاری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں، مجھے ان لوگوں کا تجربہ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے پاس واپس گیا۔ میں نے عرض کی: اے رب! میری امت پر تخفیف فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ میں دوبارہ حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ تمھاری امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ اپنے رب کے پاس جاؤ اور تخفیف کراؤ۔ میں پھر اپنے رب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان برابر ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! ﷺ یہ ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر نماز دس نمازوں کے برابر ہے، چنانچہ یہ پچاس نمازیں ہوئیں۔ جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور اگر اس پر عمل کر لیا تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہیں کیا تو کچھ نیکی لکھا جائے گا اور اگر اس پر عمل کر لیا تو ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔ پھر میں نیچے آیا اور حضرت موسیٰ کے پاس پہنچا اور انھیں بتلایا۔ انھوں نے کہا: ”اپنے رب کے پاس جاؤ اور مزید تخفیف کراؤ۔ میں نے کہا: میں اپنے رب کے پاس اتنی بار گیا ہوں کہ اب مجھے پھر جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔“

(بخاری: ۷۵۱۷۔ مسلم: ۱۶۶)

### رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

[الأحزاب: ۵۶]

”اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میرے اوپر ایک درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔“ (مسلم: ۴۰۸)



حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں، وہ میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔“ (احمد :

۳۶۶۶۔ مسند صحیحہ : ۲۸۵۳۔ نسائی : ۱۲۸۲)

نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا سب سے کامل طریقہ :

«اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ»

(بخاری : ۳۳۷۰۔ مسلم : ۴۰۶)

”اے اللہ! تو محمد ﷺ اور آل محمد پر رحمتیں نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائی تھیں، یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! تو محمد ﷺ پر اور آل محمد کے لیے برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم کے لیے برکتیں نازل فرمائی تھیں، یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔“

۸۔ نبی ﷺ کے اصحاب کے فضائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿وَالشَّيْخُونَ الْأُولُونَ مِنَ الْهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِفِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [التوبة : ۱۰۰]

اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے لوگ اور جتنے لوگ انھیں کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان سب کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں یہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے اصحاب کو گالی

مست دو، میرے اصحاب کو گالی مست دو، اس ذات کی قسم، جسکے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی (اللہ کی راہ میں) احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے تو ان صحابہ نے (اللہ کی راہ میں) جو ایک مد یا آدھا خرچ کیا ہے، اسکے برابر نہیں ہو سکتا۔“ (بخاری: ۳۶۷۳ - مسلم: ۲۵۴۰)

مہاجرین و انصار کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالُهُمْ يُنْفَعُونَ فِضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصَرُّونَ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُوقِ شَعْنَهُ فَإِنَّكَ لَهُمُ الْقَاعُونَ ۝﴾

[الحشر: ۸-۹]

”مال فقیان مہاجرین کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیے گئے ہیں۔ وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا مندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی راست ہار لوگ ہیں اور جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی اور اپنی طرف ہجرت کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتے، بلکہ خود انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا وہی کامیاب ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں نے (مکہ سے) ہجرت نہ کی ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا۔ اگر لوگ کسی وادی میں جائیں اور انصار کسی اور وادی یا گھاٹی میں جائیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں جاؤں گا۔“ (بخاری: ۷۲۴۴ - مسلم: ۱۰۵۹)

## خلفائے راشدین کی فضیلت:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھ سے کہا کہ میں باغ کے دروازے پر پہرے داری کروں۔ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے اندر جانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو اجازت دے دو اور اسے جنت کی خوشخبری بھی دے دو۔“ میں نے دروازہ کھولا تو وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر دوسرا آدمی آیا اور اس نے بھی اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: ”اسے بھی اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی دے دو۔“ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: ”مجھے اجازت دے دو اور انھیں بھی جنت کی خوشخبری دے دو، مگر ایک نصیبت کے بعد۔“ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔“ (بخاری: ۳۶۹۰، مسلم: ۲۴۰۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے (عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے مدینہ میں) چھوڑ دیا۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ہمیں عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہارا درجہ میرے ہاں ایسا ہو جیسے ہارون کا درجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاں تھا۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“ (بخاری: ۴۴۱۶، مسلم: ۲۴۰۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حرا پہاڑ پر تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، اتنے میں چٹان ٹپنے لگی، آپ نے فرمایا: غصہ جا چھہ پر نبی یا صدیق یا شہید ہی تو ہیں۔“ (مسلم: ۲۴۱۷)





ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالشَّاقِقِينَ الَّذِينَ مَنَعُوا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [التوبة: ۱۰۰]

اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے لوگ اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان سب کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں یہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“



## ۲۔ کتاب الاخلاق

اس میں مندرجہ ذیل چیزوں کا بیان ہے:

- ۱۔ حسن اخلاق کی فضیلت ۲۔ نبی ﷺ کا حسن اخلاق
- ۳۔ نبی ﷺ کا کرم ۴۔ نبی ﷺ کی حیاء
- ۵۔ نبی ﷺ کی تواضع ۶۔ نبی ﷺ کی بہادری
- ۷۔ نبی ﷺ کی نرمی ۸۔ نبی ﷺ کا غفور و رگزر
- ۹۔ نبی ﷺ کا رحم ۱۰۔ نبی ﷺ کا ہنسنا
- ۱۱۔ نبی ﷺ کا روٹا ۱۲۔ نبی ﷺ کا غصہ
- ۱۳۔ نبی ﷺ کی شفقت ۱۴۔ نبی ﷺ کی معیشت
- ۱۵۔ نبی ﷺ کا عدل ۱۶۔ نبی ﷺ کی بردباری
- ۱۷۔ نبی ﷺ کا صبر ۱۸۔ نبی ﷺ کی خصائیں

## الأخلاق

### اچھے اخلاق کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَأِنَّكَ لَعَلَّ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ | القسم: ۴ |

”اور بیشک آپ بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہیں۔“

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میزان میں اچھے اخلاق سے

زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی۔“ (ابوداؤد: ۴۷۹۹۔ ترمذی: ۲۰۰۲)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور ودان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: ”کیا میں تم کو اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو قیامت کے دن تم لوگوں میں مجھے

سب سے زیادہ محبوب ہوگا اور میرے سب سے قریب بیٹھے گا؟“ لوگ خاموش رہے، آپ نے ایسا

دو یا تین بار کہا، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہاں، ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ شخص جو

تم میں سب سے اچھے اخلاق والا ہوگا۔“ (احمد: ۶۷۳۵۔ بخاری الأدب المفرد:

۲۷۵۔ دیکھیے سلة صحیحة: ۷۵۱)

سب سے کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، مومن اپنے اچھے اخلاق کی

وجہ سے دن میں روزے رکھنے والے اور رات میں عبادت کرنے والے شخص کا سادہ سادہ حاصل کر لیتا

ہے۔ سب سے بہتر آدمی وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں۔

### عمدہ اخلاق سونے چاندی سے افضل ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ سونے اور چاندی

کی کان کی طرح ہیں۔ ان میں جو زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے، وہ زمانہ اسلام میں بھی بہتر ہیں، اگر

وہ دین میں سمجھ پیدا کر لیں۔ رعوں کے الگ الگ جھنڈ ہیں، لہذا جن رعوں میں عالم ارواح میں آپس میں شناسائی ہوتی ہے وہ (دنیا میں) ایک ساتھ مل جاتی ہیں اور جن سے شناسائی نہیں ہوتی وہ ان سے الگ رہتی ہیں۔“ (بخاری: ۳۴۹۳)

اچھا اخلاق پیدا کرنے کا سب سے آسان اور بہتر طریقہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرنا ہے، کیوں کہ آپ کا اخلاق قرآن تھا اور آپ لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے۔ جو آپ کو نہیں دیتا آپ اس کو دیتے۔ جو آپ پر ظلم کرتا آپ اس کو معاف کر دیتے۔ جو آپ سے رشتہ منقطع کرتا آپ اس سے رشتہ جوڑتے۔ جو آپ کے ساتھ برا سلوک کرتا آپ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے۔ لہذا سارے احوال میں ہم آپ کی اتباع کریں گے سوائے ان احوال کے جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے خاص کیا ہے، مثلاً نبوت، وحی اور چار سے زیادہ شادیاں کرنا، آپ کے بعد آپ کی بیویوں سے نکاح کرنے کی حرمت، زکوٰۃ کا مال کھانے کی حرمت اور آپ ﷺ کا وارث نہ ہونا وغیرہ یہ چیزیں معلوم ہیں۔

اس باب میں ہم نے نبی ﷺ کی بعض خصلتوں اور اخلاق کا ذکر کیا ہے، تاکہ ہر مسلمان ان کو اپنے لیے نمونہ بنائے اور انہیں حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَذِكْرِ اللَّهِ﴾ [الأحزاب: ۲۱]

”یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔“

نبی ﷺ کے عمدہ اخلاق:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ [الفلم: ۴]

”اور بے شک آپ بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہیں۔“

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سخت گویا اور بد زبان نہ تھے اور آپ فرماتے

تھے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔“ (بخاری: ۳۵۵۹۔ مسلم: ۲۳۲۱)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی دس سال تک خدمت کی، لیکن آپ نے مجھے کبھی ان تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ ”یہ کام تم نے کیوں کیا یا کیوں نہیں کیا؟“ (بخاری: ۶۰۳۸۔ مسلم: ۲۳۰۹)

### رسول اللہ ﷺ کا جود سخا:

- ۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے کبھی کوئی چیز مانگی گئی تو آپ نے انکار نہیں کیا۔
- ۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ نخی تھے، پھر رمضان کے دنوں میں تو سب دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے تھے جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرنے آتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ سے ہر رات ملاقات کرنے آتے تھے اور آپ کو قرآن کا دور کراتے تھے، اس وقت رسول اللہ ﷺ تیز رفتار ہوا سے بھی زیادہ تیز بھلائی کرنے میں نخی ہوتے۔“ (بخاری: ۶۔ مسلم: ۲۳۰۸)
- ۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر جو بھی چیز مانگی گئی آپ نے عطا کی۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا، آپ نے اسے دو پہاڑوں کے درمیان موجود بکریوں کا ایک ریوڑ دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا: اے لوگو! اسلام قبول کر لو اس لیے کہ محمد اتنا عنایت کرتے ہیں کہ قافہ سے نہیں ڈرتے۔ (مسلم: ۲۳۱۲)

### نبی ﷺ کی حیا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم کرنے والے تھے جو پردے میں رہتی ہے، آپ اگر کسی چیز کو دیکھتے اور اسے ناپسند کرتے تو ہم اس کے آثار آپ کے چہرے سے پہچان لیتے۔“ (بخاری: ۶۱۰۲۔ مسلم: ۲۳۲۰)

### نبی ﷺ کی تواضع:

- ۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم



میری تعریف میں مباہلہ نہ کرو جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کی تعریف میں مباہلہ کیا تھا، میں صرف اللہ کا بندہ ہوں لہذا تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔“

(بخاری: ۳۴۴۵)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ خلل تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے

رسول! مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اے فلاں کی ماں! تم جس راستے میں

بھی مجھے لے جانا چاہو لے جا سکتی ہو میں تمہاری ضرورت پوری کروں گا۔“ پھر آپ اس کے

ساتھ کسی راستے میں گئے یہاں تک کہ اس نے اپنی ضرورت پوری کی۔“ (مسلم: ۲۳۶۶)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے بکری کی دہی یا اس کا

کھر کا گوشت کھانے کے لیے بلایا جائے تو میں دعوت قبول کروں گا اور اگر میرے پاس بکری

کی دہی یا کھر بطور ہدیہ بھیجا جائے تو میں اس کو قبول کروں گا۔“ (بخاری: ۲۵۵۸)

### نبی ﷺ کی شجاعت:

① حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت،

سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ غنی تھے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ مدینہ والے ایک رات کو

کچھ آواز سن کر گھبرا گئے۔ کچھ لوگ آواز کی طرف گئے۔ راستے میں رسول اللہ ﷺ ان سے

ملے۔ اس وقت آپ واپس آرہے تھے۔ آپ آواز کی طرف سب سے پہلے پہنچ گئے تھے۔

آپ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار تھے جس پر زین نہیں تھی۔ آپ کی گردن میں کھوار

تھی، آپ یہ کہہ رہے تھے، کوئی ڈر کی بات نہیں، کوئی ڈر کی بات نہیں۔“ آپ نے یہ بھی فرمایا:

”ہم نے اس کو دریا پایا یا یہ گھوڑا دریا ہے۔“ اور وہ ایک ست گھوڑا مانا جاتا تھا۔

(بخاری: ۲۹۰۸۔ مسلم: ۲۳۰۷)

② حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پناہ لیتے تھے۔ آپ اس

وقت دشمن سے سب سے زیادہ قریب تھے اور اس دن لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔

(احمد: ۶۵۴) احمد شاکر کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔

## نبی ﷺ کی نرم خوئی:

- ① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ اسے مارنے کے لیے دوڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اس کو چھوڑ دو اور جہاں اس نے پیشاب کیا ہے وہاں ایک ڈول پانی بہا دو۔ (دیکھو!) اللہ تعالیٰ نے تم کو آسانی کرنے کے لیے بھیجا ہے نہ کہ سختی کرنے کے لیے۔“ (بخاری: ۶۱۲۸۔ مسلم: ۲۸۴)
- ② حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں پر آسانی کرو اور ان کو مشکل میں نہ ڈالو، لوگوں کو تسلی دو اور انھیں (دین سے) نفرت نہ دلاؤ۔“ (بخاری: ۱۶۲۵۔ مسلم: ۱۷۳۴)
- ③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ! بیشک اللہ نرم ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی کرنے پر وہ چیز عطا کرتا ہے جو سختی کرنے پر عطا نہیں فرماتا اور نہ کسی اور چیز پر عطا کرتا ہے۔“ (بخاری: ۶۹۲۷۔ مسلم: ۲۵۹۳)

## نبی ﷺ کا غصہ و درگزر:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَغْفِرْ لَهُمْ وَاُولَئِكَ هُمُ الْمُصِيبُونَ﴾ [المائدة: ۱۳]

”پس تو انھیں معاف کرتا جا اور درگزر کرتا رہ، بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

- ۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ”جب رسول اللہ ﷺ کو دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ اس کو اختیار کرتے جو آسان ہوتا، بشرطیکہ یہ کام گناہ نہ ہوتا اور اگر گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ اس سے پرہیز کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ساری عمر کبھی اپنی ذات خاص کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی حرمت کی مخالفت کی جاتی تو آپ اللہ کی رضا مندی کے لیے اس کا انتقام لیتے۔“ (بخاری: ۳۵۶۰۔ مسلم: ۲۳۲۷)

## نبی ﷺ کی رحمت و شفقت:

۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے۔ آپ کے کندھے پر (آپ کی نواسی) امامہ بنت ابوالعاص تھیں۔ آپ نے نماز شروع کی، جب آپ رکوع کرتے تو بچی کو زمین پر بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اس کو اپنے کندھے پر بٹھا لیتے۔“ (بخاری: ۵۹۹۶۔ مسلم: ۵۴۳)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن بن علی کا بوسہ لیا، اس وقت آپ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھے ہوئے تھے، اقرع کہنے لگے کہ میرے تو دس بیٹے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ نبی ﷺ نے (کراہت سے) ان کی طرف دیکھا پھر فرمایا: ”جو دم نہ کرے اس پر (خدا کی طرف سے بھی) رحم نہیں کیا جاتا۔“ (بخاری: ۵۹۹۷۔ مسلم: ۲۳۱۸)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ہلکی نماز پڑھائے، اس لیے کہ ان میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی تنہا نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی نماز پڑھے۔“ (بخاری: ۷۰۳۔ مسلم: ۴۶۷)

۴۔ خادموں پر آپ کی شفقت کی دلیل آپ کا یہ فرمان ہے: ”یہ غلام و خدام تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے، لہذا ان کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور ان سے وہ کام نہ لو جو وہ نہ کر سکیں اور اگر ایسا کام لینا چاہو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔“ (بخاری: ۳۰۔ مسلم: ۱۶۶۱)

## و دشمنوں پر آپ کی شفقت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ بیمار پڑ گیا۔ نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے آئے۔ آپ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور اس سے کہنے لگے: ”اسلام لے آؤ۔“ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو وہاں موجود تھا۔ اس نے کہا: تم ابو القاسم (ﷺ) کی بات مان لو، چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا، پھر نبی ﷺ اس کے پاس سے

یہ کہتے ہوئے نکلے: ”اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اسے دوزخ سے بچا لیا۔“ (بخاری: ۱۳۵۶)

نبی ﷺ کی مسکراہٹ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی پورا ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ میں آپ کو دیکھتی، آپ صرف مسکراتے تھے۔“ (بخاری: ۶۰۹۲۔ مسلم: ۸۹۹)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پاس آنے سے کبھی نہیں روکا اور جب بھی انھوں نے مجھے دیکھا تو مسکرا دیے۔“ (بخاری: ۶۰۸۹۔ مسلم: ۲۴۷۵)

نبی ﷺ کا رونا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نبی ﷺ نے فرمایا: ”قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کو پڑھ کر سناؤں جب کہ قرآن آپ پر نازل ہوا ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”ہاں سناؤ۔“ پھر میں نے سورہ نساء پڑھنی شروع کی، جب میں اس آیت پر پہنچا: ﴿فَلْيَكْفُرْ إِذَا جِئْتُمُ مِنْ غُلَامٍ يَدْعُو بِسْمِ اللَّهِ وَجَنَّتْ بَاكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ مَعِيذًا﴾

”تو آپ نے فرمایا: ”اب رہنے دو۔“ پھر میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں

کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں۔“ (بخاری: ۵۰۵۰۔ مسلم: ۸۰۰)

حضرت عبداللہ شحیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ کے سینے میں رونے کی وجہ سے ہلکی کے گھر گھڑانے جیسی آواز آرہی تھی۔“

(ابوداؤد: ۹۰۴۔ نسائی: ۱۲۱۴)

نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ ہنڈیا کے پکنے کی طرح آواز آرہی تھی۔

خلاف شرع کام کرنے پر نبی ﷺ کا غصہ:

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے۔ اس وقت گھر میں ایک پردہ لٹکا تھا، جس میں تصویریں بنی تھیں۔ غصے سے (اسے دیکھ کر) آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے پردہ لے کر اسے پھاڑ ڈالا۔ اہم فرمایا: ”قیامت کے دن سب سے

سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو یہ تصویریں بناتے ہیں۔“

(بخاری: ۶۱۰۹۔ مسلم: ۲۱۰۷)

۲۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میں فجر کی نماز میں فلاں شخص کی وجہ سے شریک نہیں ہوتا، کیونکہ وہ صاحب لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ ابو مسعود کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی وعظ میں اتنے غصے میں نہیں دیکھا جتنا اس دن دیکھا، آپ نے فرمایا: ”اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ دین سے نفرت دلانا چاہتے ہیں، دیکھو جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے وہ لمبی نماز پڑھائے اس لیے کہ مقتدیوں میں کوئی بیمار ہوتا ہے، کوئی بوڑھا ہوتا ہے اور کوئی کام کاج والا ہوتا ہے۔“ (بخاری: ۶۱۱۰۔ مسلم: ۴۶۶)

آپ ﷺ کی اپنی امت پر شفقت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزَلْنَا عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ وَرَءِيفٌ﴾ (التوبة: ۱۲۸)

”تمہارے پاس ایک پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں اور جن کو تمہاری تکلیف نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمان داروں کے ساتھ بڑے ہی شفقت، مہربان ہیں۔“

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اور اس میں ٹپیاں اور پٹنے گرنے لگے۔ وہ انھیں اس سے ہٹا رہا ہے۔ اسی طرح میں تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ کر کھینچتا ہوں لیکن تم میرے ہاتھ سے اپنے آپ کو چھڑا کر جہنم میں داخل ہو رہے ہو۔“ (مسلم: ۲۲۷۵)

نبی ﷺ کی لوگوں سے بے تکلفانہ گفتگو:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے گھل مل جاتے تھے۔ یہاں تک کہ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کا نام ابو عیسٰی تھا اس سے آپ فرمایا کرتے تھے: ”ابو عیسٰی! کہو

تمھاری چیز یا تمھیر تو بخیر ہے؟“ (بخاری: ۶۱۲۹۔ مسلم: ۲۱۵۰)

نبی ﷺ کا زہد:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! آل محمد کو اتنی

نی روزی دے جتنی ضرورت ہو۔“ (بخاری: ۶۴۶۰۔ مسلم: ۱۰۵۵)

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ جب سے مدینہ تشریف لائے، آل محمد نے تین رات

مسلل پیٹ بھر گئے۔ ان کی روٹی نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔“ (بخاری: ۵۴۱۶۔

مسلم: ۲۹۷۰)

۳۔ عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میرے بھانجے ہم دو مہینے

میں تین نئے چاند دیکھتے تھے اور اس مدت میں رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں آگ نہ جلائی

جاتی۔ میں نے کہا: اے خالہ! پھر آپ لوگوں کی گزر کیسے ہوتی تھی؟ انھوں نے کہا: دو کالی

چیزیں بھجور اور پانی پر، ہاں رسول اللہ ﷺ کے پڑوسی کئی انصاری لوگ تھے، ان کے پاس

دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں، وہ اپنے گھروں سے آپ کے لیے دودھ بھیج دیتے تھے، پھر

آپ ہم کو بھی وہ دودھ پلاتے تھے۔“ (بخاری: ۲۵۶۷۔ مسلم: ۲۹۷۲)

۴۔ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دینار اور درہم نہیں چھوڑا اور نہ

غلام اور لونڈی چھوڑی، البتہ ایک سفید خچر جس پر آپ سوار ہوتے تھے اور ہتھیار چھوڑا اور ایک

قطعہ زمین چھوڑا جس کو آپ نے مسافروں کے لیے صدقہ کر دیا تھا۔“ (بخاری: ۴۴۶۱)

رسول اللہ ﷺ کا عدل:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ قریش کو مخدومی عورت کی وجہ سے بڑی فکر ہوئی، جس نے

چوری کی تھی۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ اسامہ بن زید نے اس سلسلہ میں آپ سے سفارش کی۔ آپ

نے (ناراضگی سے) فرمایا: ”کیا تم اللہ کی حد میں سفارش کرتے ہو؟“ اس کے بعد آپ نے

کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: ”تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک کیے گئے کہ جب ان میں کوئی

حسب نسب والا چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم

کر دیتے، خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔“

(بخاری: ۳۴۷۵۔ مسلم: ۱۶۸۸)

### نبی ﷺ کی بردباری:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ پر جنگ احد سے بھی سخت کوئی وقت گزرا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”مجھے تمھاری قوم سے تکلیف پہنچی ہے، اس میں سب سے سخت تکلیف علقہ کے دن پہنچی، جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یلیل بن عبد کلال پر پیش کیا تھا۔ اس نے میری بات نہیں مانی پھر میں چل پڑا، میرے چہرے پر ادا سی چھائی ہوئی تھی۔ مجھے اتفاقہ اس وقت ہوا جب میں قرن الثعالب پہنچا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو ایک بادل سایا کیے ہوئے تھا۔ میں نے اس میں جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔ جبرئیل نے مجھے آواز دی اور کہنے لگے: ”اللہ تعالیٰ نے تمھاری قوم کی باتیں سنیں جو انھوں نے تم سے کی ہیں اور انھوں نے جو آپ کو جواب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمھارے پاس پہاڑ کے فرشتے کو بھیجا ہے تاکہ تم اس کے بارے میں جو چاہو اس کو ختم دو۔“ پھر پہاڑ کے فرشتے نے مجھے آواز دی اور کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے تمھاری قوم کی باتیں سنیں جو انھوں نے تم سے کیں اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، مجھے تمھارے رب نے تمھارے پاس بھیجا ہے، تاکہ تم مجھے جو چاہو حکم دو۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں ان لوگوں کو ان دو پہاڑوں کے درمیان بیس دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے اس فرشتے سے کہا: ”نہیں، بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی آئندہ نسلوں میں ایسے لوگوں کو پیدا کر دے گا جو ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔“ (بخاری: ۳۲۳۱۔ مسلم: ۱۷۹۵)

### رسول اللہ ﷺ کا صبر:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس وقت آپ کو بخار تھا۔ میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو سخت بخار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں مجھے اتنا بخار ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے کہا: اس لیے کہ آپ کے لیے اجر بھی دوہرا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“

(بخاری: ۵۶۶۷۔ مسلم: ۲۵۷۱)

۲۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے (اپنی تکلیفوں کی) شکایت کی۔ اس وقت آپ خانہ کعبہ کے سارے میں اپنی چادر پر لٹکے ہوئے بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا: کیا آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے مدد نہیں مانگیں گے؟ ہمارے لیے دعا نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”تم سے پہلے، سابقہ زمانہ میں لوگوں کو اتنی تکلیف دی جاتی کہ آدمی کو پکڑ لیا جاتا، پھر ایک گڑھا کھود کر اس میں اس کو ڈال دیا جاتا، پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے اور لوہے کی کنگھیاں اس کے جسم پر چلائی جاتیں، جو اس کے گوشت کو اس کی ہڈی سے الگ کر دیتیں، پھر بھی وہ سچے دین سے باز نہ آتا۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس کام کو (یعنی دین اسلام کی اشاعت کو) ضرور پورا کرے گا، یہاں تک کہ صنعا سے سوار ہو کر ایک شخص حضور موت تک جائے گا اور اللہ کے علاوہ اسے کسی (کافر) کا ڈرنہ ہوگا۔ اپنی بکریوں پر بھی اسے بھیڑیے کے سوا اور کسی کا ڈرنہ ہوگا مگر تم جلدی بچاتے ہو۔“ (بخاری: ۶۹۴۳)

### نبی ﷺ کے خصائل و عبادات مبارکہ:

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سب سے زیادہ خوبصورت اور آپ کے جسم کی بناوٹ بھی سب سے اچھی تھی۔ آپ نہ بہت لمبے تھے اور نہ چھوٹے۔ (بخاری: ۳۵۴۹۔ مسلم: ۲۳۳۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کوئی بات کہتے تو اس کو تین بار دہراتے تاکہ اچھی طرح سمجھ لی جائے اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے تو انہیں سلام کرتے اور تین مرتبہ سلام کرتے۔ (بخاری: ۹۵)

جب کسی چیز سے آپ کو گھبراہٹ ہوتی تو آپ کہتے: «هُوَ اللَّهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا» (نسائی فی عمل اليوم والليلة: ۶۵۷۔ سلسلہ صحیحہ: ۲۰۷۰)

”وہی اللہ میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں سمجھاتا۔“

آپ ﷺ جس بستر پر سوتے تھے وہ چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (بخاری: ۶۴۵۶۔ مسلم: ۲۰۸۲)

آپ ﷺ رحم دل تھے، آپ کے پاس اگر کوئی مانگنے آتا تو آپ اس کو دینے کا وعدہ کرتے۔



اور اگر وہ چیز آپ کے پاس موجود ہوتی تو وعدہ پورا کر دیتے۔

(بخاری فی الادب المفرد: ۲۸۱۔ سلسلۃ صحیحہ: ۲۰۹۴)

آپ کی بات الگ-الگ (بالکل واضح) ہوتی جس کو ہر سننے والا سمجھ لیتا۔ (ابوداؤد: ۴۸۳۹)  
آپ سے کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ اسے دے دیتے یا خاموش رہتے۔

(حاکم: ۲۵۹۱۔ سلسلۃ صحیحہ: ۲۱۰۹)

آپ سوتے تو مسواک آپ کے ساتھ ہوتی اور اٹھتے ہی آپ مسواک کیا کرتے۔

(احمد: ۵۹۷۹۔ سلسلۃ صحیحہ: ۲۱۱۱)

آپ کزدر مسلمانوں کی زیارت کرتے، ان کے مریضوں کی عیادت کرتے، ان کے جنازے

میں شرکت کرتے۔ (حاکم: ۵۳۷۳۔ صحیح الجامع: ۷۷۸۴)

جب آپ کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس سے آپ خوش ہو جاتے تو کہتے: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ

الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَبَتُّمُ الصَّالِحَاتِ» اور اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جو آپ کو ناگوار لگتا تو کہتے:

«الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ» (حاکم: ۸۴۱۔ صحیح الجامع: ۴۶۴)

جب سردی زیادہ ہوتی تو آپ ﷺ نماز چھلوی پڑھتے اور جب گرمی زیادہ ہوتی تو آپ نماز

ٹھنڈی کر کے (مؤخر کر کے) پڑھتے۔ (بخاری: ۹۰۶)

جب آپ ﷺ بیمار ہوتے تو معذرات پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے اور اپنا ہاتھ جسم پر پھیرتے۔

(بخاری: ۴۴۳۹۔ مسلم: ۲۱۹۲)

جب آپ ﷺ سرمہ لگاتے تو طاق تعداد میں، سلائی پھیرتے اور جب دھونی دیتے تو طاق

تعداد میں دھونی دیتے۔ (احمد: ۱۷۵۶۲۔ صحیح الجامع: ۴۶۸۰)

رسول اللہ ﷺ خوشبو پسند کرتے تھے۔ (احمد: ۲۶۳۶۴۔ سلسلۃ صحیحہ: ۲۱۳۶۔

ابوداؤد: ۴۰۷۴)

آپ کے پاس اگر کوئی ایسا معاملہ آتا جو آپ کو خوش کر دیتا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے

لیے آپ سجدہ میں گر جاتے۔ (ترمذی: ۱۵۷۸۔ ابن ماجہ: ۱۳۹۴)

آپ کے سامنے جب کوئی دشوار معاملہ آتا تو نماز پڑھتے۔

(احمد: ۲۳۶۸۸۔ ابوداؤد: ۱۳۱۹)

جب آپ خطبہ دیتے تو آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور غصہ بڑھ جاتا، گویا آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں اور کہہ رہے ہوں کہ وہ صبح کے وقت تمہارے پاس آنے والا ہے یا شام کے وقت تمہارے پاس آنے والا ہے۔ (مسلم: ۸۶۷)

جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوتے تو پہلے مسواک کرتے۔ (مسلم: ۲۵۳)

جب آپ دعا کرتے تو اپنے آپ سے شروع کرتے۔ (طبرانی فی الکبیر: ۴-۸۱)

جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ چمک اٹھتا گویا دو چاند کا ٹکڑا ہوتا۔ (بخاری:

۳۵۵۶- مسلم: ۲۷۶۹)

جب کوئی دشوار معاملہ آجاتا تو آپ کہتے: «يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ»

(ترمذی: ۳۵۲۴) ”اے زندہ اور ہمیشہ رہنے والی ذات! میں تیری رحمت کے وسیع سے فریاد کر رہا ہوں۔“

آپ قرآن کریم آہستہ آہستہ پڑھتے۔ جب کوئی ایسی آیت آتی جس میں تسبیح بیان کرنے کا حکم ہوتا تو آپ تسبیح بیان کرتے اور جب کوئی ایسی آیت آتی جس میں سوال کرنے کا حکم ہوتا تو آپ سوال کرتے اور جب کوئی ایسی آیت آتی جس میں پناہ مانگنے کا حکم ہوتا تو آپ پناہ مانگتے۔“

(مسلم: ۷۷۲)

آپ کے گھر میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ معوذات پڑھ کر اس پر پھونکتے۔ (مسلم: ۲۱۹۲)

آپ عید الفطر کو کچھ کھا کر عید گاہ کی طرف نکلتے اور عید الاضحیٰ کو کچھ نہ کھاتے یہاں تک کہ نماز

پڑھ لیتے۔“ (احمد: ۲۳۳۷۱- ترمذی: ۵۴۲)

آپ کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ کر کے نہیں رکھتے تھے۔ (ترمذی: ۵۴۲- نسائی: ۲۳۶۲)

آپ ﷺ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے۔ (ترمذی: ۷۴۵- نسائی: ۲۳۶۱)

آپ زمین پر بیٹھ جاتے، زمین پر کھاتے، بکری کا دودھ دوہ لیتے اور اگر کوئی غلام جو کی روٹی پر آپ کو بلاتا تو آپ اس کی دعوت قبول فرما لیتے۔

(طبرانی فی الکبیر: ۶۱-۲۷، صحیح الجامع: ۵۱۹۴)

آپ ﷺ کو ہر کام داہنی طرف سے شروع کرنا پسند تھا۔ جوتا پہننے میں، کھانسی کرنے میں، اور

طہارت حاصل کرنے میں۔ (بخاری: ۱۶۸- مسلم: ۲۶۸)

آپ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے۔ (مسلم: ۳۷۳)  
حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایسا کم ہی ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر میں  
جمعرات کے سوا کسی اور دن نکلے۔

آپ اپنی سواری پر بیٹھ کر نفل نمازیں پڑھ لیتے، سواری کا رخ جس طرف بھی ہوتا اور جب فرض  
نماز ادا کرنا چاہتے تو سواری سے اترتے اور قبلہ کی طرف رخ کر لیتے۔ (بخاری: ۴۰۰)  
آپ روزہ کی حالت میں اپنی بیویوں کا بوسہ بھی لے لیتے اور مباشرت کرتے لیکن آپ اپنی  
شہوت کو سب سے زیادہ قابو میں رکھنے والے تھے۔ (بخاری: ۱۹۲۷۔ مسلم: ۱۱۰۶)  
آپ ہدیہ قبول کرتے اور اس کا بدلہ دینے کی کوشش کرتے۔ (۵۸۵۲)

آپ سفر سے اپنے گھر والوں میں رات کو نہ آتے بلکہ صبح کے وقت یا شام کو تشریف لاتے۔  
(بخاری: ۱۸۰۰۔ مسلم: ۱۹۲۸)  
رسول اللہ ﷺ شہد اور طہوہ پسند کرتے تھے، عصر کی نماز کے بعد آپ اپنی بیویوں کے پاس  
آتے اور ان میں سے کسی ایک سے قریب ہوتے۔ (بخاری: ۵۲۶۸۔ مسلم: ۱۷۷۴)  
قیس آپ کا سب سے محبوب کپڑا ہوتا۔ (ابوداؤد: ۴۰۲۵۔ ترمذی: ۱۷۶۲)  
جب آپ قضائے حاجت کے لیے جاتے تو اتنی دور جاتے کہ آپ کو کوئی دیکھ نہ سکتا۔

(ابوداؤد: ۲۔ ابن ماجہ: ۳۳۵)  
جب آپ ﷺ سفر سے آتے تو دن میں چاشت کے وقت آتے اور سب سے پہلے مسجد میں  
جا کر دو رکعت نماز پڑھتے پھر وہاں بیٹھتے۔ (بخاری: ۳۰۸۸۔ مسلم: ۷۱۶)  
آپ ﷺ دباغت دی ہوئی کھال کا جوتا پہنتے اور اپنی داڑھی کو درس اور زعفران سے زرو کیے  
رہتے۔ (ابوداؤد: ۴۲۱۰۔ نسائی: ۵۲۴۴)

آپ ﷺ (سفر میں) نماز قصر کر کے پڑھتے اور (حالت اقامت میں) پوری رکعتیں پڑھتے۔  
(مسلم: ۴۶۹)  
آپ ہجری نماز پڑھنے کے بعد صلی سے اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے جب تک کہ سورج  
طلوع نہ ہو جاتا، پھر جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ ﷺ کھڑے ہوتے۔ (مسلم: ۶۷۰)  
آپ کے بال کچھ تھنکھریا لے تھے نہ بالکل سیدھے اور نہ سخت، آپ کے بال آپ کے کانوں

اور کندھوں کے درمیان لٹکے رہتے۔ (بخاری: ۵۹۰۵، مسلم: ۲۳۳۸)

آپ اپنے داہنے ہاتھ میں چاندی کی ایک انگلی پینتے۔ (نسائی: ۵۱۹۷)

آپ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔ (ترمذی: ۱۰۷، نسائی: ۴۳۰)

رسول اللہ ﷺ ایک بڑی پانی سے وضو کرتے اور ایک صاع پانی سے غسل کرتے۔

(ابوداؤد: ۹۲، نسائی: ۳۴۷)

رسول اللہ ﷺ ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھتے، ایک پیر کو پھر اسی ہفتہ کی جمعرات کو، پھر

آنے والے پیر کو۔ (ابوداؤد: ۲۴۵۱، نسائی: ۲۳۶۵)

آپ رات کے شروع حصہ میں سوتے اور رات کے آخری حصہ میں (تہجد کے لیے) جاگتے۔

(بخاری: ۱۱۶۶، مسلم: ۷۳۶)

آپ مسلسل کئی راتیں بھوکے گزار پڑتے، گھر والوں کو رات کا کھانا نہ ملتا، عام طور پر آپ

کے گھر والے جو کی روٹی کھاتے۔ (احمد: ۲۳۰۳، ترمذی: ۲۳۶۰)

رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”میرے دل پر چھائیاں غالب ہوتی ہیں اور میں دن میں سو

مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔“ (مسلم: ۲۷۰۲)

رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو تم اس کی عزت

کرو۔“ (ابن ماجہ: ۳۷۱۲)

رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”اے اللہ! تو مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ، مسکین بنا کر موت دے اور

مجھے مسکینوں کی جماعت میں اٹھا۔“ (ابن ماجہ: ۴۱۲۶، دیلمی: الادواء: ۸۶۱)

رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”اگر تم وہ چیز جان لو جس کو میں جانتا ہوں تو تم کم ہسو اور زیادہ

رو۔“ (بخاری: ۴۶۲۱، مسلم: ۲۳۵۹)

رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”لذتوں کو کاٹنے والی چیز (یعنی موت کو) کثرت سے یاد کیا کرو۔“

(ترمذی: ۲۳۰۷، نسائی: ۱۸۲۴)

رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے

زیادہ چھوڑے رہے، جب وہ دونوں ملیں تو ان میں ایک اپنا چہرہ ادھر پھیر لے اور دوسرا ادھر پھیر

لے اور ان میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔“ (بخاری: ۶۲۳۷، مسلم: ۲۵۶۰)

رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”تم بدگمانی سے بچو اس لیے کہ بدگمانی سخت جھوٹ ہے۔ ٹوہ نہ لگاؤ۔ کسی کا عیب نہ ٹھو لو اور (دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لیے کسی سامان پر) بڑھ کر بولی نہ دو۔ آپس میں حسد نہ کرو اور بغض نہ رکھو۔ ترک ملاقات نہ کرو اور اللہ کے بندو! سب بھائیوں کی طرح (میل ملاپ) سے رہو۔“ (بخاری: ۶۰۶۶۔ مسلم: ۲۵۶۳)

رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن سفارش کرنے والے اور گواہی دینے والے نہیں ہو سکتے۔“ (مسلم: ۲۵۹۸)

رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”لوگوں میں سب سے برا آدمی دورخا آدمی ہے۔ جو ان کے پاس ایک منہ لے کر آئے اور ان کے پاس دوسرا منہ لے کر جائے (یعنی ان کے منہ پر ان کی بات اور ان کے منہ پر ان کی بات)۔“ (بخاری: ۶۰۵۸۔ مسلم: ۲۵۲۶)

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ ”ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف دور کر دے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔“ (بخاری: ۲۴۴۲۔ مسلم: ۲۵۸۰)

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ ”تم ایک دوسرے سے بغض و حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کے پیچھے نہ پڑو، اللہ کے بندو! بھائی بن کر رہو، کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دنوں سے زیادہ چھوڑے رہے۔“ (بخاری: ۶۰۶۵۔ مسلم: ۲۵۵۹)

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ”تم ظلم سے بچو، اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہو گا اور بخیلی سے بچو، اس لیے کہ بخیلی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا، اس نے انھیں خون بہانے اور محارم کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔“ (مسلم: ۲۵۷۸)

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ”جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈال دو۔“ (مسلم: ۳۰۰۲)

رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”تم اپنے نفس کا تزکیہ مت کرو (یعنی خود اپنے آپ کو اچھا مت کہو)

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ تم میں سے نیک کون ہے؟“ (مسلم: ۲۱۴۲)  
 رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”تم میں سے کوئی شخص کسی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے  
 اور اگر موت کی تمنا کرنا ضروری ہو جائے تو یہ کہے:

«اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا  
 لِي» (بخاری: ۶۳۵۱۔ مسلم: ۲۶۸۰)

”اے اللہ! تو مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو اور مجھے  
 وفات دے دے اگر وفات میرے لیے بہتر ہو۔“  
 رسول اللہ ﷺ فرماتے:

”تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچانے پر قادر ہو وہ اسے نفع پہنچائے۔“

(مسلم: ۲۱۹۹)

رسول اللہ ﷺ فرماتے:

”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے اور جو شخص  
 اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔“

(بخاری: ۶۴۷۵۔ مسلم: ۴۷)



## ۳۔ کتاب الآداب

- |                            |                       |
|----------------------------|-----------------------|
| ۱۔ سلام کے آداب            | ۲۔ کھانے پینے کے آداب |
| ۳۔ راستے اور بازار کے آداب | ۴۔ سفر کے آداب        |
| ۵۔ سونے اور جاگنے کے آداب  | ۶۔ خواب کے آداب       |
| ۷۔ اجازت طلبی کے آداب      | ۸۔ چھینک کے آداب      |
| ۹۔ مریض کی عیادت کے آداب   | ۱۰۔ لباس کے آداب      |

## آداب

قابل تعریف اقوال و افعال اور مکارم اخلاق کا استعمال ادب ہے۔ اسلام دین کامل ہے۔ اس نے تمام احوال میں انسان کی زندگی کو منظم کیا ہے۔ اسلام نے انسان کے خود اپنے نفس کے لیے اور دوسروں کے لیے کچھ آداب مقرر کیے ہیں۔ یہ آداب کھانے پینے، نیند و بیداری، سفر و حضر تمام احوال میں بتائے گئے ہیں۔ قرآن و حدیث میں جن آداب کا بیان آیا ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَسْأَلُكُمْ الزَّمَنَ لِمَنْزُورَةٍ وَمَا نَهَكُمُ عَنْهُ فَأَتَيْتُهَا ۚ وَأَتَقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ [الحشر: ۷]

”رسول اللہ (ﷺ) جو کچھ تمہیں دیں لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔“

## ۱۔ اسلام کے آداب

### اسلام کی فضیلت:

- ۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ”(مسکینوں کو) کھانا کھانا اور سلام کرنا، جس کو پہچانتے ہو اس کو بھی اور جس کو نہیں پہچانتے، اس کو بھی۔“ (بخاری: ۱۲ - مسلم: ۳۹)
- ۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم، جس کے قبضے میں میری جان ہے! تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ایمان



نہ لاؤ اور تم مومن اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جسے تم اگر کرو گے تو تمہارے درمیان محبت بڑھے گی؟ تم آپس میں خوب سلام کیا کرو۔ (مسلم: ۵۴)

۳۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اے لوگو! سلام پھیلاؤ، کھانا کھاؤ اور جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو تم نماز پڑھو، تم جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔“ (ترمذی: ۲۴۸۵۔ ابن ماجہ: ۱۳۳۴)

### سلام کی کیفیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا جِئْتُمْ بِهِمْ فَبَشِّرْهُم بِقَوْلِهِمْ هَيَّا هَيَّا وَخَلَّوْهُمْ إِنَّا لَكَانَ عَلَىٰ شَيْءٍ حَاسِبًا﴾

[النساء: ۸۶]

”اور جب حصص سلامتی کی وعادی جائے تو تم اس سے دعا دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو، اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔“

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا: ”السلام علیکم۔“ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر وہ شخص بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو دس نیکیاں ملی ہیں۔“ پھر دوسرا شخص آیا۔ اس نے کہا: ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔“ وہ شخص بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو بیس نیکیاں ملی ہیں۔“ پھر ایک تیسرا شخص نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا: ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: ”اس کو تیس نیکیاں ملی ہیں۔“ (ابوداؤد: ۵۱۹۵۔ ترمذی: ۲۶۸۹)

### پہلے سلام کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے رہے۔ دلوں جب ملیں تو ایک اپنا چہرہ ادھر پھیر لے اور دوسرا اپنا چہرہ ادھر پھیر لے۔ ان میں سے بہتر وہ ہے جو

پہلے سلام کرے۔“ (بخاری: ۶۰۷۷ - مسلم: ۲۵۶۰)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے۔“ (ابوداؤد: ۵۱۹۷ - ترمذی: ۲۶۹۴)

سلام پہلے کون کرے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور راستہ میں گزرنے والا بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔“ (بخاری: ۶۲۳۱ - مسلم: ۲۱۶۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوار پیادل چلنے والے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ کو سلام کریں۔“ (بخاری: ۶۲۲۳ - مسلم: ۲۱۶۰)

### عورتوں اور بچوں کو سلام:

- ۱۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ”نبی ﷺ ہم عورتوں کی جماعت کے پاس سے گزرے، آپ نے ہمیں سلام کیا۔“ (ابوداؤد: ۵۲۰۴ - ابن ماجہ: ۲۹۸۶)
- ۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انھوں نے انھیں سلام کیا اور کہنے لگے کہ نبی ﷺ ایسے ہی کرتے تھے۔“ (بخاری: ۶۲۴۷ - مسلم: ۲۱۶۸)

### عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا، اگر فتنے کا اندیشہ نہ ہو:

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کہتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی، میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور آپ کی بیٹی فاطمہ پرودہ کیے ہوئے تھیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا، آپ نے پوچھا: ”کون ہے؟“ میں نے کہا: ام ہانی بنت ابی طالب۔ آپ نے فرمایا: ”ام ہانی کو مرحبا (خوش آمدید)۔“

گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحْبِبَ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَنُحِبَّكُمْ طَبَقَ﴾

[التورہ: ۶۶]

”جب تم گھروں میں جانے لگو تو اپنے گھر والوں کو سلام کر لیا کرو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ دعائے خیر ہے جو بابرکت اور پاکیزہ ہے۔“

ذمی کو سلام کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم یہودی کو پہلے سلام نہ کرو اور جب تم ان میں سے کسی سے راستے میں ملو تو اسے تنگ راستے پر چلنے پر مجبور کرو۔“

(مسلم: ۲۱۶۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اہل کتاب جب تمہیں سلام کریں تو

تم (صرف) ”علیکم السلام“ (بخاری: ۶۲۵۸ - مسلم: ۲۱۶۳)

مشترک مجلس کو سلام:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کی۔ اس حدیث میں ہے کہ آپ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان، مشرک، بت پرست، یہودی سب تھے۔ آپ نے انہیں سلام کیا پھر آپ ٹھہر گئے اور سواری سے اتر گئے، پھر انہیں اللہ کی طرف بلایا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔“ (بخاری: ۵۶۶۳ - مسلم: ۱۷۹۸)

مجلس میں آتے اور مجلس سے نکلنے وقت سلام کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں آئے تو سلام کرے اور جب مجلس سے جانے کا ارادہ کرے تب بھی سلام کرے کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ اہم نہیں ہے۔“ (ابوداؤد: ۵۲۰۸ - ترمذی: ۲۷۰۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے

جب کوئی آدمی اپنے (مسلمان) بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لیے جھکے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ اس نے کہا: کیا وہ اس سے چمٹے اور اسے بوسہ دے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں“ اس نے کہا کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“

(ترمذی: ۲۷۲۸۔ ابن ماجہ: ۳۷۰۲)

### مصافحہ کی فضیلت اور مصافحہ کا وقت:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے انھیں بخش دیا جاتا ہے۔“

(ابوداؤد: ۵۰۲۱۲۔ ترمذی: ۲۷۲۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”نبی ﷺ کے اصحاب جب ملتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو سوائفہ کرتے۔“ (طبرانی فی الاوسط: سلسلة صحیحة: ۲۶۴۷)

### عاب پر سلام لوٹانا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے عائشہ! جبریل علیہ السلام کو سلام کرتے ہیں“ انھوں نے کہا: ”علیہ السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ“ آپ وہ چیز دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔ (بخاری: ۳۲۱۷۔ مسلم: ۲۴۴۷)

نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میرے باپ نے آپ کو سلام کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: «علیک و علیٰ امیک السلام» ”تمہارے اوپر اور تمہارے باپ پر بھی سلام ہو۔“ (احمد: ۲۹۴۳۲۔ ابوداؤد: ۱۳۲۵)

### آنے والے کے لیے احتراماً یا ادا کھڑے ہونا:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنو قریظہ کے یہودی سعد بن معاذ کے فیصلے پر راضی ہو گئے۔ نبی ﷺ نے ان کو بلا بھیجا۔ وہ آئے تو آپ نے صحابہ سے فرمایا: ”اپنے سردار کو لینے کے لیے اٹھو یا بیٹوں! (اس شخص کو لینے کے لیے اٹھو جو تم میں سے بہتر ہے۔“ (بخاری: ۶۲۶۲۔ مسلم: ۱۷۶۸)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”تم اپنے سردار کو (سوائی سے) اتارنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔“ (احمد: ۲۵۶۱۰۔ سلسلة صحیحة: ۶۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو نبی ﷺ کی ہیبت اور انور طریقے سے مشابہہ نہیں دیکھا۔ آپ جب ان کے پاس جاتے تو وہ آپ کے پاس کھڑی ہو جاتیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر چمتیں اور آپ کو اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتیں۔“

(ابوداؤد : ۵۲۱۷ - ترمذی : ۳۸۷۲)

کسی کے لیے کھڑے ہونا مکروہ ہے :

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص یہ پسند کرے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہو جایا کریں وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔“

(ابوداؤد : ۵۲۲۹ - ترمذی : ۲۷۵۵)

تین مرتبہ سلام کرنا :

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”نبی ﷺ جب بات کرتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے تاکہ اچھی طرح سمجھ لی جائے اور جب کسی قوم کے پاس آتے اور انھیں سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے۔“

(بخاری : ۹۵)

جماعت کو سلام کرنا :

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر جماعت گزرے تو ان میں سے ایک آدمی کا سلام کرنا کافی ہے اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک آدمی کا جواب دے دینا کافی ہے۔“ (ابوداؤد : ۵۲۱۰ - دیکھئے سلسلة صحیحة : ۱۴۱۲)

قضائے حاجت کے وقت سلام کرنے اور جواب دینے کی ممانعت :

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک آدمی گزرا، رسول اللہ ﷺ اس وقت پیشاب کر رہے تھے۔ اس نے آپ کو سلام کیا مگر آپ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔“ (مسلم : ۳۷۰)

حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ اس وقت پیشاب کر رہے تھے۔ انھوں نے آپ کو سلام کیا، لیکن آپ نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ وضو کیا، پھر ان سے معذرت کی، پھر فرمایا کہ میں نے یہ ناپسند کیا کہ اللہ تعالیٰ کو بغیر طہارت کی حالت کے یاد کروں۔“ (ابوداؤد : ۱۷ - نسائی : ۳۸)

ابو جمرہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس اور لوگوں کے درمیان مترجم تھا۔ انھوں نے کہا کہ جب عبدالقیس کا وفد نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ کون سا وفد ہے؟ یا یہ کون لوگ ہیں؟“ انھوں نے کہا: ہم ربیعہ والے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تم لوگوں کو مرحبا یا وفد کو مرحبا، یہ نہ ذلیل ہوں گے اور نہ شرمندہ۔“ (بخاری: ۸۷۔ مسلم: ۱۷)

علیک السلام کہنا مکروہ ہے:

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے کہا: ”علیک السلام“ آپ نے فرمایا: ”علیک السلام نہ کہو بلکہ السلام علیکم کہو۔“ (ابوداؤد: ۵۲۰۹۔ ترمذی: ۲۷۲۲)

ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”علیک السلام مردوں کا تحیہ ہے۔“ (ابوداؤد: ۵۲۰۹)

## ۲۔ کھانے پینے کے آداب

مسلمان کا کھانا حلال اور پاکیزہ ہونا چاہیے:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَالْحُلُمُوا وَأَلْبِسُوا ثِيَابًا قَلِيلًا تَعْبُدُونَ﴾

[البقرة: ١٧٤]

”اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ پیا اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم خاص اس کی عبادت کرتے ہو۔“

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يَكُونُونَ الرُّسُلَ الَّذِينَ يَحْدُثُونَ مَكْرُوهًا عِنْدَهُمْ فِي الْقُرْآنِ  
وَالْإِسْلَامِ بِأَمْرِهِمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمِينَ وَكَذَلِكَ  
الْقُرْآنُ﴾ [الأعراف: ١٥٧]

”انجیل جو لوگ ایسے رسول، نبی، امی کی اتباع کرتے ہیں جنہیں وہ لوگ اپنے پاس

تورات میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں۔“

کھانے سے پہلے بسم اللہ کہنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص کھائے تو اللہ کا نام لے اور اگر شروع میں بسم اللہ کہنا بھول جائے تو یہ کہے: «يَا سَمِ اللّٰهُ اَوَّلَهُ وَآخِرَهُ» (ابو داؤد: ۳۵۷۶۔ ترمذی: ۸۵۸۱)

دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا اور سامنے سے کھانا:

عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پچھرا اور (ابوسلمہ کے مر جانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کی تربیت میں تھا۔ کھانے کے وقت میرا ہاتھ پلیٹ کے چاروں طرف گھومتا (کبھی ادھر سے کھاتا کبھی ادھر سے) آپ نے مجھ سے فرمایا: ”اے بچے! بسم اللہ کہو اور دائیں ہاتھ سے اپنے نزدیک سے کھاؤ۔“ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی طرح کھاتا رہا۔“ (بخاری: ۵۲۷۶۔ مسلم: ۲۰۲۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیے تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیے اس لیے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔“ (مسلم: ۲۰۲۰)

دوسروں کو پلانے کا طریقہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ اور پانی ملا کر لایا گیا۔ اس وقت آپ کی دائیں طرف ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ آپ نے پیا پھر وہ پیالہ اس دیہاتی کو دے دیا اور فرمایا: ”دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے پھر دائیں طرف سے۔“ (بخاری: ۲۳۵۲۔ مسلم: ۲۰۲۹)

کھڑے ہو کر نہیں پینا چاہیے:

- ۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع کیا ہے۔“ (مسلم: ۲۰۲۵)
- ۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر پیتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے کہا: ”اے کرو؟“ اس نے کہا: کیوں؟ آپ نے فرمایا: ”کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تمہارے ساتھ بلی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تمہارے ساتھ اس نے پیا ہے جو بلی سے بھی خراب ہے اور وہ شیطان ہے۔“ (أحمد: ۷۹۹۰۔ الدارمی: ۲۰۵۲۔ دیکھئے سلسلة صحیحة: ۱۷۵)

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا منع ہے:

- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”تم حریو دیارِج (ریشمی کپڑے) نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں پیو اور نہ اس کی پلینٹ میں کھاؤ، اس لیے کہ یہ برتن کافروں کے لیے دنیا میں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں۔“ (بخاری: ۵۴۲۶۔ مسلم: ۲۰۶۷)

کھانا کیسے کھایا جائے؟

- ① حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”نبی ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور ہاتھ پوچھنے سے پہلے ہاتھ چاٹ لیتے تھے۔“ (مسلم: ۲۰۳۲)
- ② حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھا لیتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے اور آپ نے فرمایا ہے: ”جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس کو صاف کر کے کھالے اور اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم پیالے کو انگلی سے چاٹ لیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ”تم نہیں جانتے ہو کہ تمہارے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔“ (مسلم: ۲۰۲۴)
- ③ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ آدمی دو



کھجوریں ایک ساتھ ملا کر کھائے (یعنی جب دوسرے لوگوں کے ساتھ کھا رہا ہو) البتہ اس وقت کھا سکتا ہے۔ جب اپنے ساتھ کھانے والوں سے اجازت لے لے۔“ (بخاری: ۲۴۵۵۔

مسلم: ۲۰۴۵)

④ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم دائیں ہاتھ سے کھاؤ، دائیں ہاتھ سے پیو، دائیں ہاتھ سے کھڑو، دائیں ہاتھ سے دو، اس لیے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے، بائیں ہاتھ سے پیتا ہے، بائیں ہاتھ سے دیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پکڑتا ہے۔“ (ابن ماجہ: ۳۲۶۶۔ سلسلہ صحیحہ: ۱۲۳۶)

### کھانے کی مقدار:

حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی پیٹ سے زیادہ برآکسی برتن کو نہیں بھرتا، آدمی کے لیے اتنا کھانا کافی ہے جس سے وہ اپنی پیٹہ سیدھی رکھ سکے (یعنی قوت برقرار رہ سکے) اور اگر زیادہ ہی کھانا ہو تو ایک تہائی حصہ میں کھانا ہو، ایک تہائی حصہ میں پانی ہو اور ایک تہائی حصہ میں سانس لینے کی گنجائش ہو۔“ (ترمذی: ۲۳۸۰۔ ابن ماجہ: ۳۳۴۹)

### کھانے کو عیب نہ لگانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”نبی ﷺ نے کسی کھانے کو کبھی برا نہیں کہا، اگر آپ کی خواہش ہوتی تو کھالیتے اور اگر خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔“ (بخاری: ۵۴۰۹۔ مسلم: ۲۰۶۴)

### کم کھانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کافرسات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔“ (بخاری: ۳۵۹۳۔ مسلم: ۲۰۶۰)

### کھلانے کی فنیات:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہے اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لیے کافی ہے

اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لیے کافی ہے۔“ (مسلم: ۲۰۵۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اسلام کی کوئی خصلت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تم لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر مسلمان کو سلام کرو جسے پہچانتے ہو اسے بھی اور جسے نہیں پہچانتے اسے بھی۔“ (بخاری: ۲۲۳۶ - مسلم: ۳۹)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کھانا لایا جاتا تو آپ اس میں سے کھاتے اور جو بیچ جاتا وہ میرے پاس بھیج دیتے۔“ (مسلم: ۲۰۵۳)

کھانے والا جو کھائے اس کی تعریف کرے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھروالوں سے سالن مانگا، انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس سرکہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے اسے مانگا اور اسے کھانے لگے اور کہنے لگے: ”سرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے، سرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے۔“ (مسلم: ۲۰۵۲)

پینے کی چیز میں پھونک نہیں مارنا چاہیے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینے سے منع کیا ہے اور اس بات سے منع کیا ہے کہ مشروب میں پھونک ماری جائے۔“ (ابو داؤد: ۳۷۲۲ - ترمذی: ۱۸۸۷)

لوگوں کو پلانے والا خود آخر میں پے:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا۔ اس کے آخر میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں پے۔“ (مسلم: ۶۸۱)

مل کر کھانا کھانا:

وحشی بن حرب اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کھاتے ہیں لیکن آسودہ نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا: ”شاید تم الگ الگ کھاتے ہو؟“ انہوں نے کہا: ”ہاں!“ آپ نے فرمایا: ”تم مل کر کھایا کرو اور بسم اللہ کہہ لیا کرو، تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔“ (ابو داؤد: ۳۷۶۴ - ابن ماجہ: ۳۲۸۶)

## مہمان کی عزت کرنا:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أَتُكْفِرُونَ بِحَدِيثِ ذِي النُّفُسِ الْكَافِرِينَ ﴿۱﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ  
سَلَامٌ قَوْمٌ مُّشْكِرُونَ ﴿۲﴾ قَرَأَ لَهَا وَآلِهَا بُرْهَانَ رَبِّهِمْ ﴿۳﴾ تَقَرَّبَ إِلَيْهِمُ قَالَ أَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿۴﴾﴾

[الذاریات: ۲۴-۲۷]

”کیا تجھے ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی بھی خبر پہنچی ہے؟ وہ جب ان کے پاس آئے تو سلام کیا، ابراہیم نے سلام کا جواب دیا (اور کہا کہ یہ تو) اجنبی لوگ ہیں، پھر (خاموشی سے جلدی جلدی) اپنے گھر والوں کی طرف گئے اور ایک فریہ مچھڑے (کا گوشت) لائے، اور اسے ان کے پاس رکھا اور کہا: ”آپ کھاتے کیوں نہیں؟“

۲۔ ابوشریح کھنسی دینا کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے، ایک دن اور رات کی مہمان نوازی لازم ہے اور تین دن تک افضل ہے، اس کے بعد صدقہ ہے۔ مہمان کو بھی نہیں چاہیے کہ وہ میزبان کے پاس پڑا رہے یہاں تک کہ اس کو ٹھک کر ڈالے۔“ (بخاری: ۱۶۳۵، مسلم: ۴۸)

## کھانے کے لیے بیٹھنے کی ہیئت:

۱۔ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا

(جیسے مفرد لوگ کھاتے ہیں)۔“ (بخاری: ۳۵۹۸)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکڑوں بیٹھ کر کھجور کھاتے ہوئے دیکھا۔“ (مسلم: ۲۰۴۴)

۳۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک بکری بطور ہدیہ بھیجی گئی۔ آپ دو زانو بیٹھ کر کھانے لگے۔ ایک دیہاتی نے کہا کہ یہ آپ کس طرح بیٹھے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے مہربان بندہ بنایا ہے چاروں سرکش نہیں بنایا ہے۔“ (ابوداؤد: ۳۷۷۳۔

ابن ماجہ: ۳۲۶۳)

### مشغول آدمی کے کھانے کی صفت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجور لائی گئی۔ آپ اس کو تقسیم کرنے لگے۔ آپ زانو کے بل بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ اس میں سے جلدی جلدی کھا رہے تھے۔“ زہیری کی روایت میں «اکلاً حثيثاً» کے لفظ ہیں۔ (مسلم: ۲۰۴۴)

سوئے وقت پانی کا برتن ڈھانپنا اور بسم اللہ کہنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(جب رات کو سونے لگو تو) دروازہ بند کر لیا کرو اور بسم اللہ کہہ لو اور چراغ بجھا دیا کرو اور بسم اللہ کہہ لو اور مشکبوں کے منہ باندھ دو اور بسم اللہ کہہ لو اور برتن ڈھانپ دو اور بسم اللہ کہہ لو اگر چہ اس پر کوئی چیز ہی رکھ دو۔“ (بخاری: ۳۲۸۰۔ مسلم: ۲۰۱۲)

### خادم کے ساتھ کھانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا (پکا کر) لائے تو اگر اس کو اپنے ساتھ کھانے کے لیے نہ بٹھائے تو یہ کرے کہ ایک نوالہ یا دو نوالے یا ایک لقمہ یا دو لقمے اس کو دے دے، کیونکہ اس نے چلپا وغیرہ کی گرمی برداشت کی ہے اور مشقت اٹھا کر کوٹ چیں کر کھانا تیار کیا ہے۔“ (بخاری: ۵۴۶۰۔ مسلم: ۱۶۶۳)

### رات کا کھانا اور نماز کا وقت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب رات کا کھانا سامنے رکھا جائے اور نماز کی تکبیر ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔“ (بخاری: ۵۴۶۳۔ مسلم: ۵۵۷)

### پلیٹ سے کیسے کھایا جائے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو پلیٹ میں رکھے ہوئے کھانے میں سے اوپر سے نہ کھائے بلکہ نیچے سے کھائے“<sup>۲۱</sup>، لیے کہ برکت اس کے اوپر سے اترتی ہے۔“ (ابوداؤد: ۳۷۷۲۔ ابن ماجہ: ۳۲۷۷)

## کھانا کھائے یا دودھ پیے تو کیا کہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو کہے: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَ أَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ» «اے اللہ! ہمارے کھانے میں برکت فرما اور ہمیں اس سے بہتر عطا کر۔“ اور جب دودھ پیے تو کہے: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَ زِدْنَا مِنْهُ» «اے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت فرما اور ہمیں اس سے زیادہ عطا کر۔“ اس لیے کہ دودھ کے علاوہ کوئی بھی چیز کھانے اور پینے دونوں کے لیے کافی نہیں ہوتی۔“

(ابوداؤد : ۳۷۳۰ - ترمذی : ۳۴۵۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دودھ پیا پھر پانی مانگا اور کھلی کی اور فرمایا: ”اس میں پکنا ہٹ ہوتی ہے۔“ (بخاری : ۲۱۱ - مسلم : ۳۵۸)

## کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کیا کہے؟

۱۔ حضرت عاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کھانا کھایا پھر یہ دعا پڑھی: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ وَ رَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ» «تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری قوت و طاقت کے بغیر مجھے رزق عطا کیا۔“ تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ (ابوداؤد : ۴۰۲۳ - ابن ماجہ : ۳۶۸۵)

۲۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے: «الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مَوْدِعٍ وَلَا مُسْتَعْنَى غَنَةً رَبَّنَا» «تمام تعریفیں اللہ کے لیے، بہت زیادہ پاکیزہ برکت والی، ہم اس کھانے کا پوری طرح حق ادا نہ کر سکے اور یہ کھانا ہمیشہ کے لیے رخصت نہیں کیا گیا (یہ اس لیے کہا تاکہ) اس سے ہمیں بے پرواہی کا خیال نہ ہو، اے ہمارے رب!“ (بخاری : ۵۴۵۸)

۳۔ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھاتے یا پیتے تو کہتے: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَ سَقَى وَ سَوَّغَهُ وَ جَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا» (ابوداؤد : ۳۸۵۱)

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے کھلایا، پلایا، اسے ہمہم کیا اور اس کے لیے نکلنے

کا راستہ بتایا۔“

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ بندہ جب کوئی نوالہ کھائے تو اس پر اس کا شکر ادا کرے اور جب کوئی گھونٹ پیے تو اس پر اس کا شکر ادا کرے۔ (مسلم: ۲۷۳۴)

۵۔ «اللَّهُمَّ اطْعَمْتَ وَ اَسْقَيْتَ وَ اَغْنَيْتَ وَ اَقْنَيْتَ وَ هَدَيْتَ وَ اَحْيَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا اَعْطَيْتَ» ”اے اللہ! تو نے کھلایا پلایا، تو نے مالدار بنایا اور سرمایہ دیا اور ہدایت دی اور زندگی دی، تیرا شکر ہے ہر اس چیز پر جو تو نے عطا کی۔“ (احمد: ۱۶۷۱۲۔ مسند صحیحہ: ۷۱)

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو نعمت دیتا ہے اور وہ الحمد للہ کہتا ہے تو جو اس نے اس کو عطا کیا ہے وہ اس سے افضل ہے جو اس نے لے لیا ہے۔“ (ابن ماجہ: ۳۸۰۵)

مہمان کے آنے اور جانے کا وقت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُدْعَاكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَظِيرِ  
إِنَّهُ لَكُنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَبِرُوا وَلَا مُسْتَأْنَبِينَ لَكُمْ فِيهَا﴾

[الأحزاب: ۵۳]

”اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم نہی کے گھروں میں نہ جایا کرو، البتہ اجازت ملنے پر کھانے کے لیے جاسکتے ہو اور اس کے پکے کا انتظار نہ کرنا پڑے لیکن تمہیں جب بلایا جائے تو چلے جاؤ، اور جب کھا چکو تو نکل کھڑے ہو اور وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو۔“

مہمان کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میزبان کے لیے دعا کرے:

«اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ، وَاعْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ»

(مسلم: ۲۰۴۲)

”اے اللہ! تو نے ان کو جو رزق عطا فرمایا ہے اس میں برکت دے، ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم فرما۔“

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سعد بن عبادہ کے پاس آئے تو انھوں نے آپ کے سامنے روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا۔ آپ نے کھایا پھر کہا: «أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ وَ أَكَلَى طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ وَ صَلَّيْتُ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ» ”تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا ہے اور تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا ہے اور فرشتوں نے تمہارے لیے رحمت کی دعا کی ہے۔“ (ابوداؤد: ۳۸۵۴۔ ابن ماجہ: ۱۴۱۸)

پلانے والے کے لیے دعا:

پلانے والے کے لیے یہ دعا کرنی چاہیے:

((اللَّهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَ اسْقِ مَنْ سَقَانِي)) (مسلم: ۲۰۵۵)

”اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا ہے تو اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا ہے تو اسے پلا۔“

۳۔ راہ اور بازار کے آداب

راستے کا حق:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم راستوں پر مت بیٹھا کرو۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگوں کو تو اپنی مجلسوں میں ضرور بیٹھنا پڑتا ہے، وہیں تو ہم لوگ باتیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اچھا جب تم نہیں مانتے اور مجلسوں میں بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستے کا حق ادا کیا کرو۔“ انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول! راستے کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نگاہ نیچی رکھنا، لوگوں کو تکلیف نہ دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے منع کرنا۔“ (بخاری: ۲۶۶۹۔ مسلم: ۲۱۲۱)

مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”راستوں میں بیٹھنے سے بچ۔“ ہم نے کہا: ہم ایسے کام کے لیے بیٹھتے ہیں جس میں کوئی حرج نہیں، ہم بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستے کا حق ادا کرو اور وہ ہے نگاہ نیچی رکھنا، سلام کا جواب دینا اور اچھی بات

کرنا۔“ (مسلم: ۲۱۶۱)

ابو داؤد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”تم فریاد کرنے والے کی مدد کرو اور ہنسنے ہوئے کو راستہ بتاؤ۔“ (ابو داؤد: ۴۸۱۷)

راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے ایک آدمی کو جنت میں مزے اڑاتے دیکھا، وہ جنت میں اس وجہ سے داخل کیا گیا کیونکہ اس نے راستے سے ایک درخت کاٹ دیا تھا جو لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔“ (بخاری: ۶۵۲۔ مسلم: ۱۹۱۴)

راستے وغیرہ میں قبلہ کی طرف تھوکتنا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص قبلہ کی طرف تھوکے گا، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا تھوک اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہو گا۔“ (ابن خزیمہ: ۱۳۱۴۔ مسند صحیحہ: ۲۲۲۔ ابو داؤد: ۳۸۲۴)

جانوروں کے آرام کا خیال رکھنا اور راستے پر قیام سے اجتناب کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم ایسی زمین میں سفر کرو جو چنیل میدان ہو تو تیز چلو اور جب تم رات میں قیام کرو تو راستے میں قیام نہ کرو اس لیے کہ وہ رات میں کڑے کھوڑوں کے رہنے کی جگہ ہے۔“ (مسلم: ۱۹۲۶)

**بازار کے آداب**

خرید و فروخت میں نرمی برتنا:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جو بیچنے، خریدنے اور تقاضا کرنے میں نرمی برتنا ہے۔“ (بخاری: ۲۰۷۶)

وقت پر قرض ادا کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مالدار آدمی کا (قرض ادا



کرنے میں، نال منول کرنا ظلم ہے، اگر تم میں سے کسی کا قرض کسی مالدار کے حوالے کر دیا جائے تو وہ اسے قبول کرے۔“ (بخاری: ۲۲۸۷۔ مسلم: ۱۵۶۴)

تھگ دست کو مہلت دینا یا قرض معاف کر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک تاجر لوگوں کو قرض دیتا تھا، جب وہ دیکھتا کہ کوئی تھگ دست ہے تو اپنے آدمیوں سے کہتا کہ اس کو معاف کر دو شاید اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف کر دے (جب وہ مر گیا تو) اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔“ (بخاری: ۲۰۷۸)

نماز کے اوقات میں خرید و فروخت نہ کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَوَلَّيْتُمْ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ٩ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الجمعة: ۹-۱۰]

”اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔“

ہر حالت میں عدل و انصاف کرنا:

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلِلْمُطْغَفِينَ ۚ الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۚ وَإِذَا كَانُوا لَهُمْ أَوْ ذُرُّهُمْ يُنْهَوْنَ ۚ إِلَّا بَطْشًا أَوْ لَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ ۚ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۚ لِيَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِيَدِّ الْعُلَمِينَ﴾ [المطففين: ۱-۶]

”ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے کہ وہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں، اور جب انھیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے

ہیں، کیا انہیں اپنے مرنے کے بعد بھی اٹھنے کا خیال نہیں، اس عظیم دن کے لیے، جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔“

زیادہ قسم کھانے سے پرہیز کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم سے سامان بک جاتا ہے لیکن برکت مٹ جاتی ہے۔“ (بخاری: ۷۸۰۲)

حرام چیزوں کی خرید و فروخت سے پرہیز کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الزِّبَا﴾ [البقرة: ۲۷۵]

”حلالاں کہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَاءْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَالْمَيْمُونِ وَالْإِنصَابِ وَالْأَزْلَامِ وَمِنْ عَمَلِ  
الْقِطْظِينَ فَأَجْتَنِبُوا لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ﴾ [المائدة: ۹۰]

”اے ایمان والو! شراب اور جوا اور قحان اور قال ٹکالنے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں، ان سے بالکل الگ رہو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔“

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ [الأعراف: ۱۵۷]

”اور وہ پاکیزہ چیزوں کو حلال بناتے ہیں اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔“

دھوکا دینے اور جھوٹ بولنے سے بچنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غلے کے ڈھیر کے پاس سے گزرے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا تو آپ کی اٹھلیاں تر ہو گئیں۔ آپ نے اس کے مالک سے پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بارش سے بھیگ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو اس کو تم نے اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں؟ جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔“

(مسلم: ۱۰۲)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کو (سودہ منسوخ کرنے کا) اختیار ہے جب تک دونوں جدا نہ ہوں، یا یہ فرمایا یہاں تک کہ دونوں جدا ہو جائیں، پس اگر دونوں بچ بولیں اور اصل حال بیان کر دیں تو ان کی بیچ میں برکت ہوگی اور اگر جھوٹ بولیں گے اور اصل حال چھپائیں گے تو بیچ کی برکت مٹ جائے گی۔“ (بخاری: ۲۰۷۹، مسلم: ۱۵۳۲)

مہنگا بیچنے کے لیے سامان روک لینا:

حضرت معمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ذخیرہ احمدوزی گناہ گار ہی کرے گا۔“ (مسلم: ۱۶۰۵)

۳۔ سفر کے آداب

اہل خیر سے نصیحت طلب کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! میں سفر پر جانا چاہتا ہوں، لہذا آپ مجھے نصیحت کریں۔ آپ نے فرمایا: ”تم تقویٰ اختیار کرو اور ہر بلند جگہ پر اللہ اکبر کہو، پھر جب وہ آدمی مڑ کر جانے لگا تو آپ نے فرمایا: ”اے اللہ! تو اس کے لیے زمین سیٹ دے (یعنی مسافت جلد ختم ہو جائے) اور اس کے لیے سفر آسان بنا دے۔“ (ترمذی: ۳۴۴۵، ابن ماجہ: ۲۷۷۱)

مقیم مسافر سے وقت رخصت کیا کہے؟

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو رخصت کرتے تو یہ کہتے:

« اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَ اَمَانَتَكَ وَ خَوَاتِمَ عَمَلِكَ »

”میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور تمہارے عمل کے انجام کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔“

(ابوداؤد: ۶۲۰۰، ترمذی: ۳۴۴۳)

## مسافر کی عقیقہ کے لیے بوقت رخصت دعا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے الوداع کیا تو آپ نے یہ فرمایا:

«أَسْتَوْدِعُكَ اللَّهُ الَّذِي لَا يُضِيعُ وَدَائِعَهُ»

”میں تم کو اس ذات کے حوالے کرتا ہوں جس کے پاس امانتیں خالص نہیں ہوتیں۔“

(أحمد: ۹۲۱۹۔ ابن ماجہ: ۲۸۲۵)

## اچھے لوگوں کے ساتھ سفر:

- ۱۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ایسی ہی ہے جیسے منک بردار اور لوہار کی بھیٹی پھونکنے والا، منک بردار یا تو تھکے کے طور پر کچھ خوشبو تم کو دے گا یا تم اس سے خوشبو خریدو گے۔ یہ دونوں نہ ہوں تو (کم از کم اس کے پاس) تم عمدہ خوشبو سونگھو گے اور لوہار کی بھیٹی پھونکنے والا یا تو آگ اڑا کر تمہارا کپڑا جلا دے گا اور اگر یہ نہ ہوا اور تم بچ گئے تو بدبو ضرور سونگھو گے۔“ (بخاری: ۵۵۳۴۔ مسلم: ۲۶۲۸)
- ۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تنہائی میں جو خرابی میں جانتا ہوں اگر لوگ جان لیتے تو رات کو کوئی بھی شخص تنہا سفر نہ کرتا۔“ (بخاری: ۲۹۹۸)
- ۳۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور اگر تین ہوں تو حقیقی سوار ہیں۔“ (ابوداؤد: ۲۶۰۷۔ ترمذی: ۱۶۷۴)

## سفر میں کتا اور گھنٹی نہ لے جانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس جماعت کے ساتھ فرشتے نہیں جاتے ہیں جس میں کتا اور گھنٹی ہو۔“ (مسلم: ۲۱۱۳)

سفر وغیرہ میں ساتھی کی مدد کرنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس

زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس زائد تو شہ ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس تو شہ نہیں ہے۔“ (مسلم: ۱۷۲۸)

سوار ہوتے وقت کیا پڑھے؟

علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ آپ کے پاس ایک چوپایہ لایا گیا تاکہ آپ اس پر سوار ہوں۔ جب انھوں نے اپنا پیر کجاوہ میں رکھا تو کہا: ”بسم اللہ“ پھر جب اس کی بیٹھ پر بیٹھ گئے تو کہا: ”الحمد للہ“ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی: ﴿سُبْحَنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ۝ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾ [الزحرف: ۱۳-۱۴]

پھر انھوں نے تین مرتبہ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ کہا پھر تین مرتبہ ﴿اللَّهُ أَكْبَرُ﴾ کہا اور پھر یہ دعا پڑھی: ﴿سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي، فَاعْفُ عَنِّي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ﴾ پھر انھوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے، جیسا میں نے کیا ہے۔“  
(ابوداؤد: ۲۶۰۲۔ ترمذی: ۳۴۴۶)

سفر کی دعا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے نکلتے اور اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ آیت کریمہ پڑھتے:

﴿سُبْحَنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ۝ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾

[الزحرف: ۱۳-۱۴]

”کہو، پاک ہے وہ ذات کہ جس نے اسے ہمارے بس میں کر دیا حالانکہ ہم میں اسے قابو کرنے کی طاقت نہ تھی، اور بالیقین ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔“

اور کہتے:

﴿اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَىٰ، وَ مِنْ الْعَمَلِ مَا تَرْضَىٰ، اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي

السَّفَرِ، وَالْعَلِيقَةِ فِي الْأَهْلِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَ  
كَآثَةِ الْمُنْظَرِ، وَ سُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَ الْأَهْلِ» (مسلم: ۱۳۴۲)

”اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے سفر میں نیکی و تقویٰ مانگتے ہیں، تو ہمیں ایسے عمل کی توفیق  
دے جس سے تو راضی ہو، اے اللہ! تو ہمارے اوپر اس سفر کو آسان کر دے۔ اس کی  
مسافت سمیٹ دے۔ تو سفر میں میرا ساتھی ہے اور میری غیر موجودگی میں میرے اہل و عیال  
کا نگہبان ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقتوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے  
پناہ مانگتا ہوں کہ میں کوئی تکلیف دہ منظر دیکھوں اور جب اپنے مال و اہل میں واپس  
لوں تو کوئی بری چیز پاؤں۔“

جب آپ سفر سے واپس آتے تو یہی دعا پڑھتے البتہ اس میں یہ الفاظ بھی ہوتے:  
”اَبِیْنُوْا، نَاْبِیْنُوْا، عَابِدُوْا لِیْرِیْنَا حَامِدُوْا“ ”ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے  
والے ہیں، اپنے رب کی عبادت کرنے والے ہیں اور اس کی تعریف کرنے والے ہیں۔“

جب دو آدمی سفر پر نکلیں:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کو اور حضرت معاذ بن جبل کو یمن  
بھیجا تو فرمایا: ”تم دونوں لوگوں پر آسانی کرتے رہنا، سختی نہ کرنا، خوش کرتے رہنا، (دین سے)  
نفرت نہ دلانا، دونوں مل جل کر رہنا اور اختلاف نہ کرنا۔“ (بخاری: ۴۳۴۴۔ مسلم: ۱۷۳۳)

تین یا تین سے زیادہ لوگ سفر میں کسی ایک کو امیر بنالیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تین آدمی سفر  
میں نکلیں تو اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا امیر بنالیں۔“ (ابوداؤد: ۲۶۰۸)

مسافر بلندی پر چڑھے یا نشی زمین میں اترے تو کیا کہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ”نبی ﷺ اور آپ کے لشکر کے لوگ جب بلندی پر  
چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نقیب میں اترتے تو سبحان اللہ کہتے۔“ (ابوداؤد: ۲۵۹۹)

### سفر میں نیند کی کیفیت:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دوران سفر میں آخر رات میں آرام کے لیے اترتے تو اپنے دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے اور جب صبح سے ذرا پہلے آرام کے لیے اترتے تو اپنا بازو پھیلا لیتے اور سر پھیل کر رکھ لیتے۔ (مسلم: ۶۸۳)

### جب کسی جگہ ٹھہرے تو کیا کہے؟

خولہ بنت حکیم سلمیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص کسی جگہ ٹھہرے پھر یہ دعا پڑھ لے: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّانِيَةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ» ”میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو اس نے پیدا کی ہیں۔“ تو اس کو وہاں سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔“ (مسلم: ۲۷۰۸)

### مسافر صبح کے وقت کوچ کرے تو کیا کہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور صبح کے وقت کوچ کرتے تو یہ دعا پڑھتے: «سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللَّهِ وَحُسْنِ بِلَاقَتِهِ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبِنَا وَأَفْضَلُ عَلَيْنَا، عَائِذًا بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ» (مسلم: ۲۷۱۸)

### جب سواری لڑکھڑا جائے تو کیا کہے؟

جب سواری لڑکھڑا جائے تو ”بسم اللہ“ کہے۔ (أحمد: ۲۰۸۶۷۔ ابوداؤد: ۴۹۸۲)

### جب کوئی گاؤں دیکھے تو کیا کہے؟

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کوئی گاؤں دیکھتے اور اس میں داخل ہونا چاہتے تو یہ دعا پڑھتے: «اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اُظْلِلْنَ، وَ رَبَّ الْأَرْضَيْنِ السَّبْعِ وَمَا اُقْلِلْنَ، وَ رَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أُضْلِلْنَ، وَ رَبَّ الرِّيَّاحِ وَمَا ذَرَيْنِ، فَإِنَّا نَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ، وَ خَيْرَ أَهْلِهَا، وَ نَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَ شَرِّ أَهْلِهَا، وَ شَرِّ مَا فِيهَا» ”اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے رب اور ان چیزوں کے رب جن پر ان کا سایہ ہے۔“

ساتوں زمینوں کے رب اور ان چیزوں کے رب جن کو انھوں نے گمراہ کیا ہے اور ہواؤں کے رب اور ان چیزوں کے رب جن کو یہ اٹھائے ہوئے ہیں اور شیاطین کے رب اور ان چیزوں کے رب جن کو یہ ہوائیں بکھیرتی ہیں ہم تمھ سے اس گناہ کی بھلائی، اس کے رہنے والوں کی بھلائی مانگتے ہیں اور اس کی برائی اور اس کے رہنے والوں کی برائی اور اس میں جو چیزیں ہیں ان کی برائی سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔“

(نسائی فی السنن الکبریٰ: ۸۸۲۶۔ طحاوی فی مشکل الآثار: ۵۶۶۳۔ دیکھیے سلسلۃ صحیحہ: ۲۷۵۹)

### جمعرات کے دن سفر پر نکلنا ہے:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جمعرات کے دن غزوہ تبوک کے لیے نکلے اور آپ جمعرات کے دن سفر میں نکلنا پسند کرتے تھے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”ایسا کم ہی ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر میں جمعرات کے سوا اور کسی دن نکلیں۔“ (بخاری: ۲۹۵۰۔ ۲۹۴۹)

### سفر کے لیے صبح نکلنا اور رات میں چلنا:

۱۔ حضرت صحر عامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! تو میری امت کی صبح میں برکت دے۔“ آپ جب کوئی لشکر بھیجتے تو دن کے پہلے جھے میں بھیجتے۔“

(احمد: ۱۵۵۲۲۔ ابوداؤد: ۲۶۰۶)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم رات میں چلو اس لیے کہ رات میں زمین سیٹ دی جاتی ہے۔ (یعنی مسافت جلدی ختم ہوتی ہے)۔“

(احمد: ۱۵۱۵۷۔ ابوداؤد: ۲۵۷۱)

### جب سفر سے لوٹے تو کیا کہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے لوٹتے تو ہر بلند زمین پر چڑھتے وقت تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر کہتے:

«لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ، تَائِبُونَ، غَابِطُونَ، سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ





اللّٰهُ وَغَدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَخَذَهُ»

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے۔ اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم سفر سے لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، اپنے مالک کی عبادت کرنے والے ہیں۔ سجدہ کرنے والے اور اپنے مالک کی تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور کافروں کی جماعت کو اکیسے ہی شکست دی۔“

(بخاری: ۱۷۹۷۔ مسلم: ۱۳۴۴)

جب ضرورت پوری ہو جائے تو مسافر کیا کرے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر عذاب کا ایک کٹڑا ہے وہ تمہیں کھانے پینے اور سونے سے روک دیتا ہے۔ سو جب تم میں سے کوئی شخص اپنی ضرورت پوری کرے تو اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنے میں جلدی کرے۔“ (بخاری: ۳۰۰۱۔ مسلم: ۱۹۲۷)

سفر سے آنے کا وقت:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ سفر سے چاشت کے وقت ہی واپس آتے۔ آپ اپنے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھتے پھر وہاں بیٹھتے۔“ (بخاری: ۴۴۱۸۔ مسلم: ۷۱۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”نبی ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس (سفر سے) رات میں نہیں آتے تھے بلکہ صبح یا شام کے وقت آتے تھے۔“ (بخاری: ۱۸۰۰۔ مسلم: ۱۹۲۸)

مسافر رات کو آنا چاہے تو اہل خانہ کو پہلے مطلع کر دے:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم رات میں (سفر سے) آؤ تو اپنے گھر والوں کے پاس (اچانک) نہ آؤ (بلکہ پہلے مطلع کر دو) تاکہ وہ عورتیں جن کے شوہران سے دور ہیں اپنے ناف کے نیچے کے بال سوئد لیں اور پرانگندہ بال والیاں اپنے بالوں میں کنگھی کر لیں۔“ (بخاری: ۵۲۴۶۔ مسلم کتاب الإِمَارَةِ: ۷۱۵)

## ۵۔ سونے اور جاگنے کے آداب

جب سونے کا ارادہ کرے تو کیا کرے؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کو جب سونے لگو تو چراغ بجھا دو، دروازہ بند کر دو، مشکیزوں کے منہ باندھ دو اور کھانے پینے کی چیزیں ڈھانپ دو۔“  
(بخاری: ۶۲۹۶، مسلم: ۲۰۱۲)

سونے سے پہلے ہاتھ میں لگی چکنائی دھو لینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص اس حال میں سوئے کہ اس کے ہاتھ میں گوشت کی چکنائٹ یا یو ہو اور اس نے اپنا ہاتھ نہ دھویا ہو پھر اسے کوئی چیز نقصان پہنچا دے تو وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔“  
(ترمذی: ۱۸۶۰، ابن ماجہ: ۳۲۹۷)

طہارت کی حالت میں سونے کی فضیلت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان با وضو حالت میں اللہ کا ذکر کرتے ہوئے رات گزارتا ہے اور رات کو بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عطا کر دیتا ہے۔“ (ابوداؤد: ۵۰۴۲، ابن ماجہ: ۳۸۸۱)  
«اللَّهُمَّ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَبِيتُكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكِهِ»

”اے اللہ! پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! ہر شے کے رب اور بادشاہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ میں اپنے نفس کی برائی اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

(طیالسی: ۹، ترمذی: ۲۹۳۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص پاک ہو کر

رات گزارتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ رات بسر کرتا ہے، پھر جب وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ! تو اپنے فلاں بندے کو بخش دے، اس لیے کہ اس نے پاک رہ کر رات گزار دی ہے۔“ (ابن حبان: ۱۰۵۱۔ سلسلہ صحیحہ: ۲۵۳۹)

سوئے وقت سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ”رسول اللہ ﷺ ہر رات جب بستر پر جاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملاتے، اس میں پھونکتے پھر اس میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ﴾، اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَافِرِ﴾ پڑھتے پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ہو سکتا سارے بدن پر پھیرتے، آپ اپنے سر، چہرے اور سامنے کے حصے سے شروع کرتے۔ آپ ایسا تین مرتبہ کرتے تھے۔“ (بخاری: ۷۱۰۵)

حضرت نونل اشجعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ﴿قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ پڑھو، پھر اسے ختم کرنے کے بعد سو جاؤ اس لیے کہ وہ شرک سے براءت ہے۔“ (ابوداؤد: ۵۰۵۵۔ ترمذی: ۳۴۰۳)

سوئے وقت تکبیر اور تسبیح و تہلیل:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس خادم مانگنے آئیں، لیکن آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب ہم اپنے بستروں پر سونے کے لیے جا چکے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس چیز سے بہتر ہے جو تم دونوں نے مجھ سے مانگی ہے؟ جب تم دونوں اپنے بستر پر جانے لگو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، چونتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کہہ لو۔ یہ عمل اس چیز سے بہتر ہوگا جو تم دونوں نے مجھ سے مانگی ہے۔“ (بخاری: ۳۱۱۳۔ مسلم: ۲۷۲۷)

سوئے وقت آیت الکرسی پڑھنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں زکوٰۃ کے مال کی حفاظت کے لیے مقرر کیا تھا۔ ایک شخص آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ میں تم

کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ پھر انھوں نے ساری حدیث بیان کی (مختصر)۔ اس نے کہا کہ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ رہے گا اور شیطان تم سے قریب نہیں ہوگا، یہاں تک کہ تم صبح کرو۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ جھوٹا ہے لیکن اس نے جو کچھ تم سے کہا وہ سچ ہے اور وہ شیطان ہے۔“ (بخاری: ۱۰۵)

ضرورت سے زیادہ بستر نہ رکھنا:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ ایک بستر آدمی کے لیے ہو، ایک بستر اس کی بیوی کے لیے اور تیسرا مہمان کے لیے۔ چوتھا بستر شیطان کا ہے۔“ (مسلم: ۶۰۷۴)

یعنی بلا ضرورت بستر صرف زینت کے لیے خالی بچھے رہیں تو شیطان ان پر بیٹھا رہے گا۔ مقصد حدیث کا یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ دنیا کا سامان جمع کرنا مکروہ ہے اور بتکبر اور فخر کے ارادے سے ہو وہ حرام ہے۔

### عشاء کے بعد گپ شپ سے پرہیز:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سونا پسند نہیں کرتے تھے اور عشاء کی نماز کے بعد بات چیت کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔“ (بخاری: ۵۹۹۔ مسلم: ۶۴۷)

### بستر جھاڑنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بستر پر سونے جائے تو اپنا بستر اپنے تہبند کے کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ کیا معلوم اس کے پیچھے اس کے بستر پر کوئی کیزا (سانپ، بچھو) آگیا ہو، پھر یہ کہے: «يَا مُسْكِرَتِي يَا مُسْكِرَتِي وَضَعْتُ خَبِيْثًا وَ بَكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أُمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَأَرْحَمَهَا، وَإِنْ أُرْسَلَتْهَا فَأَحْفَظْهَا بَعْدَ تَحْفَظِيْ بِهٖ عِبَادَتِكَ الصَّالِحِيْنَ» (بخاری: ۶۳۲۰۔ مسلم: ۲۷۱۴)

”اے میرے رب! میں حیرانم لے کر اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں اور تیرے ہی حکم سے

اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تم میری جان اسی حالت میں روک رکھو (یعنی میں مر جاؤں) تو اس پر رحم فرما اور اُس کو چھوڑ دے (یعنی مجھے زندہ رکھے) تو اس کے گناہوں سے اس طرح بچائے، کھجیے اپنے نیک بندوں کو بچائے رکھتا ہے۔“

بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ”تو وہ اسے تین مرتبہ اپنے کپڑے کے کنارے سے جھاڑے۔“ (بخاری: ۷۳۹۳)

وضو کرنا پھر داہنی کروٹ پر سونا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا: ”جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرو پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹو اور کہو: ((اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ وَخَهِیْتُ اِلَیْكَ، وَفَوَضْتُ اَمْرِيْ اِلَیْكَ، وَ اَلْجِاْتُ ظَهْرِيْ اِلَیْكَ، رَغْبَةً وَ رَهْبَةً اِلَیْكَ، لَا مُنْجَا وَلَا مُنْجَا مِنْكَ اِلَّا بِكَ، اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اُنْزِلْتَ، وَ بِنَبِيِّكَ الَّذِیْ اُرْسِلْتَ))“

”اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیرے سپرد کر دیا اور اپنا سارا معاملہ بھی تجھے سونپ دیا اور اپنی پیٹھ بھی تیری طرف کر دی تجھ سے ثواب کی خواہش کرتے ہوئے اور تیرے عذاب کا ڈر رکھ کر، تجھ سے بھاگ جانے کا ٹھکانا اور پناہ گاہ بجز تیرے اور کہیں نہیں۔ میں تیری اس کتاب پر جو تو نے اتاری ہے اور تیرے اس نبی پر جو تو نے بھیجا ہے ایمان لایا۔“

اگر تم یہ دعا پڑھ کر سوئے پھر مر گئے تو ایمان پر تمہارا خاتمہ ہوگا اور ان کلمات کو اپنا آخری کلام بناؤ۔“ (بخاری: ۶۳۱۱۔ مسلم: ۲۷۱۰)

سوتے اور بیدار ہوتے وقت کیا پڑھے؟

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر سونے کے لیے جاتے تو کہتے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا، وَ كَفَانَا وَ اَوَّانَا، فَکُمْ مِمْسٌ لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُوَوِّیَ)) (مسلم: ۲۷۱۵)

”اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہمارے لیے کافی ہوا اور ہمیں ٹھکانا عطا

کیا۔ بہت سے لوگ ہیں جن کا کوئی مددگار اور پناہ دینے والا نہیں۔“

۲۔ « اَللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَ اَنْتَ تَوْفَّاهَا، لَكَ مَمَاتُهَا وَ مَحْيَاهَا، اِنْ اُحْيِيْتُهَا فَاَحْضَرْهَا، وَ اِنْ اَمَتَهَا فَاغْيِرْ لَهَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ » (مسلم: ۲۷۱۲)

”اے اللہ! تو نے میری جان کو پیدا کیا ہے اور تو ہی اس کو وفات دینے والا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں زندگی اور موت ہے۔ اگر تو نے اسے زندہ کیا تو (گناہوں سے) اس کی حفاظت فرما اور اگر اسے موت دی تو اسے بخش دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے عافیت مانگتا ہوں۔“

۳۔ « اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ، وَ رَبَّ الْأَرْضِ، وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، وَ مُنْزِلَ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ . اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَ اَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَ اَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَ اَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، اَقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ، وَ اعْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ » (مسلم: ۲۷۱۳)

”اے اللہ! آسمان و زمین کے رب اور عرش عظیم کے رب! ہمارے اور ہر چیز کے رب! دانوں اور مٹھلیوں کے بھاننے والے! توریت و انجیل اور فرقان نازل کرنے والے! میں تجھ سے ہر چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں کہ جس کی پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے! اے اللہ! تو اول ہے، تجھ سے پہلے کوئی نہیں اور تو آخر ہے تیرے بعد کوئی نہیں، تو ظاہر ہے اور تیرے اوپر کوئی نہیں، تو باطن ہے تیرے نیچے کوئی نہیں تو ہمارے قرضوں کو ادا کر دے اور محتاجی سے ہمیں بچالے اور غنی کر دے۔“

۴۔ « اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَ مَلِيْكُهُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ » (طیالسی: ۹۔ ترمذی: ۳۳۹۲)

”اے اللہ! پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے

والے اہر شے کے رب اور بادشاہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں اپنے نفس کی برائی، شیطان کے شر اور اس کے شرک سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

۵۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ جب سونے جاتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھتے اور یہ کہتے:

«اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعُثُ عِبَادَكَ» «اے اللہ! تو مجھے اس دن اپنے عذاب سے بچالے جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔“ (أحمد: ۱۸۶۵۹۔ مسلسلة صحيحه: ۲۷۵۴)

۶۔ حضرت ابو ازہر انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ جب رات کو سونے لگتے تو یہ کہتے:

«بِسْمِ اللَّهِ وَضَعْتُ جَنْبِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَأَخْبِسْ شَيْطَانِي، وَفُلْ رَهَانِي، وَاجْعَلْنِي فِي النَّدَى الْأَعْلَى» (ابوداؤد: ۵۰۵۴)

”اللہ کے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا، اے اللہ! تو میرے گناہوں کو معاف کر دے اور میرے شیطان کو ناکام کر دے اور میرے رہن کو چھڑا دے اور مجھے بلند مجلس میں کر دے۔“

۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب رات کو اپنے بستر پر سونے کے لیے جاتے تو اپنا ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھ لیتے پھر کہتے: «اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأُحْيَا» «اے اللہ! تیرے نام ہی سے میں مرنا اور جیتا ہوں۔ جب بیدار ہوتے تو یہ کہتے: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ» (بخاری: ۶۳۱۴۔ مسلم: ۲۷۱۱)

”شکر اس اللہ کا ہے، جس نے ہمیں مار کر پھر زندہ کیا اور اسی کی طرف ہم کو قیامت کے دن اٹھ کر جانا ہے۔“

۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بیدار ہو تو یہ کہو:

«الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي فِي جَسَدِي وَرَدَّ عَلَيَّ رَوْحِي وَآذَنَ لِي بِذِكْرِهِ»

”شکر اس اللہ کا، جس نے میرے جسم کو عافیت بخشی اور میری روح کو واپس کیا اور مجھے اپنے ذکر کی توفیق دی۔“ (ترمذی: ۳۴۰۱)

## دل کو حسد و بغض سے خالی کر کے سوئے:

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو انصار کے ایک آدمی کے بارے میں تین مرتبہ کہتے ہوئے سنا: ”تمہارے پاس اس وقت ایک جنتی آدمی آ رہا ہے۔“ اس حدیث میں ہے کہ عبداللہ بن عمرو نے اس کے پاس تین راتیں گزاریں اور اس سے کہا کہ میں نے تمہارے پاس اس لیے پناہ لی تاکہ تمہارے عمل کو دیکھوں اور اس کی افتداکروں لیکن میں نے تم کو بہت زیادہ عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر کس وجہ سے تم اس مرتبہ تک پہنچے ہو جو رسول اللہ ﷺ نے تمہارے بارے میں کہا ہے؟ اس نے کہا کہ میں وہی عمل کرتا ہوں جو تم نے دیکھا ہے، پھر جب میں مڑ کر جانے لگا تو اس نے مجھے بلایا اور کہنے لگا، میں وہی عمل کرتا ہوں جو تم نے دیکھا، البتہ میں کسی مسلمان سے کینہ نہیں رکھتا اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی چیز عطا کی ہے تو میں اس پر حسد نہیں کرتا، عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ بس تم اسی وجہ سے اس مرتبہ تک پہنچے ہو اور یہی وہ چیز ہے جسے اکثر لوگ نہیں کر پاتے ہیں۔“ (أحمد: ۱۲۶۹۷۔ قال الارنؤوط إسناده صحيح)

## جب رات میں کروٹ بد لے تو اللہ کا ذکر کرے:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو بیدار ہوا اور اس نے یہ دعا پڑھی:

«لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، مُبَحَّانَ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ»

پھر کہے: ”اے اللہ! مجھے معاف کر دے۔ یا کوئی دوسری دعا کرے تو اس کی دعا قبول کی جائے گی، اگر اس نے وضو کیا اور نماز پڑھی تو اس کی نماز قبول کی جائے گی۔“ (بخاری: ۱۱۵۴)

اگر رات کو بستر پر گھبراہٹ سے سونہ سکے:

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ



نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نیند میں گھبرا جائے تو یہ دعا پڑھے:

« اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ عَذَابِهِ وَ عِقَابِهِ وَ شَرِّ عِبَادِهِ وَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يُحْضَرُوْا » (ابوداؤد: ۶۹۸۳۔ ترمذی: ۳۵۲۸)

”میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ذریعے اس کے غضب، اس کی سزا اور اس کے بندوں کے شر اور شیطان کے دوسرے سے اور ان کے آنے سے پناہ مانگتا ہوں۔“

تو وہ چیز اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

## ۶۔ خواب کے آداب

خواب میں پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیز دیکھے تو؟

- ۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہیں، لہذا اگر تم میں سے کوئی شخص کوئی اچھی چیز دیکھے تو اس کو صرف اس شخص سے بیان کرے، جس سے وہ محبت کرتا ہے اور اگر کوئی بری چیز دیکھے تو اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور تین مرتبہ تھو کے اور اسے کسی سے بیان نہ کرے پھر ایسے خواب اس کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔“ (بخاری: ۴۴۰۷۔ مسلم: ۱۶۲۲)
- ۲۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جس کو وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور اسے بیان کرے۔“ (بخاری: ۵۴۰۷)
- ۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص برا خواب دیکھے تو اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھو کے اور تین مرتبہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اور اپنا پہن بدل لے۔“ ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں: ”اگر تم میں سے کوئی برا خواب دیکھے تو کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے۔“ (مسلم: ۲۲۶۸)

اچھا خواب بشارت ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”نبوت میں

سے (میری وفات کے بعد) کچھ باقی نہ رہے گا، البتہ بشارتیں رہ جائیں گی، لوگوں نے پوچھا کہ بشارتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”مجھے خواب۔“ (بخاری: ۶۹۹۰)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کے چھالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔“ (بخاری: ۶۹۸۳ - مسلم: ۲۲۶۳) خواب میں نبی ﷺ کو دیکھنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”تم میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو (یعنی ابو القاسم) اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے (حقیقت میں) دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا اور جس نے میرے اوپر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔“ (بخاری: ۱۱۰ - مسلم: ۲۱۳۴) اگر نیند میں شیطان کھلوڑ کرے تو اسے لوگوں سے نہ بیان کرے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”اے اللہ کے رسول! (ﷺ) میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹ لیا گیا ہے۔ نبی ﷺ یہ سن کر فیس پڑے۔ آپ نے فرمایا: ”جب شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ اس کی نیند میں کھلوڑ کرے تو وہ اسے لوگوں سے نہ بیان کرے۔“ (مسلم: ۲۲۶۸)

## ۷۔ اجازت لینے کے آداب

گھروں میں داخل ہونے کے آداب:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ تِلْكَ لَكُمْ رُجُوعٌ ۖ تَسْتَأْذِنُوا وَلَكُمْ عَلَىٰ أَهْلِهَا ذِكْرٌ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [النور: ۲۷]

”اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو، یہی تمہارے لیے سراسر بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔“

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَإِذَا دَخَلْتُمْ مَكَّةَ فَاسْلُمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَرَكَةً طَيِّبَةً﴾

[النور: ۶۱]

”پس جب تم گھروں میں جانے لگو تو اپنے گھر والوں کو سلام کر لیا کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔“

اجازت طلبی کی کیفیت:

۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی آدمی تین مرتبہ اجازت مانگے، اگر اسے اجازت نہ ملے تو لوٹ جائے۔“ (بخاری: ۶۲۴۵۔ مسنم: ۲۱۵۴)

۲۔ ربیع کہتے ہیں کہ مجھ سے بنو عامر کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ اس نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی۔ اس وقت آپ گھر میں موجود تھے۔ اس شخص نے کہا کہ کیا میں اندر آؤں؟ نبی ﷺ نے اپنے خادم سے کہا: ”اس کے پاس جاؤ اور اسے اجازت طلب کرنے کے آداب سکھاؤ اور اس سے کہو کہ اس طرح کہو: ”السلام علیکم، کیا میں اندر آؤں؟“ اس شخص نے آپ کی بات سن لی، پھر اس نے کہا: السلام علیکم، کیا میں اندر آؤں؟ آپ نے اسے آنے کی اجازت دے دی چنانچہ وہ اندر آ گیا۔“ (ابوداؤد: ۶۳۵۱۵۔ ابوداؤد: ۵۱۷۷)

اجازت کے لیے دروازے پر کس جگہ کھڑا ہوا جائے:

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی دروازے پر آتے تھے تو دروازے کے بالکل سامنے اپنا چہرہ کر کے نہیں کھڑے ہوتے تھے، بلکہ دروازے کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے ”السلام علیکم، السلام علیکم۔“ (أحمد: ۱۷۸۴۴۔ ابوداؤد: ۵۱۸۶)

غلاموں اور چھوٹے بچوں کی اجازت طلبی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا النَّاسَ أَتَاكُمُ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ بِالْآخِرِ لَعَلَّكُمْ يَسْتَفْهَمُوا الْعِلْمَ مِنَ اللَّهِ

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلَوةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَوةِ  
الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَرَبَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَ هُنَّ أَنْ يَطَوُّوا عَلَيْكُمْ  
بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾

[النور: ٥٨]

”اے ایمان والو! تمہارے غلام، لونڈیاں اور جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں  
(اپنے آنے کی) انہیں تین اوقات میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے، نماز فجر سے  
پہلے اور ظہر کے بعد جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ  
اوقات تمہاری (خلوت) اور پردہ کے ہیں ان اوقات کے سوا نہ تو تم پر کوئی گناہ ہے اور  
نہ ان پر، تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو، اللہ  
اسی طرح کھول کھول کر اپنے احکام تم سے بیان فرما رہا ہے، اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل  
حکمت والا ہے۔“

تین آدمیوں کے لیے آداب:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہ تین آدمی  
ہوں تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں، اس لیے کہ اس سے اس کو غم لاحق ہوگا۔“  
(بخاری: ۶۲۹۰ - مسلم: ۲۱۸۴)

دوسروں کے گھر میں بغیر اجازت نہ جھانکا جائے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کسی آدمی نے  
تمہارے گھر میں بغیر تمہاری اجازت کے جھانکا اور تم نے اسے کنکری پھینک کر مارا اور اس کی آنکھ  
پھوٹ گئی تو تمہارے اوپر کوئی گناہ نہیں۔“ (بخاری: ۶۸۸۸ - مسلم: ۲۱۵۸)

**۸۔ چھینکنے کے آداب**

چھینکنے والے کو جواب دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند

کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ لہذا جب کوئی مسلمان چھینکے اور الحمد للہ کہے تو ہر مسلمان پر جو اسے سنے اس کا جواب دینا واجب ہے اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے، جہاں تک ہو سکے اس کو روکے۔ جب جمائی لینے والا (منہ کھول کر) ہا کرتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔“ (بخاری: ۶۲۲۳)

**جمائی کے وقت کیا کرے؟**

جہاں تک ہو سکے جمائی روکے اور اگر نہ روک سکے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمائی شیطان کی طرف سے ہے، لہذا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو روکے۔“ (بخاری: ۶۲۲۳۔ مسلم: ۲۹۹۴)

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے، اس لیے کہ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔“ (مسلم: ۲۹۹۵)

**چھینکنے والے کو کیسے جواب دیا جائے:**

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے تو: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ» کہے اور اس کا بھائی یا ساتھی: «يَرْحَمُكَ اللّٰهُ» کہے، پھر جب وہ ریحک اللہ کہے تو چھینکے والا: «يَهْدِيْكُمْ اللّٰهُ وَ يُصْلِحْ بِاَلَيْكُمْ» کہے۔“ (بخاری: ۶۲۲۴)

۲۔ نافع کہتے ہیں کہ ایک آدمی کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں چھینک آئی تو اس نے کہا: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ» حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، میں بھی «الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ» کہتا ہوں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (اس موقع پر) اس طرح کہنا نہیں سکھایا ہے بلکہ یہ کہنا سکھایا ہے: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ» (ترمذی: ۲۷۸۳۔ الإروا: ۷۸۰)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی چھینکے تو «الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ» کہے اور اس کا بھائی یا ساتھی «يَرْحَمُكَ اللّٰهُ» کہے اور

وہ (چھینکنے والا) «يَهْدِيْكُمْ اللّٰهُ وَ يُصْلِحْ بِاَلْكُم» کہے۔

(ابوداؤد : ۵۰۳۸ - ترمذی : ۲۷۳۸)

اگر کافر چھینکے اور الحمد للہ کہے تو کیا کہا جائے؟

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”یہودی نبی ﷺ کے پاس اس امید پر بھیجتے تھے کہ آپ «يُرْحَمُكَ اللّٰهُ» کہیں گے لیکن آپ «يَهْدِيْكُمْ اللّٰهُ وَ يُصْلِحْ بِاَلْكُم» کہتے تھے۔“  
(ابوداؤد : ۵۰۳۸ - ترمذی : ۲۷۲۹)

چھینک کے وقت کیا کرے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب چھینکتے تھے تو اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے تھے اور اس سے اپنی آواز پست کر لیتے۔ (ابوداؤد : ۵۰۲۹ - ترمذی : ۲۷۴۵)

کب چھینکنے والے کا جواب دیا جائے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ کے پاس چھینکا، ان میں سے ایک کی چھینک کا جواب آپ نے دیا اور دوسرے کی چھینک کا جواب نہیں دیا۔ آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

”اس نے الحمد للہ کہا اور اس نے الحمد للہ نہیں کہا۔“

(بخاری : ۶۲۲۱ - مسلم : ۲۹۹۱)

چھینکنے والے کو کتنی بار جواب دیا جائے؟

۱۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چھینکنے والے کو تین مرتبہ جواب دیا جائے اور اگر اس سے زیادہ اس کو چھینک آئے تو سمجھو اس کو زکام ہے۔“  
(ابن ماجہ : ۳۷۱۴)

۲۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ کے پاس ایک آدمی نے چھینکا آپ نے «يُرْحَمُكَ اللّٰهُ» کہا اس نے دوبارہ چھینکا تو آپ نے فرمایا کہ ”اس کو زکام ہے۔“ (مسلم : ۲۹۹۳)

## ۹۔ عیادت کے آداب

### عیادت کی فضیلت:

- ① حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مریض کی عیادت کی وہ جنت کے باغ میں ہوتا ہے یہاں تک کہ لوٹ آئے۔“ (مسلم: ۲۵۶۸)
- ② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا اپنے کسی مسلمان بھائی کی زیارت کی تو ایک پکارنے والا اس سے یہ کہتا ہے کہ تم نے اچھا کیا، تمھارا چلنا اچھا رہا اور تم نے جنت میں ایک گھر بنا لیا۔“ (ترمذی: ۲۰۰۸۔ ابن ماجہ: ۱۴۴۳)

- ③ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پاس اس کی عیادت کے لیے آیا، وہ جنت کے پنے ہوئے میوے میں چلنا ہے یہاں تک کہ بیٹھ جائے، پھر جب وہ (مریض کے پاس) بیٹھ جاتا ہے تو اس کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے، اگر وہ صبح کے وقت جاتا ہے تو اس کے لیے ستر ہزار فرشتے شام تک رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کے وقت جاتا ہے تو صبح تک اس کے لیے ستر ہزار فرشتے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔“ (ابوداؤد: ۳۰۹۸۔ ابن ماجہ: ۱۴۴۲)

### عیادت کی مشروعیت:

- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا۔ ہمیں یہ حکم دیا کہ ”ہم جنازے میں شرکت کریں، مریض کی عیادت کریں، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کریں، مظلوم کی مدد کریں، قسم پوری کریں، سلام کا جواب دیں اور چھینکے والے کی چھینک کا جواب دیں (یرحکم اللہ کہیں)۔ آپ نے ہمیں چاندی کے برتن، سونے کی انگوٹھی، خالص ریشمی کپڑے اور دیباچ، قس اور متبرق سے منع کیا ہے (یہ سب ریشمی کپڑوں کی قسمیں ہیں)۔“ (بخاری: ۱۲۳۹۔ مسلم: ۲۰۶۶)

## کسی مصیبت زدہ کو دیکھے تو کیا کہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بس نے کسی مصیبت زدہ کو دیکھا پھر یہ کہا: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي سَخَّرَ لِيْ مِمَّا اَتٰكَ بِهِ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا»“ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس چیز سے نجات دی جس نے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے اور مجھے اپنی بہت ساری مخلوقات پر فضیلت بخشی۔“

تو اس مصیبت سے اسے زندگی بھر چھٹکارا مل جائے گا چاہے وہ مصیبت جو بھی ہو۔“

(ترمذی: ۱۳۴۳، ابن ماجہ: ۲۹۸۳)

## عیادت کرنے والا کہاں بیٹھے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب مریض کی عیادت کرنے آتے تو اس کے سر کے پاس بیٹھتے۔“ (بعماری فی الآداب المفرد: ۵۴۶)

## عیادت کے وقت مریض کے لیے کیا دعا کرے؟

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت ابھی نہ آئی ہو اور اس کے پاس سات مرتبہ یہ کہا: «أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ» تو اللہ تعالیٰ اسے اس مرض سے نجات دے دے گا۔“

(ابوداؤد: ۳۱۰۶، ترمذی: ۲۰۸۳)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی مریض کی عیادت کے لیے آئے تو یہ کہے:

«اللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْجُ لَكَ عَذُوًّا أَوْ يَعْشَى لَكَ اِلٰى صَلَٰةٍ»

”اے اللہ! تو اپنے بندے کو شفا دے تاکہ وہ تیرے دشمن سے جنگ کرے یا تیری خاطر

نماز میں شرکت کرے۔“ (احمد: ۶۶۰۰، ابوداؤد: ۳۱۰۷)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس آتے یا آپ کو اس کے پاس لایا جاتا تو آپ یہ کہتے:



«أَذْهَبَ الْبَاسَ، رَبَّ النَّاسِ، إِشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءٌ لَا يُعَادِرُ سَقَمًا» (بخاری: ۵۶۷۵۔ مسلم: ۲۱۹۱)

”اے لوگوں کے رب! تو بیماری کو لے جا اور شفا عطا کر، تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے، اصل تندرستی وہ ہے جو تو عنایت فرمائے، ایسی شفا جو بیماری کو نہ چھوڑے۔“

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو یہ کہتے: «لَا بَأْسَ ظَهَرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ» ”کوئی بات نہیں ان شاء اللہ یہ بیماری گناہوں سے پاک کرے گی۔“ (بخاری: ۳۶۱۶)

عورتیں مردوں کی عیادت کر سکتی ہیں اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما بیمار پڑ گئے۔ میں ان دونوں کے پاس گئی۔ میں نے کہا: اے ابا جان! آپ کیسے ہیں؟ حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ کو بتایا۔ آپ نے فرمایا: ”اے اللہ! مدینہ کو ہمارے نزدیک مکہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ محبوب بنا، اسکی ہوا صحت بخش بنادے، مدینہ میں برکت دے اور وہاں کا بخار جھٹک کر دے۔“

(بخاری: ۵۶۵۴۔ مسلم: ۱۳۷۶)

مشرک کی عیادت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔ وہ بیمار پڑ گیا۔ آپ اس کی عیادت کے لیے آئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے اس سے کہا: ”اسلام لے آؤ۔“ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس ہی تھا۔ اس نے کہا: ابوالقاسم (ﷺ) کی بات مان لو، چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا پھر نبی ﷺ ٹھکے۔ آپ یہ کہہ رہے تھے: ”اللہ کا شکر ہے جس نے اس کو جہنم سے بچا لیا۔“ (بخاری: ۱۳۵۶)

مریض پر پھونکنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ اپنے مرض الموت میں معذات پڑھ کر اپنے

اوپر پھونکتے پھر جب مرض بڑھ گیا تو میں انھیں پڑھ کر آپ پر پھونکتی تھی اور آپ کا ہاتھ برکت کے لیے آپ کے بدن پر پھیرتی تھی۔“ (بخاری: ۵۷۳۵۔ مسلم: ۲۱۹۲)

مریض کو نفع بخش چیزوں کی رہنمائی کرنا:

۱۔ حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک درو کی شکایت کی جسے وہ اپنے بدن میں اسلام لانے کے وقت سے محسوس کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: ”تم اپنا ہاتھ جسم کے اس حصہ پر رکھو جہاں تکلیف ہے پھر تین مرتبہ بسم اللہ کہو اور سات مرتبہ «أَعُوذُ بِاللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا آجِلٌ وَأُحَازِرُ» کہو۔“

(مسلم: ۲۲۰۲)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شفا تین چیزوں میں ہے: بچھنا لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں، لیکن میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔“ (بخاری: ۵۶۸۱۔ مسلم: ۲۲۰۵)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ”کلو نجی میں ہر بیماری سے شفا ہے سوائے موت کے۔“ (بخاری: ۵۶۸۸۔ مسلم: ۲۲۱۵)

۴۔ ام رافعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ کے جسم میں جب بھی کوئی زخم ہوتا یا کانٹا چبھتا تو آپ اس پر منہدی رکھتے تھے۔“ (ترمذی: ۲۰۵۴۔ ابن ماجہ: ۳۵۰۲)

مریض اور میت کے پاس کیا کیا جائے؟

۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ تو بھلی بات کہو، اس لیے کہ فرشتے اس بات پر آمین کہتے ہیں جو تم کہتے ہو۔“ وہ کہتی ہیں کہ جب ام سلمہ کا انتقال ہو گیا تو میں نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! ابو سلمہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تم یہ کہو: اے اللہ! تو مجھے اور انھیں بخش دے اور مجھے اچھا بدلہ دے۔“ وہ کہتی ہیں کہ میں نے یہ دعا کی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابو سلمہ سے بہتر محمد ﷺ عطا کر دیے۔“ (مسلم: ۹۱۹)

[۶۸: ۱۵۱] ﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

خ: ﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

،، ﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

[۶۹: ۱۵۱] ﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

خ: ﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

## خبر از حدیث

[۶۸: ۱۵۱] ﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

خبر از حدیث: ﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

[۶۸: ۱۵۱] ﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

﴿وَلَا يَخَافُ الْعَذَابَ﴾

جائے گی۔“ (بخاری: ۵۷۴۶۔ مسلم: ۲۱۹۴)

آپ شہادت کی انگلی میں اپنا تھوک لگاتے پھر اس پر سٹی رکھتے پھر اسے پیاری کی جگہ پر رکھتے اور رکھتے وقت یہ دعا پڑھتے۔

۳۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ”اے محمد! کیا آپ بیمار ہیں؟“ آپ نے فرمایا: ”ہاں، انھوں نے کہا: « بِاسْمِ اللَّهِ أَرْفَيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اللَّهُ يَبْطِئُكَ بِاسْمِ اللَّهِ أَرْفَيْكَ »“ اللہ کے نام سے میں تم پر دعا پڑھتا ہوں، ہر اس چیز سے محفوظ رہنے کی جو تمہیں تکلیف دے اور ہر نفس کے شر سے یا حسد کرنے والی آنکھ سے اللہ تمہیں شفا دے، اللہ کے نام سے میں تم پر دعا پڑھتا ہوں۔“ (مسلم: ۲۱۸۶)

طاعون زدہ شہر کا حکم:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”طاعون ایک نذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر یا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا تھا، لہذا جب تم کسی سرزمین میں طاعون پھیلنے کی خبر سنو تو وہاں مت جاؤ اور جب اس سرزمین میں طاعون آجائے جہاں تم ہو تو وہاں سے نہ بھاگو۔“ (بخاری: ۳۷۴۳۔ مسلم: ۸۱۶۲)

۱۰۔ لباس کے آداب

لباس کے فوائد:

ستر پوشی: جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يَتْلُو آدَمُ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ [الأعراف: ۳۱]

”اے اولاد آدم! تم ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔“

زینت: جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَتْلُو آدَمُ قَدْ آتَيْنَاكُمْ لِبَاسًا يَآرِبِي سَوَاتِكُمْ وَرَبَّاتِكُمْ وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَلِكَ خَيْرٌ

ذَلِكَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ [الأعراف: ۲۶]

”اے ابن آدم! ہم نے تمہارے لیے لباس اتارا جو تمہارے ستر کو ڈھانپتا ہے اور تمہارے لیے زینت ہے، اور تقویٰ کا لباس سب سے اچھا ہے، یہ اللہ کی نشانیاں ہیں تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں۔“

گرمی اور ٹھنڈک سے حفاظت: جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلْ لَّكُمْ سَرَائِلَ تَقِيَكُمُ الْحَرَّ وَسَرَائِلَ تَقِيَكُمُ الْبَرْدَ﴾ [النحل: ۸۱]

”اور اسی نے تمہارے لیے کرتے بنائے ہیں جو تمہیں گرمی سے بچائیں اور ایسے کرتے بھی جو تمہیں لڑائی کے وقت کام آئیں۔“

لباس کی مشرعویت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَعْنِي أَدَمَ قَدْ أَمَرْنَا عَلَىٰ لِبَاسٍ لِّإِبْنِي سَوَادٍ وَرَبَّاعًا وَلِبَاسُ الثَّقَفِيِّ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَكُونُونَ﴾ [الأعراف: ۲۶]

”اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد! ہم نے تمہارے لیے لباس اتارا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور تمہارے لیے زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس سب سے بہتر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں سے ہے تاکہ وہ لوگ نصیحت پکڑیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الْمَرْغُوبِ قُلْ هِيَ لِكُلِّ ذِي عِلْمٍ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا خَالِصَةً تَمْرُقَةُ الْقِيَمَةِ كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾

[الأعراف: ۳۲]

”آپ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے اسباب زینت جس کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس شخص نے حرام کیا ہے، آپ کہہ دیجیے کہ یہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن بھی خاص انہی کے لیے ہیں۔ ہم اسی طرح تمام آیات سمجھنے والوں کے لیے صاف صاف بیان کرتے ہیں۔“

## سب سے افضل لباس:

- ۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سفید کپڑا پہنو اس لیے کہ وہ سب سے بہتر ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔“  
(ابوداؤد: ۴۰۶۱۔ ابن ماجہ: ۱۴۷۲)
- ۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کپڑوں میں نبی ﷺ کو سبز یعنی چادر پہننا بہت پسند تھا، حمرہ ایک منقش سوئی کو کہتے ہیں۔“ (بخاری: ۵۸۱۳۔ مسلم: ۲۰۷۹)
- ۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ”رسول اللہ ﷺ کا سب سے محبوب کپڑا قمیص تھی۔“  
(ابوداؤد: ۴۰۲۵۔ ابن ماجہ: ۳۵۷۵)

## مرد اور عورت اپنا ازار کہاں باندھیں:

- ۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلم کا ازار آدھی پنڈلی تک ہونا چاہیے اور اگر آدھی پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہے تب بھی کوئی حرج یا گناہ نہیں اور اگر ٹخنوں کے نیچے ہے تو وہ اپنے پہننے والے کو دوزخ میں لے جائے گا اور جس نے اپنا ازار گھٹنوں سے زمین میں گھسیٹا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر رحمت سے قیامت کے دن) نہیں دیکھے گا۔“ (ابوداؤد: ۴۰۹۳۔ ابن ماجہ: ۳۵۷۳)
  - ۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنا ازار تکبر سے زمین میں گھسیٹا اس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔“ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عورتیں اپنے دامن کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”ایک باشت لٹکا لیں۔“ انھوں نے کہا کہ پھر ان کے قدم کھل جائیں گے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر ایک ہاتھ لٹکائیں اور اس سے زیادہ نہ کریں۔“ (ترمذی: ۱۷۳۱۔ نسائی: ۵۳۳۶)
- ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانے والوں کے لیے وعید:

- ۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے تکبر سے ازار، قمیص اور عمامہ لٹکایا اس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔“ (ابوداؤد: ۴۰۹۴۔ نسائی: ۵۳۳۴)

- ۲۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمن قسم کے آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں مننا ہوں سے پاک کرے گا اور ان کے لیے دروناک عذاب ہے۔“ یہ بات آپ نے تمن مرتبہ دہرائی، حضرت ابو ذر نے کہا کہ وہ تو ناکام ہوئے اور خسارہ میں پڑ گئے۔ اے اللہ کے رسول! آخر وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”کپڑا (تکبر سے ٹخنے کے نیچے) لٹکانے والے، احسان کر کے جتانے والے اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والے۔“ (مسلم: ۱۰۶)
- ۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو ازار ٹخنے سے نیچے ہو وہ اپنے پیٹنے والے کو دوزخ میں لے جائے گا۔“ (بخاری: ۵۷۸۷)

### ممنوع لباس اور بچھونے:

- ۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ریشم نہ پہنو اس لیے کہ جس نے دنیا میں ریشم پہنا آخرت میں اسے نہ پہنے گا۔“
- (بخاری: ۵۸۳۴۔ مسلم: ۲۰۶۹)
- ۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ریشم کا لباس اور سوئامیری امت کے مردوں کے لیے حرام اور عورتوں کے لیے حلال کیا گیا ہے۔“
- (ترمذی: ۱۷۲۰۔ نسائی: ۵۲۶۵)
- ۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا ہے: ”مراپیش کی عیادت کرنے کا، جنازے کے ساتھ جانے کا، چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینے اور ہم کو خالص ریشمی کپڑا، دیباچ، قسی، استبرق اور سرخ زین پوشوں کے استعمال سے منع کیا گیا ہے۔“ (بخاری: ۵۸۴۹۔ مسلم: ۲۰۶۶)
- ۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو قسم کے جہنیوں کو میں نے ابھی تک نہیں دیکھا۔ ایک وہ لوگ جن کے پاس گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوتے ہیں اور وہ اس سے لوگوں کو مار رہے ہیں اور دوسری وہ عورتیں جو نیم برہنہ لباس پہنتی ہیں اور اٹھلاتے ہوئے منک کر چلتی ہیں (تاکہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں) ان کے سراونٹ کے کوہان کی طرح ہلتے رہتے ہیں۔ وہ جنت میں نہیں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی،

حالانکہ اس کی خوشبو اتنے اور اتنے قاصطے سے محسوس کی جاتی ہے۔“ (مسلم: ۲۱۲۸)

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بدن پر زرد رنگ سے رنگے ہوئے دو کپڑے دیکھے تو آپ نے فرمایا: ”یہ کفار کے کپڑے ہیں لہذا انھیں نہ پہنو۔“ (مسلم: ۲۰۷۷)

۶۔ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتنوں میں کچھ کھانے اور پینے سے منع کیا ہے اور خالص ریشمی کپڑے، دیباچ پہنے اور ان پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔“ (بخاری: ۵۸۳۷)

۷۔ ابو طلحہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ”نبی ﷺ نے درندوں کے چمڑے کو استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔“ (ابوداؤد: ۹۱۳۲۔ ترمذی: ۱۷۷۰)

۸۔ ایسا کپڑا پہننا جائز نہیں جس میں صلیب ہو یا کسی جاندار کی تصویر ہو اور نہ شہرت کا لباس پہننا جائز ہے۔

کس قسم کے لباس اور چال سے منع کیا گیا ہے؟

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ وَلَا تَتَّبِعُوا فِي الْأَرْضِ مَوَازٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَتُورًا ۚ وَأَقْبِصُوا فِي مَخِيكٍ وَانْصُصُوا مِنْ صَوْتِكُمْ إِنَّ الْأَصْوَاتَ لَصَوْتُ الْعَبِيرِ ۚ﴾

[لقمان: ۱۸-۱۹]

”لوگوں کے سامنے اپنے رخسار نہ بھلا اور زمین پر اکڑ کر نہ چل، اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے، غر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنی آواز پست کرو، یقیناً سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔“

۲۔ عورتوں کے ہارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ﴾ | النور: ۳۱ |

”اور وہ زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔“

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو لباسوں سے منع کیا ہے۔ ایک



یہ کہ آدمی ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھے اور اس کی شرم گاہ پر کپڑا نہ ہو، دوسرا یہ کہ ایک کپڑے کو اس طرح لپیٹ لے کہ دوسری جانب کھلی رہے۔ (بخاری: ۵۸۲۱)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک شخص ایک جوڑا پہن کر بالوں میں گنگھی کیے اتراتا جا رہا تھا کہ اچانک اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا۔ قیامت تک وہ اس میں دھنسا رہے گا۔“ (بخاری: ۵۷۸۹، مسلم: ۲۰۸۸)

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔“ (بخاری: ۵۸۸۵)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انھیں میں سے ہے۔“ (احمد: ۵۱۱۴، ابوداؤد: ۳۴۰۶)

عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيزِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا يُعْرَفْنَ فَلَا يُذَنِّبْنَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ [الأحزاب: ۵۹]

”اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر انھیں تنگ نہ کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا، مہربان ہے۔“

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ [النور: ۳۱]

”مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمتوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنے دوپٹے ڈالے رکھیں۔“

۳۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَدْرِيْنَ زَكَاتًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَقْعْنَ فِيْ لَبَنٍ غَيْرِ مُتَبَدِّلٍ ۚ وَاَنْ يَّسْتَفِفْنَ ۚ خَيْرٌ لَّهِنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ [النور: ۱۶۰]

”بوزھی عورتیں جنھیں نکاح کی امید (اور خواہش ہی) نہ رہی ہو وہ اگر اپنی چادریں اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں، تاہم اگر اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لیے بہت افضل ہے اور اللہ تعالیٰ سنتا، جانتا ہے۔“

زینت اور صفائی ستھرائی کا اہتمام:

۱۔ ابوالاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ردی کپڑا پہن کر آیا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تمھارے پاس مال ہے؟“ کہا: ”ہاں۔“ پوچھا: ”کون سا مال؟“ انھوں نے کہا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ، بکریاں، گھوڑے اور غلام عطا کیے ہیں۔“ آپ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے تمھیں مال عطا کیا ہے تو اس کی نعمت اور کرامت کا اثر تمھارے جسم پر دکھائی بھی دینا چاہیے۔“ (ابوداؤد: ۴۰۶۳۔ نسائی: ۵۲۲۴)

۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے ایک آدمی کے بال پر اگندہ دیکھے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اس کے پاس کوئی سنگھاسی نہیں جس سے وہ اپنے بال درست کرے۔“ ایک دوسرے آدمی کو دیکھا، وہ گندے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اس کے پاس پانی نہیں جس سے اپنے کپڑے دھو لے۔“ (ابوداؤد: ۴۰۶۲۔ نسائی: ۵۲۳۶)

سر کا لباس:

حضرت عمرو بن حویث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”گویا میں منبر پر رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ کے سر پر ایک کالا عمامہ تھا، جس کے دونوں کناروں کو آپ نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا لیا تھا۔“ (مسلم: ۱۳۵۹)

نیا کپڑا پہنے تو کیا کہے؟

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے

خواہ قیص ہو یا امامہ بھر کہتے: «اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيَّهٖ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَ خَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَ شَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ» "اے اللہ! تعریف تیرے لیے ہی ہے۔ تو نے مجھے یہ پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور جو بھلائی اس کے لیے لکھی گئی ہے وہ مانگتا ہوں۔ اس کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو اس کے لیے لکھی گئی ہے۔"

ابونفسرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے جب کوئی نیا کپڑا پہنتا تو اس سے کہا جاتا: «تُبْلِي وَ يُخْلِفُ اللَّهُ تَعَالٰی» "تم اسے بوسیدہ کرو پھر اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جگہ دوسرا کپڑا عطا کرے۔" (ابوداؤد: ۵۰۲۰، ترمذی: ۱۷۶۷)

نیا کپڑا پہننے والے کو کیا دعا دی جائے؟

حضرت ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ کپڑے آئے۔ ان میں ایک کالی اونٹنی چادر بھی تھی۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا: "بتاؤ یہ چادر میں کس کو پہناؤں؟" لوگ خاموش رہے، پھر آپ نے کہا: "ام خالد کو میرے پاس لاؤ۔" چنانچہ مجھے نبی ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ نے اپنے ہاتھ سے مجھے وہ چادر پہنائی اور فرمایا: «أُتِلِّي وَ أُخْلِقِي» "پرائی کرو اور پہناؤ۔" (یعنی زندہ رہنے کی دعا دی) آپ نے ایسا دو مرتبہ کہا۔

جوتا کیسے پہنا جائے؟

- ۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جنگ میں فرماتے ہوئے سنا: "تم کثرت سے جوتے پہناؤ اس لیے کہ آدمی جب تک جوتا پہنے رہتا ہے، سوار ہوتا ہے۔" (مسلم: ۲۰۹۶)
- ۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں طرف سے شروع کرے اور جب جوتا نکالے تو بائیں پاؤں پہلے نکالے۔" (بخاری: ۵۸۵۶، مسلم: ۲۰۹۷)

مردوں کا انگوٹھی پہننا:

- ۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔" (بخاری: ۵۸۶۴، مسلم: ۲۰۸۹)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”نبی ﷺ کی انگلی چاندی کی تھی اور اس کا ٹکینہ بھی اسی کا تھا۔“ (بخاری: ۵۸۷۰)

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ اپنے داہنے ہاتھ میں چاندی کی انگلی پہنتے تھے جس کے اندر ایک جھٹی گیند تھا اور اس کا گیند آپ ﷺ کی ہتھیلی کی طرف اندر رکھتے تھے۔“ (مسلم: ۲۰۹۴)

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انگلی بنوائی اور فرمایا: ”ہم نے انگلی بنوائی ہے اور اس پر ایک نقش کروایا ہے۔ یہ نقش کوئی دوسرا نہ کر دے۔“ حضرت انس کہتے ہیں کہ اس کی چمک گویا کہ میں آپ کی چھگی میں دیکھ رہا ہوں۔“ (بخاری: ۵۸۷۴)

عورتوں کے لیے سونے اور چاندی کا زیور پہننے کا جواز:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ”میں نبی ﷺ کے ساتھ عید میں موجود تھا۔ آپ نے خطبے سے پہلے عید کی نماز پڑھی، پھر عورتوں کے پاس آئے اور ان کو خیرات کرنے کا حکم دیا۔ وہ چھپے اور انگلیاں بلال کے پکڑے میں ڈالنے لگیں۔“ (بخاری: ۵۸۸۰۔ مسلم: ۸۸۴)

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ”انہوں نے حضرت اسماء سے ایک ہار عاریتاً لیا تھا۔ وہ راستے میں گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو ڈھونڈنے کے لیے ایک آدمی بھیجا، وہ ہار اسے مل گیا۔ اس وقت نماز کا وقت ہو گیا تھا اور لوگوں کے پاس پانی نہیں تھا کہ وضو کر کے نماز پڑھیں، چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمادی۔“ (بخاری: ۳۳۶۔ مسلم: ۳۶۷)

لباس اور بستر میں تواضع اختیار کرنا:

① حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”حضرت عائشہ نے ہمارے سامنے ایک کپڑا اور ایک مونا تہ بند نکالا اور کہنے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ کی روح انہیں دو کپڑوں میں قبض کی گئی تھی۔“

(بخاری: ۸۵۱۸۔ مسلم: ۲۰۸۰)

② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ کا بستر جس پر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔“ (مسلم: ۲۰۸۲)

## ۴۔ کتاب الأذکار

اس میں مندرجہ ذیل چیزوں کا بیان ہے:

۱۔ ذکر کی فضیلت ۲۔ صبح و شام ذکر کرنا

۳۔ مطلق ذکر ۴۔ مقید ذکر

۱۔ عام حالات میں ذکر

۲۔ سخت اوقات میں ذکر

۳۔ پیش آمدہ امور کے اذکار

۵۔ شیطان سے بچنے کی دعائیں اور اذکار

۶۔ بچاؤ اور ایندھن ارسائی کا علاج

۷۔ نظر بد کی دعا

## ۱۔ فضائل اذکار

نبی اکرم ﷺ کا طریقہ ذکر:

نبی ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والے تھے، آپ ہر وقت اور ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرتے تھے، آپ کا پورا کلام ذکر اللہ پر مشتمل ہے، آپ کے اوامر و نواہی سب میں یہ چیز پائی جاتی ہے۔ آپ نے اللہ کے اسماء و صفات اور افعال و احکام کے بارے میں جو بھی خبر دی ہے وہ بھی ذکر ہی ہے۔ آپ کی تسبیح و تحمید، سوال و دعا اور خوف ورجا سب ذکر ہے۔

ہم نے اس باب میں ان شرعی اذکار کو بیان کیا ہے جو قرآن کریم اور صحیح احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

اللہ کا ذکر سب سے آسان اور سب سے افضل عبادت ہے کیوں کہ زبان کی حرکت دوسرے اعضا کی حرکتوں سے آسان ہے، ذکر الہی دوسری بہت سی عبادات پر فضیلت و ثواب کے اعتبار سے بھاری ہے۔

ذکر اور دعا کی تعریف:

ذکر اور دعا اصل میں خفیہ طور پر ہی کرنی چاہیے اور زور سے صرف وہی دعائیں پڑھی جائیں جن کا بیان شریعت میں ہے۔  
۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَعُهُ وَخِيفَةً وَدُؤُنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْقُدُّوْا وَالْأَصَابِ وَلَا

تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ﴾ [الأعراف: ۲۰۵]

”اور اے شخص! اپنے رب کو یاد کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ، صبح اور شام اور اہل غفلت میں سے مت ہونا۔“

۲۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أَذْعُنَّا بِكُم تَذَرُّعًا وَخَفِيَّةً إِنَّكَ لَا يُحِبُّ الْبَعَثِينَ﴾ [الأعراف: ۵۵]

”تم لوگ اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کیا کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں۔“

ذکر الہی کے فوائد:

ذکر کے بہت سے فوائد ہیں، ان میں سے بعض اہم فوائد یہ ہیں:

اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور شیطان بھاگتا ہے۔ مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔ برائی دور ہو جاتی ہے۔ دل سے غم و حزن چلا جاتا ہے۔ دل اور بدن مضبوط ہوتا ہے۔ دل اور چہرہ روشن ہوتا ہے۔ اس سے روزی حاصل ہوتی ہے۔ خوف زائل ہو جاتا ہے۔ یہ جنت میں پودے لگانے کا باعث ہے۔

ذکر الہی سے گناہ معاف ہوتے ہیں، یہ عذاب سے بچاتا ہے۔ بندے اور اس کے رب کے درمیان وحشت کو زائل کرتا ہے۔ اس سے اللہ بھی بندے کو یاد رکھتا ہے۔ ذکر الہی سے اللہ سے محبت اور انسیت پیدا ہوتی ہے۔ آدمی اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس سے قربت حاصل کرتا ہے۔ ذکر الہی ذکر کرنے والے کو قوت بخشی ہے۔ وہ تروتازہ رہتا ہے، اس کے چہرہ پر جلال ہوتا ہے، اس سے آدمی کو دلی سکون ملتا ہے، ذکر کرنے والے کو اللہ کی رحمت ڈھانپے رہتی ہے، فرشتے اسے اپنے پروں سے ڈھانپے رہتے ہیں، اس کا ذکر اللہ تعالیٰ فرشتوں میں کرتا ہے اور اس کی وجہ سے فرشتوں میں فخر کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمیشہ ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۖ وَسَبِّحُوا بِحَمْدِهِ كَثِيرًا وَاصْبِرُوا ۚ﴾

[الأحزاب: ۴۱-۴۲]

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کیا کرو، اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کیا کرو۔“

## باقی رہنے والی نیکیاں:

- ۱۔ سُبْحَانَ اللَّهِ : اس کا معنی تمام عیوب و ذنوب سے اللہ تعالیٰ کو پاک و صاف ٹھہرانا ہے اور اس کی ربوبیت والوہیت اور اسماء و صفات میں کس کو ہم مثل اور شریک نہ ٹھہرانا ہے۔
  - ۲۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ : اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کے لیے تمام محامد ثابت کرنا ہے۔ وہ اپنی ذات، اسماء و صفات میں محمود ہے اور وہ اپنے افعال و انعام اور دین و شریعت میں قابل تعریف ہے۔
  - ۳۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ : اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اس میں تمام غلو قات کی عبادت کا انکار ہے اور اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ عبادت صرف اللہ ہی کی ہونی چاہیے جس کا کوئی شریک نہیں۔
  - ۴۔ اللَّهُ أَكْبَرُ : اس کا معنی اللہ وحدہ لا شریک لہ کے لیے عظمت و کبریائی ثابت کرنا ہے۔
  - ۵۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ : اس کا معنی یہ ہے کہ صرف اللہ ہی قوت کا مالک ہے، اللہ ہی حالات بدلتا ہے اور اس کی مدد کے بغیر ہم کوئی کام نہیں کر سکتے۔
- قرآن کریم میں اللہ کے ذکر کی فضیلت:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهُ ۖ وَلَمْ يَلْمِزْ سَعِيًّا ۚ وَلَمْ يَكُن مِّنْ دُونِ اللَّهِ ذِي نَوْلٍ ۚ﴾ [البقرة: ۱۵۲]

”اس لیے تم مجھے یاد کیا کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا۔ میری شکر گزاری کرو اور ناشکری سے بچو۔“

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ ۚ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾

[الرعد: ۲۸]

”جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو! اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔“

۳۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:



﴿وَالَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالَّذِينَ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَآجُرًا كَثِيرًا﴾

[الأحزاب : ۳۵]

”بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں، ان (سب کے) لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔“

حدیث میں ذکر الہی کی فضیلت:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میرا بندہ میرے بارے میں جو گمان کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، لہذا اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے لوگوں میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو ان لوگوں میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہیں (یعنی فرشتوں میں) اور اگر وہ مجھ سے ایک باشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چلتے ہوئے آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑتے ہوئے آتا ہوں۔“ (بخاری : ۷۴۰۵۔ مسلم : ۲۶۷۵)

۲۔ حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کو یاد کرتا ہے اس کی مثال زندہ کی ہے اور جو اس کو یاد نہیں کرتا اس کی مثال مردے کی سی ہے۔“ (بخاری : ۶۴۰۷)

مجالس ذکر کی فضیلت:

اگر ابو مسلم کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کچھ لوگ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کو فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں اور ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتوں میں)۔“ (مسلم : ۲۷۰۰)

ہر مجلس میں اللہ کا ذکر اور نبی ﷺ پر درود واجب ہے:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ﴾ [الزمر: ۸]

”تو اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کر اور تمام مخلوق سے کٹ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔“

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مجلس میں کچھ لوگ بیٹھے اور اس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا اور نہ نبی ﷺ پر درود بھیجا تو وہ مجلس ان لوگوں کے لیے وہاں ثابت ہوگی پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو انہیں سزا دے گا اور اگر چاہے گا تو انہیں معاف کر دے گا۔“ (احمد: ۹۵۸۰۔ مسلسلة صحیحہ: ۷۴۔ ترمذی: ۳۳۸۰)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مجلس سے لوگ کھڑے ہو جائیں اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کریں تو وہ ایسی مجلس سے کھڑے ہوتے ہیں جو گدھے کے بدبودار حصے کی طرح ہے اور ایسی مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہوگی۔ (ابو داؤد: ۴۸۵۵۔ ترمذی: ۳۳۸۰)

ہمیشہ اللہ کا ذکر کرنے کی فضیلت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاختلافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقَعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَلَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ۖ سُبْحَانَكَ قَبْلًا عَذَابَ النَّارِ﴾ [آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱]

”آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں، اور کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے لہذا ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔“

۲۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! اسلام کے احکامات میرے اوپر بہت سے ہو گئے ہیں، لہذا آپ مجھے کوئی ایسی (جامع) چیز بتائیں جس سے میں چننا رہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے ترشہنی چاہیے۔“ (ترمذی: ۳۳۷۵۔ ابن ماجہ: ۳۷۹۳)

۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں بہتر عمل نہ بتاؤں جو تمہارے رب کے پاس سب سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اس سے تمہارے درجات سب سے زیادہ بلند ہوں گے اور وہ سونے اور چاندی کے خرچ کرنے سے بھی زیادہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اس بات سے بھی بہتر ہے کہ تمہاری ملاقات تمہارے دشمنوں سے ہو اور تم ان کی گردنیں مار دو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔ لوگوں نے کہا: ہاں! ضرور بتائیں، آپ نے فرمایا: ”وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔“ (ترمذی: ۳۳۷۷۔ ابن ماجہ: ۳۷۹۰)

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔“ (مسلم: ۳۷۳)

## ۲۔ صبح اور شام کے اذکار

یہ چند اذکار ہیں جنہیں صبح و شام ہر مسلمان کو پڑھنا چاہیے، قرآن و حدیث میں ان کا ذکر وارد ہوا ہے۔

### ذکر کا وقت:

صبح فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے اور شام میں عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے ذکر کرنا افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ النَّهَارِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾

[قی: ۳۹]

”پس یہ جو کچھ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کریں اور سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیا کریں۔“

## صبح و شام کے اذکار:

④ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو بندہ ہر صبح اور ہر شام تین مرتبہ یہ دعا پڑھے گا: « بِاسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ » تو اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔“ (ترمذی: ۲۳۸۸۔ ابن ماجہ: ۲۸۶۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ”ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”اے اللہ کے رسول! گزشتہ رات مجھے کچھو نے ڈنک مار دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تم شام کے وقت یہ کہتے: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ الثَّمَانِيَةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ» تو وہ تمہیں تکلیف نہ پہنچائے۔“ (مسلم: ۲۷۰۹)

⑤ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ان کے پاس کھجور کھانے کا کھلیاں تھیں، وہاں سے کھجوریں کم ہو جاتی تھیں، ایک رات انہوں نے اس کی نگرانی کی، اتفاق سے باغ لڑکے کی شکل میں ایک جانور نے آکر انہیں سلام کیا، انہوں نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس سے پوچھا کہ تم کون ہو، جن یا انسان؟ اس نے کہا: ”میں جن ہوں۔“ حضرت ابی بن کعب نے اس سے پوچھا کہ کیا چیز ہمیں تم سے بچا سکتی ہے؟ اس نے کہا: یہ آیت جو سورہ بقرہ میں ہے: «اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْقَيُّومُ» (مراد آیت الکرسی) جس نے شام کے وقت اسے پڑھا وہ صبح تک ہم سے محفوظ رہے گا اور جس نے صبح کے وقت اسے پڑھا وہ شام تک ہم سے محفوظ رہے گا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت ابی بن کعب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: «صدق الحیث» ”اس جگہ نے صحیح کہا۔“ (حاکم: ۲۰۶۴۔ طبرانی فی الکبیر: ۲۰۱/۱۔ دیلمی: صحیح الترغیب والترہیب: ۶۵۵)

⑥ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کے وقت سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لے تو اسے یہ (ہر آفت سے بچانے کے لیے) کافی ہو جائیں گی۔“ (بخاری: ۴۰۰۸۔ مسلم: ۸۰۷)

⑦ معاذ بن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ سخت اندھیرے کی وجہ

سے نہیں دیکھنا مشکل ہو رہا تھا ہم رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے تاکہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں، پھر جب آپ ہمیں نماز پڑھانے کے لیے لکھتے تو فرمایا: ”تم کہو۔“ میں نے کہا: میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: صبح و شام تین مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور معوذتین پڑھ لیا کرو، یہ تمہیں ہر آفت سے بچانے کے لیے کافی ہوں گی۔“ (ترمذی: ۳۵۷۵، نسائی: ۴۵۲۸)

حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص صبح کرے تو یہ کہے: «أُصْبِحُ وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا الْیَوْمِ فَتَحَهُ وَ نَصْرَهُ وَ نُورَهُ وَ بَرَکَّتَهُ وَ هُدَاهُ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْهِ وَ شَرِّ مَا بَعْدَهُ»“ ہم نے اور ساری کائنات نے اللہ رب العالمین کے لیے صبح کی۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس دن کی بھلائی، اس کی فتح و نصرت، نور و برکت اور اس کی ہدایت مانگتا ہوں اور اس کے اندر جو برائی ہے اور اس کے بعد جو برائی ہے اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں، پھر جب شام کرے تو اسی طرح کہے۔“ (ابوداؤد: ۵۰۸۴)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”جو مسلمان بندہ صبح یا شام تین مرتبہ یہ کہے: «رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا» تو اللہ پر واجب ہے کہ وہ اس قیامت کے دن خوش کر دے۔“ (احمد: ۲۳۴۹۹۔ ابوداؤد: ۵۰۸۴ دیکھئے تحفۃ الاحیاء ص: ۳۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب شام کرتے تو فرماتے: «اَمْسِیْ وَ اَمْسِی الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ حُدَّه لَا شَرِیْكَ لَہُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ هَذِیْهِ اللَّیْلَةِ وَ خَیْرِ مَا فِیْہَا وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّہَا وَ شَرِّ مَا فِیْہَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْکُفْلِ وَ الْهَرَمِ وَ سُوءِ الْکِبَرِ وَ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْقَبْرِ»

”ہم نے اور ساری کائنات نے اللہ کے لیے شام کی، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اے اللہ! میں تجھ سے اس رات کی بھلائی اور اس کے اندر جو بھلائی رکھی گئی ہے وہ مانگتا ہوں اور اس کی برائی

سے اور اس کے اندر جو برائی رکھی گئی ہے اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! میں سستی، بڑھاپے، بڑھاپے کی تکلیف، دنیا کے فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

اور جب آپ صبح کرتے تو ان الفاظ: ”أُصْبِحُ وَأُصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ“ سے بدل کر ایسے ہی کہتے۔“ (مسلم: ۲۷۲۳)

③ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب صبح کرتے تو یہ کہتے: ”اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أُمِينَا، وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ“ اور جب شام کرتے تو یہ کہتے: ”اللَّهُمَّ بِكَ أُمِينَا بِكَ أُمِينَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ“۔ (بخاری فی الادب المفرد: ۱۲۳۴۔ ابوداؤد: ۵۰۶۸۔ دیکھو سلسلۃ صحیحہ: ۲۶۲)

④ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سید الاستغفار یہ ہے کہ آدمی کہے: ”اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأُبِئُ بِذُنُوبِي فَاعْفُرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ“ اے اللہ! تو میرا مالک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا ہے میں تیرا بندہ ہوں، تیرے عہد اور وعدے پر جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے قائم ہوں۔ میں نے جو برے کام کیے ہیں ان سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں تیرے احسان اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں۔ میری خطائیں بخش دے، تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے یقین کے ساتھ یہ دعا دن میں پڑھی اور اس دن شام ہونے سے پہلے مر گیا تو وہ جنتی ہے اور جس شخص نے یقین کے ساتھ یہ دعا رات کو پڑھی اور اس رات صبح ہونے سے پہلے مر گیا تو وہ اہل جنت میں سے ہے۔“ (بخاری: ۶۳۰۶)

⑤ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی دعا سکھائیے کہ جسے میں صبح و شام پڑھا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے ابوکر! تم یہ کیا کرو:

«اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِكُهُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكُمْ وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا أَوْ أَجْرَهُ إِلَى مُسْلِمٍ»

(بخاری فی الأدب المفرد : ۱۲۳۹ - ترمذی : ۳۵۲۹)

”اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے بنانے والے، غیب اور حاضر کے جاننے والے، ہر چیز کے رب اور بادشاہ، میں تجھ سے اپنے نفس کی برائی، شیطان کی برائی اور اس کے شرک سے پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے نفس کے خلاف کوئی برا کام کروں یا کسی مسلمان کا برا کروں۔“

① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب شام کرتے اور صبح کرتے تو یہ دعائیں پڑھنا نہ چھوڑتے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي، اللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي وَأَحْضِظْ لِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ قَوْفِي وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَغْتَالَ مِنْ تَحْتِي» (ابوداؤد : ۵۰۷۴ -

ابن ماجہ : ۳۸۷۱)

”اے اللہ! میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور دنیا و آخرت میں عافیت مانگتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اپنے دین و دنیا اور مال و عیال میں عافیت مانگتا ہوں، اے اللہ! تو میری پردہ پوشی کر، میرے خوف کو اس میں بدل دے، میرے آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر سے میری حفاظت کر اور اس بات سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے نیچے سے ہلاک کیا جاؤں۔“

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے صبح اور شام سو مرتبہ: «سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ» کہا تو قیامت کے دن کوئی بھی شخص اس سے افضل عمل

والا نہیں ہوگا، الایہ کہ کسی دوسرے شخص نے بھی اسی طرح کہا ہو جس طرح اس نے کہا یا اس سے زیادہ کہا ہو۔“ (متفق علیہ)

بخاری و مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ”اس کی غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔“ (بخاری: ۴۶۰۔ مسلم: ۲۶۹۲)

⑤ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب صبح کرتے اور جب شام کرتے تو یہ کہتے:

«أَصْبَحْنَا عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَ عَلَى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَ عَلَى دِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَلَى مِلَّةِ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ»

ہم نے فطرت اسلام، کلمہ اخلاص، اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کے دین اور اپنے باپ حضرت ابراہیم کی ملت پر قائم رہے ہوئے صبح کی جو دین حق کو اختیار کرنے والے اور مسلمان تھے۔ وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔“ (أحمد: ۱۰۴۳۴۔ الدارمی: ۲۵۸۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» کہا تو اسے دس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، سو برائیاں مٹا دی جائیں گی اور اس دن شام تک وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا اور کوئی بھی شخص (اس دن) اس سے افضل کوئی عمل نہ لاسکے گا سوائے اس شخص کے کہ جس نے اس کلمہ کو سو بار سے بھی زیادہ پڑھا ہو۔“ (بخاری: ۶۴۰۳۔ مسلم: ۲۶۹۱)

⑥ حضرت ابو عیاش رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کے وقت یہ کہا: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»

تو اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے دس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، دس برائیاں مٹا دی جائیں گی، اس کے دس درجات بلند کر دیے



جائیں گے، وہ (اس دن) شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا اور اگر وہ یہ کلمہ شام کے وقت کہے تو اس کے لیے صبح تک اسی کے مثل ہے۔“ (ابوداؤد: ۵۰۷۷۔ ابن ماجہ: ۳۸۶۷)

﴿۱۷﴾ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے ہر صبح و شام سات مرتبہ یہ دعا پڑھی: «حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ» تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا و آخرت کے ہر نعم کو دہر کرنے کے لیے کافی ہو گا۔“ (ابن سنی فی عمل الیوم والليلة: ۷۱ وصححه الأرئوط)

﴿۱۸﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت قاطرہ سے فرمایا: میں تمہیں جس چیز کی وصیت کرتا ہوں اسے سننے سے تم کو کوئی چیز روکتی ہے؟ تم جب صبح اور شام کرو تو یہ کہو: «يَا حَسْبِيَ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِيْ إِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ» اے وہ ذات جو زندہ اور ہمیشہ رہنے والی ہے! میں تیری رحمت کے ساتھ مدد طلب کرتا ہوں، تو ہمارے سارے کاموں کو درست کر دے اور مجھے ایک لمحے بھر کے لیے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر۔“

(نسائی فی الکبریٰ: ۱۰۴۰۵۔ حاکم: ۲۰۰۰۔ دیکھیے صحیح الترغیب والترہیب: ۶۵۴۔ مسلسلة صحیحة: ۲۲۷)

### ۳۔ مطلق اذکار

﴿۱۹﴾ اس باب میں ہم نے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اور استغفر اللہ وغیرہ اذکار کے فضائل بیان کیے ہیں جو ہر وقت مشروع ہیں:

﴿۲۰﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر جگے قیامت کے دن ترازو میں بھاری ہوں گے، اور وہ یہ ہیں: «سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ»“ (بخاری: ۴۰۴۶۔ مسلم: ۴۹۶۲)

﴿۲۱﴾ حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب کلام چار ہیں: ”سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر“ تم ان میں سے جس کو بھی پہلے کہو کوئی حرج نہیں۔“ (مسلم: ۲۱۳۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ، الحمد للہ، لا ایل الا اللہ اور اللہ اکبر“ کہنا میرے نزدیک ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوا۔“

(مسلم: ۲۶۹۵)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طہارت آدھا ایمان ہے، الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے، سبحان اللہ اور الحمد للہ آسمانوں اور زمین کے درمیان خلا کو (نیکوں سے) بھر دیتے ہیں، نماز نور ہے، صدقہ دلیل و حجت ہے، صبر روشنی ہے اور قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف حجت ہے، ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر اپنے نفس کو بیچ دیتا ہے، پھر اسے آزاد کرتا ہے یا بھگا دیتا ہے۔“ (مسلم: ۲۲۳)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا کلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں یا اپنے بندوں کے لیے چن لیا ہے اور وہ «سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ» ہے۔“ (مسلم: ۲۷۳۱)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی شخص روزانہ ہزار نیکیاں کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟“ آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم میں سے کوئی شخص کیسے ہزار نیکیاں کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”سو مرتبہ سبحان اللہ کہہ لینے سے ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی یا اس کی ہزار غلطیاں مٹا دی جائیں گی۔“ (مسلم: ۲۶۹۸)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ”اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی ہزار برائیاں مٹا دی جائیں گی۔“ (احمد: ۱۴۹۶ - ترمذی: ۳۴۶۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے «سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ» کہا اس کے لیے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگایا جائے گا۔“ (ترمذی: ۳۴۶۳ - دیکھیے سلسلۃ صحیحہ: ۶۴)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد ان کے پاس سے نکلے وہ جائے نماز پر بیٹھی تھیں، پھر آپ چاشت کے وقت واپس آئے اس وقت بھی وہ اپنی جگہ بیٹھی

تھیں، آپ نے فرمایا: ”جس حالت میں میں نے تمہیں چھوڑا تھا اب بھی تم اسی حالت میں ہو؟“ انھوں نے کہا: ”ہاں۔“ آپ نے فرمایا: ”میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد تین مرتبہ چار کلمات کہے ہیں، اگر ان کا وزن ان کلمات کے ساتھ کیا جائے جو تم نے اس دوران کہے ہیں تو وہ بھاری ہو جائیں گے اور وہ کلمات یہ ہیں: «سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، عَزَّ ذَٰلِجَلَّتْ، وَرِضًا نَفْسِهِ، وَرِزْقًا غَرِيبِهِ، وَ مَدَادَ كَلِمَاتِهِ» (مسلم: ۲۷۲۶)

حضرت ابوالیوب انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دس مرتبہ «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» اس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار نفوس کو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ (مسلم: ۲۶۹۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی ایسا کلام سکھائیے جسے میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا: ”تم یہ کہو «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ» اس نے کہا کہ یہ کلمات تو میرے رب کے لیے ہیں پھر میرے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم یہ کہو: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي»۔“ (مسلم: ۲۶۹۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ کہا: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُكَ وَأَشْهَدُ مَلَائِكَتَكَ وَحَمَلَةَ عَرْشِكَ وَأَشْهَدُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ» اے اللہ! میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں اور تیرے فرشتوں، عرش کے اٹھانے والوں اور زمین و آسمان میں جتنی چیزیں ہیں سب کو اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ تو اللہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں۔“ جس نے اسے ایک مرتبہ کہا اللہ تعالیٰ اس کا تہائی حصہ جہنم سے آزاد کر دے گا اور جس نے اسے دو مرتبہ کہا اللہ تعالیٰ اس کا دو

تہائی حصہ جہنم سے آزاد کر دے گا اور جس نے اسے تین مرتبہ کہا، اللہ تعالیٰ اس کا پورا حصہ جہنم سے آزاد کر دے گا۔ (حاکم: ۱۹۲۰۰۔ قال الارنوط سندہ، دیکھئے زاد المعاد: ۶/ ۳۷۳)

✽ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے، ہر تسبیح صدقہ ہے۔ (سبحان اللہ) ہر تحمید صدقہ ہے (الحمد للہ) ہر تہلیل صدقہ ہے (لا الہ الا اللہ) ہر تکبیر صدقہ ہے (اللہ اکبر) بھلائی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کی جگہ پر چاشت کی دو رکعتیں کافی ہیں۔“ (مسلم: ۷۲۰)

✽ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے یہ کہا: «رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا» تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔“ (مسلم: ۱۸۸۴)

✽ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے کہا: ”اے عبد اللہ بن قیس! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا: ”تم یہ کہو: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ»۔“ (بخاری: ۶۳۸۴۔ مسلم: ۲۷۰۴)

✽ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ بار اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں۔“ (بخاری: ۶۳۰۷)

✽ حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے دل پر پڑ چھائیاں غالب ہوتی ہیں اور میں ایک دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں۔“ (مسلم: ۴۰۸)

✽ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میرے اوپر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔“ (مسلم: ۴۰۸)

✽ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس

شخص نے یہ کہا: «أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ»  
اسے بخش دیا جائے گا، اگرچہ وہ لکڑی (یعنی میدان جنگ) سے بھاگ گیا ہو (حالانکہ اس کا  
گناہ بہت بڑا ہے)۔“ (ابوداؤد: ۷۱۵۱۔ ترمذی: ۳۵۷۷)

## ۴۔ مقید اذکار

بعض اذکار خاص مواقع کے لیے ہیں۔ ان میں سے بعض عام حالات میں پڑھے جاتے ہیں،  
بعض مصیبت آنے پر پڑھے جاتے ہیں اور بعض پیش آمدہ امور کے وقت پڑھے جاتے ہیں۔

## عام حالات میں پڑھے جانے والے اذکار

جب کھانا کھائے یا کپڑا پہنے تو کیا کہے؟

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کھانا کھایا  
پھر یہ کہا: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ وَ رَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي  
وَلَا قُوَّةٍ» تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس نے کوئی کپڑا پہنا پھر یہ کہا:  
«الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ، وَ رَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ»  
تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ (ابوداؤد: ۴۰۲۳۔ ترمذی: ۳۴۵۸)

نیا کپڑا پہنتے والا کیا پڑھے، اسے کیا دعا دی جائے؟

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے  
خواہ وہ قمیص ہوئی یا عمامہ پھر کہتے: «اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ  
خَيْرِهِ وَ خَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ، وَ شَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ»“ اے اللہ! تعریف  
تیرے ہی لیے ہے تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور وہ خیر مانگتا  
ہوں جو اس کے لیے مقدر ہے اور اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے پناہ مانگتا  
ہوں جو اس کے لیے مقرر ہے۔“ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے جب کوئی نیا کپڑا  
پہنتا تو اس سے صحابہ کرام یہ کہتے: «تَبْلِيغِي وَ يُخْلِطُ اللَّهُ تَعَالَى» تم اسے بوسیدہ کرو اور  
اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا عطا کرے۔“ (ابوداؤد: ۴۰۲۰۔ ترمذی: ۱۷۶۷)

## گھر میں داخل ہونے کی دعا:

① حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ کہتا ہے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے کہ اب تمہارے لیے نہ رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا ہے اور اگر گھر میں داخل ہوتا ہے اور بسم اللہ نہیں کہتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات گزارنے کی جگہ مل گئی اور اگر کھانا کھاتے وقت بھی بسم اللہ نہیں کہتا تو شیطان کہتا ہے کہ اب تمہیں رات گزارنے کی جگہ اور رات کا کھانا مل گیا۔“ (مسلم: ۲۰۶۸)

② حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو یہ کہے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلُجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِاسْمِ اللَّهِ وَلَحْنًا وَ بِاسْمِ اللَّهِ خَرَجْنَا وَ عَلَى اللَّهِ رَبَّنَا تَوَكَّلْنَا» اے اللہ! میرا داخل ہونا بہتر ہو اور میرا نکلنا بہتر ہو، اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ کے نام ہی سے باہر جائیں گے اور ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔“ پھر اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔“ (ابوداؤد: ۴۹۰۵، قال الارنؤوط اسنادہ صحیح دیکھیے زاد المعاد: ۲/۲۸۳)

## گھر سے نکلنے کی دعا:

۱: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ جب میرے گھر سے نکلتے تو اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعا پڑھتے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزِلَّ أَوْ أَظْلَمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ» اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں راستہ بھٹک جاؤں یا بھٹکا دیا جاؤں یا پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جاؤں یا ظلم کروں یا سحرے اوپر کوئی ظلم کرے یا جہالت کروں یا میرے اوپر کوئی جہالت کرے۔“ (ابوداؤد: ۵۰۹۵)

۲: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنے گھر سے نکلتا ہے اور یہ کہتا ہے: «بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ» تو کہا جاتا ہے کہ تم ہدایت یافتہ ہوئے اور (ہر آفت سے) بچا لیے گئے، پھر شیطان

اس کے پاس آتا ہے تو دوسرا اس سے کہتا ہے کہ اس شخص پر تمہارا بس کیسے چل سکتا ہے، جسے ہدایت دی گئی ہے، جس کی حفاظت کی گئی ہے اور جسے بچا لیا گیا ہے؟“ (ابوداؤد: ۵۰۹۵۔ ترمذی: ۳۴۲۶)

### بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنوں کی آنکھوں اور اناہوں کی شرم گاہوں کے درمیان پردہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء جائے تو: «بِسْمِ اللّٰهِ» کہہ لے۔“ (ترمذی: ۱۴۶۶۔ ابن ماجہ: ۹۷۲)

### بیت الخلاء جانے کی دعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ”جب رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے نکلتے تو: «عُفِّرَانَكَ» کہتے۔“ (ابوداؤد: ۳۰۔ ترمذی: ۷)

### مسجد کی طرف جانے کی دعا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنی خالہ حضرت سمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزاری۔ نبی ﷺ بھی انھی کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ”مؤذن نے اذان دی، نبی ﷺ نماز کے لیے نکلے اور آپ یہ کہہ رہے تھے:

«اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُورًا وَفِيْ لِسَانِيْ نُورًا، وَاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُورًا، وَاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُورًا وَاجْعَلْ فِيْ خَلْقِيْ نُورًا وَ مِنْ اِمَامِيْ نُورًا وَاجْعَلْ مِنْ هَوَاقِيْ نُورًا وَمِنْ تَحْتِيْ نُورًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُورًا»

(بخاری: ۶۳۱۶۔ مسلم: ۷۶۳)

”اے اللہ! تو میرے دل میں، میری زبان میں، میرے کان میں، میری آنکھ میں، میرے پیچھے، میرے آگے، میرے اوپر، میرے نیچے نور پیدا کر دے، اے اللہ! تو مجھے نور عطا کر۔“

## مسجد میں داخل ہوتے وقت اور مسجد سے نکلنے وقت کیا کہے؟

- ۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:
 

«أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَبِلُطَائِفِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» (ابوداؤد: ۴۶۶)
- ۲۔ دوسری دعا یہ ہے: «بِاسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ» اور جب مسجد سے نکلے تو یہ کہے:
 

«بِاسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ» (ابن ماجہ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: «اَللّٰهُمَّ اَعْصِنِىْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» (ابوداؤد: ۴۶۵۔ ابن ماجہ: ۷۷۳۔ ابن مسند: ۸۸۔ مسلم: ۷۱۳)

## نیا چاند دیکھنے کی دعا:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:
 

«اَللّٰهُمَّ اِهْلَ اَهْلًا عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّىْ وَرَبُّكَ اَللّٰهُ» (أحمد: ۱۳۹۷۔ دیکھئے سلسلۃ صحیحہ: ۱۸۱۶۔ ترمذی: ۳۴۵۱)

”اے اللہ! تو اسے ہم پر خیر و برکت کے ساتھ ایمان و سلامتی اور اسلام کی حالت میں نکال، میرا اور میرا رب اللہ ہے۔“

## اذان سننے کے بعد کیا کہے؟

- ۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اذان سن چکے پھر یوں دعا کرے: «اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اَتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اِلَیْهِ وَعَدَّتْهُ» (بخاری: ۶۱۴)

”اے اللہ! جو اس پوری پکار کا مالک ہے اور قائم رہے والی نماز کا، محمد (ﷺ) کو



(قیامت کے دن) وسیلہ عطا فرما اور بڑا رتبہ عنایت کر اور مقام محمود پر ان کو فائز کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔“ قیامت کے دن میری سفارش اس کے لیے واجب ہو جائے گی۔“

۲۔ حضرت - سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مؤذن کی آواز سننے کے بعد یہ دعا پڑھی: «أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِإِسْلَامِهِ دِينًا» تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ (مسلم: ۳۸۶)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم مؤذن کی آواز سنو تو اس طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر میرے اوپر درود بھیجو اس لیے کہ جس نے میرے اوپر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں بھیجے گا، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو، اس لیے کہ وہ جنت میں ایک مقام ہے جو صرف اللہ کے ایک بندے کے لیے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں، لہذا جس نے میرے لیے وسیلہ مانگا اس کے لیے میری سفارش واجب ہوگئی۔“ (مسلم: ۳۸۴)

## ۲۔ مصیبت کے وقت دعائیں

### غم اور مشکل کے وقت کیا کہے؟

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غم و تکلیف کے وقت یہ کہتے تھے: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَكِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ»

(بخاری: ۶۳۴۶۔ مسلم: ۲۷۷۳۰)

”اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔“

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی معاملہ بے چین کر دیتا تو یہ دعا

پڑھتے: «يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ» (ترمذی: ۳۵۲۴)

۳۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مصیبت زدہ کی دعا یہ ہے: «اللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ، فَلَا تَكْلِنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَاصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ» (احمد: ۲۰۷۰۲۔ ابوداؤد: ۵۰۹۰۰)

”اے اللہ! میں تیری رحمت کی امید کرتا ہوں تو مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر یعنی اپنی نظر عنایت مجھ سے نہ ہٹا اور میرے سارے کاموں کو درست کر دے تیری عطاہ کوئی معبود نہیں۔“

۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت یونس علیہ السلام نے پھل کے پیٹ میں یہ دعا کی تھی: «لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ» جس مسلمان نے بھی کسی چیز کے بارے میں یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا۔“ (ترمذی: ۳۵۰۵)

جب کوئی چیز خوفزدہ کر دے تو کیا کہے؟

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی چیز خوفزدہ کرتی تو کہتے: «هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا» (نسائی: ۶۵۷۔ دیکھیے سلسلۃ صحیحہ: ۲۰۷۰)

گھبراہٹ کی دعا:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو گھبراہٹ لاحق ہونے کے وقت یہ دعا سکھاتے تھے: «اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ الثَّمَانِيَةِ مِنْ غَضَبِهِ وَ شَرِّ عِبَادِهِ وَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يُحْضَرُوْنَ» ”میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے اس کے غضب سے، اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسے سے پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ یہ شیاطین میرے پاس آئیں۔“ (ابوداؤد: ۳۹۸۳، ترمذی: ۸۲۵۳)

## غم لاحق ہو تو کیا کہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو کبھی کوئی غم لاحق ہو اور وہ یہ دعا پڑھے: «اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ، وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِیْتِیْ بِیْذِکَ مَا ضِیْعَیْ حُكْمُکَ، عَدَلَ فِیْ قَضَاؤِکَ، اَسْأَلُکَ بِکُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَکَ، سَمَّیْتَ بِہِ نَفْسَکَ اَوْ عَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِنْ خَلْقِکَ اَوْ اَنْزَلْتَهُ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ اَسْأَلُکَ بِہِ فِیْ عَلِیْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رِیْعَ قَلْبِیْ وَ نُورَ صَدْرِیْ وَ حِلَاءَ حَزْنِیْ وَ ذِہَابَ هَمِّیْ» اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے اور بندے کا بیٹا ہوں، میری پیشانی کے بال تیرے ہی ہاتھ میں ہیں، تیرا حکم میرے بارے میں نافذ ہونے والا ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل پر مبنی ہے، میں تیرے ہر نام سے جو تو نے اپنے لیے خاص کر رکھا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا ہے یا اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا اپنے علم غیب میں رکھ چھوڑا ہے تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو قرآن کریم کو میرے دل کی بہار میرے سینے کا نور اور میرے غم و حزن کو دور کرنے والا بنا۔“

تو اللہ تعالیٰ اس کے غم کو دور کر دے گا اور اس کی جگہ اسے خوشی عطا کرے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم اس کو سیکھ نہ لیں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، کیوں نہیں۔ جس نے اس کو سنا ہے اسے سیکھ لینا چاہیے۔“ (احمد: ۳۷۱۲۔ دیکھئے سلسلۃ صحیحہ: ۱۹۹)

## جب کسی قوم سے ڈرے تو کیا کہے؟

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی قوم سے ڈرتے تو یہ کہتے: «اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ» اے اللہ! ہم تجھے ان کے مقابلے میں کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ (احمد: ۱۹۹۵۸۔ ابوداؤد: ۱۵۳۷)

دوسری دعا یوں ہے: «اَللّٰهُمَّ اَکْفِرْ بَیْنَهُمْ بِمَا شِئْتَ» اے اللہ! تو مجھے ان لوگوں سے بچا جس طرح تو چاہے۔ (مسلم: ۳۰۰۵)

دشمن سے سامنا ہو تو کیا کہے؟

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ میں جاتے تو یہ کہتے: «اللَّهُمَّ أَنْتَ عَظُمَدِي وَ نَصِيرِي بِكَ أَحْوَلُ وَ بِكَ أَصْوَلُ وَ بِكَ أَقَابِلُ» "اے اللہ! تو ہی میرا مددگار ہے، تیرے ذریعے ہی میں حرکت کروں گا، تیرے ذریعے ہی میں دشمن پر حملہ کروں گا اور تیرے ذریعے ہی میں جنگ کروں گا۔" (ابوداؤد: ۲۶۳۲، ترمذی: ۳۵۸۴) ایک دعا یوں ہے: «حَسْبُنَا اللَّهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ»۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا اس وقت پڑھی تھی جب وہ آگ میں ڈالے گئے تھے اور محمد ﷺ نے یہ دعا اس وقت پڑھی تھی جب لوگوں نے یہ کہا تھا: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَ قَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ» (بخاری: ۳۵۶۳) جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر فکر جمع کر لیے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے: "ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔"

دشمن کے خلاف دعا:

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے خلاف اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی تھی:

«اللَّهُمَّ مَزِلْ الْكِتَابَ سَرِيعَ الْحِسَابِ اللَّهُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابِ اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَ زَلْزَلْهُمْ» "اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے، حساب جلد لینے والے تو (کفار کے) لشکروں کو شکست دے۔ اے اللہ! تو انہیں شکست دے اور انہیں ہلا دے۔" (بخاری: ۲۹۳۳۔ مسلم: ۱۷۴۲)

اگر کوئی معاملہ غالب آجائے تو کیا کہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "طاقت ورموسن کمزور

مومن سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے، گو ہر ایک میں بھلائی ہے جو چن چن شخصیں نفع پہنچائے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور عاجز مت بنو اور اگر کوئی مصیبت تمہیں لاحق ہو جائے تو یہ نہ کہو کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسے ہوتا بلکہ یہ کہو: «قَدَّرَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ» اللہ نے جو مقدر کیا تھا وہ ہوا۔ اس لیے کہ لفظ ”اگر“ شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے۔“ (مسلم: ۲۶۶۴)

کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو کیا کہے؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو مسلمان کوئی گناہ کرے پھر اچھی طرح وضو کرے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔“ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ﴾

(ابوداؤد: ۱۵۲۱ - ترمذی: ۳۰۰۶)

”وہ لوگ جو جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔“

ادائیگی قرض سے لاچار کی دعا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک مکاتب آیا (وہ غلام جو اپنے مالک سے مقررہ مال کی ادائیگی کی شرط پر اپنے آپ کو آزاد کرنے کا معاہدہ کر لے) کہنے لگا کہ میں اپنی آزادی کے لیے مال حینہ ادائیگی کر سکتا لہذا آپ میری مدد کریں انھوں نے کہا کہ کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھا دوں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھایا ہے؟ (جسے پڑھنے سے) اگر تمہارے اوپر جبل شیر کے برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کر دے گا، تم یہ کہو:

«اللَّهُمَّ اكْشِفْنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَنْ سُؤَالِكَ»

(أحمد: ۱۳۱۹ - ترمذی: ۳۵۶۳)

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

« اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعُجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْحَبْنِ وَالْبُخْلِ وَصَلَحِ الدِّیْنِ وَغَلَبَةِ الرَّجَالِ » (بخاری: ۶۳۶۹)

”اے اللہ! میں رنج و غم، عاجزی و سستی، بزدلی و بخیلی، کمزوری و قرض اور دشمنوں کے غلبہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

مصیبت آئے تو کیا کہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَبِكِیِّ الضَّرِیْئِۃِ ۚ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمُ مُصِیۡبَةٌ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۱﴾ اُوۡلٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَٰوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ ۚ وَاُوۡلٰٓئِکَ ہُمُ الْمُهْتَدُوۡنَ ﴿۲﴾﴾

[البقرہ: ۱۵۵-۱۵۷]

”اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجیے جنہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“

۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو بندہ مصیبت پڑنے پر یہ کہے: ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوۡنَ﴾ «اَللّٰهُمَّ اَحْرِیْۤیْ ہٰی مُصِیۡبَتِیْ وَاحْلُفْ لِیْ غَیْرًا مِّنْہَا» تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کی مصیبت پر اجر دے گا اور اس کو نعم البدل عطا کرے گا۔ (مسلم: ۹۱۸)

شیطان بھگانے اور وسوسہ کے ازالہ کی دعا:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنَّمَا یُزَعِّتُکَ مِنَ الْعَظِیۡطِیۡنَ تَزَعُّۡرًا فَاَسْتَوِیۡ بِاللّٰہِ ۚ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الْعَلِیۡمُ ﴿۱﴾﴾

[فصلت: ۳۶]

”اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو، یقیناً وہ بہت ہی سننے، جاننے والا ہے۔“

۲۔ اذان دے، ہمیشہ ذکر کرے، قرآن کی تلاوت کرے، آیت انکری پڑھے۔ اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

غصہ کے وقت کیا کہے؟

حضرت سلیمان بن مرد بن مرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ آدمیوں نے نبی ﷺ کے پاس آپس میں گالی گلوچ کی۔ اس وقت ہم آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو گالی دے رہا تھا اور اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر وہ اسے کہہ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے اور وہ «أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» ہے۔ یعنی ”میں شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔“ (بخاری: ۶۱۱۵۔ مسلم: ۲۶۱۰)

۳۔ چند مزید امور کے اذکار

مرغ، گدھے اور کتے کے بھونکنے کی آواز سنے تو کیا کہے؟

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو اس لیے کہ اس نے کسی فرشتے کو دیکھا ہے اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو، اس لیے کہ اس نے کسی شیطان کو دیکھا ہے۔“ (بخاری: ۳۳۰۳۔ مسلم: ۲۷۲۹)

۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس نے فضول گفتگو کی پھر کھڑے ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لی: «مُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَآتُوبُ إِلَيْكَ» تو اس مجلس میں اس سے جو غلطی سرزد ہوئی ہے وہ معاف کر دی جائے گی۔“

(احمد: ۱۰۴۲۰۔ ترمذی: ۳۴۳۳)

مریض و مصیبت زدہ کو دیکھ کر کیا کہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی شخص کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھے اور یہ کہے: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي غَفَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي

علی کثیر مَمَّنْ خَلَقَ نَفْصِیلاً» اللہ کی تعریف کہ جس نے مجھے اس چیز سے عافیت بخشی جس سے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت دی۔“ تو وہ مصیبت اسے لاحق نہیں ہوگی۔“ (ترمذی: ۳۴۳۳)

مسلمانوں پر ظلم کرنے والے کے خلاف بددعا:

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خندق کے دن ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کفار کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جیسے کہ انہوں نے درمیان کی نماز (عصر) نہ پڑھنے دی یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔“

(بخاری: ۶۳۹۶۔ مسلم: ۶۲۷)

آپ نے یہ دعا بھی کی تھی: «اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَّ اللَّهِمَّ اجْعَلْ عَلَيْهِمْ مَنِينَ كَسَبَنِي يُوسُفَ»

”اے اللہ! تو مضمر کے کافروں کو سختی سے روندھ دے، اے اللہ! تو ان پر ایسے قہر بھیج جیسے

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں آئے تھے۔“ (بخاری: ۱۰۰۶۔ مسلم: ۶۷۵)

خلاف شریعت کام کرنے والے کے خلاف بددعا:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ کے پاس اپنے ہاتھ ہاتھ سے کھایا۔ آپ نے اس سے کہا: ”اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔“ اس نے تکبر کی وجہ سے کہا کہ میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: ”اب تمہیں اس کی استطاعت بھی نہ ہوگی۔“ چنانچہ وہ (زندگی بھر) اپنا دایاں ہاتھ اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۔“ (مسلم: ۲۰۲۱)

بھلائی کرنے والے کے لیے دعا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت الحرام گئے، پھر میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی رکھا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کس نے رکھا ہے؟“ چنانچہ آپ کو بتایا گیا۔ آپ نے فرمایا: «اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ» ”اے اللہ! تو اسے دین میں سمجھ عطا کر۔“

(بخاری: ۱۴۳۔ مسلم: ۲۴۷۷)



۲۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی جائے اور وہ بھلائی کرنے والے سے یہ کہے: «جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا» تو اس نے اس کی خوب تعریف کی۔“ (ترمذی: ۲۰۳۵)

۳۔ حضرت عبداللہ بن ابی رہبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے چالیس ہزار قرض لیا، پھر جب آپ کے پاس مال آیا تو آپ نے مجھے دیا اور فرمایا: «بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ» ”اللہ تعالیٰ تمہارے اہل و مال میں برکت دے۔“ قرض کا بدلہ یہ ہے کہ آدمی (قرض دینے والے کا) شکر ادا کرے اور قرض کو ادا کر دے۔“ (نسائی: ۴۶۸۳۔ ابن ماجہ: ۲۴۶۴)

پہلا پھل دیکھے تو کیا دعا کرے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اس کو نبی ﷺ کے پاس لاتے۔ آپ جب اسے اپنے ہاتھ میں لیتے تو یہ کہتے: ”اے اللہ! تو ہمارے پھلوں میں برکت دے، ہمارے شہر میں برکت دے، ہمارے صاع میں برکت دے، ہمارے مد میں برکت دے۔“ پھر آپ سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور اسے وہ پھل دے دیتے۔“ (مسلم: ۱۲۷۳)

پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیز دیکھ کر کیا کہے؟

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی ایسی چیز دیکھتے جسے آپ پسند کرتے تو کہتے: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ» اور جب کوئی ایسی چیز دیکھتے جو ناپسند کرتے تو کہتے: «الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ» (ابن ماجہ: ۳۰۸۳)

عجب کے وقت کیا کہا جائے؟

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے مدینے کے راستوں میں سے ایک راستے میں ملے۔ اس وقت وہ جنبی تھے چنانچہ چپکے سے کھسک گئے اور جا کر غسل کرنے لگے۔ نبی ﷺ نے ان کو تلاش کیا پھر وہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے کہا: ”ابو ہریرہ! تم کہاں تھے؟“ انھوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! جب آپ مجھ سے ملے

تھے تو میں اس وقت جنبی تھا، میں نے یہ ناپسند کیا کہ غسل کرنے سے پہلے آپ کے ساتھ بیٹھوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! سو منہ نہیں ہوتا ہے۔“ (بخاری: ۲۸۳۔ مسلم: ۳۷۱)

### بادل اور بارش دیکھے تو کیا کہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب افق سے بادل آتے ہوئے دیکھتے تو جس کام میں مشغول ہوتے اسے چھوڑ دیتے یہاں تک کہ (الفل) نماز بھی اور قبلہ کی طرف رخ کر کے یہ دعا کرتے: «اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اُرْسِلَ بِهِ» «اے اللہ! میں اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو انھیں دے کر بھیجا گیا ہے۔“ پھر اگر بارش ہونے لگتی تو آپ دنیا تین مرتبہ کہتے: «اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا» «اے اللہ! نفع بخش بارش برسا۔“ اور اگر بادل چھٹ جاتا اور بارش نہیں ہوتی تو آپ اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے۔“

(بخاری فی الادب المفرد: ۷۰۷۔ ابن ماجہ: ۳۸۸۹)

### تیز ہوا چلے تو کیا کہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب تیز ہوا چلتی تو نبی ﷺ یہ کہتے: «اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَ خَيْرَ مَا فِيْهَا، وَ خَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِيْهَا، وَ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ» «اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس کے اندر جو بھلائی مقدر کی گئی ہے وہ مانگتا ہوں اور جس خیر کو لے کر وہ بھیجی گئی وہ مانگتا ہوں اور اس کے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو اس کے اندر ہے اور اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کو لے کر وہ بھیجی گئی ہے۔“ (مسلم: ۸۹۹)

### اپنے خادم کے لیے کیا دعا کرے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری ماں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا خادم ہے آپ اس کے لیے اللہ سے دعا کرو دیجیے۔ آپ نے فرمایا: «اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ وَ وَلَدَهُ وَ بَارِكْ لَهُ فِيمَا اَعْطَيْتَهُ» «اے اللہ! تو اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور جو اسے عطا کیا گیا ہے، اس

میں برکت دے۔“ (بخاری: ۶۳۴۴۔ مسلم: ۶۶۰)

جب کسی مسلمان کی تعریف کرنا چاہے تو کیا کہے؟

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص لامحالہ کسی کی تعریف کرنے والا ہو تو یوں کہے: ”جہاں تک میں سمجھتا ہوں فلاں ایسا ہے، باقی علم اللہ کو ہے اور اللہ کے نزدیک کون اچھا ہے اس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔“ اگر اس کو معصوم ہے کہ وہ ایسا اور ایسا ہے۔“ (بخاری: ۲۶۶۲۔ مسلم: ۳۰۰۰)

جب کسی کو اچھا کہا جائے تو وہ کیا کہے؟

عدی بن ارقطہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے جب کسی مسلمان کو اچھا کہا جاتا تو وہ یہ کہتا: «اللَّهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا يَقُولُونَ وَاعْفُ عَنِّي مَا لَا يَعْلَمُونَ» ”اے اللہ! تو میرا مواخذہ اس چیز پر نہ کرنا جو لوگ کہہ رہے ہیں اور میرے ان گناہوں کو بخش دے جو لوگ نہیں جانتے ہیں۔“ (بخاری فی الادب المفرد: ۷۸۲)

## ۵۔ شیطان سے بچاؤ کی دعائیں

مرض کی قسمیں اور ان کا علاج:

مرض کی دو قسمیں ہیں: دل کا مرض اور جسم کا مرض۔  
دل کے امراض کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ شبہ کا مرض:

جیسا کہ اللہ تعالیٰ منافقین کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ ۖ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ إِنَّمَا كَانُوا أَتَّكُذِّبُونَ﴾

[البقرة: ۱۰]

”ان کے دلوں میں بیماری تھی، اللہ تعالیٰ نے انھیں بیماری میں مزید بڑھا دیا اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

## ۲۔ شہوت کا مرض:

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے امہات المؤمنین سے فرمایا:

﴿فَلَا تَحْضَنْ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾ [الأحزاب: ۳۲]

”تم نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے۔“

جسم کے امراض سے مراد، وہ بیماریاں ہیں جو انسان کے جسم میں لاحق ہوتی ہے۔ دلوں کا علاج صرف انہیں تعلیمات کے ذریعے ممکن ہے جو انبیاء علیہم السلام لے کر آئے ہیں۔ دل اسی وقت درست ہوں گے جب انہیں اللہ کی ذات اور اس کے اسماء و صفات کی معرفت ہوگی اور جب وہ اللہ کے بتائے ہوئے احکام پر چلیں گے۔

بدن کے علاج کی دو قسمیں ہیں:

ایک ان امراض کا علاج ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انسان اور جانور کو پیدا کیا ہے مثلاً بھوک، پیاس، تھکاوٹ، ان کا علاج ان کے اضداد سے ممکن ہے۔ دوسری قسم ان امراض کا علاج ہے جن میں فکر و تامل کی ضرورت ہوتی ہے ان کا علاج دوا اور دعا دونوں طریقوں سے کیا جاتا ہے۔

دل کے امراض:

دل کا مرض یہ ہے کہ وہ صحت و اعتدال سے نکل جائے۔

صحت کا مطلب یہ ہے کہ وہ حق کو پہچانے، حق سے محبت کرے، حق کو دوسری چیزوں پر ترجیح دے۔ مرض کا مطلب یہ ہے کہ دل میں شک و شبہ پیدا ہو جائے، وہ دوسری چیزوں کو حق پر ترجیح دے، منافقین کا مرض شک و شبہ ہے اور نافرمان کا مرض شہوت کا مرض ہے۔ دل کی دوسری بیماریاں بھی ہیں مثلاً ریا، کبر، خود پسندی، حسد، فخر، سرداری کی خواہش، اور زمین میں غلیہ۔ یہ امراض شبہ اور شہوت کے امراض سے مرکب ہیں اور اسی سے پیدا ہونے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے محفوظ رکھے۔ آمین!

شیاطین کے شر سے بچاؤ وہ انسانوں سے ہوں یا جنوں سے :

اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ برائی کو بھلائی سے رفع کیا جائے تاکہ دشمن انسان کا دوست بن جائے۔

۱۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے :

﴿وَلَا تَسْتَوِ الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ إِذْ قَدْ بِالْآنِ مِنَ الْآخِرِ فَاذًا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا ذُوحَقًا عَظِيمٌ﴾

[فصلت : ۳۴-۳۵]

”بہتر اور برائی برابر نہیں ہوتی، برائی کو بھلائی سے رفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست، اور یہ بات انھیں نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور سوائے بڑے نصیب والوں کے اسے کوئی نہیں پاسکتا۔“

۲۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ کیوں کہ وہ ایسا دشمن ہے جو بھلائی و احسان کو نہیں سمجھتا بلکہ اس کی فطرت میں بنی آدم سے دشمنی کرنا اور ان کو گمراہ کرنا ہے۔ وہ انسان کا کبھی دوست نہیں بن سکتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿وَإِنَّمَا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

[فصلت : ۳۶]

”اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو، یقیناً وہ بہت ہی سننے اور جاننے والا ہے۔“

فرشتے اور شیطان ابن آدم کے دل پر یکے بعد دیگرے آتے ہیں، جیسے کہ رات اور دن یکے بعد دیگرے آتے ہیں، پس کچھ لوگوں کی رات ان کے دن سے لمبی ہوتی ہے اور کچھ لوگوں کے دن ان کی رات سے لمبے ہوتے ہیں اور کچھ لوگوں کے لیے پورا زمانہ رات ہی ہے اور کچھ لوگوں کے لیے پورا زمانہ دن ہی ہے۔ آدمی کے دل پر فرشتہ بھی اپنا اثر چھوڑتا ہے اور شیطان کا بھی اثر ہوتا

ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا حکم دیتا ہے تو شیطان آدمی کو وہ چیزوں کے لیے چوکا لگاتا ہے، یا تو غلو کرنے کے لیے یا کوتاہی کے لیے۔

بنی آدم سے شیطان کی دشمنی:

اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنات کو تین بنیادی نعمتیں دی ہیں: عقل، دین اور اختیار کی آزادی۔ ابلیس نے سب سے پہلے ان نعمتوں کا غلط استعمال کیا۔ اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی اور نافرمانی پر اصرار کیا اور قیامت تک کے لیے مہلت مانگی تاکہ ان نعمتوں کا غلط استعمال کرتا رہے اور بنی آدم کو گمراہ کرے، معاصی ان کے سامنے مزین کر کے پیش کرے تاکہ وہ بھی اس کے پیچھے جہنم میں جائیں۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾

[فاطر: ۶]

”یاد رکھو! شیطان تمہارا دشمن ہے، تم اسے دشمن جانو وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لیے ہی بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم داخل ہو جائیں۔“

۲۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ [یوسف: ۵]

”شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے۔“

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”ابلیس کا عرش سمندر پر ہے۔ وہ اپنے لشکر کو بھیجتا ہے پھر وہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور ان میں سب سے افضل اس کے نزدیک وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ مچانے والا ہو۔“ (مسلم: ۲۸۱۳)

شیطان کی دشمنی کے مظاہر:

انسان کے ساتھ شیطان کی دشمنی کی مختلف شکلیں ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

⑤ وہ بنی آدم کو گمراہ کرتا ہے، گناہ کے کاموں کو ان کیلئے مزین کرتا ہے، پھر ان سے بری ہو جاتا ہے۔

- ① وہ محل میں دوسرے اور غلط پیدا کرتا ہے۔
- ② وہ ان سے بھوٹے وعدے کرتا ہے، انہیں آرزوئیں دلاتا ہے اور بعض کے خلاف بعض کو درغلاتا ہے۔
- ③ وہ معاصی اور سارے محرمات پر ان کی مدد کرتا ہے۔
- ④ وہ بنی آدم کی بھلائی کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور اسے آگے بڑھنے سے روکتا ہے۔ اس کی ہمت توڑتا اور اسے خوف دلاتا ہے۔
- ⑤ وہ بعض کو بعض کے خلاف اکساتا ہے اور آپس میں دشمنی ڈالتا ہے۔
- ⑥ دلوں میں حسد اور کینہ پیدا کرتا ہے۔
- ⑦ وہ مختلف شر اور بیماری سے انہیں تکلیف پہنچاتا ہے اور انہیں اللہ کے راستے سے روکنے کے لیے ہر ممکن طریقہ اختیار کرتا ہے۔
- ⑧ وہ بندے کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ صبح تک سوتا رہتا ہے اور اس کے سر پر ایک گرہ لگا دیتا ہے، جو اسے بیدار ہونے سے روکتی ہے۔
- پس جس نے شیطان کی بات مانی، اس کی پیروی کی، وہ اس کے گروہ میں شامل ہو گیا اور اسی کے ساتھ قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اور جس نے اپنے رب کی اطاعت کی اور شیطان کی بات نہیں مانی تو اللہ تعالیٰ شیطان سے اس کی حفاظت کرے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا۔
- ۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِسْتَمَوْا عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَلْسَمَهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ إِلَّا إِنَّا جِزْبُ الشَّيْطَانِ هُمْ أَغْصَانُ﴾ [المجادلة: ۱۹]

”ان پر شیطان نے غلبہ حاصل کر لیا ہے اور ان کو اللہ کے ذکر سے غافل کر دیا ہے، یہ شیطانی لشکر ہے کوئی شک نہیں کہ شیطانی لشکر ہی خسارے والا ہے۔“

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ أَذْهَبَ لَكُنْ يَمَعَكَ وَهُمْ قَاتَ جَهَنَّمَ جَزَاءً وَكَمْ جَزَاءً مَّقْذُورًا ۖ وَاسْتَغْفِرُ مِنْ أَسْتَضَعْتَ وَهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبُ عَلَيْهِمْ نَجْوَاكَ وَرَجْلِكَ وَشَارَ لَهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ

وَعَذَابُهُمْ شَدِيدٌ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝ إِنَّ عِبَادِي لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۖ وَكَنتَ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿[الاسراء: ۶۳، ۶۵]

”کہا: جان میں سے جو بھی تیرا تابعدار ہو جائے گا تو تم سب کی سزا جہنم ہے۔ جو پورا پورا بدلہ ہے۔ ان میں سے تو جسے بھی اپنی آرزو سے بہکا سکے بہکا لے اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالا اور ان کے مال اور اولاد میں سے اپنا بھی سا جھا لگا اور انھیں (جھوٹے) وعدے دے لے ان سے جتنے بھی وعدے شیطان کے ہوتے ہیں سب کے سب سراسر فریب ہیں۔ میرے سچے بندوں پر تیرا کوئی قابو اور بس نہیں، تیرا رب کار سازی کرنے والا کافی ہے۔“

۳۔ حضرت سبرہ بن ابی فاکہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شیطان انسان کے راستوں میں بیٹھ جاتا ہے اور وہ اسلام کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا تم اسلام قبول کرو گے اور اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دو گے؟ وہ اس کی بات نہیں مانتا ہے اور اسلام قبول کر لیتا ہے۔ پھر وہ ہجرت کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا تم ہجرت کرو گے اور اپنی سرزمین اور فضا کو چھوڑ دو گے مہاجر کی مثال تو اس گھوڑے کی طرح ہے جو رسی میں ہو لیکن وہ شیطان کی بات نہیں مانتا اور ہجرت کرتا ہے، پھر وہ جہاد کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا تم جہاد کرو گے؟ جہاد تو جان و مال کی تکلیف و مشقت کا نام ہے۔ تم جنگ کرو گے تو شخصیں قتل کر دیا جائے گا۔ تمھاری عورتوں سے شادی کر لی جائے گی اور تمھارا مال تقسیم کر دیا جائے گا، لیکن وہ شیطان کی بات نہیں مانتا اور جہاد کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایسا کیا اللہ پر واجب ہے کہ اس کو جنت میں داخل کر دے۔“ (أحمد: ۱۶۰۵۴۔ نسائی: ۳۱۳۴)

### شیطان کے راستے:

انسان چار سنتوں میں سے کسی ایک سے چلتا ہے، دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے۔ انسان جس طرف بھی جاتا ہے اس کے راستے میں شیطان بیٹھ جاتا ہے۔ اگر انسان اچھے کام کے لیے جاتا ہے



تو شیطان اس کے دل میں طرح طرح کا خوف ڈال کر اس کی ہمت کمزور کرتا ہے اور اس کے لیے رکاوٹیں پیدا کرتا ہے اور اگر برے کام کے لیے نکلتا ہے تو شیطان اس کا معین و مددگار اور خادم بن جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ فِيهَا لِلَّذِينَ لَا تُغْنِي عَنْهُمْ صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِيمُ ﴿٥٠﴾ لَهُمْ فِيهَا زُجُجٌ مِّنْ يَبِينُ أَيْدِيهِمْ  
وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴾

[الأعراف: ١٦-١٧]

”اس نے کہا: بہسب اس کے کہ تم نے مجھ کو گمراہ کیا ہے، میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لیے تیری سیدھی راہ پر ہنسیوں گا، پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور تم ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پاؤ گے۔“

شیطان کے داخل ہونے کے راستے:

شیطان جن راستوں سے انسان کے پاس پہنچتا ہے وہ تین ہیں: شہوت، غصہ اور خواہش نفس۔  
شہوت:

ایک حیوانی مفت ہے اس سے آدمی اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔ اسی کی وجہ سے آدمی کے دل میں حرص و بخل پیدا ہوتا ہے۔

درندوں کی صفت ہے یہ شہوت سے بھی بڑی مصیبت ہے۔ اس سے انسان اپنے نفس پر اور دوسروں پر بھی ظلم کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے خود پسندی اور تکبر پیدا ہوتا ہے۔

شیطانِ فعل ہے۔ یہ غصہ سے بھی بڑی مصیبت ہے۔ اس سے آدمی اپنے خالق پر علم کرتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ شرک و کفر کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے کفر و بدعت کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

## شیطان کے اقدامات:

دنیا کی ساری برائیوں کا سبب شیطان ہے لیکن اس کی برائی اس کے سات اقدامات میں منحصر ہے۔ وہ آدمی سے اس وقت تک چمٹا رہتا ہے جب تک کہ وہ اس کو ان سات برائیوں میں سے کسی ایک کے اندر مبتلا نہ کر دے۔

وہ پہلے کفر و شرک اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی کرنے کی طرف بلاتا ہے۔ اگر ناکام ہو جاتا ہے تو بدعت کی طرف بلاتا ہے اور اگر اس سے بھی مایوس ہو جائے تو گنہہ کبیرہ کی طرف بلاتا ہے اور اگر اس سے بھی مایوس ہو جائے تو آدمی کو طاعات اور واجبات سے غافل کر کے ان مباح کاموں میں مشغول کر دیتا ہے جن میں نہ ثواب ہے نہ عقاب، اور اگر اس میں بھی ناکام ہو جائے تو افضل چھوڑ کر مفضول پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے مثلاً وہ نفل میں اس طرح مشغول ہو جاتا کہ فرائض چھوڑ بیٹھتا ہے، اور اگر اس میں بھی ناکام ہو جائے تو اپنی جماعت کو اس پر مسلط کر دیتا ہے تاکہ وہ اسے مختلف قسم کی تکلیفیں پہنچائیں اور اسے کنفیوژن میں ڈالیں۔ اللہ کا مومن بندہ ہمیشہ جہاد کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملے۔ ”نسأل اللہ العون والنصرت“

## شیطان سے کیسے بچا جائے؟

انسان شیطان سے ان دعاؤں اور اذکار کے ذریعے بچ سکتا ہے جو قرآن و حدیث میں ہیں۔ قرآن و حدیث ہی میں اصلی شفاء، رحمت اور ہدایت ہے۔ انھیں کے ذریعے اللہ کے اذن سے دنیا و آخرت کے سارے شرور سے بچا جاسکتا ہے۔

## شیطان سے بچنے کے بعض طریقے

### ۱۔ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے کہ وہ شیطان سے ہمیشہ اس کی پناہ مانگیں اور خاص طور سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے کے وقت، طہرہ کے وقت، دسو سے کے وقت اور برا خواب دیکھنے کے وقت۔

### ۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّمَا يَزِيدُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

[فصلت: ۳۶۱]

”اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو، یقیناً وہ بہت ہی سننے اور جاننے والا ہے۔“

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ أَقْرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُنذَرِينَ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَا أَمْسَا وَاعْلَمْ رَبُّهُمْ يُبْدِئُ الْخَلْقَ ۝﴾ [النحل: ۹۸-۹۹]

”قرآن پڑھنے کے وقت شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرو، ایمان والوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا زور مطلقاً نہیں چلے۔“

۳۔ بِسْمِ اللّٰهِ کہنا:

بسم اللہ کہنے سے شیطان دور بھاگتا ہے اور انسان کے کاموں میں شریک نہیں ہونے پاتا، لہذا کھانے، پینے، جماع کرنے، گھر میں داخل ہونے کے وقت اور سارے احوال میں بسم اللہ کہنا چاہیے۔

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہونے کے وقت بسم اللہ کہتا ہے اور اپنے کھانے کے وقت بسم اللہ کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ اب تمہارے لیے رات گزارنے کی جگہ نہیں اور نہ رات کا کھانا ہے اور جب گھر میں داخل ہونے کے وقت بسم اللہ نہیں کہتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات گزارنے کی جگہ اور رات کا کھانا دونوں مل گئے۔“ (مسلم: ۲۰۱۸)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جماع کے ارادے سے آئے اور یہ دعا پڑھ لے: «بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا» اے اللہ! تو ہمیں شیطان کے شر سے بچا اور جو بچہ ہمیں عنایت فرمائے اس کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ۔“

بھرا اگر ان کے حق میں بچہ لکھا ہے تو شیطان اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (بخاری : ۷۳۹۶ - مسلم : ۱۴۳۴)

### ۳۔ معوذتین پڑھنا:

(یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) جیسا کہ اس کا بیان پہلے لزر چکا ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جھٹ اور ابواء کے درمیان چل رہا تھا کہ تیز ہوا اور تاریکی نے ہمیں ڈھانپ لیا۔ رسول اللہ ﷺ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھنے اور کہنے لگے: ”اے عقبہ! تم ان دونوں سورتوں کو پڑھو، اس لیے کہ کوئی بھی شخص ان دونوں سورتوں کی مثل کسی دوسری چیز سے حفاظت کی دعا نہیں کر سکتا۔“ عقبہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو نماز میں یہ دونوں سورتیں پڑھتے ہوئے سنا جب کہ آپ ہر رات امانت کر رہے تھے۔“ (ابوداؤد : ۱۷۴۸۳)

آیت الکرسی پڑھنے سے بھی شیطان سے تحفظ حاصل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔

سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھنا:

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات میں پڑھ لے تو وہ اس کو ہر آفت سے بچانے کے لیے کافی ہوں گی۔“ (بخاری : ۵۰۰۹ - مسلم : ۸۰۸)

### ۶۔ سورۃ بقرہ پڑھنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔“ (مسلم : ۷۸۰)

۷۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایک دن میں سو مرتبہ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» پڑھے تو اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھی

جائیں گی۔ اس کی سوبرائیاں مٹا دی جائیں گی اور اس شام تک وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا اور اس دن اس شخص سے بڑھ کر کوئی عمل نہ لاسکے گا الا یہ کہ کسی آدمی نے اس کلمہ کو سو بار سے بھی زیادہ پڑھا ہو۔ (بخاری: ۶۴۰۳ - مسلم: ۲۶۹۱)

#### ۸۔ گھر سے نکلنے کی دعا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب آدمی گھر سے نکلے اور یہ دعا پڑھ لے: «بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ» تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تم ہدایت یافتہ ہوئے اور تمہاری حفاظت کی گئی اور تم بچا لیے گئے پھر جب کوئی شیطان اس کے پاس آتا ہے تو دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے کہ تمہارا بس اس آدمی پر کیسے چل سکتا ہے جس کو ہدایت دی گئی ہو، جس کی حفاظت کی گئی ہو اور جسے بچا لیا گیا ہو۔“ (ابوداؤد: ۵۰۹۵ - ترمذی: ۳۴۲۶)

#### ۹۔ کسی جگہ ٹھہرنے کی دعا پڑھنا:

حضرت خولہ بنت حکیم سلمیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم میں سے کوئی شخص کسی جگہ ٹھہرے اور یہ دعا پڑھ لے: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ» تو اس کو وہاں سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔“ (مسلم: ۲۷۰۸)

#### ۱۰۔ بھائی روکنا اور منہ پر ہاتھ رکھنا:

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص بھائی لے تو اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ کر اسے روکے، اس لیے کہ اس سے شیطان اندر چلا جاتا ہے۔“ (مسلم: ۲۹۹۵)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بھائی لینا شیطان کی طرف سے ہے، لہذا تم میں سے جب کسی شخص کو بھائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو روکنے کی کوشش کرے۔“ (بخاری: ۳۲۸۹ - مسلم: ۲۹۹۴)

گھر میں تصویر، کتا اور گھنٹی نہ رکھنا:

- ۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مجسمے یا تصویریں ہوں۔“ (مسلم: ۲۱۱۲)
- ۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے اس جماعت کے ساتھ نہیں ہوتے ہیں جس میں کتا اور گھنٹی ہو۔“ (مسلم: ۲۱۱۳)

## ۶۔ جادو اور شیطان کی ایذا رسانی کا علاج

- ⊗ جادو: جادو کا اثر انسان کے دلوں اور جسموں پر پڑتا ہے اور جن انسان کو تکلیف دیتے ہیں۔ جادو کرنا سراسر بندے پر ظلم کرنا ہے یا تو اس کے بدن پر ظلم ہے یا مال پر یا عقل پر یا پھر اس کے تعلقات پر۔
- ⊗ آسیب زدگی: اس میں جن انسان کو چٹ کر تکلیف دیتے ہیں۔

## جنوں کے ساتھ انسانوں کے معاملات:

- جن زندہ اور عقل رکھنے والے لوگ ہیں۔ انھیں بھی کچھ چیزوں کا حکم دیا گیا ہے اور کچھ چیزوں سے منع کیا گیا ہے، ان کے لیے بھی جزا و سزا ہے۔
- جو شخص انسان اور جنات دونوں کو ان کاموں کے کرنے کا حکم دیتا ہے جن کا اللہ نے حکم دیا ہے مثلاً اللہ کی طرف لوگوں کو بلانا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا وغیرہ تو ایسا شخص سب سے افضل ہے۔
- اور جو شخص جنوں سے وہ کام کراتا ہے جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کیا ہے، مثلاً شرک، معصوموں کا قتل، قلم و جنش وغیرہ تو وہ ان سے گناہ اور عداوت پر مدد طلب کرتا ہے۔
- اور جو شخص جنوں سے اس لیے مدد طلب کرتا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے اپنی کرامات دکھائے تو وہ فریب خوردہ ہے، وہ شیطان کے جال میں پھنس گیا ہے۔
- اور جو شخص جنوں سے مباح کام لے وہ اس شخص کی طرح ہے جو انسان کو مباح کاموں میں استعمال کرتا ہے، مثلاً گھربانے کے لیے یا کسی چیز کو نخل کرنے کے لیے، لہذا ایسا کرنا جائز ہے۔

## آسیب کے اسباب:

جن انسان کو تکلیف یا تو عشق و محبت کی وجہ سے دیتے ہیں یا بغض و عداوت کی وجہ سے مثلاً اگر کوئی شخص ان کو تکلیف دیتا ہے یا انھیں قتل کر دیتا ہے یا ان پر گرم پانی ڈال دیتا ہے یا ان پر پیشاب کر دیتا ہے تو وہ اس شخص سے انتقام لینے کے لیے اسے تکلیف دیتے ہیں اور کبھی کبھی یہ تکلیف جادو بھی ہوتی ہے۔

## جادو اور شیطان کی ایذا رسانی کے علاج کی دو شکلیں:

۱۔ ایک یہ کہ جادو کی جگہ معلوم کی جائے اور اسے نکال کر مٹا کر دیا جائے، پھر اس کے ساتھ جادو بھی اللہ کے حکم سے چلا جائے گا۔ یہ جادو کے علاج کا سب سے بہترین طریقہ ہے۔ جادو کی جگہ یا تو خواب سے معلوم ہوگی یا تلاش کرنے پر معلوم ہوگی یا جن سے معلوم کی جائے گی۔ وہ اس طرح سے کہ سرزدہ شخص پر دعا پڑھی جائے گی، پھر جن بول پڑے گا اور جادو کی جگہ بتا دے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ پر کسی نے جادو کیا تھا۔ آپ کو ایسا معلوم ہوتا، جیسے آپ عورتوں سے صحبت کر رہے ہیں حالانکہ آپ حقیقت میں صحبت نہیں کر رہے ہوتے تھے، سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ جب ایسی حالت ہو جائے تو سمجھو کہ جادو کا سب سے سخت اثر ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اے عائشہ! کیا تمھیں معلوم ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے جو بات پوچھی تھی وہ اس نے مجھے بتا دی ہے۔ میرے پاس دو فرشتے آئے۔ ان میں سے ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پیروں کے پاس بیٹھ گیا۔ تو جو میرے سر کے پاس بیٹھا تھا اس نے دوسرے سے کہا کہ اس آدمی کو کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پھر پوچھا کہ جادو کس نے کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: لبید بن عاصم نے۔ یہ بنی زریق کا ایک منافق شخص تھا جو یہودیوں کا حلیف تھا۔ پہلے نے پوچھا کہ جادو کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ کٹھمی اور بالوں میں۔ پہلے نے پوچھا کہ یہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا: زکھجور کے خوشے کے غلاف میں اور وہ ذروان کے

کنویں میں ایک پتھر کے نیچے ہے۔“ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ پھر نبی ﷺ کنویں کے پاس آئے اور اس کو نکالا۔“ (بخاری: ۵۷۶۵۔ مسلم: ۲۱۸۹)

۲۔ اگر جادو کی جگہ معلوم نہ ہو سکے؟

اس صورت میں دو طریقے استعمال ہوتے ہیں:

- ۱۔ ایک یہ کہ مشروع منتر پڑھا جائے جن میں تین شرطیں ہوں: ایک یہ کہ وہ اللہ کا کلام ہو، اس لیے کہ قرآن کریم تمام قلبی اور بدنی بیماریوں کا علاج ہے۔ یا اللہ کے رسولی کا کلام ہو۔ دوسرا یہ کہ وہ عربی زبان میں ہو یا اس کا معنی معلوم ہو۔ تیسرا یہ کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ یہ منتر بذات خود فائدہ نہیں پہنچائے گا بلکہ اللہ کی قدرت سے فائدہ پہنچائے گا۔
- ۲۔ دوسرا یہ کہ شرعاً مباح دواؤں کا استعمال کیا جائے، مثلاً شہد، عجوہ کھجوریں، کلونجی، پچھنا لگوانا وغیرہ۔

① حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”شفا تین چیزوں میں ہے۔ ایک پچھنا لگوانے میں، دوسرا شہد پینے میں، تیسرا آگ سے داغنے میں لیکن میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔“ (بخاری: ۵۶۸۱)

② حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے صبح سویرے سات عجوہ کھجوریں کھالیں اس کو دن بھر کوئی زہر یا جادو نقصان نہیں پہنچائے گا۔“ (بخاری: ۵۷۶۹۔ مسلم: ۲۰۹۷)

مسلم کی ایک روایت میں مذکور ہے:

”مدینہ کے دونوں پتھر طے میدانوں کے درمیان جو عجوہ کھجوریں ہیں۔“

③ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”کلونجی میں ہر بیماری کی شفا ہے، سوائے موت کے۔“ (بخاری: ۵۶۸۸۔ مسلم: ۲۲۵۱)

④ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہر مہینے کی سترہ تاریخ اور انیس تاریخ اور اکیس تاریخ کو پچھنا لگوایا تو یہ ہر بیماری کی شفا ہوگی۔“ (ابوداؤد:



(۲۸۶۱۔ دیکھیے صحیح الجامع: ۵۹۶۸)

دعا پڑھنے والا پہلے وضو کرے پھر مریض کے سینے پر یا اس کے کسی بھی عضو بدن پر قرآن کی آیتیں ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر پھونکے۔ چاہے وہ سورہ فاتحہ ہو یا آیت الکرسی یا وہ سورہ بقرہ کی آخری آیتیں ہوں یا اقل یا ایہا الکافرون، سورہ اخلاص ہو یا معوذتین ہوں یا آیات سحرہ جان ہوں جن میں بعض یہ ہیں:

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا أَهْوَىٰ نَفَقًا مَّا يَأْكُلُونَ ۖ فَوَافَّةً الْمِصْرُ الثَّانِي ۚ قَالَ لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ الَّتِي هَدَاكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا أَصْفَادَكُمْ ۚ وَأَلْقِ السَّحَرَةَ سَاحِرِينَ ۖ قَالُوا أَهَٰذَا بَرٌّ عَلَيْنَا ۖ رَّبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۖ﴾ [الأعراف: ۱۱۷-۱۲۲]

”اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ اپنا عصا ڈال دیجیے سو عصا کو ڈالنا تھا کہ اس نے ان کے سارے بنائے کھیل کو لٹکنا شروع کیا، پس حق ظاہر ہو گیا اور انھوں نے جو کچھ بنایا تھا سب جاتا رہا، پس وہ لوگ اس موقع پر ہار گئے اور غوب ڈیل ہو کر پھرے اور وہ جو ساحر تھے سجدہ میں گر گئے، کہنے لگے: ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون کا بھی رب ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ دُعُوا الشُّعْرَىٰ يَكُنْ لَكُمْ صَاحِبٌ عَلَيْهِمْ ۖ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُقِنُونَ ۖ فَلَمَّا أَلْقَا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهِ السَّحَرَةُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَابِغٌ لَّهُمُ الْخَضَمَةَ ۖ وَاللَّهُ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْفَاسِقِينَ ۖ وَكُفِّي اللَّهُ الْمُسَىٰ بِكَلِمَةٍ وَلَوْ كَرِهَ الْغَافِرُونَ ۖ﴾

”اور فرعون نے کہا کہ میرے پاس تمام ماہر جادو گروں کو حاضر کرو پھر جب جادوگر آئے تو موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو سو جب انھوں نے ڈالا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی درہم برہم کئے دیتا ہے اللہ ایسے نسا دیوں کا کام بننے نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ حق کو اپنے فرمان سے ثابت کر دیتا ہے جو مجرم کیسا ہی ناگوار سمجھیں۔“

﴿قَالُوا نَدْنِي إِمَّا أَنْ نَلْقَىَٰ إِمَّا أَنْ نَكُونَ آوِلَ مِنَ الْفُلِّ ۖ قَالَ بَلْ الْقَوْمُ إِذًا أَجْهَلُمْ وَعَصِيَّتُهُمْ بِخِلَافِ الْإِيمَانِ يَشْرَهُمْ أَتَمَّا تُلَقُّهُ ۖ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّؤْمِنِي ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ۖ وَاللَّهُ مَابِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كِبَادٌ سَاجِدٌ وَلَا يُلْقِيهِ السَّاجِدُونَ إِلَهُ ۖ﴾ [طه: ٦٥-٦٩]

”کہنے لگے اے موسیٰ! یا تو پہلے ڈال یا ہم پہلے ڈالنے والے بن جائیں جو اب دیا کہ نہیں پہلے تم ہی ڈالو، اب تو موسیٰ (علیہ السلام) کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے دوڑ بھاگ رہی ہیں پس موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے دل ہی دل میں ڈر محسوس کیا ہم نے فرمایا کچھ خوف نہ کر یقیناً تو غالب اور برتر رہے گا اور تیرے دائیں ہاتھ میں جو ہے اسے ڈال کہ ان کی تمام کارگیری کو وہ لگ جئے انھوں نے جو کچھ بتایا ہے یہ صرف جادوگروں کے کرتب ہیں اور جادو کہیں سے بھی آئے گا سب نہیں ہوتا۔“

﴿وَالْعَوَا مَا تَأْكُلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ لَّكُمْ﴾ | البقرة: ٢٦٠

”اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین (حضرت سلیمان) کی حکومت میں پڑھتے تھے سلیمان نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، اور بائبل میں باروت و ماروت دو فرشتوں پر جوتا را گیا تھا وہ دونوں بھی کسی شخص کو ایسے وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک کہ یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش میں ہیں تو کفر نہ کر پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند اور بہوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انھیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کر رہے ہیں کاش کہ یہ جانتے ہوتے۔“

﴿وَالصَّٰمِتَ صَمًّا ۚ فَالْجَارِبَ زَجْرًا ۚ فَالثَّلَاثَ ذِكْرًا ۚ إِنَّ إِلَهُكُمْ لَوَاحِدٌ ۚ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَنَاقِبِ ۚ اِنَّا رَتَبْنَا السَّمٰوٰتِ الدُّنْيَا بِرَبِّهِ الْكَوْكَبِ ۚ وَحِفْظًا لِّمَنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ لَا يَسْتَعِينُ اِلَى الْاَعْلٰى وَيُقَدَّرُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۚ دُحُوْرًا وَّ اَلَهُمْ عَذَابٌ وَّاجِبٌ ۚ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ وِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝﴾

[الصافات: ۶۰-۱۰]

”قسم ہے صاف ہندھنے والے (فرشتوں) کی پھر پوری طرح ڈانٹنے والوں کی پھر ذکر اللہ کی تداوت کرنے والوں کی یقیناً تم سب کا معبود ایک ہی ہے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں اور مشرقوں کا رب وہی ہے ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی دنیا سے آراستہ کیا اور حفاظت کی سرکش شیطان سے، عالم بالا کے فرشتوں کی باتوں کو سننے کے لیے وہ کان بھی نہیں لگا سکتے بلکہ ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں بھاگنے کے لیے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے مگر جو کوئی ایک آدھ بات اچک لے بھاگے تو (نورانی) اس کے پیچھے دھکا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے۔“

﴿وَ اِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفْرًا مِّنَ الْمِيْنِ يَسْتَعِيْمُونَ الْقُرْآنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصَبُوْٓا فَلَمَّا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ يَقُوْمُنَا اٰجِبُوْٓا دَاْعَةَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْٓا بِهِ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وُجْهَكُمْ مِّنْ عَذَابِ النَّارِ ۚ وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاْعَةَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِنَجِيْزٍ فِى الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُوْنِهَا اَوْلِيَاۥٓ اُولٰٓئِكَ فِىْ صُلٰى مُّجِيْمٍ ۝﴾

[الأحقاف: ۲۹-۳۲]

”اور یاد کرو جب کہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں نہیں جب (نبی کے) پاس پہنچی گئے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، پھر جب پڑھ کر متمہ ہو گیا تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لیے واپس ہو گئے کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے جو

اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو سچے دین کی راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے اسے ہماری قوم! اللہ کے بلائے والے کا کہا مانو اس پر ایمان لانا تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں المناک عذاب سے پناہ دے گا اور جو شخص اللہ کے بلائے والے کا کہا نہ مانے گا پس وہ زمین میں کہیں (بھاگ کر اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا نہ اللہ کے سوا اور کوئی اس کا مددگار ہوگا یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔“

﴿يَعْتَصِرُ الْجَيْنَ وَالْإِنسَ إِنِ اسْتَغْلَبْتُمْ أَنْ تَقْتُلُوا مِنْ أَفْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ إِلَّا بِنُظُنٍ ۖ قَبَائِلُ الْآعَادِ رَبُّكُمْ لَكُلِّ لَبٍ ۖ يُؤَسِّلُ عَلَيْكُمْ لُحُوطًا ۖ فَمِنْ ثَارٍ ۖ وَخُمُاسٌ فَلَا تُنْقِرُونَ ۖ قَبَائِلُ الْآعَادِ رَبُّكُمْ لَكُلِّ لَبٍ ۖ﴾ [الرحمن: ۳۳-۳۶]

”اے گروہ جنات و انسان! اگر تم میں آسمان و زمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو بغیر غلبہ اور طاقت کے تم نہیں نکل سکتے پھر اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے پھر اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔“

﴿وَإِنَّ يَكْفُرُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ الْفُتُونِ بِأَبْصَارِهِمْ لَنَنصُرَهُمُ لِنَتَأْتَهُمُ الْغَوَابُ ۚ وَيَقُولُونَ الْفُلْ كَبُتْنَا ۖ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۖ﴾ [القم: ۵۱-۵۲]

”اور قریب ہے کہ کافراہی تیز نکاہوں سے آپ کو پھلسا دیں جب بھی قرآن سننے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ تو ضرور دیوانہ ہے درحقیقت یہ (قرآن) تو تمام جہاں والوں کے لیے سراسر فصیحت ہی ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الْمُؤْمِنَةُ الْآتَا خَلْفَكُمْ عَيْنًا ۖ وَالْأَلَمُ الْبَنَاتُ لَا تُؤْمِنُونَ ۖ﴾ [المؤمنون: ۱۱۵]

”کیا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے؟“

## ۷۔ نظر بد کا علاج

نظر بد ایک ایسا تیر ہے جو حاسد اور نظر لگانے والے کے نفس سے نکلتا ہے اور اس شخص کے جسم میں پست ہو جاتا ہے جس سے حسد کیا جاتا ہے یا جس کی طرف نظر بد سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ تیر کبھی نشانے پر لگ جاتا ہے اور کبھی خطا کر جاتا ہے۔ اگر آدمی کا جسم کھلا ہوا ہے اور اس پر کوئی بچاؤ کا سامان نہیں ہے تو اس پر یہ تیر آسانی سے حتمی طور پر لگ جاتا ہے اور اگر اس کے جسم پر بچاؤ کا سامان ہے تو یہ تیر اس پر اثر نہیں کرتا۔

نظر بد درحقیقت حسد کی وجہ سے لگتی ہے یا اس وقت لگتی ہے جب دیکھنے والا کسی چیز کو انتہائی اشتیاق اور حیرانی سے دیکھتا ہے اور اس پر اللہ کا نام نہیں لیتا اور کبھی اس کے پیچھے جن کے شیاطین میں سے کوئی شیطان ہوتا ہے۔

### نظر بد لگنے کی کیفیت:

آدمی کسی کی کوئی چیز دیکھ کر تعریف کرتا ہے اور اس پر اللہ کا نام نہیں لیتا اور نہ برکت کی دعا کرتا ہے، پھر شیطانی ارواح اس کو اچک لیتی ہیں اور جس کی طرف دیکھا گیا ہے اس کو اللہ کی مرضی سے تکلیف دینا چاہتی ہیں اور کوئی بچاؤ کا سامان نہیں ہوتا۔

### نظر بد کا علاج:

۱۔ اگر نظر لگانے والا مظلوم ہے تو اس کو غسل کرنے کا حکم دیا جائے اور نظر لگانے والا اللہ اور اس کے رسول کا حکم بجالاتے ہوئے حاضر ہو اور غسل کرے، انکار نہ کرے، پھر وہ پانی جس میں اس نے غسل کیا ہے اس شخص پر جس کو نظر لگ گئی ہے پیچھے سے ایک ہی مرتبہ میں ڈال دیا جائے۔ ان شاء اللہ وہ نظر بد سے چھٹکارا پا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نظر لگ جانا حقیقت ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سیقت لے جاتی تو وہ نظر ہوتی، لہذا جب تم سے غسل کرنے کے لیے کہا جائے تو غسل کرو۔“ (مسلم: ۲۱۸۸)

## عسل کرنے کی صفت:

ابو امامہ بن سہل بن حنیف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ مکہ کی طرف نکلے اور صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ چلے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ سہل زمین پر بیہوش ہو کر گر گئے۔ انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ لوگوں نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا سہل کے بارے میں آپ کو کچھ معلوم ہے؟ اللہ کی قسم! وہ اپنا سر نہیں اٹھاتے ہیں اور نہ انھیں افاقہ ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تم ان کے بارے میں کسی کو تہمت لگاتے ہو؟“ لوگوں نے کہا کہ عاصم بن ربیعہ نے ان کو دیکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے عاصم کو بلایا اور ان پر غصے ہوئے اور کہنے لگے: ”تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی جان کیوں لیتا ہے؟“ جب تم نے ان کو دیکھا تو ان کے لیے برکت کی دعا کیوں نہ کی؟“ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم سہل کے لیے عسل کرو۔“ چنانچہ عاصم نے اپنا چہرہ، ہاتھ دونوں کہنوں، ٹخنوں اور اپنے پیر کے کناروں اور ازار کے نیچے کا حصہ ایک بڑے برتن میں دھویا، پھر اس پانی کو سہل کے اوپر ایسے ہی بہا دیا جیسے کہ کوئی شخص اپنے سر اور پیٹھ پر پیچھے سے پانی گراتا ہے، پھر برتن کو اپنے پیچھے اوندھا کر دیتا ہے۔ ایسا کرنے سے سہل کو افاقہ ہو گیا اور وہ لوگوں کے ساتھ چلنے پھرنے لگے۔“ (احمد: ۱۶۰۷۶۔ ابن ماجہ: ۳۵۰۹)

۲۔ اگر نظر لگانے والا معلوم نہ ہو تو مریض پر قرآن کریم اور ان دعاؤں کو پڑھ کر چھونک جائے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ پڑھنے والا اور جس پر پڑھا جائے دونوں یہ یقین رکھیں کہ شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور قرآن میں شفا ہے۔ قرآن کریم کی جن آیتوں یا سورتوں کو پڑھا جائے وہ یہ ہیں:

سورہ فاتحہ، آیہ الکرسی، سورہ بقرہ کی آخری آیتیں، سورہ اخلاص، معوذتین، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔

﴿وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُفْلِتُوا مِنْكَ بِالْبَصَارِ ۖ هُمْ لَا يَسْمَعُونَ اللَّهَ ۖ لَوْ يَسْمَعُونَ إِلَّا لَمَجْنُونُونَ﴾

[الفلم: ۵۱]

”اور قریب ہے کہ کافرا اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو بھلا دیں، جب بھی قرآن سنتے ہیں

اور کہہ دیتے ہیں یہ تو ضرور دیوانہ ہے۔“

﴿اَمْ يَحْذَرُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ اَتَيْنَا آلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَهُمْ مَّا عَشَاوْا﴾ [النساء: ۵۴]

”یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انھیں دیا ہے، لہذا ہم نے تو آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت بھی دی ہے اور بڑی سلطنت بھی عطا فرمائی ہے۔“

﴿وَنُكْرِلُ مِنَ الْعَرْشِ مَا هُوَ شِفَاؤٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا عَسَارًا﴾

[الاسراء: ۸۲]

”یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفا اور رحمت ہے۔ ہاں ظالموں کے لیے بجز نقصان کے اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔“

﴿قُلْ هُوَ الَّذِيْنَ اَعْتٰزُ اَهْدٰى وَشِفَاؤُ﴾ [فصلت: ۴۴]

”آپ کہہ دیجیے کہ یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت و شفا ہے۔“

اس کے علاوہ قرآن سے جو ممکن ہو پڑھے پھر ان دعاؤں کو پڑھے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ ان میں سے بعض دعائیں یہ ہیں: «اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، اَذْهَبِ الْبَاسَ وَاشْفِهِ، وَ اَنْتَ السَّافِي، لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءٌ لَا يُعَادِرُ سَقَمًا» ((بخاری: ۵۷۴۳۔ مسلم: ۲۱۹۱)

”اے اللہ! لوگوں کے رب! تو بیماری کو لے جا اور تو اس کو شفا دے کہ تو ہی شفا دینے

والا ہے اور قطعی شفا وہ ہے جو تو دے۔ لہذا ایسی شفا دے جو بیماری کو ہرگز نہ چھوڑے۔“

«بِاسْمِ اللّٰهِ اُرْقِيْكَ، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُّؤْذِيْكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِاسْمِ اللّٰهِ اُرْقِيْكَ» (مسلم: ۲۱۸۶)

”اللہ کے نام سے میں تمہیں دم کرتا ہوں جو تمہیں تکلیف دیتی ہے اور ہر نفس کے شر یا حاسد آنکھ سے محفوظ رہنے کی دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے، اللہ کے نام سے

میں تمہیں دم کرتا ہوں۔“

« بِاسْمِ اللَّهِ يُرِيكَ، وَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ، وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَ شَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ » (مسلم: ۲۱۸۵)

”اللہ کے نام سے، اللہ تمہیں بری کرے اور ہر بیماری سے حفاظت دے اور حاسد کے شر سے تمہیں بچائے۔ جب وہ حسد کرے اور ہر نظر لگانے والے کے شر سے تمہیں بچائے۔“  
« اِمْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، بِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ »

(بخاری: ۵۷۴۴)

”اے لوگوں کے رب! بیماری دور کر دے۔ شفا تیرے ہی ہاتھ میں ہے، بیماری کو دور کرنے والا تیرے سوا کوئی نہیں ہے۔“

« اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامِيَةٍ، وَ مِنْ كُلِّ غِيْنٍ لَآمَةٍ » (بخاری: ۳۳۷۱)

”اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ذریعے ہر شیطان، سوڈی جانور اور ہر نظر بد سے پناہ مانگتا ہوں۔“

« اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ، وَ عِقَابِهِ، وَ شَرِّ عِبَادِهِ، وَ مِنْ هَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَ أَنْ يَحْضُرُونَ » (ابوداؤد: ۳۸۹۳۔ ترمذی: ۳۲۹۴)

”میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ذریعہ اس کے غضب، اس کی سزا، اس کے بندوں کے شر، شیطان کے شر اور ان کے آنے جانے سے پناہ مانگتا ہوں۔“

« أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ »

(ابوداؤد: ۵۱۰۶۔ ترمذی: ۲۰۸۳)

”میں اللہ سے، جو بہت بڑا ہے اور عرش عظیم کا مالک ہے، یہ سوال کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شفا عطا کرے [یہ دعائیں مرتبہ پڑھے]۔“



## ۳۔ کتاب الأدعية

اس میں مندرجہ ذیل چیزوں کا بیان ہے:

- ۱۔ دعا کی قسمیں
- ۲۔ دعا کی قوت
- ۳۔ دعا کی قبولیت
- ۴۔ دعا قبول ہونے کے مواعظ
- ۵۔ بلا، کے ساتھ دعا کے حالات
- ۶۔ دعا کی فضیلت
- ۷۔ کون سی دعا جائز اور کون سی دعا ناجائز ہے؟
- ۸۔ دعا کے آداب اور قبولیت کے اسباب
- ۹۔ افضل اوقات، افضل جگہیں اور احوال جن میں دعا قبول ہوتی ہیں
- ۱۰۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں بیان کی گئی بعض دعائیں
- ۱۔ قرآن کریم کی دعائیں
- ۲۔ نبی ﷺ کی دعائیں



ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسْأَلْكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۚ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِلَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾

[البقرة: ۱۸۶]

”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ پکارے، قبول کرنا ہوں۔ اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں۔ یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔“



## دعائیں

دعا کی دو قسمیں ہیں:

عبادت کی دعا اور مانگنے کی دعا۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو مستلزم ہے۔

عبادت کی دعا:

کسی مقصد کے حصول کے لیے یا تکلیف دور کرنے کے لیے اغلاص کے ساتھ اکیلے اللہ کی عبادت کر کے اللہ تک پہنچنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَادِبًا فَفُتِنَ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سَمِعَكَ ۖ إِنَّ لَدُنَّ مِنَ الظَّالِمِينَ ۖ فَانْتَهَبْنَا لَهُ ۖ وَجَبْنَاهُ مِنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَوْلَاكَ يُحْيِي السُّومِيَّةَ﴾ [الأنبياء: ۸۷-۸۸]

”بچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کو یاد کرو، جب وہ غم سے چل دیے اور خیال کیا کہ ہم اسے نہ پکڑ سکیں گے، بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکار اٹھا کہ الہی! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بیشک میں ہی ظالموں میں سے ہو گیا۔ تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیا کرتے ہیں۔“

مانگنے کی دعا:

کسی چیز کا طلب کرنا ہے جو دعا کرنے والے کو فائدہ پہنچائے یا اس کی تکلیف دور ہو جائے، قرآن کریم میں ہے:

﴿رَبَّنَا إِنَّا أَمَتْنَا قَاعًا غَيْرِنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ [آل عمران: ۱۶۰]

”اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے، اس لیے ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“

### دعا کی قوت:

دعا کیں ہتھیار کی طرح ہیں۔ ہتھیار اس وقت موثر ہوگا جب اس کی دھار تیز ہو، اس کا چلانے والا قوی ہو اور کوئی مانع نہ ہو اور اگر ان تینوں چیزوں میں سے کوئی چیز نہیں پائی جاتی تو ہتھیار موثر نہیں ہوگا۔

دعا سوسن کا ہتھیار ہے۔ وہ ان مصیبتوں میں بھی فائدہ مند ہے جو نازل ہو چکی ہیں اور ان مصیبتوں میں بھی فائدہ مند ہے جو ابھی نازل نہیں ہوئی ہیں۔ اللہ کی ذات پر آدمی کا جتنا زیادہ ایمان ہوگا اور اللہ کے اوامر پر وہ جتنا زیادہ قائم ہوگا اور اعلیٰ کلمہ اللہ کے لیے اس کی کوشش جتنی زیادہ ہوگی، اسی کے مطابق اس کی دعا قبول کی جائے گی اور اس کو اس کا مطلوب حاصل ہوگا۔

### دعا کی قبولیت:

اگر وہ شرائط پائی جائیں جو دعا کے قبول ہونے کے لیے ضروری ہیں تو اللہ تعالیٰ سائل کو اس کی مانگی ہوئی چیز یا تو فوراً دے دیتا ہے یا مؤخر کر دیتا ہے تاکہ وہ مسلمان زیادہ سے زیادہ گریہ و زاری کرے، یا اسے کوئی دوسری چیز دے دیتا ہے جو اس کے لیے اس چیز سے زیادہ فائدہ مند ہے جو اس نے مانگی ہے، یا اس سے کوئی بلا دور کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے کہ بندے کے لیے کیا چیز بہتر ہے۔ ارشاد گرامی ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۚ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۚ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِلَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾ [البقرة: ۱۸۶]

”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو، جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں۔ اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔“

## دعا کی قبولیت کے موانع:

مکروہ کے دفع کرنے اور مطلوب کے حاصل کرنے میں دعا سب سے قوی سبب ہے لیکن دعا کبھی اثر نہ کر دیتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ دعا بذات خود کمزور ہوتی ہے یعنی ایسی دعا ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں مثلاً ظلم و عدوان اور برے کاموں کے لیے دعا کرنا۔ دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ دعا کرنے والے کا دل دعا کرتے وقت اللہ رب العزت کی طرف پوری طرح متوجہ نہیں ہوتا۔ تیسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ دعا کی قبولیت کا کوئی مانع پایا جاتا ہے مثلاً حرام روزی، غفلت و سہو، مسلسل گناہ، دعا کی قبولیت میں جلدی مچانا اور دعا کرنا اور پھر چھوڑ دینا وغیرہ۔ کبھی اللہ تعالیٰ دنیا میں نہیں دیتا تا کہ آخرت میں اس سے زیادہ دے اور کبھی نہیں دیتا لیکن اسی کے مثل کوئی شر اس سے دور کر دیتا ہے اور کبھی مطلوب کے حصول میں گناہ ہوتا ہے اس لیے اسے نہیں دیتا ہے اور کبھی وہ اس لیے نہیں دیتا کہ کہیں اسے پا کر بندہ رب سے غافل نہ ہو جائے۔

## دعا کے آداب اور اجابت کے اسباب:

دعا میں اخلاص ہو، شروع میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کی جائے۔ پھر دعا کے شروع میں، بیچ میں اور اخیر میں نبی ﷺ پر درود بھیجا جائے، دل حاضر ہو، آواز پست ہو، گناہوں کا اعتراف کیا جائے، اور بخشش طلب کی جائے، اللہ کی نعمت کا اعتراف کیا جائے اور اس پر اس کا شکر ادا کیا جائے۔ دعا تمنا بار، خوب اصرار سے کی جائے، دعا کی قبولیت کے لیے جلدی نہ کی جائے، دعا برابر کی جائے اور اس کے قبول ہونے پر یقین ہو، کسی ایسی چیز کے لیے دعا نہ کی جائے جس میں گناہ ہو، نہ ہی رشتہ قطع کرنے کی دعا کی جائے، آدمی دعا میں حد سے تجاوز نہ کرے، اپنے اہل و عیال اور جان و مال کے خلاف دعا نہ کرے، کھانا پینا اور پہننا حلال ہو، ظلم کو رفع کرنے والا ہو، دعا خشوع و خضوع کے ساتھ پاکی کی حالت میں کی جائے، دونوں ہاتھوں کو ملا کر مونڈھوں تک اٹھائے۔ ہاتھوں کا اندرونی حصہ آسمان کی طرف ہو، وہ اگر چاہے تو ان دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لے، دونوں ہاتھوں کا اوپری حصہ قبلہ کی طرف ہو، وہ دعا کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرے، دعا خوشحالی اور بدحالی

دونوں حالتوں میں کرتا رہے، وہ دعائیں پڑھے جن کے قبول ہونے کا زیادہ گمان ہے اور جو شرعاً ثابت ہیں۔

### کون سی دعا جائز اور کونسی دعا جائز نہیں؟

۱۔ بعض دعائیں ایسی ہیں جن کے کرنے کا بندے کو حکم دیا گیا ہے، خواہ وہ امر واجب ہو یا امر مستحب مثلاً وہ دعائیں جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں، اس کے علاوہ وہ دعائیں جو قرآن و حدیث میں آئی ہیں، اللہ تعالیٰ ایسی دعاؤں کو پسند کرتا ہے۔

۲۔ بعض دعائیں ہیں جن کے کرنے سے بندے کو منع کیا گیا ہے، مثلاً بندہ ایسی چیز حاصل کرنے کے لیے دعا کرے جو اللہ تعالیٰ کے نصائص میں سے ہے، مثلاً یہ کہے کہ اے اللہ! تو مجھے ہر چیز جاننے والا بنا دے، یا ہر چیز پر قادر بنا دے، یا مجھے غیب پر مطلع کر دے وغیرہ، اس طرح کی دعائیں اللہ کو نا پسند ہیں۔

۳۔ دعا کی تیسری قسم وہ ہے جو سبوح ہے مثلاً افضل چیز مانگے جس میں معصیت نہ ہو۔

### قبولیت دعا کے لیے افضل اوقات، مقامات اور حالات

#### ۱۔ افضل اوقات :

رات کا آخری حصہ، شب قدر، فرض نماز کے بعد، اذان اور اقامت کے درمیان، ہر رات میں ایک گھڑی، جمعہ کے دن ایک گھڑی جو عصر کے بعد کی آخری گھڑی ہے، وضو کے بعد، بارش نازل ہونے کے وقت، جب لشکر جہاد میں دشمنوں کی طرف بڑھے، جب فرض نمازوں کے لیے اذان دی جائے، جب آدمی طہارت کی حالت میں سوئے پھر رات میں بیدار ہو اور دعا کرے، رمضان میں وغیرہ۔

#### ۲۔ دعا کے لیے افضل جگہیں :

خانہ کعبہ کے پاس، عرفہ کے دن، میدان عرفہ میں صفا اور مروہ پر، مشعر حرام کے پاس، حج میں جمرہ صغریٰ اور جمرہ وسطیٰ کو ٹکڑا مارنے کے بعد زحرم کا پانی پینے کے وقت وغیرہ۔

## ۳۔ دعا کے افضل احوال:

جب ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ پڑھا جائے، جب دل حاضر ہو، مسافر کی دعا، مریض کی دعا، مظلوم کی دعا، والد کی دعا اپنے لڑکے کے لیے، روزہ دار کی دعا افطار کے وقت، پریشان حال کی دعا، سجدہ کی حالت میں دعا، ذکر کی مجلسوں میں جب مسلمان اکٹھا ہوں، جب مرغ آواز دے، جب آدمی رات میں بیدار ہو اور لا الہ الا اللہ کہے پھر استغفار کرے اور دعا کرے وغیرہ۔

یہاں چند دعاؤں کو نقل کیا جا رہا ہے جو قرآن وحدیث میں ہیں:

## ۱۔ قرآن کریم کی بعض دعائیں

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

[الأعراف: ۲۳]

”اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا ہے اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا

اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

﴿رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنْتَبَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ﴾ [الممتحنة: ۴]

”اے ہمارے پروردگار! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا ہے اور ہم تیری ہی طرف رجوع

کرتے ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔“

﴿رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ﴾ [آل عمران: ۵۳]

”اے ہمارے پالنے والے معبود! ہم تیری اتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے اور ہم نے

تیرے رسول کی اتباع کی، لہذا تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے۔“

﴿رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا غَفِرْنَا لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ﴾ [المؤمنون: ۱۰۹]

”اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے، تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب

مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔“

﴿رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا كُنَّا مَعَهُ الشَّاهِدِينَ﴾ [المائدة: ۸۳]

”اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے پس تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں۔“

﴿رَبَّنَا إِنَّا أَمَّا كَاغْفِرُوا ذُنُوبَنَا وَنَحْنُ عَذَابُ النَّارِ﴾ [آل عمران: ۱۶]

”اے ہمارے رب! بے شک ہم ایمان لا چکے، اس لیے ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“

﴿رَبَّنَا آتِنَا نُورًا وَاعْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [التحریم: ۸]

”اے ہمارے رب! ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ [الحشر: ۱۰]

”اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ کرنا۔ اے ہمارے رب! بیشک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔“

﴿رَبَّنَا أَنْتَ إِلَهُ الْكَافِرِينَ ۝ إِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الْوَاحِدُ﴾

[البقرة: ۱۶۷-۱۶۸]

”اے ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما، تو ہی سننے اور جاننے والا ہے اور ہماری توبہ قبول فرما تو ہی توبہ قبول فرمانے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہے۔“

﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاعْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۝ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

[الممتحنة: ۵]

”اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں کافروں کے لیے آزمائش نہ بنا اور اے ہمارے پالنے والے! ہماری خطاؤں کو بخش دے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔“

﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾

[یونس: ۸۵-۸۶]

”اے ہمارے پروردگار! ہم کو ان ظالموں کے لیے تشنہ نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت سے ان



کافر لوگوں سے نجات دے۔“

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِصْرَنَا فِيْ اٰمَرِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ الَّتِيْ نَقْرُبُهَا بِاٰمَرِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ الَّتِيْ نَقْرُبُهَا بِاٰمَرِنَا﴾

[آل عمران: ۱۴۷]

”اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہمارے کاموں میں جو زیادتی ہوئی ہے اسے بھی حاف فرما اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور ہمیں کافروں کی قوم پر مدد دے۔“

﴿رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اٰمَرِنَا رَشَدًا﴾ [الکہف: ۱۰]

”اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہِ بائی کو آسان کر دے۔“

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اٰزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَاجْعَلْ لَنَا لِمَتَّقِينَ اِمَامًا﴾ [الفرقان: ۷۴]

”اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔“

﴿رَبَّنَا اضْطِرِّبْ عَذَابَ جَهَنَّمَ لَا يَنْ عَذَابُهَا كَانْ عَرَامًا﴾ [الہاس آتوں مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا]

[الفرقان: ۶۵-۶۶]

”اے ہمارے پروردگار! ہم سے دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ، کیوں کہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔ بیشک وہ ٹھہرنے اور رہنے کے حساب سے بدترین جگہ ہے۔“

﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ [البقرة: ۲۰۱]

”اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذابِ جہنم سے نجات دے۔“

﴿سَمِعْنَا وَاطَعْنَا غُفِرَ لَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْحُجُومُ﴾ [البقرة: ۲۸۵]

”ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں، اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔“

﴿ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ كُنَّا مُعْثِرِينَ أَوْ نَحْطِئْكَ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴾ [البقرة: ۲۸۶]

”اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمارا سواخذہ نہ کرنا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔“

﴿ رَبَّنَا لَا تُزِمْ فُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَكَابُ ﴾

[آل عمران: ۸۰]

”اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل میں گھمسنے نہ کر دے اور ہمیں

اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے۔“

﴿ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْوَعْدَ ﴾ [آل عمران: ۹۰]

”اے ہمارے رب! تو یقیناً اس دن لوگوں کو جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی

شک نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔“

﴿ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سَمِعَتْكَ نَفْسُنَا عَبْدَ النَّارِ ﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تَدْخِلُ النَّارَ

فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿ رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ

أُؤْمِنُوا بِهِ يَكْفُرْ فَاكْمَلْ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا بَطْشَ الْإِيمَانِ وَتَوَقَّعْ مَعَهُ الْآخِرَةَ ﴾ رَبَّنَا وَإِنَّا مَا

وَعَدْنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْوَعْدَ ﴾

[آل عمران: ۱۹۱-۱۹۴]

”اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے، پس ہمیں آگ کے

عذاب سے بچا۔ اے ہمارے پالنے والے! تو جسے جہنم میں ڈالے یقیناً تو نے اسے

رسوا کیا اور ظالموں کا مددگار کوئی نہیں۔ اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ منادی کرنے

والا یا آواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ، لہذا ہم ایمان

لائے۔ یا الہی! اب تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر دے اور ہماری موت نیک لوگوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے پالنے والے معبود! ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔“

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ [ابراہیم: ۴۱]

”اے ہمارے پروردگار! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش دے اور دیگر مومنوں کو بھی بخش جس دن حساب ہونے لگے۔“

﴿رَبِّ اَوْزِعْنِي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ﴾ [النمل: ۱۹]

”اے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں اور میرے ماں باپ پر کی ہیں اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو خوش رہے، مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل فرما دے۔“

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ﴾ [ابراہیم: ۴۱]

”اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد کو بھی نماز کی بنا، اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما۔“

﴿رَبِّ اَوْزِعْنِي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۗ اِنَّي نَسِيتُ الْاِلٰهَ وَاِنِّي مِنَ الْمُنْسِيْنَ﴾ [الاحقاف: ۱۵]

”اے میرے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسا عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔“

﴿رَبِّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي﴾ [القصص: ۱۶]

”اے میرے رب! بیشک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا، لہذا تو مجھے بخش دے۔“

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاجْعَلْ لِي قَلْبًا عَقْلًا ۝ إِنَّي أَتَقَوُّ وَأَقُولُ ۝﴾

[ طہ : ۲۵-۲۸ ]

”اے میرے پروردگار! میرا سینہ میرے لیے کھول دے اور میرے کام کو مجھ پر آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ سکیں۔“

﴿رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَتُفَكِّرَ مَالِكًا لِي بِهِ عِلْمٌ ۝ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝﴾ [مرد : ۴۷]

”میرے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اس بات سے کہ تجھ سے وہ مانگوں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو، اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور تو مجھ پر رحم نہ فرمائے گا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔“

﴿رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا ۝ وَأَلْفِظْ بِالطَّالِبِينَ ۝ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝﴾ [الشعراء : ۸۳-۸۵]

”اے میرے رب! مجھے قوت فیصلہ عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں میں ملا دے اور میرا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں بھی باقی رکھ اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا دے۔“

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا ۝ وَلِلْمُؤْمِنِينَ ۝ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۝ وَلَا تَجْعَلْ لِي قَلْبًا عَاقِلًا ۝﴾ [نوح : ۲۸]

”اے میرے پروردگار! تو مجھے اور میرے ماں باپ اور جو بھی ایماندار ہو کر میرے گھر میں آئے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے اور کافروں کو سوائے بربادی کے اور کسی بات میں نہ بڑھا۔“

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنْ ذُرِّيَّتِي طَيِّبَةً ۝ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝﴾ [آل عمران : ۳۸]

”اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔“

﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ﴾ [الانبیاء: ۸۹]

”اے میرے پروردگار! مجھے تنہا نہ چھوڑ، تو سب سے بہتر وارث ہے۔“

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ [الصفات: ۱۰۰]

”اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔“

﴿رَبِّ اغْنِرْهُ وَارْحَمْهُ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ﴾ [المؤمنون: ۱۱۸]

”اے میرے رب! تو بخش اور رحم کر اور تو سب مہربانوں سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے۔“

﴿رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَلْبَةِ ۖ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ﴾

[المؤمنون: ۹۷-۹۸]

”اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور

اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آجائیں۔“

﴿رَبِّ يَذِلِّيْ عَلَيَّ﴾ [طہ: ۱۱۴]

”اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔“

﴿رَبِّ اذْجَلْنِيْ مُدْخَلَ مَوْدِقٍ ۖ وَّاَخْرِجْنِيْ مَفْرَجٍ ۚ صَدِّقٍ وَّاَجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ

سُلْطٰنًا قٰوِمًا﴾ [الإسراء: ۸۰]

”اے میرے پروردگار! مجھے جہاں لے جائے اچھی طرح لے جا اور جہاں سے نکال

اچھی طرح نکال اور میرے لیے اپنے پاس سے غلبہ اور امداد مقرر فرما دے۔“

﴿رَبِّ اٰتِنِيْ مِنْ لَّدُنْكَ مَعْدًا ۚ وَاَنْتَ خَيْرُ الْمُوْدِعِيْنَ﴾ [المؤمنون: ۲۹]

”اے میرے رب! مجھے بابرکت اتارنا اتار اور تو ہی بہتر ہے اتارنے والوں میں۔“

﴿رَبِّ بِمَا اَنْعَمْتَ عَلَيَّ كُنْ لِّكَ اَكْرَمُ ۚ وَاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْعِمِيْنَ﴾ [الفصص: ۱۷]

”اے میرے رب! جیسے تم نے مجھ پر یہ کرم فرمایا، میں بھی اب ہرگز کسی گنہگار کا مددگار

نہ بنوں گا۔“

﴿رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ﴾ [العنکبوت : ۳۰]

”حضرت لوط (علیہ السلام) نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار! اس مفسد قوم پر میری مدد فرما۔“

## ۲۔ نبی ﷺ کی دعائیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ سے قطعی طور پر مانگے (کہ یہ چیز مجھے عنایت فرما) اور یہ نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو عنایت فرما، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔“

[بخاری : ۶۳۳۸ - مسلم : ۲۶۸۷]

رسول اللہ ﷺ کی بعض دعائیں احادیث صحیحہ میں یوں مذکور ہیں:

﴿اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ مَنْ فِيهِنَّ، وَ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ مَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَ وَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ، وَالْحَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ .

”اے ہمارے رب! سب تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ تو آسمان اور زمین کو تھا سے ہوئے ہے، تعریف کے لائق تو ہی ہے۔ تو آسمان و زمین اور ان کے اندر جو بھی چیزیں ہیں، سب کا رب ہے۔ سب تعریف تیرے ہی لیے ہے، تو آسمان اور زمین اور ان کے اندر جو چیزیں ہیں سب کا نور ہے۔ تو حق ہے، تیرا قول حق ہے، تیرا وعدہ سچا ہے، تجھ سے ملنا سچ ہے، قیامت حق ہے۔ جنت و جہنم سچ ہے۔“

﴿اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَ بِكَ آمَنْتُ، وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَ إِلَيْكَ خَاصَمْتُ، وَ بِكَ حَاكَمْتُ، فَاعْفُ عَنِّي مَا قَدَّمْتُ وَ مَا أَخَّرْتُ، وَ أَسْرَرْتُ وَ أَعْلَنْتُ، وَ مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ﴾ (بخاری : ۷۴۴۲ - مسلم : ۷۶۹)

”اے اللہ! میں تیرا ہی فرماں بردار ہوا، تجھ پر ایمان لایا، تیرے ہی اوپر بھروسہ کیا،

تیرے ہی سامنے اپنا جھڑا پیش کیا اور تجھی کو اپنا حکم بنایا، میرے اگلے پچھلے، چھپے کھلے سب گناہ معاف کر دے اور ان گناہوں کو بھی معاف کر دے جس کے بارے میں تجھے مجھ سے زیادہ علم ہے۔ تیرے علاوہ کوئی محبوب نہیں۔“

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَالْبُخْلِ، وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ﴾

(بخاری: ۲۸۲۳ - مسلم: ۲۷۰۶)

”اے اللہ! میں عاجزی، سستی، بزدلی، زیادہ بڑھا پے، بخل، عذاب قبر، زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

﴿اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ﴾

(مسلم: ۲۷۲۰)

”اے اللہ! تو میرے دین کو درست کر دے جس میں میرے لیے بچاؤ کا سامان ہے اور میری دنیا درست کر دے جس میں میری روزی ہے اور میری آخرت درست کر دے جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے۔ میری زندگی اس طرح بنا کہ میری نیکیاں بڑھتی جائیں اور میری موت کو میرے لیے ہر شر سے راحت کا سامان بنا۔“

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتَّقَى وَالتَّقَاتِ وَالْإِنْفَى﴾ (مسلم: ۲۷۲۱)

”اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامن اور تو گمراہ مانگتا ہوں۔“

﴿اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَالْهَرَمِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ، اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَ زَكَّاهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا﴾

(مسلم: ۲۷۲۲)

”اے اللہ! میں عاجزی، سستی، بزدلی، بخل، زیادہ بڑھاپے اور عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! تو میرے نفس کو تقویٰ عطا کر اور اسے پاک کر دے تو ہی اس کو بھرپاک کرنے والا ہے۔ تو اس کا ولی اور سولی ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو فائدہ نہ پہنچائے اور اس دل سے جس سے تیرا خوف نہ پیدا ہو اور اس نفس سے جو آسودہ نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ کی جائے۔“

﴿اللَّهُمَّ اهْدِنِيْ وَ سَدِّدْنِيْ﴾ «اے اللہ! تو مجھے ہدایت اور درستی و راستی دے۔»  
 ﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالْهُدَاةَ﴾ «اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور درستی مانگتا ہوں۔» (مسلم: ۲۷۲۵)

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَ مِنْ شَرِّ مَا لَمْ أُعْمَلْ﴾ (مسلم: ۲۷۱۶)  
 ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس برائی سے جو میں نے کی ہے اور اس برائی سے جو میں نے نہیں کی۔“

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَ ضَلَعِ الدِّينِ، وَ غَلَبَةِ الرِّجَالِ﴾ (بخاری: ۹۶۳۶)  
 ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، رنج و غم سے، عاجزی اور سستی سے، بزدلی اور بخلی سے، کمزور و قرض اور دشمنوں کے غلبے سے۔“

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ، وَ رَبُّ الْأَرْضِ، وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ﴾ (بخاری: ۶۴۳۶، مسلم: ۱۰۳۷۲)

”اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، جو بڑا ہے اور بردبار ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، جو عظیم عرش کا رب ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو آسمان و زمین اور عرشِ کریم کا رب ہے۔“

﴿اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ﴾ (مسلم: ۲۶۵۴)



”اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے۔“

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَلَّا أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمَرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ﴾

(بخاری: ۴۷۳۶)

”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے، بخلی سے، انتہائی بڑھاپے تک پہنچنے سے، دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے۔“

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُسَلِ وَالْهَرَمِ، وَالْمَغْرَمِ، وَالْمَأْثَمِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْجَنَى، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الْمَدْجَالِ﴾

”اے اللہ! میں سستی، انتہائی بڑھاپے، نادان گناہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں دوزخ کے عذاب اور دوزخ کے فتنے سے، قبر کے فتنے اور قبر کے عذاب سے، مالدار کی فتنے اور فتاحی کے فتنے سے اور مسخ و جال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

﴿اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الْغُلُجِّ وَالْبَرْدِ، وَتَقِ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ﴾ (بخاری: ۶۳۷۵)

”اے اللہ! میرے گناہوں کو تو برف اور ادا لے سے دھو ڈال اور میرا دل گناہوں سے ایسے پاک صاف کر دے جیسے کہ سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے اور مجھ میں اور میرے گناہوں میں اتنا فاصلہ کر دے جتنا مشرق اور مغرب میں فاصلہ ہے۔“

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفْوُ الرَّحِيمُ﴾

(بخاری: ۸۳۴۱۔ مسلم: ۲۷۰۵)

”اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے علاوہ کوئی اور گناہوں کو بخشتے والا نہیں ہے، سو تو مجھے اپنی طرف سے بخش دے اور میرے اوپر رحم کر، بیشک تو بخشتے والا

اور رحم کرنے والا ہے۔“

﴿اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أُنْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِي، أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، وَالْبَحِيُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ﴾

(بخاری: ۷۳۸۳۔ مسلم: ۲۷۱۷)

”اے اللہ! میں نے تیری قربانیاں برداری کی، تجھ پر ایمان لایا، تیرے ہی اوپر بھروسہ کیا، تیری ہی طرف رجوع کیا، تیری ہی مدد سے میں نے جھگڑا کیا، اے اللہ! میں تیری عزت کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں اس بات سے کہ تو مجھے گمراہ کر دے۔ تو زندہ ہے تو کبھی نہیں مرے گا اور جنات انسان مرجائیں گے۔“

﴿اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي جَدِي وَهَزْلِي، وَخَطِيئِي وَعَمْدِي وَكُلَّ ذَلِكَ عِنْدِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (بخاری: ۶۳۹۸۔ مسلم: ۲۷۱۹)

”اے اللہ! تو میری خطا، میری جہالت اور زیادتی جو میں نے اپنے سارے کاموں میں کی ہے معاف کر دے اور ان خطاؤں کو بھی معاف کر دے جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ! جو میں نے سوچا کچھ کر یا مذاقاً یا تغریماً کیا ہے یا بھول چوک سے یا جان بوجھ کر کیا ہے سب کو بخش دے۔ میں نے سب طرح کے تصور کیے ہیں، اے اللہ! تو میرے اگلے، پچھلے، چھپے کھلے سارے گناہوں کو معاف کر دے اور میرے ان گناہوں کو بھی معاف کر دے جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو جس کو چاہے آگے کر دے جس کو چاہے پیچھے کر دے تو ہر چیز پر قادر ہے۔“ (بخاری: ۸۹۳۶، مسلم: ۹۱۷۲)

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ

نَفَقْتِكَ، وَ جَمِيعَ سَخِطِكَ)) (مسلم: ۲۷۳۹)

”اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تیری نعمت مجھ سے زائل ہو جائے، تیری عافیت مجھ سے ہٹ جائے، تیرے اچانک مجھ سے بدلہ لینے سے اور تیرے ہر قسم کے غصے اور ناراضگی سے میں پناہ مانگتا ہوں۔“

❁ ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ، وَاهْدِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ)) (مسلم: ۷۹۶۲)

”اے اللہ! تو مجھے معاف کر دے، مجھ پر رحم کر، مجھے ہدایت اور عافیت دے اور روزی عطا کر۔“

❁ ((اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيْ حُكْمِكَ، عَدُلٌ فِيْ قَضَائِكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمِعْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أُنْزِلَتْ فِيْ كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ اسْتَأْذَنْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رِيعَ قَلْبِي، وَ نُورَ صَدْرِي، وَ جَلَاءَ حُزْنِي، وَ ذَهَابَ هَمِّي)) (احمد: ۴۳۱۸۔ مسلسلة صحيحه: ۱۹۹)

”اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور بندے کا بیٹا ہوں، میری پیشانی کے بال تیرے ہاتھ میں ہیں، میرے بارے میں تو اپنا حکم نافذ کرنے والا ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل پر مبنی ہے، میں تجھ سے تیرے ہر نام سے جو تو نے اپنے لیے رکھا ہے یا اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا ہے یا جسے تو نے اپنے پاس علم غیب میں رکھ چھوڑا ہے، یہ سوال کرتا ہوں کہ تو قرآن کریم کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور اور میرے غم و حزن کو دور کرنے کا ذریعہ بنا دے۔“

❁ ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ)) (احمد: ۱۳۱۲۱۔ ترمذی: ۲۲۵۳)

”اے دلوں کو پھرنے والے! تو میرا دل اپنے دین پر قائم رکھ۔“

❁ ((أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، فَإِنْ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ))

(ترمذی: ۳۵۵۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ تعالیٰ سے بخشش اور عافیت مانگو اس لیے کہ کوئی بھی شخص ایمان کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دیا گیا۔“

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَسْعَى، وَ مِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَ مِنْ شَرِّ إِبْسَانِي، وَ مِنْ شَرِّ قَلْبِي وَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي﴾

(ترمذی: ۳۴۹۲ - نسائی: ۵۴۵۵)

”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے کان، اپنی نگاہ، اپنی زبان، اپنے دل اور اپنی خواہش کے شر سے۔“

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْحُتُونِ وَالْحُذَامِ وَ مِنْ سَيِّئِ الْأَسْقَامِ﴾

(ابوداؤد: ۱۵۵۴ - نسائی: ۵۴۹۳)

”اے اللہ! میں برص، جنون، جذام اور بری بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ﴾

(ترمذی: ۳۵۹۶)

”اے اللہ! میں برے اخلاق، اعمال اور خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

﴿اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ حَشَوَاتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ مَعَاصِيكَ، وَ مِنْ طَاعَتِكَ مَا تُلْقِنَا بِهِ جَنَّتِكَ، وَ مِنْ الْيَقِينِ مَا تَهْوُو بِهِ عَلَيْنَا مَصِيبَاتِ الدُّنْيَا، وَ مَتَعْنَا بِأَسْوَاعِنَا، وَ أَبْصَارِنَا، وَ قُوَّتِنَا، مَا أَحْيَيْتَنَا، وَ اجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَ اجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمْنَا، وَ انْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَ لَا تَحْضَرْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا، وَ لَا تَحْضَرْ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا، وَ لَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَ لَا تَسْلُطْ عَلَيْنَا، مَنْ لَا يَرْحَمُنَا﴾ (ترمذی)

”اے اللہ! تو ہمیں اپنی خشیت دے جو میرے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے اور اپنی اطاعت کی توفیق دے جس کی وجہ سے تو مجھے جنت عطا کر دے اور مجھے ایسا ایمان و یقین دے جو دنیا کی مصیبتوں کو مجھ پر آسان بنا دے، اور زندگی بھر مجھے میرے کان، میری آنکھ اور میری قوت سے فائدہ پہنچا، اور ایسا ہی ہمارے وارث

کے لیے بھی کر جو مجھ پر ظلم کرے اس سے تو انتقام لے، اور جو مجھ سے دشمنی کرے اس کے مقابلے میں تو میری مدد کر، اور ہمارے دین میں مصیبت نہ بنا اور دنیا کی فکر ہمارے لیے سب سے بڑی فکر نہ بنا، اور نہ اسے ہمارے علم کا منتہی بنا اور کسی ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔“

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ وَالذَّلَّةِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أَظْلَمَ﴾ (ابوداؤد: ۱۵۴۴ - نسائی: ۵۴۶۰)

”اے اللہ! میں فقر، کمی اور ذلت سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں کسی پر ظلم کروں یا میرے اوپر ظلم کیا جائے۔“

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا﴾

(احمد: ۲۷۰۵۶ - ابن ماجہ: ۹۲۵)

”اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم، پاکیزہ روزی اور ایسا عمل مانگتا ہوں جو قبول ہو۔“

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ بِأَنَّكَ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾

(ابوداؤد: ۹۸۵۰ - نسائی: ۱۳۰۱)

اے اللہ! جو اکیلا ہے، بے نیاز ہے، جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا مسر ہے۔ میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میرے گناہوں کو معاف کر دے، بے شک تو معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ الْخَمْدَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، يَا ذَا الْحَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ إِنِّي أَسْأَلُكَ﴾

(ابوداؤد: ۱۴۹۵ - نسائی: ۱۳۰۰)

”اے اللہ! میں تجھی سے مانگتا ہوں اس لیے کہ حمد تیرے ہی لیے ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو بہت احسان کرنے والا ہے، آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اے بڑے مرتبے والے صاحب کرم! اے وہ ذات جو زندہ ہے اور جو ہر چیز کو تھا سے

ہوئے ہیں! میں تجھی سے مانگتا ہوں۔“

❦ (( اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ، وَلَمْ یُولَدْ، وَلَمْ یَكُنْ لَهُ کُفُوًا اَحَدٌ )) (ترمذی : ۳۴۷۵۔ ابن ماجہ : ۳۸۵۷)

”اے اللہ! میں تجھی سے مانگتا ہوں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو ایک ہی ہے، بے نیاز ہے جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔“

❦ (( اَللّٰهُمَّ مَتَّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ، وَ اجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ، وَ انْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ یَّظْلِمُنِیْ، وَ خُذْ مِنْهُ بِئَارِی )) (ترمذی : ۱۸۶۳)

”اے اللہ! تو مجھے میری آنکھ اور میری نگاہ سے مدت تک نفع اٹھانے دے اور میرے وارث کے لیے ایسے ہی کر اور میری اس شخص کے مقابلے میں مدد کر جو مجھ پر ظلم کرے اور اس سے میرا بدلہ لے۔“

❦ (( اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدِّیْنِ، وَ غَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ )) (احمد : ۶۶۱۸۔ دیلمی : ۱۵۴۱۔ نسائی : ۵۴۷۵)

”اے اللہ! میں قرض کے بوجھ، دشمن کے غلبے اور (اپنی مصیبت پر) دشمنوں کی خوشی سے حیرت پناہ مانگتا ہوں۔“

❦ (( اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِی )) (ابوداؤد : ۵۰۷۴۔ نسائی : ۵۵۲۹)

”اے اللہ! تیری عظمت کے ذریعہ میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے نیچے سے تباہ کر دیا جاؤں۔“

❦ (( اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی )) (ترمذی : ۳۵۱۳۔ ابن ماجہ : ۳۸۵۰)

”اے اللہ! تو بخشنے والا ہے، کرم کرنے والا ہے، تو بخشش کو پسند کرتا ہے، چنانچہ تو مجھے

بخش دے۔“

﴿ اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَ بِمُعَاپَتِكَ مِنْ عَذُوْبَتِكَ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، اَنْتَ كَمَا اَشِيتُ عَلٰی نَفْسِكَ ﴾

(مسلم: ۴۸۶)

”اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری بخشش کے ذریعے تیری سزا سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری ذات کے ذریعے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری تعریف شمار نہیں کر سکتا، تو اسی طرح ہے جس طرح تو نے اپنے نفس کی تعریف کی ہے۔“

﴿ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَ فِيْ بُحَارِنَا وَ فِيْ مُدُنَا وَ فِيْ صَاعِنَا، بَرَكَتٍ مِّنْ بَرَكَتِكَ ﴾ (مسلم: ۱۳۷۳)

”اے اللہ تو ہمارے مدینہ میں، ہمارے پہلوں، ہمارے مد اور ہمارے صاع میں برکت پر برکت دے۔“





ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبِّ قَبِّ بِي حَكْمًا وَالْحَقُّ بِالطَّالِبِينَ ۝ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝  
وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّوْمِ﴾

الشعراء: ۸۳-۸۵ |

”اے میرے رب! مجھے قوت فیصلہ عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں میں  
طادے اور میرا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں بھی باقی رکھ اور مجھے نعمتوں والی  
جنت کے وارثوں میں سے بنا دے۔“





## باب سوم

### عبادات

۱۔ کتاب الطہارۃ

۲۔ کتاب الصلاۃ

۳۔ کتاب الجنائز

۴۔ کتاب الزکاء

۵۔ کتاب الصیام

## ۱۔ کتاب الطہارہ

اس باب میں مندرجہ ذیل چیزوں کا بیان ہے :

- ۱۔ طہارت
- ۲۔ استنجا
- ۳۔ پیدائشی سنتیں
- ۴۔ وضو
- ۵۔ سوزوں پر مسح
- ۶۔ نواقض وضو
- ۷۔ غسل
- ۸۔ حیم
- ۹۔ حیض اور نفاس

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ وَيُحِبُّ الْمُصْطَفِرِينَ﴾ [البقرة: ۲۲۲]

”بے شک اللہ تو بہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“

فتی اسلامی میں شرعی قواعد و اصول میں سے یہ بھی ہے کہ یقیناً شک سے زائل نہیں ہوگا۔ سو ہر چیز میں طہارت اصل ہے سوائے ان چیزوں کے جن کے نبی ہونے پر شرعی دلیل موجود ہے۔

اسی طرح اصل بُراءۃ الذمہ ہے الا یہ کہ شرعی دلیل اس کے خلاف موجود ہو۔ اسی طرح اصل اباحت ہے الا یہ کہ حرمت یا نجاست پر کوئی شرعی دلیل موجود ہو۔ مشقت کے بعد آرام ہے، ضرورتیں ممنوعہ چیزوں کو مباح کر دیتی ہیں۔ ضرورت کا خیال و اختیار کیا جاتا ہے، اگر آدمی کسی کام کی طاقت نہیں رکھتا تو اس پر وہ کام واجب نہیں اور اگر کسی چیز کی اشد ضرورت ہے تو حرام چیز استعمال کرنا بھی جائز ہے۔

مفسد کو دفع کرنا مصالح کے لئے پر مقدم ہے اور جب دو مصالح جمع ہو جائیں تو ان میں جو سب سے اعلیٰ ہو اسے لیا جائے گا، اسی طرح جب دو مفاسد جمع ہو جائیں تو جس میں کم نقصان ہو اسے اختیار کیا جائے گا، حکم اپنی علت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے یا ثابت نہیں ہوتا۔ واجبات صرف مکلف لوگوں پر لازم ہیں اور اختلافات مکلف اور غیر مکلف سب پر واجب ہیں۔ عبادات میں اصل ممانعت ہے سوائے ان عبادات کے جن پر شرعی دلیل موجود ہے اور معاملات میں اصل اباحت ہے الا یہ کہ اس کی حرمت پر شرعی دلیل موجود ہو اور عادات و معاملات میں اصل اباحت ہے سوائے ان عادات و معاملات کے جن کی حرمت پر شرعی دلیل موجود ہو۔ شرعی اوامر میں اصل وجوب ہے الا یہ کہ مستحب یا اباحت پر شرعی دلیل موجود ہو۔ نواہی میں اصل تحریم ہے الا یہ کہ مکروہ ہونے پر کوئی شرعی دلیل موجود ہو، منافع میں اصل حلت ہے اور نقصان وہ چیزوں میں اصل حرمت ہے۔

اللہ کے اوامر آسان اور قابل عمل ہیں۔ آدمی اپنی طاقت بھر انھیں انجام دے اور ان چیزوں سے مکمل پرہیز کرے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْمِعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِّأَنْفُسِكُمْ﴾

[تغابن: ۱۶]

”جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنتے اور مانتے چلے جاؤ اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو جو تمہارے لیے بہتر ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تک میں تمہیں چھوڑے رہوں تم مجھے چھوڑے رہو، (یعنی کسی بات کی زیادہ کرید نہ کرو) اس لیے کہ تم سے پہلے لوگ اپنے (کثرت) سوال اور انبیاء سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے، لہذا اگر میں تم کو کسی چیز سے منع کر دوں تو تم رک جاؤ اور اگر کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی طاقت بھر اسے منہ انجام دو۔“  
(بخاری: ۷۲۸۸ - مسلم: ۱۳۲۷)

### ۱۔ کتاب الطہارۃ

طہارت: طہارت کا معنی حسی اور معنوی گندگی سے پاکی و صفائی حاصل کرنا ہے۔  
اس کی دو قسمیں ہیں:

#### ۱۔ ظاہری طہارت:

یعنی پانی سے وضو یا غسل کرنا۔ اس کے علاوہ کپڑے، جسم اور جگہ کا نہایت سے پاک ہونا۔

#### ۲۔ باطنی طہارت:

یعنی دل بری صفات سے پاک و صاف ہو، مثلاً شرک، کفر، تکبر، خود پسندی، کینہ، حسد، نفاق اور ریا وغیرہ سے اور اس میں اچھی صفات پائی جائیں مثلاً توحید، ایمان، سچائی، اخلاص، سخاوت اور احسان وغیرہ۔

اگر انسان کا ظاہر پانی سے پاک کر دیا جائے اور اس کا باطن توحید و ایمان کے ساتھ پاک کر دیا جائے تو اس کی روح پاکیزہ ہو جاتی ہے، اس کا نفس عمدہ ہو جاتا ہے، اس کے دل میں ہستی و پھرستی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ بہت اچھی حالت میں اپنے رب سے مناجات کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ اس کا جسم پاک ہوتا ہے، اس کا دل پاک ہوتا ہے، اس کا لباس پاک ہوتا ہے اور وہ پاک جگہ میں ہوتا ہے۔ اللہ رب العالمین کے سامنے عبادت کرنے کے لیے سب سے عمدہ صفات و آداب ہیں۔ اسی وجہ سے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ صفائی سے آدمی اللہ اور اس کے بندوں

کے نزدیک محبوب بن جاتا ہے اور یہ چیز کثرت سے توبہ، استغفار اور ذکر الہی سے حاصل ہوتی ہے۔  
ارشاد گرامی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ | البقرة: ۲۲۲ |

”اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صغائی نصف ایمان ہے اور الحمد للہ میزان کو بھرتا ہے۔“ (مسلم: ۲۲۳)

بدن اور روح کی سلامتی:

آدمی بدن اور روح سے بنا ہے۔ بدن پر دو طرف سے گندگی داخل ہو جاتی ہے۔ ایک اندر سے جیسے پیستہ، دوسرا باہر سے جیسے گرد و غبار، اس سے چھٹکارا پانے کے لیے بار بار نہانا ضروری ہے۔ اسی طرح روح بھی دو طرف سے متاثر ہوتی ہے۔ ایک ان امراض سے جو دلوں کے اندر پیدا ہوتے ہیں مثلاً حسد اور تکبر۔ دوسرے ان خارجی گناہوں سے جنہیں آدمی کرتا ہے مثلاً ظلم اور زنا وغیرہ ایسی صورت میں روح کی عافیت کے لیے توبہ و استغفار کی ضرورت ہے۔

طہارت اسلام کے محاسن میں سے ہے۔ طہارت مشروع طریقے سے پاک پانی کے استعمال کرنے کا نام ہے تاکہ حدث اور نجاست دور کی جاسکے۔

## پانی کی قسمیں

پانی کی دو قسمیں ہیں:

پاک پانی:

پاک پانی وہ ہے جو اپنی اصلی حالت پر برقرار رہے، جیسے بارش کا پانی، سمندر کا پانی، ندی کا پانی، یا جو پانی زمین سے خود نکلے یا کسی آلہ سے نکالا جائے، چاہے وہ ٹھنڈا ہو یا ٹھیکین، گرم ہو یا ٹھنڈا، یہی وہ پاک پانی ہے جس سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے۔

نجس پانی:

نجس پانی وہ ہے جس کا رنگ یا مزہ یا بو نجاست کی وجہ سے بدل جائے، چاہے وہ کم ہو یا زیادہ،

اس سے طہارت حاصل کرنا جائز نہیں۔

نجس پانی اس وقت پاک ہو جاتا ہے جب کہ اس کی تبدیلی خود بخود ذائل ہو جائے۔ یہ وہ پانی نکال لیا جائے یا اس میں دوسرا پانی ملا دیا جائے جس سے اس کی تبدیلی ذائل ہو جائے۔

○ اگر پانی کی نجاست یا طہارت کے بارے میں مسلمان کو شک ہو تو وہ اصل پر بنا کرے کیوں کہ اصل پانی پاک ہے۔

○ اگر پاک پانی نجاست کے ساتھ مشتبہ ہو جائے اور اس کے علاوہ دوسرا پانی نہ ملے تو اگر غالب گمان یہ ہو کہ وہ پاک ہے تو اس سے وضو کر لے۔

○ اگر پاک کپڑے میں نجاست یا حرام چیز لگنے کا شبہ ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو تو اجتہاد کر کے نماز پڑھ لے، اگر اس بات کا غالب گمان ہو کہ وہ پاک ہے۔ اس کی نماز ان شاء اللہ صحیح ہوگی۔

حدث اصغر یا حدث اکبر سے طہارت پانی سے ہوتی ہے اور اگر پانی نہ ملے تو تیمم کیا جائے۔ اسی طرح اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ پانی استعمال کرنے سے نقصان پہنچے گا تو تیمم کیا جائے۔

بدن یا کپڑے یا جگہ پر لگی ہوئی نجاست کی طہارت پانی یا دوسرے مائع یا پاک جلد چیزوں سے ہوگی جو اس گندگی کو بالکل دور کر دے۔

وضو وغیرہ کرنے کے لیے ہر پاک برتن استعمال کرنا جائز ہے، اگر وہ غصب کیا ہو یا سونے چاندی کا نہ ہو۔ اگر وہ غصب کیا ہوا ہے یا سونے چاندی کا برتن ہے تو اس کا بنانا اور استعمال کرنا حرام ہے، اگر کسی نے سونے یا چاندی کے برتن میں وضو کر لیا تو اس کو گناہ ملے گا لیکن اس کا وضو صحیح ہوگا۔

کفار کے برتنوں اور کپڑوں کا حال اگر معلوم نہ ہو تو اس کو استعمال کرنا جائز ہے کیوں کہ اصلاً وہ پاک ہے لیکن اگر نجاست کی موجودگی کا پتا چل جائے تو پانی سے اس کا دھونا واجب ہے۔

سونے اور چاندی کے برتنوں کے استعمال کا حکم:

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا، پینا، مرد اور عورت دونوں کے لیے حرام ہے اور اس کے ہر قسم کے استعمال پر پابندی ہے، البتہ عورتیں اس کا زیور بنا سکتی ہیں اور مرد چاندی کی انگلی

کہن سکتے ہیں۔ اسی طرح ضرورت کے وقت سونے یا چاندی کے دانت یا ناک گلوائے جاسکتے ہیں۔  
۱۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم خالص ریشم اور موٹا ریشم نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتن میں پیو اور نہ سونے اور چاندی کی رکابیوں میں کھانا کھاؤ کیوں کہ وہ دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور ہرے لیے آخرت میں ہیں۔“ (بخاری: ۵۴۶۶۔ مسلم: ۲۰۶۷)

۲۔ نبی ﷺ کی اہلیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں گویا دوزخ کی آگ بھڑکا رہا ہے۔“ (بخاری: ۵۶۳۴۔ مسلم: ۲۰۶۵)

### نجاست اور اس کے احکام:

مسلمانوں پر جن نجاستوں کو دور کرنا اور ایک یا کئی بار دھو کر اس کے اثر کو زائل کرنا ضروری ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

آدمی کا پیشاب اور پانچھانہ، بنے والا خون، حشف اور نفاس کا خون، دوی اور ندی، مردار سوائے مچھلی اور مٹی کے، سور کا گوشت، ان جانوروں کا پیشاب اور گوبر جن کا گوشت کھانا حرام ہے، جیسے خچر اور گدھا، غیرہ اور کتے کا لعاب کہ اس کو سات مرتبہ دھویا جائے اور پہلی مرتبہ مٹی سے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اس کی پاکی یہ ہے کہ وہ اس کو سات مرتبہ دھوئے، پہلی بار مٹی سے۔“ (بخاری: ۱۷۲۰۔ مسلم: ۲۷۹)

اگر جوتے یا سوزے میں نجاست لگ جائے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے زمین پر اس طرح رگڑ دیا جائے کہ نجاست کا اثر زائل ہو جائے۔

سونے کے دانت برتن و حانپ دینا، منک کا منہ باندھ دینا اور آگ بجھا دینا مستحب ہے۔

### ۲۔ استنجا اور استجمار

استنجا: کا مطلب پانی سے پانچھانہ اور پیشاب دھونا ہے۔

استجمار: کا مطلب مٹی کے ڈھیلوں یا کسی اور چیز سے پانچھانہ اور پیشاب وغیرہ صاف کرنا ہے۔

بیت الخلا جاتے وقت پہلے پایاں پاؤں اُچھو رکھنا اور بسم اللہ کہنا اور یہ دعا پڑھنا: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ» مسنون ہے۔

بیت الخلا سے نکلتے وقت اپنا دایاں پاؤں پہلے باہر نکالنا اور «عَفَّرَ اَنفَكَ» کہنا سنت ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور کپڑا اور جوتا پہننے وقت داہنا پاؤں یا ہاتھ پہلے داخل کرنا سنت ہے اور مسجد سے نکلتے وقت اور کپڑا اور جوتا نکالتے وقت پایاں پاؤں یا ہاتھ پہلے نکالنا سنت ہے۔ جو شخص میدان یا محراب میں قضاے حاجت کے لیے جائے اس کے لیے سنت ہے کہ اتنی دور نکل جائے کہ لوگوں کو دکھائی نہ دے نیز پردہ کر کے بیٹھے اور ایسی نرم زمین میں بیٹھے کہ پیشاب کے چھینٹنے اس پر نہ پڑیں۔

عقل خانے میں قرآن کریم لے جانا جائز نہیں اور نہ حمام میں بات چیت درست ہے البتہ کہ کسی ضرورت سے کلام کیا جائے مثلاً کسی بھٹکے ہوئے کی رہنمائی کر رہا ہو یا پانی مانگ رہا ہو۔ عقل خانے میں کوئی ایسی چیز لے جانا جس میں اللہ کا نام ہو مکروہ ہے البتہ کہ کوئی ضرورت ہو۔ عقل خانے میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو چھونا اور دائیں ہاتھ سے احتیاج و استجمار کرنا مکروہ ہے۔ قضاے حاجت کے وقت زمین سے قریب ہونے سے پہلے کپڑا اٹھانا مکروہ ہے۔ پیشاب و پاخانہ کرتے وقت سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ ایب شخص حاجت سے فارغ ہونے کے بعد وضو کرے اور پھر سلام کا جواب دے۔

قضاے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف چہرہ یا پیٹھ کر کے بیٹھنا منع ہے۔ چاہے کھلے میدان میں ہو یا عمارت میں۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم قضاے حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو (مدینہ والوں کا قبلہ مشرق اور مغرب میں نہیں ہے) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم ملک شام آئے۔ وہاں ہم نے پاخانہ کی کھڈیوں کو قبلہ کی طرف بنا ہوا پایا، چنانچہ ہم ان پر مڑ جاتے اور اللہ سے استغفار کرتے۔" (بخاری: ۳۹۴۔ مسلم: ۲۶۴)

مسجد میں، راستے میں، نفع بخش سائے میں، پھل سے لدے ہوئے درخت کے نیچے، گھاٹ



پر اور اسی طرح ان جگہوں پر جہاں لوگ آتے جاتے ہوں، پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے۔  
استنجا صرف تین ڈھیلوں سے ہونا چاہیے اور اگر تین ڈھیلوں سے صاف نہ ہو تو تین سے  
زیادہ ڈھیلے استعمال کرے اور طاق تعداد میں استعمال کرنا سنت ہے۔ مثلاً تین یا پانچ ڈھیلے وغیرہ۔  
ہڈی، لید، کھانے یا کسی محترم چیز سے استنجا کرنا منع ہے۔

پاکخانہ اور پیشاب کو پتھروں، رد مال اور پتے وغیرہ سے صاف کرنا جائز ہے، لیکن پانی استعمال  
کرنا افضل ہے اس لیے کہ اس سے صفائی اچھی طرح ہو جاتی ہے۔  
پیرے کی نجاست کی جگہ کو پانی سے دھونا ضروری ہے اور اگر اس کی جگہ معلوم نہ ہو سکے تو پورا  
کپڑا دھوئے۔

بچے کے پیشاب پر چھینٹا مارا جائے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے۔ یہ اس وقت تک ہے  
جب تک کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور جب کھانے لگیں تو دونوں کا پیشاب دھویا جائے گا۔  
آدی پر واجب ہے کہ تمام نجاستوں سے اپنے آپ کو پاک صاف رکھے، جیسے پیشاب یا  
پاکخانہ وغیرہ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے،  
جن میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ان دونوں قبروں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ کسی  
بڑے گناہ کی پاداش میں نہیں (یعنی جس کو تم بڑا گناہ نہیں سمجھتے ہو حالانکہ وہ بڑا ہے) ان میں سے  
ایک اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک ہری ٹہنی  
لی، اس کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ کے رسول!  
آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: ”شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں اس وقت تک ان کا  
عذاب ہٹا کر دیا جائے۔“ (بخاری: ۱۶۳۱۔ مسلم: ۲۹۲)

### ۳۔ فطری سنتیں

#### ۱۔ مسواک کرنا:

مسواک کرنا ہر وقت مسنون ہے، اس سے منہ صاف رہتا ہے اور رب کی خوشنودی حاصل  
ہوتی ہے۔

## مسواک کرنے کی صفت:

آدمی اپنے دائیں یا بائیں ہاتھ سے مسواک پکڑے اور اسے اپنے مسوڑھوں اور دانتوں پر پھیرے اور منہ میں دائیں جانب سے بائیں جانب لے جائے اور کبھی کبھی زبان کے کنارے بھی مسواک رگڑے۔

مسواک نرم لکڑی سے کرے چاہے وہ پیلو کی ہو یا زیتون اور کھجور کے چمچے کی چڑ وغیرہ کی۔ مسواک ہر وضو اور نماز کے وقت اور قرآن کی تلاوت کرنے اور گھر میں داخل ہونے کے وقت کرے اور جب رات کو سو کر اٹھے یا جب اپنے منہ کی بو بدلی ہوئی محسوس کرے تو مسواک کر لے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے اپنی امت کی یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو یہ حکم دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کیا کریں۔“ (بخاری: ۸۸۷، مسلم: ۲۵۲)

## ۲۔ فتنہ کرانا:

فتنہ کرانے سے میل کچیل اور پیشاب عضو تناسل میں جمع نہیں ہو پاتا۔ فتنہ مردوں پر واجب ہے اور عورتوں کے لیے سنت ہے۔

## ۳۔ مونچھ کاٹنا اور داڑھی بڑھانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیاں چھوڑ دو اور مونچھیں کتر ڈالو۔“ (بخاری: ۵۸۹۲، مسلم: ۲۵۹)

## ۴۔ بغلوں، زیر ناف کے بال کاٹنا اور ناخن تراشنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فطری سنتیں پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطری سنت میں سے ہیں:

فتنہ کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، بغلوں کے بال اکھاڑنا، ناخن کاٹنا اور مونچھ کاٹنا۔

(بخاری: ۵۸۸۹، مسلم: ۲۵۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دس چیزیں فطری سنت ہیں:

موناچھ کا بال کاٹنا، داڑھی چھوڑنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈال کر جھازنا، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا، بغلوں کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال مونڈنا اور پانی کم سے کم استعمال کرنا۔ ”مضبب کہتے ہیں کہ میں دسویں چیز بھول گیا اور میرا خیال ہے کہ وہ ”کلی کرنا“ ہے۔

(مسلم: ۲۶۱)

### ۵۔ خوشبو لگانا:

#### ۶۔ سر کے بال درست کرنا:

اس میں تیل لگانا اور گنگھی کرنا، البتہ سر کے بالوں کا کچھ حصہ مونڈنا اور کچھ چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اگر کتھار کی مشابہت میں ایسا کیا جائے تو حرام ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”ہمارے لیے مونچھ کا بال کاٹنے، ناخن کاٹنے، بغلوں کے بال اکھاڑنے، ناف کے نیچے کے بال مونڈنے کے لیے وقت مقرر کیا گیا ہے وہ یہ کہ ہم چالیس دنوں سے زیادہ اسے نہ چھوڑے رہیں۔“ (مسلم: ۲۵۸)

#### ۷۔ بالوں کو مہندی وغیرہ سے رنگنا:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ کے پاس فتح مکہ کے دن ایوقافہ کو لایا گیا۔ ان کے سر اور داڑھی کے بال ثقافہ (سفید پھولوں والے ایک درخت) کی طرح سفید تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو کسی چیز سے بدل دو البتہ کالے خضاب سے بچنا۔“ (مسلم: ۲۱۰۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مونچھ کاٹنے، ناخن کاٹنے، بغل کے بال اکھاڑنے اور ناف کے نیچے کے بال مونڈنے کے لیے ہمارے لیے ایک وقت مقرر کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ہم چالیس رات سے زیادہ اسے نہ چھوڑے رہیں۔ (مسلم: ۲۵۸)

### ۴۔ وضو

وضو کا مطلب: چاروں اعضاء پر شرعی اعتبار سے مخصوص طریقے پر پاک پانی کا استعمال کرنا ہے۔

## وضو کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فجر کی نماز کے وقت کہا: ”اے بلال! تم مجھے اپنا سب سے امید والا عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا ہے اس لیے کہ میں نے جنت میں تمہارے جو توں کی آہٹ سنی ہے۔“ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: (کہ اے اللہ کے رسول! ﷺ) ”میں نے اپنے خیال میں اس سے زیادہ امید والا کوئی عمل نہیں کیا کہ دن یا رات کسی بھی گھڑی جب میں نے وضو کیا تو اس وضو کے بعد جتنی نصیب ہوئیں نماز کی رکعتیں پڑھتا رہا۔“ (بخاری: ۱۱۴۹۔ مسلم: ۲۴۵۸)

## عمل کی صحت:

عمل کی صحت، اس کی قبولیت اور اس پر بدلہ ملنے کے لیے نیت شرط ہے۔ نیت کی جگہ دل ہے۔ نیت ہر عمل میں ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی چیز ملے گی جس کی اس نے نیت کی۔“ (بخاری: ۱۔ مسلم: ۱۹۰۷)

## شریعت میں نیت کا مطلب:

شریعت میں نیت کا مطلب ہے: ”اللہ سے قربت حاصل کرنے کے لیے عبادت کا عزم کرنا۔“ اس کی دو قسمیں ہیں:

- ۱۔ عمل کی نیت: مثلاً وضو یا غسل یا نماز کی نیت کرنا۔
- ۲۔ وضو یا غسل یا نماز وغیرہ کے ذریعے اللہ سے قربت حاصل کرنے کی نیت کرنا اور یہ دوسری قسم پہلی قسم سے زیادہ اہم ہے۔

## عمل کے قبول ہونے کی شرائط:

عمل کے قبول ہونے کی دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ وہ عمل خالص اللہ کے لیے ہو، دوسرا یہ کہ اس کو ایسے ہی کیا جائے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔

### اخلاص کا معنی:

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ بندے کے اعمال ظاہر و باطن میں صرف اللہ کے لیے ہوں۔ ان میں کسی قسم کی ریاکاری نہ ہو۔ اس کا مقصد سرداری یا دینار و درہم یا کسی اور چیز کا حصول نہ ہو۔ اس کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ قوی ہو۔ بندہ جب اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا دس زندہ کر دیتا ہے۔ اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، پھر وہ نیک کاموں سے محبت اور معاصی سے نفرت کرنے لگتا ہے تاہم جس دل میں اخلاص نہ ہو، اس کا یہ انداز نہیں ہوتا۔

### وضو کے فرائض:

- ۱۔ چہرہ دھونا، کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔
- ۲۔ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا۔
- ۳۔ سر اور دونوں کانوں کا مسح کرنا۔
- ۴۔ دونوں پیروں کو ٹخنوں تک دھونا۔
- ۵۔ اعضاء وضو کے درمیان ترتیب۔
- ۶۔ اعضاء کو پے درپے دھونا۔

### وضو کی سنتیں:

بسم اللہ کہنا، مسواک کرنا، دونوں ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھونا، چہرہ دھونے سے پہلے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا، گھٹی واڑھی میں خلال کرنا، اپنے اعضاء کو پہلے دھونا، دو مرتبہ یا تین مرتبہ دھونا، وضو کے بعد دعا پڑھنا اور وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔

وضو میں سنت یہ ہے کہ تین مرتبہ سے زیادہ اعضاء نہ دھوئے اور ایک بار سے وضو کرے۔ زیادہ پانی نہ خرچ کرے۔ جس نے زیادہ پانی خرچ کیا اس نے غلط کام کیا اور حد سے تجاوز کیا۔ جو شخص نیند سے بیدار ہو اور برتن سے وضو کرنا چاہے، وہ اپنی ہتھیلی تین مرتبہ دھولے، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں اس وقت تک نہ ڈالے جب تک کہ اسے تین مرتبہ نہ دھولے، اس لیے کہ وہ نہیں جانتا ہے کہ اس

کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے؟“ (بخاری : ۱۶۲ - مسلم : ۲۷۸)

### کامل وضو کی صفت :

آدمی وضو کی نیت کرے، پھر بسم اللہ کہے، پھر اپنی ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھوئے، پھر ایک ہی ہتھیلی سے کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے، ہتھیلی کا آدھا پانی منہ میں ڈالے اور آدھا ناک میں ڈالے، وہ ایسا تین مرتبہ چلو میں پانی لے کر کرے، پھر اپنا چہرہ تین مرتبہ دھوئے پھر اپنا دایاں ہاتھ کہنی سمیت تین مرتبہ دھوئے پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے ایک مرتبہ سر کے اگلے حصے سے پچھلے حصہ تک مسح کرے پھر دونوں ہاتھوں کو اسی جگہ لوٹائے جہاں سے شروع کیا تھا پھر اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کو دونوں کانوں کے اندر داخل کرے اور دونوں انگوٹھوں سے کان کے اوپر مسح کرے، پھر اپنا دایاں پیر بخنوں سمیت تین مرتبہ دھوئے پھر بائیں پیر بھی اسی طرح دھوئے پھر وہ دعا پڑھے جو حدیث میں آئی ہے (اس کا بیان ان شاء اللہ آگے آئے گا)۔

### نبی ﷺ کے وضو کی کیفیت :

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام حمران کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ انھوں نے ایک برتن (میں پانی) منگایا، اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر اپنا منہ تین مرتبہ دھویا اور دونوں ہاتھوں کو کہنوں تک تین مرتبہ دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دونوں پیروں کو کھنوں تک تین مرتبہ دھویا، پھر کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعت نماز پڑھی (یعنی تحیۃ الوضو) جس کے دوران اس کے دل میں کسی قسم کا دنیاوی خیال نہ آیا ہو، تو اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔“

(بخاری : ۱۵۹ - مسلم : ۲۲۶)

رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار اور ہاتھوں کو دو دو بار اور پیروں کو ایک ایک بار دھویا ہے۔ یہ سب سنت ہے، آدمی کو چاہیے کہ کبھی یہ کرے کبھی وہ کرے تاکہ سنت زندہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ”نبی کریم ﷺ نے وضو میں ایک ایک بار اعضا کو

دھویا۔“ (بخاری: ۱۵۷)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے وضو میں اعضا کو دو دو بار دھویا۔

(بخاری: ۱۵۸)

دائیں ہاتھ کا استعمال:

ایک قسم دائیں اور بائیں کے درمیان مشترک ہے۔ پس اگر کرامت والا عمل ہے، جیسے وضو کرنا، غسل کرنا، لباس پہننا، جوتا پہننا، مسجد اور گھر میں داخل ہونا وغیرہ تو دائیں سے شروع کرے اور اگر کرامت والا عمل نہیں ہے تو بائیں سے شروع کرے جیسے مسجد سے نکلنا، جوتا نکالنا، بیت الخلا میں جانا۔

دوران دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص ہے، لہذا اگر وہ کرامت کے کاموں میں سے ہے تو دائیں ہاتھ سے کر لے جیسے کھانا، پینا، مصافحہ کرنا، لینا دینا وغیرہ اور اگر وہ کرامت کے کاموں میں سے نہیں ہے تو بائیں ہاتھ سے شروع کرے، جیسے استنجا کرنا، ذکر چھوٹا، ناک سے ریخت صاف کرنا وغیرہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ”نبی ﷺ کو جوتا پہننے میں، کنگھی کرنے میں اور طہارت حاصل کرنے میں۔ دائیں طرف سے شروع کرنا اچھا لگتا تھا۔“ (بخاری: ۱۶۸، مسلم: ۲۶۸)

وضو سے فارغ ہونے کے بعد کی دعا:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا پھر یہ کہا: (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَآتُوبُ إِلَيْكَ) تو ایک کاغذ میں اس کا یہ عمل لکھا جائے گا جس پر مہر لگا دی جائے گی اور وہ مہر قیامت کے دن تک نہیں توڑی جائے گی۔ (نسائی، فی عمل العوم والیلة: ۸۱۔ الطبرانی فی الاوسط: ۱۴۷۸۔ دیکھئے سلسلة صحیحہ: ۲۳۳۳)

وضو سے فارغ ہونے کے بعد شرم گاہ پر پانی کا چھینٹا مارے اور کسی کپڑے یا رومال سے اعضائے وضو کو پونچھے۔

## ۵۔ موزوں پر مسح

مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے مسافر کو تین دن اور تین راتیں، مقیم کو ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی ہے۔“ (مسلم: ۲۷۶)

جس نے جرابوں پر سفر میں ایک دن مسح کیا پھر اپنے شہر میں داخل ہو گیا تو وہ ایک دن اور ایک رات مقیم کی مسح کی مدت پوری کرے گا اور اگر مقیم نے سفر کیا اور اس نے اپنے موزوں پر ایک دن مسح کیا ہے تو وہ تین دن اور تین رات مسافر کی مسح کی مدت پوری کرے گا۔  
مسح کی مدت کی ابتدا موزہ پہننے کے بعد پہلی بار مسح کرنے سے ہوگی۔

### موزوں پر مسح کرنے کی شرطیں:

جو موزہ پہنا جائے وہ صبح اور پاک ہو اور طہارت کی حالت میں پہنا گیا ہو اور مسح وضو نونے کی صورت میں ہوگا اور اس مدت میں کیا جائے گا جو مقیم یا مسافر کے لیے مقرر کی گئی ہے۔

### موزوں پر مسح کرنے کی صفت:

آدی پانی میں اپنا ہاتھ بھگوئے پھر اپنے دائیں ہاتھ سے دائیں چہرے کے موزے کے اوپری حصہ پر اپنی انگلیوں سے پنڈلی تک ایک ہی مرتبہ مسح کرے، موزے کے نچلے حصے پر اور پیچھے مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے پھر بائیں ہاتھ سے بائیں موزے پر اسی طرح مسح کرے۔

### کن چیزوں سے موزوں پر مسح باطل ہو جاتا ہے؟

۱۔ جب پیر سے موزہ نکال لیا جائے۔

۲۔ جب غسل لازم ہو جائے، جیسے غسل جنابت۔

۳۔ جب مسح کی مدت پوری ہو جائے۔

لیکن مدت ختم ہونے کے بعد وضو اسی حالت میں ٹوٹے گا جب نواقص وضو میں سے کوئی چیز لاحق ہو جائے۔



پگڑی پر مسح کرنا جائز ہے اور ضرورت کے وقت عورت اپنے دوپٹا پر بھی مسح کر سکتی ہے۔ اس میں وقت کی کوئی قید نہیں ہے۔

پگڑی یا دوپٹے کے اکثر حصہ پر مسح کیا جائے اور افضل یہ ہے کہ ان کو طہارت کی حالت میں پہنا جائے۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی پگڑی اور سوزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔“ (بخاری : ۲۰۰)

موز، جرابیں، جوتا، پگڑی اور دوپٹے پر مسح حدیث اصغر میں ہے، جیسے پیشاب، پائے خانہ، نیند وغیرہ لیکن اگر مدت مسح میں غصی ہو جائے تو پھر اس پر مسح نہیں کر سکتا بلکہ اپنا پورا بدن دھوئے۔

کوئی ہوئی ہڈی کے باندھنے کی ٹکڑی یا پٹی پر اس کے کھولنے تک مسح جائز ہے اگرچہ مدت لمبی ہو جائے یا اسے جنابت لاحق ہو یا اسے طہارت کی حالت میں نہ پہنا ہو۔

ذخیم اگر کھلا ہوا ہو تو پانی سے اس کا دھونا واجب ہے اور اگر نقصان کا اندیشہ ہو تو پانی سے اس پر مسح کرے اور اگر پانی سے مسح کرنا دشوار ہو تو تیمم کرے اور اگر ذخیم چھپا ہوا ہے تو پانی سے اس پر مسح کرے اور اگر ایسا کرنا دشوار ہو تو تیمم کرے۔

اس مسافر کے لیے مسح کی مدت کی کوئی تحدید نہیں جس کے لیے موزہ بار بار پہننا اور نکالنا دشوار ہو مثلاً مسلمانوں کی ڈاک ڈھونے والا۔

## ۶۔ نواقض وضو

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے :

- ۱۔ دونوں راستوں سے نکلنے والی چیزوں سے مثلاً پیشاب، پاخانہ، ہوا، منی، مٹی اور خون وغیرہ۔
- ۲۔ اس گہری نیند سے جس سے عقل زائل ہو جائے، یا جب آدمی بیہوش ہو جائے، یا نشہ میں ہو جائے۔
- ۳۔ آدمی اپنا ذکر چھوئے یا عورت اپنی فرج چھوئے۔
- ۴۔ ہر وہ چیز جس سے غسل واجب ہوتا ہے جیسے جنابت، حیض اور نفاس۔
- ۵۔ اگر مرثہ ہو جائے۔
- ۶۔ اگر اونٹ کا گوشت کھائے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا بکری کا گوشت کھانے کے بعد (دوبارہ) وضو کرنا ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تم وضو کرنا چاہو تو کرو اور اگر نہ چاہو تو نہ کرو۔ اس نے کہا: کیا اونٹ کے گوشت سے وضو کیا جائے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں تم اونٹ کے گوشت سے وضو کرو۔“ (مسلم: ۳۶۰)

جس کو طہارت کے بارے میں یقین ہو اور وضو ٹوٹنے کے بارے میں شک ہو وہ یقین پر بنا کرے، جو طہارت ہے، اور جسے حدیث کا یقین ہو اور طہارت کے بارے میں شک ہو تو وہ یقین پر بنا کرے اور وہ حدیث ہے چنانچہ وہ دوبارہ وضو کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ محسوس کرے اور اسے یہ شبہ ہو کہ ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں تو مسجد سے اس وقت تک نہ نکلے جب تک کہ آواز نہ سن لے یا بدیونہ محسوس کر لے۔“ (مسلم: ۳۶۲)

جو شخص شہوت سے بیوی کو چھو لے اور کوئی چیز اس سے خارج نہ ہو یا کسی چھو لے بچنے کی شرم گاہ چھو لے یا قے کر دے یا میت کو اٹھا کر لے جائے تو اس کے لیے وضو کرنا مستحب ہے اور ہر حدیث کے وقت وضو کرنا مستحب ہے اور ہر نماز کے لیے اگر حدیث لائق نہ ہو یا وضو کرنا مستحب ہے لیکن اگر حدیث لائق ہو گیا ہو تو وضو کرنا واجب ہے۔

اگر بیوی کو بوسہ دے چاہے شہوت ہی سے دیا ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا، الا یہ کہ کوئی چیز اس سے نکل آئے۔ (مثلاً منی، منی)

سونے کے وقت وضو کرنا سنت ہے اسی طرح جنبی کے لیے جب سونے کا ارادہ کرے یا دوبارہ جماع کرنا چاہے وضو کرنا سنت ہے۔

درندے، شکاری پرندے، گدھا، خچر سب پاک ہیں اگر وہ زخمہ ہوں اور ان کا جھوٹا بھی پاک ہے البتہ ان کی لید اور خون نجس ہے۔

انسان کے جسم سے نکلنے والی چیزیں:

دو قسم کی ہیں:

۱۔ پاک چیزیں مثلاً آنسو، ریت، تھوک، پیدنا۔

۲۔ ناپاک چیزیں: مثلاً پاخانہ، پیشاب، ہڈی، دوکی، وہ خون جو پیشاب اور پاخانہ کے راستے سے نکلے۔ اگر خون دونوں راستوں میں سے کسی سے بھی نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا، لیکن اگر جسم کے بقیہ حصوں سے نکلے مثلاً ناک، دانت، یا زخم وغیرہ سے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ خون کم ہو زیادہ اس کا وضو نامروری ہے۔

## ۷۔ غسل

غسل کا مطلب پاک پانی سے مخصوص طریقے پر پورے بدن کو دھونا ہے۔ یہ دین اسلام کے محاسن میں سے ہے۔

غسل کو واجب کرنے والی چیزیں:

- ۱۔ اگر نئی اچھل کر لذت سے نکلے چاہے مرد کی منی ہو یا عورت کی، چاہے تہار ہننے کی حالت میں نکلے یا ہرج کے وقت یا احتلام کی حالت میں۔
- ۲۔ جب شرم گاہ شرم گاہ میں داخل ہو جائے اگر چہ انزال نہ ہو۔
- ۳۔ جب مسلمان کی وفات ہو جائے البتہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا۔
- ۴۔ جب کافر اسلام لائے۔
- ۵۔ حیض
- ۶۔ نفاس

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی جب چاروں شراخوں کے درمیان بیٹھے اور کوشش کرے (جماع کرے) تو غسل واجب ہے۔“  
(بخاری: ۲۹۶، مسلم: ۳۴۸)

کفایت کرنے والا غسل:

آدمی غسل کی نیت کرے پھر کھلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور ایک مرتبہ اپنا پورا بدن دھوئے۔

## کامل غسل کی صفت:

آدمی غسل کی نیت کرے پھر بسم اللہ کہے، پھر اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے پھر اپنی شرم گاہ دھوئے، پھر کامل وضو کرے، پھر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالے اور انگلیوں سے ہالوں میں خال کرے پھر اپنا بقیہ جسم ایک مرتبہ دھوئے اور پہلے دائیں جانب سے شروع کرے۔ بدن کو ملے اور ضرورت سے زیادہ پانی خرچ نہ کرے۔

سنت یہ ہے کہ غسل کرنے سے پہلے نماز کے وضو کی طرح وضو کیا جائے، لہذا اگر کسی نے غسل کر لیا اور اس سے پہلے وضو نہیں کیا تو بعد میں وضو کرنا مشروع نہیں۔

## رسول اللہ ﷺ کے غسل کی کیفیت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھ سے میری خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے جنابت سے غسل کرنے کا پانی رکھا۔ آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کو دو یا تین مرتبہ دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر اس سے شرم گاہ پر پانی ڈالا اور اپنے بائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو دھویا پھر اپنا بائیں ہاتھ زمین پر مارا اور اسے خوب رگڑا پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کیا پھر اپنے سر پر اپنی ہتھیلیاں بھر کر تین لپ پانی ڈالا پھر اپنا پورا جسم دھویا پھر وہاں سے ذرا ہٹ گئے اور اپنا پیر دھویا پھر میں آپ کے پاس تویہ لائی آپ نے اسے واپس کر دیا۔“

(بخاری : ۲۷۶ - مسلم : ۳۱۷)

## جنسی پر حرام چیزیں:

نماز پڑھنا، خانہ کعبہ کا طواف کرنا، قرآن کریم کا چھونا، مسجد میں بیٹھنا، لیکن اگر وضو کرے تو وہ بیٹھ سکتا ہے۔

اس شخص پر جسد کے دن غسل کرنا واجب ہے جس کے بدن سے بدبو نکلے۔

حالت جنابت میں سونا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنی شرم گاہ دھولے اور وضو کرے اور پھر سوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونا چاہتے تو اپنی شرم گاہ دھو ڈالتے اور نماز کی طرح وضو کر لیتے۔“ (بخاری : ۲۸۸ - مسلم : ۳۰۵)

مرد جنابت کا غسل اپنی عورت کے ساتھ ایک ہی برتن سے کر سکتا ہے۔  
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ”میں اور رسول اللہ ﷺ (دونوں مل کر) جنابت کی حالت میں ایک ہی برتن سے نہا لیتے۔“ (بخاری: ۲۶۳۔ مسلم: ۳۲۱)  
 جس شخص نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہو پھر دوبارہ کرنا چاہے یا اپنی دوسری بیویوں کے پاس آنا چاہے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ دو جماع کے درمیان غسل کرے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو وضو کرے۔ اس لیے کہ اس سے چستی پیدا ہو جائے گی لیکن ایک ہی غسل سے اپنی تمام بیویوں کے پاس بھی آ سکتا ہے اور ایک ہی غسل سے اپنی بیوی سے کئی بار جماع کر سکتا ہے۔

### کن حالتوں میں غسل مستحب ہے؟

جب حج یا عمرہ کے لیے احرام باندھے، جب میت کو غسل دے، جب ہنون یا بیہوشی سے افاقہ ہو، جب مکہ میں داخل ہو، ہر جماع کے لیے غسل کرنا بھی مستحب ہے اور جس عورت کو استحصاء کا خون آئے اس کے لیے بھی ہر نماز کے لیے غسل مستحب ہے۔ جو مشرک کو دفن کرے اس کے لیے بھی غسل کرنا مستحب ہے۔

جو شخص دو مرتبہ یا اس سے زیادہ جماع کرنا چاہے وہ ایک بیوی سے ہو یا کئی بیویوں سے ہو اس کے لیے ایک مرتبہ غسل کافی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”نبی کریم ﷺ ایک ہی غسل سے اپنی تمام بیویوں کے پاس جو آتے۔“ (بخاری: ۲۶۸۔ مسلم: ۳۰۹)

ایک ہی غسل حیض اور جنابت دونوں کے لیے کافی ہے یا جنابت اور جعدہ کے لیے بھی کافی ہے۔ جب دونوں کی نیت ہو۔

غسل جنابت میں عورت کے لیے اپنے بالوں کو کھولنا واجب نہیں اور غسل حیض و نفاس میں بالوں کا کھولنا مستحب ہے۔

### غسل کی سنتیں:

غسل سے پہلے وضو کرنا، گندگی کو دور کرنا، سر پر تمین مرتبہ پانی ڈالنا اور بقیہ جسم پر تمین مرتبہ پانی ڈالنا اور دائیں جانب سے شروع کرنا۔

## غسل کے پانی کی مقدار:

سنت یہ ہے کہ جنبی ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلو) پانی سے لے کر پانچ مد تک پانی سے غسل کرے، لہذا اگر اس سے کم ہو جائے یا اس سے زیادہ ضرورت پڑے مثلاً تین صاع تب بھی جائز ہے۔  
وضو اور غسل میں ضرورت سے زیادہ پانی بہانا جائز نہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک پانی سے غسل کرتے تھے اور ایک مد سے وضو کرتے تھے۔“ (بخاری: ۲۰۱۔ مسلم: ۳۲۵)  
بیت الخلا میں غسل کرنا مکروہ ہے اس لیے کہ وہ نجاست کی جگہ ہے اور اس میں غسل کرنے سے دوسرے پیدا ہو گا نیز پیشاب کر کے پھر اسی جگہ غسل نہ کرے تاکہ نجس نہ ہو۔

## ۸۔ تیمم

تیمم اس امت کے خصائص میں سے ہے۔ تیمم طہارت حاصل کرنے کے لیے پانی کے قائم مقام ہے۔

جس کا وضو ٹوٹ جائے یا غسل واجب ہو جائے اور پانی استعمال کرنا دشوار ہو یا پانی نہ ملے یا اس کا استعمال نقصان دہ ہو، یا اس کے استعمال کرنے سے وہ عاجز و بے بس ہو تو اس کے لیے تیمم کرنا جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَسْتُمْ بِالْمَاءِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ فَمِنْهُ مَا يُبَيِّنُ اللَّهُ لَعِبْلَةٍ عَلَيْهِمْ مِّنْ حَرْجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ الَّذِي تَشْكُرُونَ﴾

[النساء: ۶]

”ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کرو، اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر ملو، اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تکلیف نہیں ڈالنا چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا

کرتے رہوں۔“

تیم زمین کی تمام مٹی، ریت اور پتھر وغیرہ سے جائز ہے، چاہے وہ مٹی خشک ہو یا تر۔  
تیم کا مطلب نماز وغیرہ پڑھنے کی نیت سے اپنے ہاتھوں کو پاک مٹی پر مارنا ہے۔

تیم کا طریقہ:

پہلے نیت کرے پھر بسم اللہ کہے اور اپنے ہاتھوں کے اندرونی حصے سے زمین پر ایک مرتبہ مارے پھر اپنی تھیلی پر پھیرے، پہلے بائیں ہاتھ کا اندرونی حصہ دائیں ہاتھ کی پشت پر پھیرے پھر دائیں ہاتھ کا اندرونی حصہ بائیں ہاتھ کی پشت پر پھیرے۔

۱۔ عبدالرحمن بن ابی اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر مجھے جنابت لاحق ہو اور پانی نہ ملے تو میں کیا کروں؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں ہم دونوں ایک سفر میں تھے اور ہمیں جنابت لاحق ہوئی۔ آپ نے نماز ہی نہیں پڑھی تھی اور میں نے مٹی میں لوٹ کر نماز پڑھ لی، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ ”تمہارے لیے ایسا کرنا کافی تھا پھر آپ نے اپنی دونوں تھیلیاں زمین پر ماریں اور ان کو پھونک دیا پھر منہ اور دونوں تھیلیوں پر مسح کیا۔“ (بخاری: ۳۳۸۔ مسلم: ۳۶۸)

۲۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ تیمم کی صفت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے لیے ایسا کرنا ہی کافی تھا، پھر آپ نے اپنی تھیلیوں کو ایک مرتبہ زمین پر مارا، پھر انھیں جھارنا پھر بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کی پشت پر ملایا دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی پشت پر ملا، پھر اپنے منہ پر دونوں ہاتھوں کو پھیر لیا۔“ (بخاری: ۳۴۷۔ مسلم: ۳۶۸)

اگر ایک تیمم سے کئی حدیثوں کو دور کرنے کی نیت کرے مثلاً پیشاب اور پاخانہ کیا ہے اور احکام ہوا ہے تو ایک تیمم ان تمام احداث کی طرف سے کافی ہوگا۔

تیمم کرنے والے کے لیے وہ ساری چیزیں مباح ہیں جو وضو کرنے والے کے لیے مباح ہیں مثلاً نماز، طواف، قرآن کو چھونا وغیرہ۔

جن چیزوں سے تیمم باطل ہو جائے گا:

- ۱۔ اگر پانی مل جائے۔
  - ۲۔ اگر عذر زائل ہو جائے مثلاً مرض یا حاجت وغیرہ۔
  - ۳۔ نواقض وضو جن کا بیان پیچھے گزر چکا ہے۔
- اگر کسی کو پانی اور مٹی دونوں نہ ملیں تو وہ اپنی حالت کے مطابق بغیر وضو و تیمم نماز پڑھ لے، اس پر اعادہ نہیں۔

تیمم حدیث اصغر اور حدیث اکبر سے طہارت حاصل کرنے کے لیے مشروع کیا گیا ہے، البتہ میل کیل یا گندگی چاہے وہ بدن پر ہو یا کپڑے پر اس کو تیمم سے زائل نہیں کیا جاسکتا، لہذا آدمی اگر ان کو زائل نہیں کر سکتا تو جس طرح ہو سکے نماز پڑھ لے۔

جو شخص زخمی ہو اور اس بات سے ڈر رہا ہو کہ اگر پانی کا استعمال کرے گا تو پانی اسے نقصان پہنچائے گا، وہ زخم پر مسح کر لے اور باقی بدن دھو لے اور اگر مسح سے بھی نقصان ہو تو اس کے لیے تیمم کر لے اور باقی اعضا دھو لے۔

اگر تیمم کر نہوالے نے نماز پڑھ لی ہے اور نماز کے وقت ہی میں اسے پانی مل گیا تو کیا کرے؟ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو آدمی سفر پر نکلے اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ ان دونوں کے پاس پانی نہیں تھا۔ ان دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کیا اور نماز پڑھ لی، پھر نماز کے وقت ہی میں ان کو پانی مل گیا، چنانچہ ان میں سے ایک نے وضو کیا نماز دہرائی اور دوسرے نے نہیں دہرائی، پھر دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اس شخص سے کہا، جس نے نماز نہیں دہرائی "تم نے سنت کے مطابق کیا اور تمہاری نماز ہو گئی۔" جس نے نماز اور وضو دہرایا تھا اس سے کہا: "تمہارے لیے دوہرا اجر ہے۔"

(ابوداؤد: ۳۳۸۔ نسائی: ۴۳۳)

## ۹۔ حیض اور نفاس

اللہ تعالیٰ نے حیض کا خون پیدا کیا تو اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ ماں کے پیٹ میں بچے کے لیے غذا کا کام کرتا ہے، اسی لیے حاملہ عورت کو عام طور پر حیض نہیں آتا، پھر جب بچے کی ولادت



ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دودھ بنا دیتا ہے۔ جو عورت کے پستان سے نکلتا ہے، اسی لیے دودھ پلانے والی عورت عام طور پر حائضہ نہیں ہوتی پھر جب عورت حمل و رضاعت سے فارغ ہو جاتی ہے تو وہ خون ریز میں ٹھہرنے لگتا ہے پھر ہر مہینے میں چھ سات دن باہر نکلتا ہے۔

حیض:

ایک فطری و طبعی خون ہے جو معلوم اوقات میں رحم سے نکل کر عورت کی شرم گاہ کے راستے سے باہر آ جاتا ہے اور عام طور پر ہر مہینے میں چھ یا سات دن آتا ہے۔  
کم سے کم حیض اور زیادہ سے زیادہ حیض کی تحدید نہیں کی جاسکتی اور نہ اس کے شروع اور اختتام کی تحدید کی جاسکتی ہے۔

نفاس:

یہ وہ خون ہے جو عورت کی شرم گاہ سے بچے کی ولادت کے وقت یا اس کے ساتھ یا اس سے پہلے نکلتا ہے۔

عام طور پر نفاس کی مدت چالیس دن ہے اور اگر اس سے پہلے عورت پاک ہو جائے تو وہ غسل کر کے نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور شوہر اس سے جماع کر سکتا ہے اور اگر ساٹھ دن تک خون آیا تو وہ بھی نفاس ہے لیکن اگر مسلسل آنے لگے تو وہ بیماری ہے۔

اگر حاملہ عورت سے بہت خون نکلے اور بچہ ساقط نہ ہو تو وہ بیماری کی وجہ سے ہے۔ وہ نماز کو اس کی وجہ سے نہ چھوڑے لیکن ہر نماز کے لیے وضو کرے اور اگر وہ حیض کا خون دیکھے جو اپنی حالت وقت اور ایام ماہواری میں آتا ہے تو نماز روزہ وغیرہ چھوڑ دے۔

حائضہ اور نفاس والی عورت کے لیے بیت اللہ کا طواف کرنا منع ہے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے اور غسل کر لے۔

حائضہ اور نفاس والی عورت قرآن کریم کو نہیں چھو سکتی الا یہ کہ خلاف یا کوئی دوسری چیز حائل ہو۔ جب تک عورت کو حیض کا خون آئے وہ نماز نہ پڑھے، چاہے حیض عادت کے مطابق آئے یا اس سے زیادہ آئے یا اس سے کم آئے، پھر جب وہ پاک ہو جائے تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

حائضہ عورت روزہ کی قضا کرے اور نماز کی قضا نہ کرے۔

نورث ضرورت کے وقت ایسی دوا کھا سکتی ہے جس سے حیض منقطع ہو جائے بشرطیکہ وہ دوا اسے نقصان نہ پہنچائے، ایسی صورت میں وہ پاک مانی جائے گی، وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔  
حائضہ عورت کے پاک ہونے کی علامت:

جب عورت سفید پانی دیکھے جو حیض بند ہونے کے بعد نکلتا ہے تو وہ اس کے پاک ہونے کی علامت ہے اور جو عورت یہ سفید پانی نہ دیکھے وہ سفید روئی کا ایک ٹکڑا اپنی شرم گاہ میں رکھ سکے پھر وہ روئی کا ٹکڑا اگر اس حال میں نکلا کہ اس کا رنگ نہیں بدلا ہے تو یہ اس کی پاک کی علامت ہے۔  
 حیض کے معلوم ایام میں اگر زرد یا مٹیالے رنگ کا خون آئے تو وہ بھی حیض ہے لیکن اگر وہ اس سے پہلے یا بعد میں آئے تو حیض نہیں، اس میں وہ نماز پڑھے، روزہ رکھے اور اس کا شوہر اس سے مباشرت کر سکتا ہے۔

عورت اگر نماز کا وقت ہو جانے کے بعد حائضہ ہوتی ہے یا نماز کا وقت نکل جانے سے پہلے پاک ہوئی ہے تو اس کا نماز پڑھنا اس پر واجب ہے۔ اسی طرح نفاس والی عورت کا بھی معاملہ ہے۔  
 مرد ازار کے اوپر سے بھی حائضہ عورت سے مباشرت کر سکتا ہے۔  
 حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ حالت حیض میں ازار کے اوپر سے اپنی بیویوں سے مباشرت کرتے تھے۔“ (بخاری: ۳۰۳۔ مسلم: ۲۹۴)

حائضہ عورت سے جماع کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۚ قُلْ هُوَ أَذًى فَأَعْتَزِلُوا النَّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۚ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَظْهَرْنَ ۚ فَاِذَا ظَهَرْنَ فَأَلْحَقْنَ ۚ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ النَّاتِقِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ [البقرة: ۲۲۲]

”وہ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے، حائضہ عورتوں سے لگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ،

ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے۔ اللہ تو پہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“

حائضہ عورت سے جماع کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ اس کے حیض کا خون منقطع نہ ہو جائے اور وہ غسل نہ کر لے اور جس نے غسل سے پہلے جماع کیا وہ گناہ گار ہوگا۔

اگر کسی آدمی نے یہ جانتے ہوئے کہ اس کی بیوی حائضہ ہے جماع کر لیا تو وہ گناہ گار ہوگا اور اس پر توبہ اور بخارہ ہے، لہذا اگر حیض کے شروع میں جماع کیا ہے تو ایک دینار ہے اور اگر حیض منقطع ہونے کے وقت کیا ہے تو آدھا دینار ہے۔ (ایک دینار ۵۲ گرام سونے کے برابر ہے)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ ”جو آدمی اپنی بیوی کے پاس حالت حیض میں آئے وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔“

(ابوداؤد : ۲۶۴ - نسائی : ۲۸۹)

حیض کی حالت میں جماع کرنا اور طلاق دینا ناجائز ہے۔ اسی طرح حائضہ کے لیے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، قرآن مجید کو چھونا، بیت اللہ کا طواف کرنا، مسجد میں ٹھہرنا جائز نہیں۔

مستحاضہ:

یہ وہ عورت ہے جسے بغیر وقت کے مسلسل خون آتا ہو۔

حیض:

حیض کا خون رحم کی تہہ میں موجود ایک رگ سے نکلتا ہے جس کا نام عاقرہ ہے۔ اس خون کا رنگ کالا، گاڑھا اور بدبودار ہوتا ہے اور وہ جب نکلتا ہے تو جمتا نہیں۔

استحاضہ:

استحاضہ کا خون رحم کے کنارے جسے میں موجود ایک رگ سے آتا ہے جس کا نام عاقل ہے۔ اس خون کا رنگ سرخ پتلا ہوتا ہے اور بدبودار نہیں ہوتا۔ جب وہ نکلتا ہے تو جم جاتا ہے اس لیے کہ وہ عام رگ کا خون ہے۔

مستحاضہ عورت حیض کا خون بند ہو جانے کے بعد ایک مرتبہ غسل کرے اور ہر نماز کے لیے وضو کرے اور اپنی شرمگاہ میں پکڑا رکھے رہے۔

### مستحاضہ کی چار حالتیں:

۱۔ حیض کی مدت اسے معلوم ہو، اس مدت میں وہ نماز نہ پڑھے اور جب یہ مدت گزر جائے تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

۲۔ حیض کی مدت اسے معلوم نہ ہو۔ ایسی صورت میں وہ چھ یا سات دن نماز نہ پڑھے اس لیے کہ عام طور پر حیض کی مدت یہی ہوتی ہے اور جب یہ مدت گزر جائے تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

۳۔ اس کی عادت ابھی مقرر نہ ہوئی ہو لیکن وہ حیض کا کالافون غیر حیض سے تیز کر سکتی ہو۔ ایسی صورت میں وہ چھ یا سات دن نماز نہ پڑھے اور جب یہ مدت گزر جائے تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

اگر عورت نے نطفہ گرا دیا ہے تو یہ نہ حیض ہے اور نہ نفاس، اور اگر چار مہینے کا بچہ گرا دیا ہے تو یہ نفاس ہے اور اگر ایسا خون کا لوتھڑا یا گوشت کا ٹکڑا گرایا ہے جس میں بچے کی شکل نمایاں نہ ہو تو وہ نفاس نہیں ہے، اگرچہ خون دیکھے، اور اگر ایسا گوشت کا ٹکڑا گرایا ہے جس میں بچے کی شکل و صورت نمایاں ہو گئی ہو اور تین مہینے گزر چکے ہوں تو یہ نفاس ہے۔

مستحاضہ عورت نماز پڑھے، روزہ رکھے، احکام میں بیٹھے اور اس کے علاوہ دوسری بھی عبادتیں کر سکتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے کہا کہ مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے اور میں پاک نہیں ہوتی ہوں (یعنی خون نہیں رکتا) کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ ایک رگ کا خون ہے (حیض نہیں) لہذا ان ایام میں تم نماز نہ پڑھو جن میں تمہیں حیض آتا تھا، پھر غسل کرو اور نماز پڑھو۔“ (بخاری: ۳۲۵، مسلم: ۳۳۳)

مرد اور عورت کے لیے قرآن زبانی پڑھنا جائز ہے اگرچہ مرد جنسی ہو یا عورت حائضہ یا جنسی ہو یا اسے نفاس آتا ہو، لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ طہارت کی حالت میں پڑھے۔

## ۲۔ کتاب الصلاة

اس باب میں مندرجہ ذیل چیزوں کا بیان ہے:

- ۱۔ نماز کا معنی، اس کا حکم اور اس کی فضیلت
- ۲۔ نماز اور اقامت
- ۳۔ نماز، ٹیگاتہ کے اوقات
- ۴۔ نماز کی شرطیں
- ۵۔ نماز کی صفت
- ۶۔ پانچوں نمازوں کے بعد ذکر
- ۷۔ نماز کے احکام
- ۸۔ نماز کے ارکان
- ۹۔ نماز کے واجبات
- ۱۰۔ سجدہ سبوح
- ۱۱۔ جماعت نماز
- ۱۲۔ امامت کے احکام
- ۱۳۔ اہل عذر کی نماز
- ۱۴۔ جمعہ کی نماز
- ① مریض کی نماز
- ② مسافر کی نماز
- ③ خوف کی نماز
- ④ نفل نمازیں
- ۱۵۔ سنن مؤکدہ
- ۱۶۔ تہجد کی نماز
- ۱۷۔ استسقاء کی نماز
- ۱۸۔ حاجت کی نماز
- ۱۹۔ وتر کی نماز
- ۲۰۔ تراویح کی نماز
- ۲۱۔ عیدین کی نماز
- ۲۲۔ کسوف کی نماز
- ۲۳۔ چاشت کی نماز
- ۲۴۔ استسقاء کی نماز
- ۲۵۔ حاجت کی نماز
- ۲۶۔ کسوف کی نماز
- ۲۷۔ چاشت کی نماز
- ۲۸۔ استسقاء کی نماز
- ۲۹۔ حاجت کی نماز
- ۳۰۔ تراویح کی نماز



اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿حُفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْاُولٰٓئِیْهِ قُتِبَتْ عَلَیْکُمْ الْبَغْرَةُ ۚ﴾ [البقرة: ۲۳۸]  
”نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے با ادب  
کھڑے رہو۔“



## ۲۔ کتاب الصلوٰۃ

۱۔ نماز کا معنی، اس کا حکم اور اس کی فضیلت:

پانچوں وقت کی نمازیں شہادتین کے بعد اسلام کا سب سے اہم رکن ہیں۔ یہ مسلمان مرد و عورت پر ہر حال میں واجب ہیں، چاہے امن کی حالت ہو یا خوف کی حالت، چاہے سفر کی حالت ہو یا حضر کی حالت اور ہر حالت کے مطابق رکعتوں کی تعداد اور نماز کی شکل متعین کی گئی ہے۔

نماز:

یہ ایک مخصوص اقوال و افعال والی عبادت ہے جو تکبیر تحریر سے شروع ہوتی اور سلام پھیرنے پر ختم ہو جاتی ہے۔

نماز نور ہے، جس طرح نور سے راستہ معلوم کیا جاتا ہے، اسی طرح نماز راہ حق کی طرف رہنمائی کرتی اور برائیوں سے روکتی ہے۔ (العنکبوت: ۴۵)

نماز بندے اور رب کے درمیان ایک تعلق کا نام ہے۔ یہ دین کا ستون ہے۔ مسلمان اس میں اپنے رب سے مناجات کی لذت پاتا ہے، جس سے اس کا نفس پاکیزہ ہو جاتا ہے۔ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور دل مطمئن ہو جاتا ہے۔ انشراح صدر حاصل ہوتا ہے اور دنیا کے غموں و تکلیفوں سے اسے آرام مل جاتا ہے۔

نماز کا ایک ظاہری پہلو ہے، جس کا تعلق بدن سے ہے، مثلاً کھڑے ہونا، بیٹھنا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا اور دوسرے اقوال و اعمال۔

نماز کا ایک باطنی پہلو ہے جس کا تعلق دل سے ہے۔ آدمی نماز میں اپنا دل اللہ سے جوڑتا ہے،

اس کی تعظیم کرتا ہے، اس کی بڑائی بیان کرتا ہے، اس سے خوف کھاتا ہے، اس سے محبت و اخلاص کا اظہار کرتا ہے، اس کی تعریف کرتا اور اس کا شکر بجالاتا ہے۔ اس کے سامنے فروتنی و عاجزی ظاہر کرتا ہے، لہذا ظاہری پہلو ان افعال سے ظاہر ہوتا ہے جو نبی ﷺ سے نماز کے بارے میں مروی ہیں اور باطنی پہلو توحید، ایمان، اور اخلاص سے حاصل ہوتا ہے۔

نماز کی روح اللہ کی تعظیم کرنا، اس کی تعریف کرنا، اس سے مانگنا، اس سے بخشش طلب کرنا اور نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجنا اور اللہ کے نیک بندوں کے لیے سلامتی کی دعا کرنا ہے۔

شہادتین کے اقرار کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو چار چیزوں کا حکم دیا ہے: نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔ یہ اسلام کے ارکان ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں اللہ کے احکامات کو بجالانے اور اپنی خواہشات کو اللہ کے حکم کے تابع کرنے کی مشق ہوتی ہے تاکہ انسان اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق زندگی گزارے نہ کہ اپنی خواہش کے مطابق۔

مسلمان نماز میں اللہ کے احکامات کو اپنے ہر عضو پر نافذ کرتا ہے تاکہ عملی زندگی میں اللہ کے حکموں کا پابند بن جائے اور اخلاق و معاملات، کھانے پینے اور لباس وغیرہ تمام احوال میں اس کے حکموں کو نافذ کرے۔

نماز برائیوں سے روکتی ہے اور گناہوں کو مٹاتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بھلا بتاؤ! اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گا؟“ لوگوں نے کہا: نہیں، اس پر میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا: ”پانچوں نمازوں کی یہی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“

(بخاری: ۵۲۸۔ مسند: ۶۶۷)

استقامت و قلب:

اگر دل درست ہو تو سارے اعضاء درست ہوں گے اور دل دو چیزوں سے درست ہوتا ہے۔  
۱۔ اللہ کی پسند کو نفس کی پسند پر ترجیح دی جائے۔



۲۔ اللہ کے احکامات اور امور کی تعظیم کی جائے، جس کا نام شریعت ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے، جب حکم دینے والے اور منع کرنے والے یعنی اللہ رب العزت کی تعظیم کی جائے۔ انسان کوئی کام سمجھی اس لیے بھی کرتا ہے، تاکہ لوگ اس کی طرف دیکھیں یا اسے جاہ و منصب مل جائے، اسی طرح آدمی سمجھی کسی کام سے صرف اس لیے باز آ جاتا ہے تاکہ وہ لوگوں کی نگاہوں سے نہ گرے یا اس پر دنیوی سزا مثلاً حدود وغیرہ نافذ نہ کی جائیں، اس کا یہ فعل اور ترک فعل شریعت اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنے کی وجہ سے نہیں ہوتا ہے۔

### اللہ کے احکام کی تعظیم کی علامت:

بندہ اس کے اوقات و حدود کا خیال رکھے۔ اس کے ارکان و واجبات اور سنن کو بجالائے۔ اس کو اچھی طرح ادا کرنے کا حریص ہو، اس کے واجب ہو جانے کے وقت خوشی خوشی اس کو ادا کرنے کے لیے بڑھے اور اگر وہ فوت ہو جائے تو اس پر اسے صدمہ ہو، مثلاً کسی کی جماعت سے نماز فوت ہو جائے۔ اگر اللہ کے محارم کی پامالی و بے حرمتی اور نافرمانی کرنے پر اسے رنج ہو اور اس کی اطاعت کرنے پر اسے خوشی ہو۔

وہ رخصت سے غیر ضروری فائدہ نہ اٹھائے۔ احکام میں علت نہ ڈھونڈھے تاہم اگر اس کے سامنے کسی حکم میں کوئی حکمت ظاہر ہو جائے تو اس کے اندر اطاعت اور عمل کا جذبہ اور بڑھ جائے۔

### اللہ کے احکام کی اقسام:

۱۔ ایک وہ احکام جو نفس کو محبوب ہیں مثلاً پاکیزہ چیز کھانا، عورتوں سے شادی کرنا، خشکی اور سمندر کا شمار کھانا وغیرہ۔

۲۔ دوسرے وہ احکام جو نفس کو محبوب نہیں ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ پوشیدہ احکام: مثلاً دعا، ذکر، آداب، نوافل، نماز، تلاوت قرآن وغیرہ

۲۔ اوامر اقلیہ: مثلاً دعوت الی اللہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، جہاد فی سبیل اللہ۔

ایمان پوشیدہ احکام اور اوامر اقلیہ دونوں کے بجالانے سے بڑھتا ہے، لہذا اگر ایمان بڑھ جائے تو ناپسندیدہ چیز محبوب بن جاتی ہے اور نفیسی چیز خفیف بن جاتی ہے اور بندے سے جو چیزیں اللہ کو

مطلوب ہیں مثلاً دعوت اور عبادت وہ حاصل ہو جاتی ہیں اور اسی کے مطابق اعضا حرکت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر دو نفس رکھے ہیں۔ ایک نفس امارہ اور دوسرا نفس مطمئنہ۔ یہ دونوں آپس میں دشمن ہیں، اگر کوئی چیز ایک پر خفیف ہوتی ہے تو دوسرے پر گراں ہوتی ہے۔ جس چیز سے ایک کو لذت ملتی ہے دوسرے کو تکلیف ہوتی ہے۔ ایک کے ساتھ فرشتہ ہوتا ہے اور دوسرے کے ساتھ شیطان، نفس مطمئنہ کے ساتھ حق اور فرشتہ ہے اور نفس امارہ کے ساتھ باطل اور شیطان ہے اور دونوں کے درمیان کھلم کھلا لڑائی ہے۔

### نماز کا حکم:

دن اور رات میں پانچ وقت کی نمازیں ہر مکلف مسلمان پر فرض ہیں، البتہ حائضہ عورت اور نفاس والی عورت جب تک پاک نہ ہو جائے نماز نہ پڑھے۔ یہ کلمہ شہادت کے بعد اسلام کا سب سے اہم رکن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾ [نساء: ۱۰۳]

”یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔“

ارشاد گرامی ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ ذَٰلِكُمُ الْوَقْتُ الْبَاقِي﴾ [البقرة: ۲۳۸]

”نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے فرماں بردار ہو کہ کھڑے رہا کرو۔“

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“ (بخاری: ۸۔ مسلم: ۱۶)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور ان سے فرمایا: ”تم ان سے اس بات کی گواہی دینے کے لیے کہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، پس اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان

پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔“ (بخاری: ۱۳۹۵۔ مسلم: ۱۹)

### بلوغت کی علامتیں:

بالغ عاقل مسلمان ہی شریعت کا مکلف ہے۔ بلوغت کی بعض علامتیں مرد اور عورت دونوں کے درمیان مشترک ہیں، مثلاً پندرہ سال کا ہو جانا، زیر ناف بال آنا، منی کا انزال اور بعض علامتیں مردوں کے لیے خاص ہیں، مثلاً داڑھی اور مونچھ کے بال آنا اور بعض علامتیں عورتوں کے لیے خاص ہیں، جیسے حمل و حیض۔

جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے اور اگر دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اسے مارا جائے۔ (ابو داؤد: ۴۹۵ و اسنادہ حسن لذاتہ)

نماز شب معراج میں نبی ﷺ پر بھرت سے ایک سال پہلے فرض کی گئی۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ اس سے اس کی اہمیت کا پتا چلتا ہے، پھر تخفیف کی گئی اور پچاس نمازیں عملاً میں پانچ کر دی گئیں، لیکن اجر میں وہ پچاس کے برابر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے۔

### نماز کی اہمیت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا، لہذا اگر وہ کامل پائی گئی تو اسے کامل لکھا جائے گا اور اگر اس میں کوئی کمی پائی گئی تو اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرمائے گا: ”دیکھو! کیا اس نے کچھ نفل نمازیں بھی پڑھی ہیں، ان سے اس کے فرائض کی کمی پوری کر دو۔“ پھر اسی طرح سارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔“ (نسائی: ۵۶۴۔ ابن ماجہ: ۱۴۲۵)

### دن رات میں فرض نمازیں:

ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں اور وہ یہ ہیں: ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر۔

جس نے نماز کے وجوب کا انکار کیا، اس نے کفر کیا، بعض علماء کے نزدیک اسی طرح وہ شخص

بھی ہوگا، جس نے غفلت و سستی کی وجہ سے نماز ترک کر دی، لہذا اگر وہ جاہل ہے تو اسے سکھایا جائے اور اگر یہ جانتا ہے کہ وہ واجب ہیں، تو اسے توبہ کرنے کے لیے تین دن کی مہلت دی جائے، پس اگر اس نے توبہ کر لی تو ٹھیک ہے ورنہ اسے کافر سمجھ کر قتل کر دیا جائے گا۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ تَابَآ وَآمَنُوا بِالصَّلَاةِ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِذَا هُمُ مِنَ الَّذِينَ﴾

[توبہ: ۱۱]

”اب بھی اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔“

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ، وَ بَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ» (مسلم: ۸۲)

”آدمی اور کفر و شرک کے درمیان حد فاصل نماز کا چھوڑنا ہے۔“

نماز کا انکار کرنے والے کے احکام:

۱۔ زندگی میں اس کے لیے کسی مسلمان عورت سے شادی جائز نہیں اور اس کی ولایت ساقط ہو جائے گی اور اس سے اس کے بچوں کی پرورش کا حق ساقط ہو جائے گا۔ وہ وارث نہیں ہوگا، اس کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہوگا اور اسے مکہ اور حدود حرم میں جانے نہیں دیا جائے گا کیوں کہ وہ کافر ہے۔

۲۔ جب وہ مر جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے، نہ کفن پہنایا جائے، نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، اس لیے کہ وہ مسلمان نہیں ہے اور نہ اس کے لیے رحمت کی دعا کی جائے اور نہ اس کا کوئی وارث ہوگا وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اس لیے کہ وہ کافر ہے۔

جس نے نماز مطلقاً چھوڑ دی اور وہ بالکل نہ پڑھتا ہو، وہ کافر ہے اور دین اسلام سے پھر چکا ہے اور جو کبھی پڑھتا ہو اور کبھی چھوڑ دیتا ہو وہ کافر نہیں ہے لیکن فاسق ہے اور بڑے گناہ کا مرتکب ہے اور اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔

## انتظار نماز کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدھی جب تک اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا ہے، وہ نماز کی حالت میں ہوتا ہے اور فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ! تو اسے بخش دے، اس پر رحم کر، یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو کر باہر آ جائے یا اس کا وضو ٹوٹ جائے۔“ (بخاری: ۱۷۶۶۔ مسلم: ۶۴۹)

## یا وضو مسجد میں نماز کے لیے جانے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے گھر میں وضو کیا، پھر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف چلا تا کہ اللہ کے فرشتوں میں سے کسی فرض کو ادا کرے تو اس کے ایک قدم سے گناہ مٹنے ہیں اور دوسرے قدم سے درجات بلند ہوتے جاتے ہیں۔“ (مسلم: ۶۶۶)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے فرض نماز کے لیے نکلے تو اس کا اجر احرام باندھے ہوئے حاجی کے اجر کی طرح ہے اور جو شخص چاشت کی نماز کے لیے نکلے اور صرف اسی لیے تکلیف برداشت کرے تو اس کو عمرہ کرنے والے کے برابر اجر ملے گا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لیے جانا جن کے درمیان کوئی لغو بات نہ کی ہو (تو یہ عمل) علیین میں لکھا جائے گا۔“ (ابوداؤد: ۵۵۸)

## نماز میں خشوع:

نماز میں خشوع مندرجہ ذیل چیزوں سے حاصل ہوتا ہے:

۱۔ دل حاضر ہو۔ ۲۔ جو پڑھے یا سنے اسے سمجھتا ہو۔

## ۳۔ تقظیم:

یہ دو چیزوں سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک اللہ کے جلال و عظمت کی معرفت سے اور دوسرا اپنے نفس کو ذلیل و حقیر سمجھنے سے۔ جب یہ دونوں چیزیں پائی جائیں تو اللہ کے سامنے فروتنی و عاجزی کے اظہار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

## ۴۔ ہیبت و خوف:

یہ تعظیم سے بھی بلند ہے۔ یہ اللہ کی قدرت و عظمت کی معرفت سے پیدا ہوتا ہے اور اس وقت پیدا ہوتا ہے جب بندہ کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ اللہ کا حق کا حقدار نہیں کرتا۔

## ۵۔ امید:

وہ یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز پر اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے۔

## ۶۔ حیا:

یہ اس وقت پیدا ہوتی ہے جب آدمی اللہ کی نعمت کو پہچان لے اور یہ سمجھے کہ وہ اللہ کا حق کا حقدار نہیں کر رہا ہے۔

## شروع رونے کی کیفیت:

رسول اللہ ﷺ سسکی لے کر اور بلند آواز سے نہیں روتے تھے، بلکہ آپ کی دونوں آنکھیں آنسو بہاتی تھیں اور آپ کے سینے میں ہانڈی پکنے کی آواز کی طرح رونے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ آپ کبھی اللہ کے خوف سے روتے اور کبھی اپنی امت پر شفقت و خوف کھا کر روتے، کبھی میت پر رحم کھا کر روتے اور کبھی قرآن سن کر روتے، خاص طور سے جب ایسی آیتیں سننے جن میں قیامت کی ہولناکیوں اور وعدہ و وعید کا بیان ہوتا یا ایسی آیتیں ہوتیں جن میں اللہ کی نعمتوں کا ذکر یا انبیاء کی خبریں ہوتیں۔

اس فضیلت کی حفاظت جس کا تعلق عبادت سے ہے نماز میں خشوع ہے، لہذا ممکن ہو تو ایسی جگہ نماز نہ پڑھے جہاں خشوع نہ پیدا ہو جیسے بھیڑ میں۔

## اذان اور اقامت

اذان ہجرت کے پہلے سال شروع ہوئی۔

## اذان:

اذان کا مطلب نماز کا وقت ہو جانے پر مخصوص ذکر کے ساتھ لوگوں کو آگاہ کرنا ہے، جو ایک عبادت ہے۔

## اذان کی حکمت:

اذان کے ذریعہ لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے، لہذا جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آؤ جس میں بڑی بھلائی ہے۔

اذان کے ذریعہ غافل لوگوں کو بیدار کیا جاتا ہے اور بھولے ہوئے لوگوں کو نماز کی یاد دلائی جاتی ہے جو ہندسے کو اپنے رب سے قریب کرتی ہے اور اس کی کامیابی و کامرانی کا باعث ہے۔

## اقامت:

اقامت کا مطلب مخصوص ذکر کے ساتھ لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ اب نماز کے لیے کھڑے ہو جائیں، اقامت بھی ایک عبادت ہے۔

## اذان اور اقامت کا حکم:

اذان اور اقامت سرف و حضر میں مردوں کے لیے فرض کفایہ ہے، عورتوں کے لیے نہیں۔ اذان اور اقامت صرف فرض نماز اور جمعہ کی نماز کے لیے ہے۔

## نبی ﷺ کے چار مؤذن:

مدینہ میں حضرت بلال بن رباح اور عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے، مسجد قبا میں سعد القرظ تھے، اور مسجد حرام میں ابو محذورہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اذان میں ترجیع (کلمات شہادتین دہرایا) کرتے اور اقامت کے کلمات دو دو مرتبہ کہتے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان میں ترجیع نہیں کرتے تھے اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ کہتے۔

## اذان کی فضیلت:

مؤذن کو چاہیے کہ وہ بلند آواز میں اذان دے، اس لیے کہ اس کی آواز جہاں تک جائے گی وہاں تک سننے والے انسان، جنات اور چرند پرند سب قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دیں گے۔ مؤذن کی آواز جہاں تک جاتی ہے وہاں تک کی ہر چیز اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہے اور ہر خشک اور تر چیز اس کے قول کی تصدیق کرتی ہے اور اس کے لیے اس شخص کے اجر کے مثل اجر ہے

جس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”اگر لوگ یہ جان لیں کہ اذان اور پہلی صف میں کتنا ثواب ہے تو پھر بغیر قرعہ ڈالے اس کو نہ پا سکتے تو بیشک ان پر قرعہ ڈالتے۔“ (بخاری: ۶۱۵۔ مسلم: ۴۳۷)

## اذان کی کیفیت

### ۱۔ پہلی صفت:

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان میں یہ پندرہ جملے تھے:

- ۱۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، ۹۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ،
- ۲۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، ۱۰۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ،
- ۳۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، ۱۱۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ،
- ۴۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، ۱۲۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ،
- ۵۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، ۱۳۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ،
- ۶۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، ۱۴۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ،
- ۷۔ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، ۱۵۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،
- ۸۔ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ،

(ابوداؤد: ۴۹۹۔ ابن ماجہ: ۷۰۶)

### ۲۔ دوسری صفت:

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان میں انیس جملے ہیں۔ اس کے شروع میں چار مرتبہ اللہ اکبر ہے پھر ترجیع کے ساتھ ہے۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان کے یہ کلمات سکھائے، آپ نے فرمایا: کہو: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،



أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» (ابوداؤد : ۵۰۳۔ ترمذی : ۱۹۲)

### ۳۔ تیسری صفت :

حضرت ابو محمد زہری کی اذان کی طرح، جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے، البتہ اس میں اللہ اکبر شروع میں دو مرتبہ ہے، لہذا اس میں اذان کے سترہ جملے ہوئے۔ (مسلم : ۳۷۹)

### ۴۔ چوتھی صفت :

اذان کے سارے کلمات دو دو مرتبہ ہیں اور آخر میں کلمہ توحید ایک مرتبہ ہے، لہذا اس میں اذان کے تیرہ جملے ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ کہے جاتے تھے سوائے : « قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ » کے۔ (ابوداؤد : ۵۱۰۔ نسائی : ۴۸۲)

سنت یہ ہے کہ ان تمام طریقوں سے اذان دی جائے، کبھی اس طریقے سے کبھی اُس طریقے سے، ایک جگہ یہ دوسری جگہ دو تا کہ تمام سنتوں پر عمل ہو سکے اور تمام سنتوں کو زندہ کیا جاسکے، اگر قیامت کا اندیشہ نہ ہو۔

فجر کی اذان میں «حی علی الفلاح» کے بعد «الصلوة خیر من النوم، الصلوة خیر من النوم» کہے۔ یہ اذان کی مذکورہ تمام صفات میں ہے۔

### اذان صحیح ہونے کی شرطیں :

اذان ترتیب سے پے درپے دی جائے اور وقت ہو جانے کے بعد دی جائے، مؤذن مسلمان، مذکر، عاقل، یا نفع نقصان پہچاننے کی عمر تک پہنچ جائے اور اذان اسی طرح دی جائے جس طرح

حدیث میں ہے۔

اذان عمدہ اور بلند آواز میں دینا سنت ہے اور «جی علی الصلوة» کہتے وقت مؤذن دائیں طرف مڑے اور «جی علی الفلاح» کہتے وقت مؤذن بائیں طرف مڑے، سنت یہ ہے کہ مؤذن کی آواز بلند ہو۔ وہ وقت کو جاننے والا ہو اور وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے وضو کی حالت میں کھڑے ہو کر کان میں انگلی ڈال کر اذان دے اور بلند جگہ پر اذان دے۔

وقت ہونے سے پہلے پانچوں نمازوں کے لیے اذان دینا درست نہیں، البتہ رمضان میں فجر سے اتنی دیر پہلے اذان دینا سنت ہے جس میں روزہ دار سحری کھالیں اور تہجد پڑھنے والے وتر پڑھ کر نماز ختم کر لیں پھر جب فجر طلوع ہو جائے تو فجر کی نماز کے لیے دوسری اذان دی جائے۔

### اذان کا جواب:

۱۔ سنت یہ ہے کہ جو مرد یا عورت اذان کی آواز سنے وہ اسی طرح کہے جس طرح مؤذن کہتا ہے تاکہ اس کے اجر کی طرح اسے بھی اجر ملے، البتہ جب مؤذن جی علی الصلوة اور جی علی الفلاح کہے تو سامع «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ» کہے۔

۲۔ اذان ختم ہونے کے بعد مؤذن اور اذان کی آواز سننے والا رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے، ایسا کرنا سنت ہے۔

۳۔ اذان کے بعد وہ دعا پڑھے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اذان سننے کے بعد یہ دعا پڑھی: «اَللّٰهُمَّ رَبِّ هٰذِهِ الدُّعْوَةُ الشَّامَةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، اَبِ مُحَمَّدٍ الْوَسِيْلَةِ وَالْفَضِيْلَةِ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اَلَّذِي وَعَدْتَهُ» تو اس کے لیے قیامت کے دن میری سفارش واجب ہو جائے گی۔" (بخاری: ۶۱۴)

۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اذان سننے کے بعد یہ دعا پڑھی: «اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ، وَ رَسُوْلُهٗ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِاِسْلَامٍ دِيْنًا غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ» تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔" (مسلم: ۳۸۶)

۵۔ پھر اپنے لیے جو چاہے دعا کرے۔

## اذان کا جواب دینے کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم مؤذن کی اذان سنو تو اس طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو اس لیے کہ جو میرے اوپر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں بھیجے گا، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو، یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لیے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں، پس جس نے میرے لیے وسیلہ مانگا اس کے لیے میری سفارش واجب ہو جائے گی۔“ (مسلم: ۳۸۴)

جو شخص دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھے یا قوت شدہ نماز کی قضا کرے تو پہلی نماز کے لیے اذان کہہ لے پھر ہر فرض نماز کے لیے اقامت کہے۔

اگر سخت گرمی کی وجہ سے ظہر کی نماز مؤخر کرے یا عشاء کی نماز افضل وقت تک مؤخر کرے تو سنت یہ ہے کہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرے، تب اذان دے۔

جب دو یا دو سے زیادہ آدمی اذان دینے کے لیے جھگڑیں تو جس کی آواز بہتر ہو اسے ترجیح دی جائے، پھر جو دین اور عقل میں افضل ہو اسے ترجیح دی جائے، پھر جسے پڑوسی جن لیں اسے ترجیح دی جائے، پھر قرعہ اندازی کی جائے اور ایک مسجد میں دو مؤذن رکھنا بہتر ہے۔

## اذان کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سنے، پھر جب اذان دے دی جاتی ہے تو وہ پھر آتا ہے پھر جب نماز کے لیے تکبیر ہوتی ہے تو وہ پیٹھ موڑ کر بھاگتا ہے پھر جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے تو وہ پھر آتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اور کہتا ہے: فلاں بات یاد کرو، فلاں بات یاد کرو جو بات کہ اس کو یاد نہ تھی یہاں تک کہ آدمی بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔“ (بخاری: ۶۰۸۔ مسلم: ۳۸۹)

جمعہ کے دن اذان اس وقت دی جائے جب امام منبر پر خطبہ کے لیے بیٹھ جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب لوگوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو انھوں نے اس سے پہلے بھی ایک

اذان دلوائی اور صحابہ کرام نے بھی اس پر اپنی موافقت ظاہر کی۔

امام نمازیوں کی اقامت پر اجرت نہ لے اور نہ مؤذن اذان پر اجرت لے، البتہ بیت المال سے کچھ وظیفہ لے سکتا ہے۔

جو شخص مسجد میں اس وقت داخل ہو جب مؤذن اذان دے رہا ہو تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ مؤذن کی اذان کا جواب دے پھر اذان کے بعد دعا کرے اور اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک دو رکعت تحیۃ المسجد نہ پڑھ لے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا: ”تم ہمارے ساتھ دو دن نماز پڑھو“ جب سورج ڈھل گیا تو نبی ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا، چنانچہ انھوں نے اذان دی، پھر آپ نے ان سے اقامت کہنے کے لیے کہا، چنانچہ انھوں نے ظہر کی اقامت کہی، پھر آپ کے حکم سے انھوں نے عصر کی اقامت اس وقت کہی جب سورج بلند اور روشن تھا، پھر آپ کے حکم سے انھوں نے مغرب کی اقامت اس وقت کہی جب سورج ڈوب گیا، پھر آپ کے حکم سے انھوں نے عشاء کی اقامت اس وقت کہی جب شفق غائب ہو گئی، پھر آپ کے حکم سے انھوں نے فجر کی اقامت اس وقت کہی جب فجر طلوع ہو گئی، دوسرے دن آپ نے انھیں حکم دیا کہ ظہر کی اقامت اس وقت کہیں جب ٹھنڈ ہو جائے، چنانچہ انھوں نے وقت ٹھنڈا ہونے کے بعد اقامت کہی، آپ نے اسے خوب ٹھنڈا کر کے پڑھنا پسند کیا، پھر آپ نے عصر کی نماز اس وقت پڑھی جب کہ سورج بلند تھا، لیکن آپ نے اسے پہلے دن سے زیادہ مؤخر کر کے پڑھا اور آپ نے مغرب کی نماز شفق غائب ہونے سے پہلے پڑھی اور عشاء کی نماز تہا کی رات گزرنے کے بعد پڑھی اور فجر کی نماز صبح روشن ہونے کے وقت پڑھی، پھر آپ نے فرمایا: ”نماز کے وقت کے بارے میں پوچھنے والا کہاں گیا؟“ اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ہوں، آپ نے فرمایا: ”تمہاری نماز کا وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا۔“ (مسلم: ۶۱۳)

جب مؤذن نے اذان دے دی ہو تو کسی کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں الا یہ کہ کوئی عذر ہو جیسے مرض یا دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت ہو۔

## اقامت کی کیفیت:

سنت یہ ہے کہ اقامت ترتیب سے پے در پے مندرجہ ذیل طریقوں سے کہی جائے:

### ۱۔ پہلی صفت:

اس میں دس جملے کہے جائیں اور یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اقامت ہے جسے وہ نبی ﷺ کے سامنے کہتے تھے:

« اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ » (ابوداؤد: ۱۹۹)

### ۲۔ دوسری صفت:

اس میں سترہ جملے ہیں اور یہ حضرت ابو محمد درہ رضی اللہ عنہ کی اقامت ہے۔ چار مرتبہ ”اللہ اکبر“ چار مرتبہ کلمات شہادتین، چار مرتبہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح دو مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ، قد قامت الصلوٰۃ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ۔ (ابوداؤد: ۵۶۰۔ نسائی: ۶۲۸)

بہتر یہ ہے کہ کبھی اس طرح اقامت کہے اور کبھی اس طرح اقامت کہے، تاکہ سنت کی تمام شکلوں کی حفاظت ہو سکے اور سنت کو زندہ کیا جاسکے جب تک کہ فقہ کا اندیشہ نہ ہو۔

اذان اور اقامت صرف عربی زبان میں درست ہے۔

اذان اور اقامت کے درمیان دعا کرنا مستحب ہے۔

لاؤ استیکر کا استعمال اذان، اقامت، نماز اور خطبہ کے لیے جائز ہے۔

بہتر یہ ہے کہ ایک ہی آدمی اذان اور اقامت کہے، مؤذن اذان کا سب سے زیادہ مالک ہے

اور امام اقامت کا سب سے زیادہ مالک ہے (یعنی جب امام کہے تب اقامت کہی جائے)۔

اذان کے جملوں میں سے ہر جملہ ایک ایک سانس میں الگ الگ کہنا بہتر ہے اور سامع اس کا جواب بھی اسی طرح دے۔

اقامت سننے والے لیے کوئی مشروع ذکر نبی ﷺ سے ثابت نہیں جسے وہ کہے۔

سخت ٹھنڈ میں یا بارش وغیرہ میں بہتر یہ ہے کہ مؤذن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے بعد یا اذان کے بعد یہ کہے: «صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ» اپنی قیام گاہ میں نماز پڑھ لو، یا اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو، یا جو گھر میں پڑھ لے اس پر کوئی حرج نہیں۔

### سفر میں اذان اور اقامت:

حضرت مالک بن حورث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، وہ دونوں سفر کرنا چاہتے تھے، آپ نے فرمایا: ”جب تم دونوں (سفر میں نکلو) تو اذان دو اور اقامت کہو اور تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرے۔“ (بخاری: ۶۳، مسلم: ۴۸۲)

### با اعتبار اذان و اقامت کی مشروعیت نماز کی حالتیں:

- ۱۔ وہ نماز جس کے لیے اذان اور اقامت ہے: وہ پانچوں نمازیں ہیں اور جمعہ کی نماز ہے۔
- ۲۔ وہ نماز جس کے لیے صرف اقامت ہے، اذان نہیں: یہ وہ نماز ہے جو اپنے سے پہلی نماز کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے اور فوت شدہ نماز ہے جس کی قضاء کی جائے۔
- ۳۔ بعض ایسی نمازیں ہیں جن کے لیے کچھ مخصوص الفاظ میں پکارا جاتا ہے وہ کسوف اور خسوف کی نماز ہے۔
- ۴۔ وہ نماز جس کے لیے نہ اذان ہے نہ اقامت مثلاً جنازہ کی نماز، لیل نماز، عیدین کی نماز، استسقاء کی نماز وغیرہ۔

### نماز منجگانہ کے اوقات

اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر دن اور رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔

فرض نمازوں کے پانچ اوقات مندرجہ ذیل ہیں:

### ۱۔ ظہر کا وقت:

یہ زوال شمس سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک باقی رہتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جائے، خط استوا کے سایہ کے علاوہ۔ اس کو جلدی پڑھنا افضل ہے، البتہ سخت گرمی کے دنوں

میں اس کو ٹھنڈا کر کے تاخیر سے پڑھنا افضل ہے اور یہ چار رکعتیں ہیں۔

## ۲۔ عصر کا وقت:

یہ ظہر کا وقت نکل جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور سورج زرد ہو جانے تک رہتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر غروب شمس تک ہے۔ اس کو جلدی پڑھنا بہتر ہے اور یہ چار رکعتیں ہیں۔

## ۳۔ مغرب کا وقت:

یہ غروب شمس سے شروع ہوتا ہے اور سرخ شفق غائب ہونے تک رہتا ہے، اس کو جلدی پڑھنا بہتر ہے، اس میں تین رکعتیں ہیں۔

## ۴۔ عشاء کا وقت:

یہ سرخ شفق کے غائب ہونے کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور آدھی رات تک رہتا ہے۔ یہ نماز اگر رات کے تہائی حصے تک مؤخر کر کے پڑھی جائے تو افضل ہے۔ اس میں چار رکعتیں ہیں۔

## ۵۔ فجر کا وقت:

یہ صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ اس کو پہلے پڑھنا افضل ہے، اس میں دو رکعتیں ہیں۔

اگر سخت گرمی ہو تو سنت یہ ہے کہ ظہر کی نماز مؤخر کر کے پڑھی جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو، اس لیے کہ سخت گرمی جہنم کی لپٹ سے ہوتی ہے۔“

(بخاری : ۶۳۰ - مسلم : ۶۱۶)

جو شخص ایسے ملک میں رہے جہاں گرمی میں سورج نہیں ڈوبتا اور ٹھنڈ میں نہیں نکلتا ہے یا ایسے ملک میں رہے جہاں چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات ہوتی ہے تو وہ پانچوں نمازیں ہر چوبیس گھنٹوں میں پڑھ لیا کرے اور اس سے جو سب سے قریب ملک ہو، جہاں نماز کے اوقات کی تمیز کی جاتی ہو اس کے حساب سے اوقات کا اندازہ لگائے اور تعین کرے۔

## نماز کی شرطیں:

۱۔ حدیث اصغر اور حدیث اکبر سے طہارت

۲۔ بدن، کپڑا اور نماز کی جگہ کا پاک ہونا۔

۳۔ نماز کا وقت ہو جانا۔

۴۔ ایسے لباس سے زینت اختیار کرنا جو شرم گاہ کو چھپانے والا ہو۔

۵۔ قبلہ کی طرف رخ کرنا۔

۶۔ نیت کرنا، یعنی تکبیر تحریرہ سے پہلے، جو نماز پڑھ رہا ہے اس کی نیت دل میں کرے، زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں۔

✽ مسلمان کو صاف ستھرے اور اچھے لباس میں نماز پڑھنا چاہیے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لیے زینت اختیار کی جائے، ازار آدھی پنڈلی تک ہو اور اگر آدھی پنڈلی تک نہ ہو تو ٹخنے سے اوپر ہو، نماز اور نماز کے علاوہ دوسری حالتوں میں بھی ازار ٹخنے سے نیچے لگانا حرام ہے۔

✽ مرد کی شرم گاہ ناف سے گھٹنے تک ہے اور عورت نماز میں اپنا پورا بدن چھپائے سوائے چہرے، ہتھیلی اور قدم کے اور اگر انہی مردوں کی موجودگی میں نماز پڑھ رہی ہو تو پورا بدن چھپائے۔

✽ سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز تارکی میں شروع کرے اور تارکی ہی میں ختم کرے اور کبھی اس وقت ختم کرے جب تارکی چھٹ جائے اور صبح روشن ہو جائے۔

## صحرا میں سونے والا نماز کی قضا کیسے کرے؟

جو لوگ سفر میں ہوں اور اتفاق سے سو جائیں پھر اس وقت انہیں جب سورج طلوع ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ اپنی جگہ سے کوچ کر جائیں پھر قنوی دور چلنے کے بعد وضو کریں پھر ان میں سے کوئی اذان دے پھر فجر کی دو رکعت سنت پڑھیں پھر اقامت کہی جائے اور پھر فجر کی نماز پڑھیں۔

## نماز کے درمیان نیت بدلنا:

① ہر عمل کے لیے نیت ضروری ہے اور کسی معین چیز سے دوسری معین چیز کے لیے نیت بدلنا جائز



نہیں، مثلاً نماز کے درمیان عصر کی نیت بدل کر ظہر کی نیت کرنا جائز نہیں اور نہ مطلق سے معین کے لیے نیت بدلنا جائز ہے، جیسے نفل نماز پڑھ رہا ہو پھر نماز کے دوران فجر کی نیت کرنے لگے تو یہ جائز نہیں، البتہ معین سے مطلق کے لیے نیت بدلنا جائز ہے مثلاً کوئی شخص تنہا فرض نماز پڑھ رہا ہو پھر جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے اس کو نفل بنالے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

② نمازی نماز کی حالت میں مقتدی یا منفرد سے امام ہونے کی نیت کر سکتا ہے، اسی طرح مقتدی سے منفرد ہونے کی نیت کر سکتا ہے یا فرض کی نیت سے نفل کی نیت کر سکتا ہے لیکن نفل کی نیت سے فرض کی نیت نہیں کر سکتا۔

③ نمازی اپنے جسم کے ساتھ اپنا رخ قبلہ کی طرف کرے اور دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہو۔  
④ مسلمان نماز میں جو لباس چاہے پہنے اس کے لیے صرف وہی لباس پہننا حرام ہے جو بعیہ حرام ہے جیسے مردوں کے لیے ریشم پہننا حرام ہے یا ایسا لباس پہننا جس میں جاندار کی تصویریں ہوں، یہ مرد اور عورت دونوں کے لیے حرام ہے یا ایسا لباس جو اپنے وصف کی وجہ سے حرام ہو جیسے مرد عورت کا لباس پہنے یا ایسا کپڑا پہنے جو ٹخنے سے نیچے لٹک رہا ہو یا وہ حرام طریقے سے حاصل کیا گیا ہو جیسے چھین کر یا چرا کر یہ سب لباس حرام ہیں۔

⑤ ساری زمین میں نماز پڑھنا درست ہے، سوائے حمام، پاخانہ، غصب کی ہوئی جگہ، نجس جگہ، اونٹوں کے باڑے اور قبرستان، البتہ جنازے کی نماز قبرستان میں پڑھنا جائز ہے۔

⑥ اگر نماز کا وقت ہو جانے کے بعد بمحنت کو افاقہ ہو جائے یا کافر اسلام لے آئے یا حائضہ عورت پاک ہو جائے تو ان پر اس وقت کی نماز پڑھنا لازم ہے۔

⑦ اگر حائضہ عورت کا خون ایسے وقت میں منقطع ہوا جس میں غسل ممکن نہیں تھا اور وقت گزرنے کے بعد ہی غسل کرنا ممکن ہوا تو وہ غسل کرے اور نماز پڑھے اگرچہ وقت نکل گیا ہو، اسی طرح جنبی آدمی اگر اس وقت بیدار ہوا جب سورج نکلنے والا تھا اور جب تک وہ غسل کرنے لگا سورج نکل گیا تو سنت یہ ہے کہ وہ غسل کرے اور طلوع آفتاب کے بعد نماز پڑھ لے، اس لیے کہ سونے والے کے لیے نماز کے وقت کا اعتبار اس وقت سے ہوگا جب سے وہ بیدار ہوا ہے۔

مسلمان پر واجب ہے کہ وہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھے اور اگر قبلہ معلوم نہ ہو سکے اور نہ کوئی ایسا شخص ملے جس سے وہ قبلہ کے بارے میں پوچھ سکتا ہو تو اجتہاد کرے اور جس طرف قبلہ ہونے کا غالب گمان ہو اس طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے پھر اگر اس کو یہ معلوم ہو کہ اس نے غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے تو اس پر اعادہ نہیں ہے۔

جس کی عقل سوجانے یا نشہ میں ہونے کی وجہ سے زائل ہو جائے اس پر فوت شدہ نماز کی قضا ضروری ہے اسی طرح اگر کسی شخص کی عقل مباح کام کرنے کی وجہ سے زائل ہو جائے، مثلاً بے ہوشی کا، بکھشن لگوانے اور دوا استعمال کرنے کی وجہ سے تو اس پر قضا ہے اور اگر اس کی عقل بغیر اس کے اختیار کے زائل ہو جائے تو اس پر قضا نہیں، مثلاً وہ اچانک بے ہوش ہو جائے۔

### نمازوں کی قضا:

بعض نمازوں کا وقت اگر فوت ہو جائے تو عذر زائل ہونے کے بعد ان کی قضا ہے جیسے پانچوں نمازیں اور بعض ایسی نمازیں ہیں جن کا وقت اگر فوت ہو جائے تو اس کی قضا نہیں مثلاً جمعہ کی نماز کہ اگر یہ فوت ہو جائے تو اس کی جگہ ظہر کی نماز پڑھی جائے اور بعض ایسی نمازیں ہیں جس کی قضا نہیں ہے الا یہ کہ اس کے وقت میں کی جائے اور وہ عید کی نماز ہے۔

فوت شدہ نماز کی ترتیب سے قضاء فوراً واجب ہے اور اگر ترتیب بھول گیا ہے یا معلوم نہیں ہے یا جس نماز کا ابھی وقت ہے اس کے وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہے یا جمعہ کی نماز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے تو ترتیب ساقط ہو جائے گی۔

جس نے کوئی فرض نماز شروع کر دی پھر اسے خیال آیا کہ اس سے پہلے والی نماز اس نے نہیں پڑھی ہے تو جو نماز اس نے شروع کی ہے اسے پوری کرے پھر فوت شدہ نماز پڑھے، اسی طرح مثلاً کسی کی عصر کی نماز فوت ہو گئی ہو اور وہ مسجد میں اس وقت پہنچے جب مغرب کی نماز پڑھی جا رہی ہو تو وہ امام کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ لے پھر عصر کی نماز پڑھے۔

جو شخص سو گیا ہو اور نماز نہ پڑھ سکا ہو یا نماز بھول گیا ہو تو جب یاد آئے وہ نماز پڑھ لے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جو شخص کوئی نماز بھول جائے یا سو جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے

کہ یاد آتے ہی پڑھ لے۔“ (بخاری: ۵۹۷۔ مسلم: ۶۸۴)

❖ جب نمازی اپنا موزہ یا جوتا نکالے تو اسے اپنے دائیں جانب نہ رکھے بلکہ انھیں اپنے پیروں کے درمیان رکھ لے یا اپنے بائیں جانب رکھے اگر بائیں جانب کوئی نہ ہو، جوتا پسینے میں سنت یہ ہے کہ پہلے وایاں پیر جوتے میں ڈالا جائے پھر بایاں پیر اور جب جوتا نکالا جائے تو پہلے بایاں پیر نکالا جائے پھر وایاں پیر۔ نیز آدمی ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔

❖ اگر مسجد تنگ ہو جائے تو راستے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

❖ نماز میں اپنا چہرہ ڈھانچا اور منہ اور ناک پر کپڑا لپیٹنا مکروہ ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۴۲، ۳ و إسناده حسن لذاته من قول عبد الله بن عمر، النعمري عن نافع حسن الحديث و عن غيره ضعيف الحديث، و فی مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۴۲/۲ عن محمد بن سيرين و إبراهيم و مسلم بن يزيد و سالم بن عبد الله بن أبي نعيم الصحيح والحسنه)

❖ جس چیز کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کے اندر لا علمی اور بھول چوک کو عذر نہیں بنایا جاسکتا، مثلاً اگر لا علمی کی بنا پر یا بھول کر بغیر وضو نماز پڑھ لی تو اس پر گناہ نہیں لیکن اس پر وضو کرنا اور نماز کا اعادہ واجب ہے، البتہ جس چیز سے منع کیا گیا ہے اس میں لا علمی اور بھول چوک کو عذر بنایا جاسکتا ہے مثلاً اگر کسی نے نماز پڑھ لی اور اس کے پیرے میں نجاست لگی ہوئی ہے جسے وہ نہیں جانتا ہے یا جانتا تھا مگر بھول گیا تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

❖ بہتر یہ ہے کہ آدمی اس مسجد میں نماز پڑھے جو اس کے قریب ہو۔ بشرطیکہ امام صحیح العقیدہ ہو اور کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔

مسجد میں داخل ہونے کے آداب:

مسلمان مسجد کی طرف سکون و وقار سے جائے اور انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل نہ کرے اس لیے کہ وہ نماز کی حالت میں ہوتا ہے۔

(أبو داؤد: ۵۶۲۔ ترمذی: ۳۸۶۔ مستدراج: ۲۴۱/۴، ۲۴۳، ۲۴۴، ح:

(۱۸۲۸۲، ۱۸۳۱۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب نماز کے لیے تکبیر کہہ دی جائے تو تم دوڑتے ہوئے نہ آؤ، بلکہ سکون و اطمینان سے آؤ پس جتنی نماز (جماعت سے) پاؤ اسے پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اسے پوری کر لو اس لیے کہ تم میں سے کوئی شخص جب نماز کا قصد کرتا ہے تو وہ نماز ہی کی حالت میں ہوتا ہے۔“

(بخاری : ۸۰۹، مسلم : ۶۰۶)

پہلے دایاں پیر مسجد میں رکھا جائے اور یہ دعا پڑھی جائے : «أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ، وَبِرَّحْمَةِ الْكَرِيمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» (ابوداؤد : ۴۶۶)

”میں اللہ بزرگ و برتر، اس کی ذات شریف اور اس کی قدیم بادشاہیت کے ذریعے شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں۔“ «يَا سَمِيعُ اللّٰهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ»

”اللہ کے نام سے (داخل ہوتا ہوں) اور اللہ کے رسول پر درود و سلام نازل ہوں، اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“

جب مسجد سے نکلے تو اپنا پایاں پیر نکالے اور یہ دعا پڑھے : «يَا سَمِيعُ اللّٰهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ»

”اللہ کے نام سے، اللہ کے رسول پر درود و سلام نازل ہو، اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل و کرم کا سوال کر رہا ہوں۔“

ابن ماجہ میں ان الفاظ کا اضافہ ہے :

«اَللّٰهُمَّ اَعْصِ حَبْنِىْ مِنَ الشَّيْطَانِ»

”اے اللہ! مجھ کو شیطان مردود سے محفوظ رکھ۔“

(ابوداؤد : ۴۶۵، ابن ماجہ : ۷۷۳، ابن منی : ۸۸، واصلہ فی مسلم : ۷۱۳)

جب مسجد میں داخل ہو تو مسجد میں موجود لوگوں کو سلام کرے، پھر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے، پھر اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جائے اور جماعت کھڑی ہونے تک قرآن کی تلاوت، نوافل یا اللہ

کے ذکر میں مشغول رہے، وہ پہلی صف میں امام کے دائیں جانب ہونے کی کوشش کرے۔

مسجد میں ضرورت مند شخص کبھی کبھی سو سکتا ہے مثلاً مسافر یا وہ فقیر جس کا کوئی ٹھکانا نہ ہو۔

(ابن حبان : ۶۶۸۴ - مستدرک حاکم : ۱۵/۳، ۱۴/۳ : ۴۲۹۰ - مسند احمد :

۳/۴۸۷، ج : ۸۴-۱۶ و اسنادہ صحیح - ابو داؤد : ۵۰۴۰ و اسنادہ حسن لذاتہ)

البتہ مسجد کو مستقل سونے اور قیلولہ کرنے کی جگہ بنانا درست نہیں، سوائے حالت احکاف وغیرہ کے۔

نماز پڑھنے والے کو سلام کرنا:

اگر آدمی ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہا ہو تو مستحب یہ ہے کہ وہ اسے سلام

کرے اور نماز پڑھنے والا اس کو سلام کا جواب اشارے سے دے، چاہے انگلیوں سے اشارہ کرے

یا ہاتھ سے، البتہ کلام نہ کرے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، اس وقت آپ نماز

پڑھ رہے تھے، میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے اشارے سے میرے سلام کا جواب دیا۔ (ابوداؤد :

۹۲۵ - ترمذی : ۳۶۷)

مسجد میں اپنے لیے جگہ خاص کرنا:

سنت یہ ہے کہ آدمی مسجد آنے میں سبقت کرے پس اگر اس نے اپنی جائے نماز بچھا رکھی ہے

اور تاخیر سے پہنچا ہے تو اس نے شریعت کی مخالفت و طریقوں سے کی، ایک یہ کہ وہ تاخیر سے پہنچا

حالاں کہ اسے پہلے آنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ مسجد کا ایک حصہ اس نے غصب کر لیا اور

دوسروں کو وہاں نماز پڑھنے سے روک دیا جب کہ وہ اس سے پہلے پہنچے ہیں، لہذا اگر کوئی شخص مسجد

میں اپنی جائے نماز بچھا دے اور خود تاخیر سے آئے تو جو شخص پہلے آئے وہ اسے اٹھا دے اور اس کی

جگہ نماز پڑھ لے اور اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

## نماز کی صفت

اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان مرد اور عورت پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں: ظہر، عصر،

مغرب، عشاء، فجر۔

جو شخص نماز پڑھنا چاہے وہ پہلے وضو کرے، پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے سترے سے قریب کھڑا ہو، اس کے اور سترے کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے، نمازی اپنے اور سترہ کے درمیان سے کسی چیز کو نہ گزرنے دے اور جو شخص نمازی اور اس کے سترہ کے درمیان سے گزرے، وہ گناہ گار ہوگا۔

حضرت ابو جحیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا یہ جان لے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو اس کو چالیس سال تک کھڑا رہنا اس کے سامنے سے گزر جانے سے بہتر معلوم ہو۔" (بخاری: ۵۱۰۔ مسلم: ۵۰۷)

جو شخص نماز پڑھنا چاہے وہ اپنے دل میں نماز پڑھنے کی نیت کرے پھر اللہ اکبر کہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور ہاتھوں کو اس حال میں اٹھائے کہ ان کی انگلیاں پھیلی ہوئی ہوں، ان کا اندرونی حصہ قبلے کی طرف ہو اور انھیں موڑ دھون تک اٹھائے، یا کانوں کے اوپر کے حصے تک اٹھائے۔ کبھی یہ کرے اور کبھی وہ تا کہ سنت زندہ ہو اور اس کے تمام شروع طریقوں پر عمل ہو۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پھلی، گٹے اور بازو پر رکھ کر انھیں اپنے سینے پر رکھے اور کبھی کبھی دائیں ہاتھ سے بایاں ہاتھ پکڑے اور انھیں اپنے سینے پر رکھے اور اپنے سجدے کی جگہ پر خشوع سے دیکھے۔

پھر اپنا نماز ان دعاؤں اور اذکار کے ساتھ شروع کرے جن کا بیان حدیث میں ہے، وہ دعائیں یہ ہیں:

۱۔ «اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنْقَى الثُّوبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الذَّنَسِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالنَّجِّ وَالْمَاءِ وَالْهَرْدِ» (بخاری: ۷۴۴۔ مسلم: ۵۹۸)

”اے اللہ! تو میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی ہی دوری کر دے جیسی تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری کی ہے۔ اے اللہ! تو میرے گناہوں کو ایسے ہی پاک صاف کر دے جیسے کہ سفید کپڑا میل پکیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! تو میرے گناہوں کو برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔“

یا یہ دعا پڑھے: «سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰی جَدُّكَ وَ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ» "اے اللہ! تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیری بزرگی بہت بلند ہے اور تیرے سلاو کوئی معبود نہیں۔" (ابوداؤد: ۷۷۵۔ ترمذی: ۲۴۳)

پھر سری طور پر: «اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ» پڑھے۔

یا یہ کہے: «اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ حَمْرِهِ وَ نَفْعِهِ وَ نَفْسِهِ» (ابوداؤد: ۷۷۵۔ ترمذی: ۲۴۲)

پھر سری طور پر یہ پڑھے: «يَسْمِعُ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ»

پھر سورۃ فاتحہ پڑھے اور ہر آیت کے اختتام پر ٹھہرے، جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوگی، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے سوائے ان نمازوں اور رکعتوں کے جن میں امام جہراً قراءت کرتا ہے۔ ایسی نمازوں اور رکعتوں میں وہ سرا پڑھے اور امام کی قراءت سنے۔

جب سورۃ فاتحہ پڑھ لے تو آمین کہے خواہ امام ہو یا مقتدی ہو یا تنہا نماز پڑھ رہا ہو۔ اپنی آواز کھینچے اور امام اور مقتدی جہری نمازوں میں زور سے ایک ساتھ آمین کہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، اس لیے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے گی اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔"

ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی آمین کہا کرتے تھے۔

(بخاری: ۷۸۱۔ مسلم: ۴۰۱)

پھر سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی دو رکعتوں میں کوئی سورت یا قرآن کی بعض آیتیں پڑھے، جو اس کے لیے آسان ہوں تبھی لمبی پڑھے اور کبھی مختصر، خاص طور سے جب سفر کرتا ہو، کھانسی کا مسئلہ ہو، مرض لاحق ہو یا بچہ رو رہا ہو تو مختصر کر دے، اکثر پوری سورت پڑھے اور کبھی کبھی ایک سورت دو رکعتوں میں پڑھے اور کبھی کبھی وہی ایک پوری سورت دوسری رکعت میں دہرائے اور کبھی ایک رکعت میں دو سورتیں یا اس سے زیادہ پڑھ لے اور قرآن کو اچھی آواز میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھے۔

فجر کی نماز اور مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں جہراً قراءت کرے اور ظہر اور عصر کی نماز

میں اور مغرب کی تیسری رکعت میں اور عشاء کی بعد والی دلوں رکعتوں میں سر آقراءت کرے اور ہر آیت کے آخر میں ٹھہرے۔

پانچوں نمازوں میں مندرجہ ذیل سورتوں کا پڑھنا سنت ہے۔

قراءت سے فارغ ہونے کے بعد کیا کرے؟

جب قراءت سے فارغ ہو تو تھوڑی دیر خاموش رہے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک یا کانوں تک اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔

حالت رکوع میں اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے گویا کہ ان کو پکڑے ہوئے ہے۔ اپنی انگلیوں کو پھیلائے رکھے۔ کہنیاں اپنے دونوں پہلوؤں سے الگ رکھے۔ پیٹھ ہموار اور سیدھی ہو اور اپنا سر پیٹھ کے برابر جب یہ اطمینان ہو جائے تو سبحان ربی العظیم پڑھے۔

حالت رکوع میں مشروع دعائیں:

- ۱۔ «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» تین مرتبہ یا اس سے زیادہ (مسلم: ۷۷۲، ابن ماجہ: ۸۸۸)
- ۲۔ «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَ بِحَمْدِهِ» تین مرتبہ (ابوداؤد: ۸۷۰، دارقطنی: ۳۴۱/۱، وصححه الألبانی فی صفة الصلاة: ۱۳۳)
- ۳۔ «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» رکوع اور سجدہ میں اسے کثرت سے پڑھے۔ (بخاری: ۷۹۴، مسلم: ۴۸۴)

- ۴۔ یا یہ دعا پڑھے: «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ» (مسلم: ۴۸۷)
- ۵۔ یا یہ دعا پڑھے: «اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ أَمْسَتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعْتُ لَكَ سَمْعِي، وَبَصَرِي، وَمُخِي وَعَظْمِي وَعَصْبِي» (مسلم: ۷۷۱)
- ۶۔ یا یہ دعا پڑھے: «سُبْحَانَ ذِي الْعَبْرَاتِ وَالْمَلَكُوتِ، وَالْكِبَرِيَاءِ، وَالْعَظَمَةِ» یہ دعا رکوع اور سجدہ دونوں میں پڑھ سکتا ہے۔ (ابوداؤد: ۸۷۳، نسائی: ۱۰۴۹)

بہتر یہ ہے کہ کبھی ایک دعا پڑھے اور کبھی دوسری تاکہ سنت کو زندہ کیا جاسکے، پھر رکوع سے اپنا سر اٹھائے یہاں تک کہ بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے اور اس کا ہر جوڑ اپنی جگہ لوٹ آئے اور اپنا



ساتھ مونڈھوں یا کانوں تک اٹھائے، پھر انھیں چھوڑ دے اور سبح اللہ کہہ کر چاہے امام ہو یا تنہا نماز پڑھ رہا ہو۔ (بخاری: ۷۳۲۔ مسلم: ۴۱۱)

### رکوع کے بعد کیا کہے؟

- ۱۔ «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» (بخاری: ۷۳۲۔ مسلم: ۴۱۱)
  - ۲۔ یا یہ کہے: «رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ» (بخاری: ۷۸۹)
  - ۳۔ یا یہ کہے: «اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ» (بخاری: ۷۹۶۔ مسلم: ۴۰۹)
  - ۴۔ یا یہ کہے: «اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» (بخاری: ۷۹۵)
- بہتر یہ ہے کہ کبھی یہ کہے اور کبھی وہ کہے تاکہ سنت کو زندہ کیا جاسکے اور کبھی اس میں یہ بڑھا دے: «حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ» (بخاری: ۷۹۹)
- اور کبھی اس میں یہ بڑھا دے:

«مِلَّةُ السَّمَاءِ، وَمِلَّةُ الْأَرْضِ، وَمِلَّةُ مَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالنَّجْلِ وَالْبَرْدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يَنْقَى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْوَسْخِ» (مسلم: ۷)

اور کبھی اس میں یہ بڑھا دے:

«مِلَّةُ السَّمَاوَاتِ، وَمِلَّةُ الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا، وَمِلَّةُ مَا بَيْنَتْ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ، اَهْلُ النَّارِ وَالْمَحْدِ، لَا مَانِعَ لِمَا أُعْطِيَتْ، وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعَتْ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْحَدِّ مِنْكَ الْحَدُّ» (مسلم: ۴۷۸)

سنت یہ ہے کہ آدمی اس حالت میں اطمینان سے کچھ دیر کھڑا رہے، پھر اللہ اکبر کہے اور سجدہ میں چلا جائے اور اپنے سات اعضا پر سجدہ کرے۔ دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں قدم، پیشانی اور ناک اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر گھٹنوں سے پہلے رکھے پھر اپنی پیشانی ناک کے ساتھ رکھے اور اپنی ہتھیلیوں پر ٹیک لگائے اور ان دونوں کو پھیلائے رہے اور انگلیوں کو ملائے رہے اور ان کا رخ قبلہ کی طرف رکھے اور انھیں مونڈھوں یا کانوں کے برابر رکھے۔

اپنی ناک اور پیشانی زمین پر رکھے اور اپنے پاؤں کو پہلوؤں سے دور رکھے۔ پیٹ ران سے

دور رکھے اور دونوں کہنوں اور ہاتھوں کو زمین سے اٹھا کر رکھے۔ اپنے گھٹنوں اور قدم کے اطراف کو زمین پر رکھے اور اپنے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کے سروں کو قبلہ کی طرف کیے رہے۔ پیروں کو کھڑا رکھے اور دونوں پیروں کے درمیان فاصلہ ہو، اسی طرح دونوں رانوں کے درمیان بھی فاصلہ رکھے اور اطمینان سے سجدہ کرے۔ خوب دعا کرے اور رکوع یا سجدہ میں قرآن نہ پڑھے۔

پھر اپنے سجدے میں وہ دعائیں پڑھے جو حدیث میں بیان کی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱۔ تین مرتبہ یا اس سے زیادہ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى» کہے۔

(مسلم: ۷۷۲۔ ابن ماجہ: ۸۸۸)

۲۔ یا تین مرتبہ یہ کہے: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ»

(ابوداؤد: ۸۷۰۔ دارقطنی: ۳۴۱/۱۔ وصححه الألبانی فی صفة الصلاة: ۱۳۳)

۳۔ یا یہ کہے: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» (بخاری: ۷۹۴۔

مسلم: ۴۸۴)

۴۔ یا یہ کہے: «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ» (مسلم: ۴۸۷)

۵۔ یا یہ کہے: «اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي

لِلَّذِي خَلَقَهُ وَفُورَهُ، مَتَى سَمِعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ»

(مسلم: ۱۸۷)

۶۔ یا یہ کہے: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّةً وَجِلَّةً، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَغَلَاظَتَهُ وَ

مِرَّةً» (مسلم: ۴۸۳)

۷۔ یا یہ کہے: «اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَ بِمَعْفَاتِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَ

أَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ»

(مسلم: ۴۸۶)

۸۔ یا یہ کہے: «سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ» (مسلم: ۴۸۵)

پھر سجدہ سے اپنا سر اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھائے اور اپنا پایاں پاؤں بچھا کر اور دایاں پاؤں کھڑا کر کے بیٹھ جائے۔ اس کی انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں اور دایاں ہاتھ ران پر یا گھٹنے پر رکھے اور گھٹنوں پر اپنی انگلیوں کو پھیلائے۔

پھر اس بیٹھک میں وہ دعائیں پڑھے جو حدیث میں آئی ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱۔ « اَللّٰهُمَّ (اور ایک روایت میں رب کا لفظ ہے) اَعْفِرْ لِيْ، وَارْحَمْنِيْ اِ وَاجْبُرْنِيْ اِ

[وَارْفَعْنِيْ] وَاهْدِنِيْ، وَعَافِنِيْ، وَارْزُقْنِيْ » (ابوداؤد ۱۰۵۸، ابن ماجہ ۸۹۸)

۲۔ « رَبِّ اغْفِرْ لِيْ، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ » (ابن ماجہ ۷۹۸)

پھر اللہ اکبر کہہ کر دوسرا سجدہ کرے اور اس سجدے میں بھی وہی کرے جو پہلے سجدہ میں کیا ہے جس کا بیان گزر چکا ہے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدے سے اپنا سر اٹھائے اور کبھی اس تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو بھی اٹھائے پھر اپنے بائیں پیر پر سیدھا بیٹھ جائے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ لوٹ آئے۔ اس جلوس کا نام 'جلسہ استراحت' ہے اس میں کوئی دعا اور ذکر نہیں۔

پھر زمین پر ٹیک لگاتے ہوئے دوسری رکعت کے لیے اٹھے اور اس رکعت میں بھی ویسے ہی کرے جیسے کہ پہلی رکعت میں کیا ہے البتہ دوسری رکعت پہلی رکعت سے مختصر کرے اور اس میں شروع کی دعا و ثنا پڑھے۔

پھر تین یا چار رکعت والی نمازوں میں دو رکعت پڑھنے کے بعد پہلے تشہد کے لیے بیٹھے۔ وہ اس طرح سے کہ اپنی بائیں پیر بچھا لے اور دائیں پیر کھڑا رکھے اور اپنے ہاتھوں اور انگلیوں کو اس طرح رکھے جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی حالت میں رکھتا ہے۔ البتہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی مٹھی بنا لے اور شہادت کی انگلی سے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے یا تو اس کو اوپر نیچے کرتا رہے یا بغیر حرکت دیے اٹھائے رہے اور اپنی نگاہ اس کی طرف رکھے جب اپنی انگلی سے اشارہ کرے تو اٹھوٹھے کو بیچ والی انگلی پر کرے اور کبھی ان کے ذریعہ طوقہ بنائے البتہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں گھٹنے پر پھیلا کر رکھے۔

**تشہد:**

پھر سری طور پر تشہد پڑھے، جو اس طرح ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ ﷺ نے تشہد اس طرح سکھایا تھا:

« الشَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ

رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا، وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ  
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ» (بخاری : ۸۳۱۔  
مسلم : ۴۰۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ ﷺ نے تشہد اس طرح سکھایا تھا:  
« اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمُبَارَكَاتِ الصَّلَوَاتِ الطَّيِّبَاتِ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ  
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا، وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ  
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ» (بخاری : ۸۳۱۔  
مسلم : ۴۰۲)

### دروود:

پھر سر انبی ﷺ پر درود بھیجیے، وہ اس طرح ہے:

۱۔ «اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَ عَلَى  
آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا  
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ» (بخاری : ۳۳۷۰۔  
مسلم : ۴۰۶)

۲۔ یا اس طرح کہے: «اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَ عَلَى أَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ، كَمَا  
صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَ عَلَى أَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ، كَمَا  
بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَ عَلَى أَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ، كَمَا  
بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ» (بخاری : ۳۳۶۰۔ مسلم : ۴۰۷)  
کبھی اس کو پڑھئے اور کبھی اس کو تاکہ سنت کا احیا ہو اور اس کی تمام شکلوں کی حفاظت ہو۔

پھر اگر تین رکعت والی نماز ہے جیسے مغرب یا چار رکعت والی نماز ہے جیسے ظہر، عصر اور عشاء تو  
دو رکعت پڑھنے کے بعد تشہد اول پڑھ کر اور نبی ﷺ پر درود بھیج کر (جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا  
ہے) تیسری رکعت کے لیے اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو جائے اور کھڑے ہوتے وقت اپنا ہاتھ زمین پر  
ٹیک لے اور اس تکبیر کے ساتھ سونڈھوں یا کانوں تک اپنے ہاتھوں کو اٹھائے پھر انھیں سینے پر رکھے

پھر سورہ فاتحہ پڑھے پھر تیسری رکعت مکمل ہونے کے بعد آخری تشہد کے لیے بیٹھ جائے اگر وہ مغرب کی نماز ہے اور اگر وہ چار رکعت والی نماز ہو تو جب چوتھی رکعت کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو اللہ اکبر کہے پھر جلسہ استراحت کے لیے بائیں ہاتھ پر سیدھا بیٹھ جائے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ لوٹ آئے پھر ہاتھ سے زمین پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو یہاں تک کہ بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے۔

آخری دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے لیکن اس کے ساتھ بعض آیات بھی پڑھ سکتا ہے خاص طور سے ظہر کی نماز میں اور کبھی صرف سورہ فاتحہ پڑھنے پر اکتفا کرے۔

ظہر، عصر اور عشاء کی چوتھی رکعت پڑھنے کے بعد سرین کے بل آخری تشہد کے لیے بیٹھے اور مغرب کی تیسری رکعت پڑھنے کے بعد تشہد کے لیے بیٹھے، بیٹھنے کی صفت اس طرح ہوگی۔

۱۔ اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھے، بائیں پیر بچھا لے، اس کو دایاں ران اور پنڈلی کے نیچے سے نکال لے اور زمین پر سرین رکھ کر بیٹھے۔ (بخاری: ۸۲۸)

۲۔ اپنا بائیں سرین زمین پر نیچے اور اپنے دونوں قدموں کو ایک جانب سے نکال لے اور بائیں کو اپنی ران اور پنڈلی کے نیچے کرے۔ (مسلم: ۵۷۹۔ ابوداؤد: ۷۳۱)

بہتر یہ ہے کہ کبھی یہ کرے کبھی وہ کرے تاکہ سنت زندہ ہو۔

پھر تشہد یعنی ”الغیاث.....“ پڑھے اور نبی ﷺ پر درود بھیج جیسا کہ پہلے تشہد میں ہے۔

پھر احادیث میں مذکور دعاؤں میں سے جو چاہے پڑھے، چند ایک درج ذیل ہیں:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ» (مسلم: ۵۸۸)

”اے اللہ! میں عذاب جہنم، عذاب قبر، زندگی اور موت کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے

سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

«اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاعْفُ عَنِّي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ» (بخاری: ۸۳۴)

(مسلم: ۲۷۰۵)

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ»

(مسلم: ۷۷۱)

«اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ»

(بخاری فی الأدب المفرد رقم: ۷۷۱- ابوداؤد: ۵۰۲۶: ۱۵۲۶)

ہر جہری طور پر اپنے دائیں جانب یہ کہہ کر سلام پھیرے: «الَسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ» یہاں تک کہ اس کے دائیں گال کی سفیدی دیکھی جائے اور اپنے بائیں جانب یہ کہہ کر سلام پھیرے: «الَسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ» یہاں تک کہ اس کے بائیں گال کی سفیدی دیکھی جائے۔

(مسلم: ۵۸۲- ابوداؤد: ۹۹۶- اس ماجہ: ۹۱۴)

پہلے سلام کے ساتھ دیر کا تہ بھی بڑھایا جاسکتا ہے یعنی «الَسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ» کہے اور بائیں جانب «الَسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ» بھی کہا جاسکتا ہے۔

(ابوداؤد: ۹۹۷)

بکھی دائیں جانب «الَسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ» بھی کہا جاسکتا ہے اور بائیں جانب صرف «الَسَّلَامُ عَلَیْکُمْ»۔ (نسائی: ۱۳۲۱)

اور اگر دو رکعت والی نماز ہو، چاہے فرض ہو یا نفل، تو آخری رکعت کے دوسرے سجدہ کے بعد تشہد کے لیے بیٹھ جائے، اب اپنے بائیں پیر پر بیٹھے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھے۔ (بخاری: ۸۲۸) اور تشہد پڑھے۔

حضرت براہ بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ کا رکوع اور سجدہ، اور دونوں سجدوں کے درمیان کا بیٹھنا اور رکوع سے اپنا سر اٹھانا سوائے قعود اور قیام کے، تقریباً برابر (واقعہ کے) ہوتا۔“ (بخاری: ۷۹۲- مسلم: ۴۷۱)

عورت نماز میں ویسے ہی کرے گی جیسے مرد کرتا ہے کیوں کہ یہ حدیث مرد و زن دونوں کے لیے عام ہے: «صَلُّوْا سَمْعًا رَّأٰیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ» ”تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“ (بخاری: ۶۳۱)

سلام پھیرنے کے بعد امام مقتدیوں کی طرف اپنا رخ پھیرے، کبھی اپنے دائیں طرف سے

اور کبھی بائیں طرف سے یہ سب سنت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ جب سلام پھیرتے تو صرف اتنی دیر تک بیٹھتے جتنی دیر آپ یہ دعا پڑھتے:

«اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَ مِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْحَلَالِ وَالْاِكْرَامِ»

(مسلم: ۵۹۲)

حضرت ہبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہماری امامت کرتے پھر کبھی اپنے دائیں اور بائیں دونوں جانب سے پھرتے۔

(ابوداؤد: ۵۱۰۴۱ - ترمذی: ۳۰۱)

### نماز پنجگانہ کے بعد کے اذکار

جب نماز فرض نماز سے فارغ ہو جائے اور سلام پھیر دے تو وہ دعائیں پڑھے جو نبی ﷺ سے نماز کے بعد ثابت ہیں یہ دعائیں ہر نماز اپنے اپنے طور پر جبراً پڑھے، دعائیں یہ ہیں:

« اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ » (مسلم: ۵۹۱)

پھر یہ کہے:

«اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَ مِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْحَلَالِ وَالْاِكْرَامِ»

(مسلم: ۵۹۲)

«لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ

ذَا الْحَدِّ مِنْكَ الْحَدُّ» (بخاری: ۴۴۸ - مسلم: ۳۹۵)

«لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ

السُّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّيْنَ

وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ» (مسلم: ۵۹۴)

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: ”جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہے، یہ ۹۹ ہوئیں، پھر سو پورا کرنے کے لیے یہ کہے:

«لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» (مسلم: ۵۹۷)

تو اس کی خطائیں معاف کر دی جائیں گی چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

۲۵ مرتبہ سبحان اللہ، ۲۵ مرتبہ الحمد للہ، ۲۵ مرتبہ اللہ اکبر اور ۲۵ مرتبہ لا الہ الا اللہ بھی کہہ سکتا ہے۔  
(ترمذی: ۳۴۱۳۔ وقال حدیث صحیح نسائی: ۱۳۴۱)  
نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”بعض تسبیحات ایسی ہیں کہ اگر ہر فرض نماز کے بعد کہی جائیں تو ان کا کہنے والا ناکام نہیں ہوگا اور وہ یہ ہیں: ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر۔“ (مسلم: ۵۹۶)

نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر ہر فرض نماز کے بعد تم میں سے کوئی شخص دس مرتبہ سبحان اللہ کہے، دس مرتبہ الحمد للہ کہے اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہے، تو یہ زبان پر ۱۵۰ ہونے لیکن میزان میں ۱۵۰۰ ہوں گے۔“ (ترمذی: ۴۸۱۔ نسائی: ۱۳۴۷)

ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھے یعنی ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾۔  
(ابوداؤد: ۵۱۵۲۳۔ ترمذی: ۲۹۰۳)  
ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی تو مرنے کے بعد اسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔“  
(نسائی: ۹۹۲۸۔ طبرانی فی الکبیر: ۱۱۴/۸۔ دیکھیے صحیح الجامع: ۶۴۶۴)

آیت الکرسی:

«اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ» (البقرہ: ۲۵۵)



## فجر کے بعد کیا پڑھے؟

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ کر سلام پھیرتے تو یہ کہتے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا» (ابن ماجہ: ۹۲۵)

تسبیح باتھ کی انگلیوں پر گئی جائے:

حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کہا کہ: ”تم تسبیح، جلیل اور تقدیس کیا کرو اور انھیں انگلیوں کی پوروں پر گنواں لیے کہ ان سے سوال کیا جائے گا اور بولنے کے لیے کہا جائے گا اور تم غافل نہ رہو اور رحمت کو نہ بھول جاؤ۔“ (ابوداؤد: ۵۔ ترمذی: ۸۳۵۳)

فجر اور عصر کی نماز کے بعد ذکر کے لیے بیٹھنے کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں کچھ ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھوں جو فجر کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں یہ میرے نزدیک اس بات سے بہتر ہے کہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلاموں کو آزاد کروں اور میں کچھ ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھوں جو عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک اللہ کا ذکر کرتے ہیں یہ میرے نزدیک اس بات سے بہتر ہے کہ میں چار غلاموں کو آزاد کروں۔“

(ابوداؤد: ۳۶۶۷)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب فجر کی نماز پڑھتے تو اپنے مصلیٰ پر بیٹھے رہتے یہاں تک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جاتا۔ (صحیح ابن حبان: ۲۰۶۴۔ ترمذی: ۵۶۵)

## نماز کے احکام

نمازی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے خواہ امام ہو یا مقتدی یا تنہا نماز پڑھے، چاہے سری نماز ہو یا جہری، فرض ہو یا نفل ہر رکعت میں اس کا پڑھنا ضروری ہے۔

جسے سورۃ فاتحہ یاد نہ ہو وہ اپنی نماز میں جو قرآن آسان لگے پڑھ لے اور اگر وہ کچھ بھی قرآن نہ پڑھ سکتا ہو تو یہ کہے:

«سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا

قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ» (ابوداؤد: ۸۳۲۔ نسائی: ۹۲۴)

اگر نماز کا شروع کا حصہ نمازی سے فوت ہو جائے تو نماز کا جو حصہ اسے امام کے ساتھ ملا ہے وہ اس کے لیے شروع کا حصہ ہوگا اور سلام پھیرنے کے بعد بقیہ نماز پوری کرے۔

اگر نماز کے دوران بے وضو ہو جائے یا اسے یاد آئے کہ وہ بے وضو ہے تو وہ دل میں سوچ کر پلٹ جائے، دائیں بائیں سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے اور وہ بے وضو ہو تو وہ اپنی ناک پکڑ کر باہر نکل آئے۔“ (ابوداؤد: ۱۱۱۴۔ ابن ماجہ: ۱۲۲۲)

سنت یہ ہے کہ نمازی ہر رکعت میں ایک پوری سورت پڑھے اور اگر وہ ایک سورت دو رکعتوں میں تقسیم کر کے پڑھے تو ایسا کر سکتا ہے۔ ایک رکعت میں کئی سورتیں بھی پڑھ سکتا ہے اور ایک ہی سورت کو دونوں رکعتوں میں دہرا سکتا ہے لیکن ایسا معمول نہ بنائے بلکہ کبھی کبھی کرے۔

نمازی فرض نماز میں سورت کے شروع سے یا آخر سے یا بیچ سے پڑھ سکتا ہے۔

نمازی کے لیے دو سورتیں:

ایک تکبیر تحریمہ کے بعد جس میں وہ دعا و ثنا پڑھے گا دوسرا قراءت سے فارغ ہونے کے بعد اور رکوع سے پہلے اس سورت کی مدت بس اتنی ہوگی کہ وہ اپنی سانس درست کر سکے۔

دعائے استفتاح تین قسم کی ہے، ان میں سب سے اعلیٰ وہ ہے جس میں اللہ کی تعریف ہے جیسے: «مُبْتَخَانُكَ اَللّٰهُمَّ.....» اس کے بعد وہ ہے جس میں بندے کی طرف سے اللہ کی عبادت کے بارے میں خبر ہے جیسے:

«وَجْهَتُ وَجْهِي.....» پھر وہ ہے جو بندے کی طرف سے دعا ہے جیسے: «اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ

بَيْنِي

فرض نماز کو ان کے وقت سے مؤخر کر کے پڑھنا منع ہے الا یہ کہ دو نمازوں کو جمع کرنے کی نیت ہو یا سخت خوف یا مرض کی حالت میں نماز پڑھی جائے۔

نماز کے دوران نمازی آسمان کی طرف اپنی نگاہ نہ اٹھائے۔

## نماز میں مکروہ چیزیں:

مندرجہ ذیل چیزیں نماز میں مکروہ ہیں:

نماز میں ادھر ادھر مڑ کر دیکھنا اِلا یہ کہ کسی ضرورت سے ہو مثلاً خوف وغیرہ کے باعث، آنکھ بند کرنا، چہرہ ڈھانپنا، کتے کی طرح چٹولی کھڑی کر کے بیٹھنا، کوکھ اور سرین کو زمین پر روک کر کوئی عیث کام کرنا، کوکھ پر ہاتھ رکھنا، ایسی چیز کی طرف دیکھنا جو نمازی کو غافل کر دے، عجدہ میں اپنے ہاتھوں کو بچھانا، پانچنا یا پیشاب روک کر نماز پڑھنا، یا پیٹ میں ہوا کو روک کر نماز پڑھنا، کھانا حاضر ہو، اس کی اشتہا بھی ہو بندہ اس پر قادر ہو لیکن اس کھانے کی بجائے نماز پڑھنا، بال یا کپڑے لٹکانا، منہ ڈھانپنا، سر کے بال یا کپڑے سنبھالنا، بھائی لینا، مسجد میں تھوکتنا (اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا ہے) نماز میں اور نماز کے علاوہ میں بھی قبلہ کی طرف تھوکتنا جائز نہیں۔

پانچنا، پیشاب اور ہوا روکنے والے کو چاہیے کہ وہ ہوا خارج کر دے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے اور اگر پانی نہ ہو تو وہ تنہم کر لے اور نماز پڑھے اس میں زیادہ خشوع حاصل ہوگا۔

نماز میں ادھر ادھر دیکھنا شیطان کی جھپٹ ہے۔ شیطان بندے کی نماز پر ایک جھپٹ مارتا ہے۔ اس التفات کی دو قسمیں ہیں، ایک حسی جو بدن سے ہوتا ہے دوسرا معنوی جو دل سے ہوتا ہے۔ معنوی التفات کا علاج یہ ہے کہ تین مرتبہ اپنے بائیں جانب تھوکتو کرے اور شیطان رنجیم سے اللہ کی پناہ مانگے (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے) اور حسی التفات کا علاج یہ ہے کہ وہ پوری طرح اپنے آپ کو قبلہ کی طرف کر لے۔

بہتر یہ ہے کہ امام یا تہما نماز پڑھنے والا سفر و حضر میں چاہے فرض نماز ہو یا نفل ایسے سترہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھے جو کھڑا ہو مثلاً دیوار، ستون، چٹان، لاشی، نیزہ وغیرہ چاہے مرد ہو یا عورت اور امام کا سترہ مقتدیوں کا سترہ ہوگا یا امام مقتدیوں کا سترہ ہوگا نماز پڑھنے والے کے سترے کے درمیان سے گزرنا منع ہے۔ نماز پڑھنے والا گزرنے والے کو روکے چاہے مکہ میں ہو یا کسی اور جگہ میں ہو لیکن روکنے کے باوجود اگر وہ گزر جائے تو گناہ گزرنے والے پر ہوگا اور اس کی نماز میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (ان شاء اللہ)

اگر امام یا تہما نماز پڑھنے والے کے سامنے سے عورت گلدھایا کالا کتا گزر جائے اور سترہ نہ ہو

تو ان کی نماز باطل ہو جائے گی لیکن ان میں سے اگر کوئی مقتدی کے سامنے سے گزرے تو مقتدی کی نماز باطل نہیں ہوگی اور نہ امام کی نماز باطل ہوگی۔ جو شخص سترہ کی طرف نماز پڑھے دو سترہ سے قریب ہو جائے تاکہ شیطان اس کے اور سترہ کے بیچ سے نہ گزر سکے۔

نماز میں رفع الیدین کی جگہیں:

- ۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کی اور اللہ اکبر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ ان کو مونڈھوں کے برابر کر دیا اور رکوع کی تکبیر کے وقت بھی ایسا ہی کیا اور جب «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» کہا تب بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا: «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» (بخاری: ۷۳۸۔ مسلم: ۳۹۰)
- ۲۔ نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے اس کو نبی ﷺ سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ (بخاری: ۷۳۹)

### نماز کے دوران بوقت ضرورت مباح کام:

گجڑی یا رومال پیننا، سر کا کپڑا سنبھالنا، آگے پیچھے ہونا، منبر پر چڑھنا اور اس سے اترنا، پائیں طرف تھوکنا، لیکن دائیں طرف یا سامنے تھوکنا جائز نہیں، یہ اس صورت میں ہے جب مسجد کے علاوہ کسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو اور اگر مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے تو اپنے کپڑے میں تھوکے، سانپ اور بچھو وغیرہ مارنا۔

کسی عذر کی وجہ سے کپڑے یا عمامہ یا رومال پر سجدہ کرنا مباح ہے، مثلاً سخت گرمی ہو۔ اگر کسی آدمی سے گھر میں آنے کی اجازت مانگی جائے اور وہ نماز میں ہو تو اس کا سبحان اللہ کہنا اس کی اجازت ہے اور اگر عورت نماز میں ہو تو اس کا تالی بجانا اس کی اجازت ہے۔ اگر نماز میں چھینک آئے تو الحمد للہ کہنا مستحب ہے اور اگر نماز میں کوئی نئی نعمت مل جائے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھائے اور الحمد للہ کہے۔

تہا نماز پڑھنے والا اگر جہری قراءت کرے تو آمین جہراً کہے اور اگر سری قراءت کرے تو آمین سرّاً کہے۔

تہا نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) کہ وہ جہری نماز میں جہری قراءت کرے یا سری بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہ دے جیسے سونے والے کو یا مریض کو اور عورت کے پاس اجنبی مرد نہ ہوں۔

## نماز کے ارکان

نماز کے ارکان جن کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی چودہ ہیں:

- ۱۔ تکبیر تحریمہ۔
- ۲۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ۔
- ۳۔ رکوع
- ۴۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔
- ۵۔ سات اعضاء پر سجدہ کرنا۔
- ۶۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔
- ۷۔ دوسرا سجدہ کرنا۔
- ۸۔ آخری تشہد کے لیے بیٹھنا۔
- ۹۔ تشہد پڑھنا (التحیات للہ.....)
- ۱۰۔ نبی ﷺ پر درود بھیجنا (اللہم صل علی محمد.....)
- ۱۱۔ ہر رکن اطمینان و سکون سے کرنا۔
- ۱۲۔ ارکان کے درمیان ترتیب۔
- ۱۳۔ سلام پھیرنا۔

اگر نماز پڑھنے والے نے ان ارکان میں سے کوئی رکن جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور اگر تکبیر تحریمہ نہ جاننے کی وجہ سے یا بھول کر چھوڑ دے تو اس کی نماز بالکل

نہیں ہوگی۔

اگر نماز پڑھنے والا غلطی کی وجہ سے یا بھول کر ان ارکان میں سے کوئی رکن چھوڑ دے تو جب یاد آئے اس کی طرف لوٹے اور اس رکن کو پورا کرے اور اس کے بعد جو نماز ہے وہ پڑھے جب تک کہ وہ دوسری رکعت میں اس رکن کی جگہ تک نہیں پہنچتا اور اگر دوسری رکعت میں اس رکن تک پہنچ گیا ہے تو دوسری رکعت پہلی رکعت کے قائم مقام ہو جائے گی اور پہلی رکعت (جس میں رکن کو بھول گیا ہے) باطل ہو جائے گی، مثلاً اگر کوئی شخص رکوع بھول جائے اور سجدہ کر لے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جب یاد آئے تو رکوع کی طرف لوٹے لیکن اگر وہ دوسری رکعت کے رکوع تک پہنچ گیا ہے تو دوسری رکعت پہلی رکعت کے قائم مقام ہو جائے گی اور پہلی رکعت باطل ہو جائے گی اور سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہولازی ہوگا۔

امام اور اکیلے کے لیے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے، اس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جائے گی البتہ مقتدی اس کو ہر رکعت میں سر اُپر نہ لے۔

### نماز کے واجبات

۱۔ تکبیر تحریر کے علاوہ تمام تکبیرات

۲۔ رکوع کی حالت میں تسبیح و تعظیم

۳۔ امام اور تنہا نماز پڑھنے والوں کے لیے (سبح اللہ لمن حمدہ) کہنا۔

۴۔ امام، مقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والوں کے لیے (ربنا وک الحمد) کہنا۔

۵۔ سجدہ کی حالت میں تسبیح و دعا۔

۶۔ دونوں سجدوں کے درمیان دعا۔

۷۔ پہلے تشہد کے لیے بیٹھنا۔

۸۔ پہلا تشہد پڑھنا۔

اگر نماز پڑھنے والا ان واجبات میں سے کوئی واجب جان بوجھ کر چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور اگر بھول جائے اور اس کے بعد کے رکن تک پہنچنے سے پہلے اسے یاد آجائے تو فوراً اس کی طرف رجوع کرے اور اس کو کر کے پھر اپنی نماز مکمل کرے، پھر سجدہ سہو کرے اور

سلام پھیرے۔

اور اگر اس وقت یاد آئے جب وہ اس کے بعد کے رکن تک پہنچ گیا ہے تو رجوع کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ واجب ساقط ہو جائے گا اسے چاہیے کہ سجدہ سہو کرے اور پھر سلام پھیرے۔  
ان مذکورہ ارکان اور واجبات کے علاوہ نماز کی صفت میں ابھی جو چیزیں بیان کی گئی ہیں وہ سب سنت ہیں، کرنے والے کو ثواب ملے گا اور نہ کرنے والے کو کوئی سزا نہیں ملے گی، یہ اقوال و افعال کے سنن ہیں۔

### اقوال کے سنن:

جیسے دعائے ثنا، اعوذ باللہ، بسم اللہ کہنا، آمین کہنا اور سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھنا۔

### افعال کے سنن:

جیسے اللہ اکبر کہنے کے وقت مذکورہ جگہوں میں رفع یدین کرنا، وایں ہاتھ بائیں ہاتھ پر قیام کی حالت میں رکھنا، ہیر بچھانا اور آخری تشهد میں سرین زمین پر رکھ کر بیٹھنا وغیرہ۔

### جن چیزوں سے نماز باطل ہو جائے گی:

- ۱۔ اگر کوئی رکن یا شرط جان بوجھ کر یا بھول کر چھوڑ دیا ہے یا کوئی واجب جان بوجھ کر چھوڑ دیا ہے۔
- ۲۔ بغیر ضرورت زیادہ حرکت کرنا۔
- ۳۔ جان بوجھ کر شرم گاہ کھولنا۔
- ۴۔ جان بوجھ کر بات کرنا، ہنسنا اور کھانا پینا۔

نفل نماز کے بعد دعا غیر مشروع ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے، جو شخص اللہ سے دعا کرنا چاہے وہ فرض یا نفل نماز میں سلام سے پہلے دعا کرے اور اگر کسی ضرورت سے نماز کے بعد دعا کرے تو کوئی حرج نہیں۔

نماز کے بعد جو بھی چیزیں پڑھنے کے لیے آئی ہیں اگر وہ دعا ہے تو سلام سے پہلے ہے اور اگر وہ ذکر ہیں تو سلام کے بعد ہیں۔

بر فرض نماز کے بعد استغفار مشروع ہے کیوں کہ بہت سے نمازی نماز میں کمی و زیادتی کرتے

ہیں یا تو مشروریت ظاہرہ میں کمی کرتے ہیں جیسے قراوت، رکوع، سجدہ وغیرہ یا مشروریت باطنہ میں کمی و زیادتی کرتے ہیں جیسے خشوع و خضوع اور دل کا حاضر رہنا وغیرہ، لہذا استغفار کرنے سے اس کوتاہی کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

محدث (جس کو حدث لاحق ہو) جنبی اور عائضہ اور نفاس والی عورت زبان اور دل سے ذکر کر سکتے ہیں، مثلاً سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، ولا الہ الا اللہ اور دعا پڑھ سکتے ہیں اور نبی ﷺ پر درود و سلام بھیج سکتے ہیں۔

اگر نماز پڑھنے والے پر کوئی نماز باقی ہے اور اس کو اس وقت یاد آیا جب وہ دوسری نماز میں ہو مثلاً کسی کو یاد آیا کہ اس کی عصر کی نماز باقی ہے اور اس نے مغرب کی نماز شروع کر دی ہے تو وہ مغرب کی نماز پڑھ لے پھر عصر کی نماز پڑھے۔

ذکر اور دعا آہستہ پڑھنا مطلقاً افضل ہے سوائے ان دعاؤں کے جن کے جہرا پڑھنے کا ثبوت ہے، جیسے پانچوں نمازوں کے بعد ذکر کرنا، تلبیہ کہنا، یا کسی مصلحت سے زور زور سے دعا پڑھنا مثلاً کسی جاہل کو سنار ہا ہوا ایسی صورت میں جہرا پڑھنا افضل ہے۔

اگر امام دو رکعت پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور تشہد کے لیے نہیں بیٹھا پھر اسے سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ گیا تو وہ بیٹھ جائے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا ہے تو بیٹھنے کی ضرورت نہیں بلکہ سلام سے پہلے سجدہ سو کر لے۔

جو شخص نماز کے لیے نکلا اور وہ اس وقت مسجد میں پہنچا جب لوگ نماز پڑھ چکے ہوں تو اس کو وہی ثواب ملے گا جو ان لوگوں کو ملے گا جنہوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر (مسجد) گیا اور لوگوں کو اس حال میں پایا کہ انہوں نے نماز پڑھ لی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہی ثواب دے گا جو ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے جماعت سے نماز ادا کی ہے اور ان کے اجر میں سے کچھ کی نہیں کی جائے گی۔“ (ابوداؤد: ۵۶۴۔ نسائی: ۸۵۵)

آمین دو جگہوں پر کہی جائے:

۱۔ ایک تو نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد، چاہے وہ امام ہو یا مقتدی یا تنہا نماز پڑھنے والا، امام اور



مقتدی اس کو جبراً کہیں گے اور مقتدی امام کے ساتھ ہی آمین کہے گا نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد اور دعائے قنوت میں بھی آمین کہنا مشروع ہے خواہ وہ وتر ہو یا قنوت نازلہ ہو۔

۲۔ جب نماز سے باہر سورہ فاتحہ پڑھی جائے تو قاری اور سامع دونوں آمین کہیں اسی طرح جب مطلق یا متعید دعا پڑھی جائے جیسے نماز جمعہ، نماز استسقاء اور نماز کسوف وغیرہ میں خطیب کی دعا تو ایسے موقع پر آمین کہی جائے۔

### سجدہ سہو

تجوّد سہو:

یہ فرض یا اقل نماز میں دو سجدے ہیں جنہیں جلوس میں کیا جاتا ہے، ان کے بعد سلام پھیر دیا جاتا ہے اور تشبہ نہیں پڑھا جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ اس سے بھول چوک ہوتی رہتی ہے اور شیطان اس کی نماز کو فاسد کرنے میں لگا رہتا ہے جس کی وجہ سے اس کو نماز میں شک ہو جاتا ہے، وہ کبھی نماز زیادہ پڑھ لیتا ہے اور کبھی کم، اللہ تعالیٰ نے شیطان کی ناک خاک آلود کرنے اور نقصان کی تکالیف کرنے کے لیے سجدہ سہو کو مشروع کیا ہے۔

نبی ﷺ سے بھی نماز میں سہو ہوا ہے اس لیے کہ یہ بشری کمزوری ہے اس لیے جب نماز میں آپ سے سہو ہوا تو آپ نے فرمایا: ”میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں میں بھی اسی طرح بھولتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہو، لہذا جب میں بھولوں تو تم مجھے یاد دلادیا کرو۔“ (بخاری: ۴۰۱۶۔ مسلم: ۵۷۲۰)

سجدہ سہو کے تین اسباب ہیں:

زیادتی، کمی، شک۔

سجدہ سہو کی چار حالتیں ہیں:

۱۔ اگر نماز پڑھنے والا بھول کر نماز کی جنس میں سے کوئی فعل زیادہ کرے جیسے قیام رکوع یا سجدہ، مثلاً وہ دو مرتبہ رکوع کرے یا جہاں بیٹھنا چاہیے وہاں کھڑا ہو جائے یا چار رکعت والی نماز پانچ رکعت پڑھ لے تو اس کے اوپر سجدہ سہو اس کی زیادتی کی وجہ سے سلام کے بعد واجب ہے

چاہے اس نے سلام سے پہلے یا اس کے بعد اس کو یاد کیا ہو۔

۲۔ اگر نماز پڑھنے والا نماز کے مذکورہ ارکان میں سے کوئی رکن چھوڑ دے اور اس کو اس کے بعد والی رکعت میں اس رکن کی جگہ تک پہنچنے سے پہلے یاد آ جائے تو اس پر رجوع واجب ہے۔ وہ رکن پورا کرے پھر اس کے بعد جو نماز ہے وہ پڑھے اور اگر اس کو اس کے بعد والی رکعت میں اس رکن کی جگہ تک پہنچنے کے بعد یاد آئے تو وہ رجوع نہیں کرے گا بلکہ دوسری رکعت پہلی مانی جائے گی اور یہ پہلی رکعت باطل ہو جائے گی اور اگر اس کو سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا تو اس رکن کو پورا کرے اور اس کے بعد جو نماز ہے صرف اس کو پڑھے اور سلام کے بعد سجدہ سہو کرے۔

اور اگر کرم نماز پڑھی ہے اور سلام پھیر دیا ہے جیسے کسی نے چار رکعت والی نماز تین رکعت پڑھ لی ہے پھر سلام پھیر دیا ہے پھر اسے یاد آیا کہ اس نے تین ہی رکعت پڑھی ہے تو بغیر تکبیر کے نماز کی نیت کر کے کھڑا ہو جائے اور چوتھی رکعت پڑھ لے پھر تشهد میں بیٹھے پھر سلام پھیرے اور اس کے بعد سجدہ سہو کرے۔

۳۔ اگر نماز پڑھنے والے نے نماز کے مذکورہ واجبات میں سے کسی واجب کو چھوڑ دیا ہے، مثلاً پہلا تشهد بھول گیا تو یہ تشهد اس سے ساقط ہو جائے گا اور سلام سے پہلے اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔  
۴۔ اگر رکعت کی تعداد میں نماز پڑھنے والے کو شبہ ہو مثلاً یہ کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہے یا چار تو جو کم ہے اسے مانے اور بقیہ نماز پوری کرے اور سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کر لے اور اگر دونوں احتمالات میں سے کسی ایک کے بارے میں غالب گمان ہو تو غالب گمان پر عمل کرے اور سلام کے بعد سجدہ کر لے۔

اگر کوئی مشروع قول ایسی جگہ کہہ دے جو اس کا موقع محل نہیں، مثلاً رکوع یا سجدہ میں قرآن پڑھنا یا قیام کی جگہ تشهد میں بیٹھ گیا تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

اگر مقتدی امام کے ساتھ کوئی رکن یا کئی ارکان عذر کی وجہ سے ادا نہیں کر سکا تو وہ اس کو کرے اور اپنے امام کو پالے۔

سجدہ سہو میں وہی ذکر و دعا پڑھے جو نماز کے سجدے میں پڑھی جاتی ہے۔  
 اگر نماز مکمل ہونے سے پہلے بھول کر سلام پھیر لیا اور جلد ہی اس کو یاد آیا تو نماز پوری کر کے  
 سلام پھیرے پھر سجدہ سہو کرے اور اگر سجدہ سہو بھول جائے اور سلام پھیر دیا اور نماز کے سنانی کوئی  
 کام جیسے بات چیت وغیرہ کر لیا تو سجدہ سہو کرے پھر سلام پھیرے۔  
 اگر سلام سے پہلے اور سلام کے بعد دو مرتبہ سجدہ لازم ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ سلام سے  
 پہلے سجدہ کرے۔

مقتدی امام کی اتباع کرتے ہوئے سجدہ کرے اور اگر مقتدی بعد میں آیا ہو اور امام سلام  
 پھیرنے کے بعد سجدہ کرے تو اگر سہو نماز کے اس حصہ میں ہو جسے اس نے امام کے ساتھ پڑھی ہے  
 تو سلام کے ساتھ اس پر سجدہ سہو لازم ہے اور اگر اس کے نماز میں شامل ہونے سے پہلے امام بھولا  
 ہے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں۔

### جماعت سے نماز

جماعت سے نماز اسلام کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے۔ یہ عبادت میں فرشتوں کی صفوں  
 کے مشابہ ہے اور قیادت میں لشکر کے مشابہ ہے، یہ لوگوں کے درمیان محبت کا سبب ہے، آپس میں  
 تعارف کا ذریعہ ہے اس سے لوگوں میں آپس میں ہمدردی پیدا ہوتی ہے، اس سے مسلمانوں کی  
 عزت و قوت اور وحدت کا اظہار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے معلوم اوقات میں مسلمانوں کے لیے اجتماع مشروع کیا ہے۔ ان میں سے بعض  
 دن و رات میں ہے جیسے پانچوں نمازیں اور بعض ہفتہ میں ایک مرتبہ ہے جیسے جمعہ اور بعض سال  
 میں دو مرتبہ ہے جیسے عیدین اور بعض سال میں ایک مرتبہ ہے جیسے وقوف عرفہ اور ان میں سے بعض  
 وہ ہیں جو احوال بدلنے کے وقت ہیں جیسے استسقا اور کسوف کی نمازیں۔

### جماعت کا علم:

ہر مکلف صاحب قدرت مسلمان مرو پر پانچوں نمازیں جماعت سے پڑھنا واجب ہے، چاہے  
 سفر ہو یا حضر، امن کی حالت ہو یا خوف کی۔

## مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جماعت سے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ بہتر ہے۔“

اور ایک روایت میں پچیس درجہ ہے۔ (بخاری: ۶۴۵، ۶۴۶۔ مسلم: ۶۵۰، ۶۴۹)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر اللہ کے گھر میں سے کسی گھر کی طرف چلا تا کہ اللہ کے فرائض میں سے کوئی فریضہ ادا کرے تو اس کے ایک قدم سے گناہ جھڑتے ہیں اور دوسرے قدم سے درجہ بلند ہوتے ہیں۔ (مسلم: ۶۶۶)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص صبح یا شام مسجد کی طرف (نماز کے لیے) جائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمان نوازی کا سامان کر دے گا جب جب دو صبح یا شام کو جائے گا۔“ (بخاری: ۶۶۶۔ مسلم: ۶۶۹)

اپنے محلہ کی مسجد میں فرض نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے پھر اس مسجد میں جو اس سے قریب ہو اور اس میں جماعت کی تعداد زیادہ ہو پھر جو اس سے قریب ہو سوائے مسجد حرام اور مسجد نبوی کے اس لیے کہ ان دونوں مسجدوں میں نماز پڑھنا مطلقاً افضل ہے۔

اگر امام نے کسی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ لی ہے تو پھر اس میں دوبارہ اس نماز کو جماعت سے پڑھا جاسکتا ہے۔

سرحد کے لوگوں کا ایک ہی مسجد میں نماز پڑھنا مستحب ہے لیکن اگر دشمن کا خوف ہو تو ہر آدمی اپنی جگہ نماز پڑھ لے۔

## عورتوں کا مسجد میں جانے کا حکم:

عورتیں مساجد میں جماعت کی نماز میں شرکت کر سکتی ہیں بشرطیکہ وہ مردوں سے الگ رہیں اور پردے کا انتظام ہو اور بہتر یہ ہے کہ ان کی جماعت مردوں سے الگ ہو چاہے ان کا امام انھی میں سے ہو یا مردوں میں سے کوئی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہاری عورتیں تم سے رات میں مسجد میں جانے کے لیے اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دیا کرو۔“ (بخاری: ۹۶۵۔ مسلم: ۴۴۲)

اگر کوئی شخص مسجد میں اس وقت داخل ہو جب لوگ رکوع کی حالت میں ہوں تو سنت یہ ہے کہ وہ داخل ہوتے ہی رکوع میں چلا جائے پھر رکوع کی حالت میں چلتے ہوئے صف میں شامل ہو۔ جماعت میں کم از کم دو آدمی ہوں جماعت میں جتنے زیادہ لوگ ہوں گے اتنا ہی بہتر ہے اور اللہ کو پسند ہے۔

جو شخص اپنی قیام گاہ میں فرض نماز پڑھ چکا ہو پھر کسی قوم کی مسجد میں آئے اور وہ نماز (جماعت سے) پڑھ رہے ہوں تو سنت یہ ہے کہ وہ ان کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے اور یہ نماز اس کے لیے نفل ہو جائے گی اور جس نے کوئی فرض نماز مسجد میں امام کے ساتھ جماعت سے پڑھی ہو پھر کسی دوسری مسجد میں جائے تو نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔

جب فرض نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو اس فرض نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز نہ پڑھی جائے اور اگر اقامت کہنے کے وقت وہ نفل نماز میں ہو تو اس کو ملکی پڑھ کر پوری کر لے اور جماعت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر شامل ہو جائے۔

جو شخص کسی عذر کی وجہ سے مثلاً مرض یا خوف کی وجہ سے مسجد میں جماعت سے نہ پڑھ سکے تو اس کو وہی اجر ملے گا جو جماعت سے پڑھنے والوں کو ملے گا لیکن اگر بغیر کسی عذر کے جماعت میں شامل نہیں ہوا اور تنہا نماز پڑھ لی تو اس کی نماز تو صحیح ہوگی لیکن اسے (اجر و ثواب کے اعتبار سے) بہت نقصان ہوگا اور بہت گناہ ہوگا۔

جماعت اور تکبیر اولیٰ کی فضیلت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس دن جماعت سے نماز پڑھی اور اس کی تکبیر اولیٰ نہیں چھوٹی تو اس کے لیے دو براءت لکھی جائیں گی، ایک جہنم سے براءت اور دوسرے نفاق سے براءت۔“ (ترمذی: ۲۴۱)

## امامت کے احکام

امامت کی بڑی اہمیت و فضیلت ہے، نبی ﷺ نے خود امامت کی ہے اور آپ کے خلفائے راشدین نے امامت کی ہے، امام کے اوپر بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے، امام ضامن ہے اور اگر وہ اچھی امامت کرے تو اس کے لیے بڑا اجر ہے اور ہر مقتدی کے اجر کے مثل بھی اسے ثواب ملے گا۔ مقتدی اپنی پوری نماز میں امام کی پیروی کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے پس جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ (سمع اللہ لمن حمد) کہے تو تم (ربنا لک الحمد) کہو اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔“ (بخاری: ۲۲۷۔ مسلم: ۷۱۴)

### امامت کا حقدار کون ہے؟

سب سے زیادہ امامت کا حقدار وہ ہے جو قرآن کا سب سے بڑا قاری اور عالم ہو پھر وہ شخص جو سنت کو سب سے زیادہ جاننے والا ہو۔ پھر وہ شخص جس نے ہجرت کی ہو، پھر وہ شخص جو اسلام پہلے لایا ہو، پھر وہ شخص جو عمر میں بڑا ہو یہ اس وقت ہے جب نماز کا وقت ہو جائے اور لوگ کسی کو بڑھانا چاہیں لیکن اگر مسجد کا کوئی امام مقرر ہو اور وہ موجود ہو تو وہ زیادہ حقدار ہے۔

حضرت ابوسعید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کی امامت وہ شخص کرائے جو اللہ کی کتاب کا سب سے بڑا قاری ہو اور اگر وہ قراءت میں برابر ہیں تو جو سنت کا سب سے بڑا عالم ہو وہ امامت کرائے اور اگر وہ سنت میں بھی برابر ہوں تو ہجرت میں جو سب سے پہلے ہو وہ امامت کرائے اور اگر ہجرت میں بھی وہ برابر ہوں تو اسلام لانے میں جو مقدم ہو وہ امامت کرائے۔“ (مسلم: ۳۷۶)

گھر میں رہنے والا اور مسجد کا امام امامت کا زیادہ حقدار ہے الایہ کہ بادشاہ موجود ہو۔ امامت میں اولیٰ و افضل شخص کو آگے بڑھانا واجب ہے اور اگر ایسا شخص نہ پایا جائے اور صرف فاسق لوگ ہی ہوں مثلاً وہ شخص جو داڑھی پھیلتا ہے یا سگریٹ پیتا ہے تو اس کے پیچھے بھی نماز ہو

جائے گی، قسق وہ ہے جو کفر کے علاوہ کوئی گناہ کبیرہ کرے یا گناہ صغیرہ پر اصرار کرے، اس شخص کے پیچھے نماز نہیں ہوگی جس کی نماز فاسد ہوگئی ہو چاہے حدث سے فاسد ہو یا کسی اور چیز سے الا یہ کہ آدمی نہ جان سکے، لہذا ایسی صورت میں مقتدی کی نماز درست ہوگی اور امام کو دہرانا پڑے گی۔

نماز میں امام سے آگے بڑھنا منع ہے:

نماز میں امام سے آگے بڑھنا منع ہے اور جو شخص جان بوجھ کر امام سے سبقت لے جائے گی کوشش کرے اس کی نماز باطل ہو جائے گی لیکن اگر مقتدی کسی عذر کی وجہ سے امام سے پیچھے رہ گیا ہے مثلاً بھول گیا یا غافل رہ گیا یا امام کی آواز نہیں سنا اور امام اس سے آگے بڑھ گیا تو جس چیز میں وہ پیچھے رہ گیا ہے اس کو کرے پھر امام کی متابعت کرنے لگے اس پر کوئی حرج نہیں۔

امام کے ساتھ مقتدی کی چار حالتیں:

۱۔ مسابقت: یہ ہے کہ مقتدی تکبیر یا رکوع یا سجود یا سلام وغیرہ میں امام سے آگے بڑھ جائے، ایسا کرنا جائز نہیں اور جس نے ایسا کیا تو دوبارہ امام کے کرنے کے بعد وہ فعل کرے اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

۲۔ موافقت: یہ ہے کہ امام اور مقتدی کی حرکت ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے میں (جیسے تکبیر رکوع وغیرہ) ایک ساتھ ہو، یہ بھی غلط ہے اور اس سے نماز میں نقص پیدا ہوگا۔

۳۔ متابعت: یہ ہے کہ مقتدی کے افعال امام کے افعال کے بعد ہوں اور یہی مقتدی سے مطلوب ہے اور اس کو شرعی اقتدا کہیں گے۔

۴۔ مخالفت: یہ ہے کہ امام مقتدی سے اتنا پیچھے ہو جایا کرے کہ امام دوسرے رکن میں داخل ہو جائے ایسا کرنا جائز نہیں کیوں کہ اس میں اقتدا کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص مسجد میں جائے اور مقرر کیے ہوئے امام کے ساتھ اس کی نماز فوت ہو جائے تو اس کے ساتھ جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں دوسری جماعت سے نماز پڑھ لیں لیکن دوسری جماعت کی وہ فضیلت نہ ہوگی جو پہلی جماعت کی ہے۔

جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت نماز پالی اس نے جماعت پالی اور جس نے امام کے

ساتھ رکوع پالیا وہ کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہے پھر اگر ممکن ہو سکے تو رکوع کے لیے تکبیر کہے اور اگر ممکن نہ ہو تو ایک ہی تکبیر سے ان دونوں کی نیت کرے۔

جو شخص مسجد میں اس حال میں داخل ہو کہ امام کو قیام یا رکوع یا سجدہ کی حالت میں پاسے تو اس کے ساتھ اس حالت میں شامل ہو جائے اس کو اس کا ثواب ملے گا جو اس نے پایا ہے۔

امام نماز کو مکمل طور پر ادا کرنے کے ساتھ تخفیف اختیار کرے کیوں کہ مقتدیوں میں کمزور، بیمار، بوڑھے اور ضرورت مند وغیرہ بھی ہوتے ہیں اور جب تنہا نماز پڑھے تو جس طرح چاہے لمبی نماز پڑھے۔

جو تخفیف نماز میں مسنون ہے وہ یہ ہے کہ نماز کے ارکان، واجبات و سنن مکمل طور پر ادا کرتے ہوئے بلکی نماز پڑھے جیسا کہ نبی ﷺ نے کیا ہے اور اس پر پیشگی کی ہے اور اس کا حکم دیا ہے نہ کہ دو مقتدیوں کی خواہش کے مطابق تخفیف کرے۔ اسی طرح اس شخص کی نماز نہیں ہوگی جو رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ کو برابر نہیں کرتا۔

سنت یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور اگر ایک ہو تو امام کی دائیں جانب کھڑا ہو اور عورتوں کی امامت کرنے والی صف کے بیچ میں کھڑی ہو۔

کی مجبوری کے باعث اگر مقتدی امام کے دائیں جانب یا دونوں جانب کھڑے ہو جائیں تو ایسا کرنا صحیح ہوگا لیکن اگر امام سے آگے بڑھ جائیں یا صرف بائیں جانب ہوں تو درست نہیں الا یہ کہ کوئی چارہ کار نہ ہو۔

امام کے پیچھے پہلی صف میں مرد ہیں اور مردوں کے پیچھے عورتیں صف بنائیں اور عورتوں کی صف میں بھی وہی چیز مشروع ہے جو مردوں کی صف میں مشروع ہے، مثلاً اگلی صف پہلے عمل کریں، بیچ میں کوئی جگہ نہ چھوڑیں اور صفیں سیدھی رکھیں۔

اگر تنہا عورتیں جماعت سے نماز پڑھیں تو مردوں کی طرح ان کی سب سے بہتر صف پہلی صف ہے اور سب سے خراب آخری صف ہے عورتوں کا مردوں کے سامنے صف باندھنا یا مردوں کا عورتوں کے پیچھے صف باندھنا جائز نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کی سب سے بہتر



صف پہلی صف ہے اور سب سے خراب آخری صف ہے اور عورتوں کی سب سے بہتر صف آخری صف ہے اور سب سے خراب پہلی صف ہے۔“ (مسلم: ۴۴۰)

صفیں سیدھی کرنا:

۱۔ سنت یہ ہے کہ امام مقتدیوں کی طرف اپنا چہرہ کر کے یہ کہے کہ تم اپنی صفیں درست کرلو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ۔ (بخاری: ۷۱۹)

۲۔ یا یہ کہے تم اپنی صفیں برابر کرلو کیوں کہ صف برابر کرنا نماز قائم کرنے میں داخل ہے۔ (بخاری: ۷۲۳۔ مسلم: ۴۳۳)

۳۔ یا یہ کہے کہ تم اپنی صفیں سیدھی کرلو، اپنے سونڈھوں کو ملاؤ، خالی جگہیں پر کرلو۔ اپنے بھائیوں سے قریب ہو جاؤ اور شیطان کے لیے جگہ نہ چھوڑو، جو صفوں کو جوڑے گا اللہ اس سے اپنا تعلق جوڑے گا اور جو صفوں کو قطع کرے گا اللہ اس سے اپنا تعلق قطع کرے گا۔“ (ابوداؤد: ۶۶۶۔

نسائی: ۸۱۹)

۴۔ یا یہ کہے کہ برابر ہو جاؤ، برابر ہو جاؤ، برابر ہو جاؤ۔ (نسائی: ۸۱۳)

باشعور بچے کی امامت اور اذان درست ہے چاہے وہ فرض نماز ہو یا نفل اور اگر اس سے بہتر پایا جائے تو اس کو آگے بڑھانا واجب ہے۔

جس کی نماز درست ہے اس کی امامت بھی درست ہے اگرچہ وہ قیام یا رکوع وغیرہ نہ کر سکتا ہو البتہ عورت مردوں کی امامت نہیں کر سکتی، وہ صرف عورتوں ہی کی امامت کر سکتی ہے۔

فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کی امامت کر سکتا ہے اور جو شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا ہو وہ عصر پڑھنے والے کی امامت کر سکتا ہے اور جو عشاء یا مغرب پڑھ رہا ہو وہ تراویح پڑھنے والے کی امامت کر سکتا ہے پھر جب امام سلام پھیر دے تو وہ نماز مکمل کر لے۔

امام اور ماموم کے درمیان نماز میں نیت کا اختلاف جائز ہے لیکن افعال میں اختلاف جائز نہیں، پس یہ جائز ہے کہ عشاء کی نماز اس شخص کے پیچھے پڑھی جائے جو مغرب پڑھ رہا ہو پھر جب امام سلام پھیر دے تو کھڑا ہو جائے اور ایک رکعت پوری کر کے تشهد میں بیٹھے پھر سلام پھیرے اور اگر اس نے مغرب کی نماز ایسے شخص کے پیچھے پڑھی جو عشاء کی نماز پڑھ رہا تھا تو جب امام چوتھی

رکعت کے لیے کھڑا ہو تو وہ بیٹھا رہے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے یا بیٹھا رہے اور امام کے بیٹھنے کا انتظار کرے پھر امام کے سلام پھیرنے کے ساتھ سلام پھیرے۔

اگر امام دو بچوں یا ان سے زیادہ کی امامت کر رہا ہو اور ان کی عمر سات سال کو پہنچ گئی ہو تو ان کو اپنے پیچھے کرے اور اگر ایک ہی بچہ ہو تو اس کو اپنے دائیں جانب کر لے۔

اگر مقتدی جبری نماز میں امام کی قراءت ندن سکے تو وہ سورہ فاتحہ اور اس کے علاوہ کوئی اور سورت پڑھ لے اور خاموش نہ رہے۔

اگر نماز کے دوران امام کو حدث لاحق ہو جائے تو وہ اپنی نماز چھوڑ دے اور اپنی جگہ ایسے شخص کو کر دے جو مقتدیوں کو نماز پڑھائے اور اگر مقتدیوں میں سے کوئی آگے بڑھ گیا یا لوگوں نے اس کو آگے بڑھا دیا اور اس نے لوگوں کو مکمل نماز پڑھا دی یا مقتدیوں نے اپنی نماز تہجد مکمل کر لی تو ان کی نماز ان شاء اللہ ہو جائے گی۔

مقتدی کے لیے فوت شدہ رکعتیں پوری کرنے کا طریقہ:

جو شخص امام کے ساتھ ظہر یا عصر یا عشاء کی ایک رکعت پالے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد تین رکعتوں کی قضا اس پر واجب ہے۔ وہ ایک رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے پھر پہلے تشہد کے لیے بیٹھے پھر دو رکعتیں پڑھے جن میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے البتہ ظہر میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت بھی پڑھ سکتا ہے اور کبھی سورہ فاتحہ پر اکتفا کر سکتا ہے پھر آخری تشہد کے لیے بیٹھے اور سلام پھیرے اس نے امام کے ساتھ جو بھی نماز پائی ہے وہ اس کی نماز کا پہلا حصہ مانا جائے گا۔ جو شخص امام کے ساتھ مغرب کی ایک رکعت پائے وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور ایک رکعت پڑھے جس میں سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے پھر پہلے تشہد کے لیے بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو اور ایک اور رکعت پڑھے جس میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے پھر آخری تشہد کے لیے بیٹھے اور سلام پھیرے۔

جسے امام کے ساتھ فجر کی ایک رکعت یا جمعہ کی ایک رکعت ملی تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے جس میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت پڑھے پھر تشہد کے لیے بیٹھ جائے پھر سلام پھیرے۔

جب کوئی شخص آئے اس حال میں کہ امام آخری تشہد میں ہو تو سنت یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ شامل ہو جائے اور جب امام سلام پھیرے تو وہ اپنی نماز مکمل کر لے۔

اس شخص کی نماز درست نہیں ہوگی جو صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھے الایہ کہ کوئی عذر ہو، مثلاً صف میں جگہ نہ پائے تو صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھ لے اور صف میں سے کسی کو نہ بھینچے اور صف کے پیچھے ایک عورت کا نماز پڑھنا صحیح ہے اگر مردوں کی جماعت کے ساتھ پڑھ رہی ہو لیکن اگر صرف عورتوں کی جماعت کے ساتھ پڑھ رہی ہو تو اس کا حکم مردوں کے حکم کی طرح ہے۔

نفل نمازیں کبھی جماعت سے بھی پڑھی جاسکتی ہیں چاہے دن ہو یا رات، گھر میں ہو یا دوسری جگہ۔

اگر کوئی شخص کسی کو تنہا فرض نماز پڑھتے ہوئے دیکھے تو بہتر یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو تنہا نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا: ”کیا کوئی شخص اس کے ساتھ نماز پڑھ کر اس پر صدقہ نہیں کرے گا؟“

(ابوداؤد : ۵۷۴ - ترمذی : ۲۲۰)

بہتر یہ ہے کہ امام کے ٹکٹے سے پہلے مقتدی مسجد سے نہ نکلیں۔

اگر مقتدی تکبیر کی آواز سنتا ہے تو مسجد میں امام کی اقتدا درست ہے چاہے امام کو یا امام کے پیچھے جو لوگ ہیں ان کو نہ دیکھے، اسی طرح مسجد کے باہر بھی امام کی اقتدا درست ہے چاہے امام کو یا امام کے پیچھے جو لوگ ہیں ان کو نہ دیکھے اگر وہ تکبیر کی آواز سن رہا ہو اور صفیں ملی ہوئی ہیں۔

سنت یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد امام مقتدیوں کی طرف اپنا چہرہ کرے، لیکن اگر اس کے ساتھ عورتیں بھی پڑھ رہی ہوں تو تھوڑی دیر ٹھہرا رہے تاکہ وہ چلی جائیں، فرض نماز کے بعد اس کا فوراً اسی جگہ نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

اگر جگہ تنگ ہو تو امام کے ساتھ، اس کے پیچھے، اس کے اوپر اور اس کے نیچے لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں۔

نماز میں صفوں کو موڑنے سے موڑنا ملا کر اور ٹکٹے سے ٹکٹہ ملا کر برابر کرنا اور خالی جگہ کو پر کرنا اور اٹلی صفوں کو پہلے مکمل کرنا واجب ہے۔ جو شخص صف میں کسی خالی جگہ کو پر کرے گا اللہ تعالیٰ

اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا اور اس کی وجہ سے اس کے درجات بلند کر دے گا۔

(طبرانی فی الاوسط : ۷۹۷۵۔ دیکھیے صحیح الترغیب : ۲۰۵)

فرض نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا ساتھ ساتھ بلند آواز سے دعا کرنا نبی ﷺ سے ثابت نہیں اور وہی اذکار شروع ہیں جو نبی ﷺ سے وارد ہیں۔

اگر امام خلاف سنت نماز پڑھتا ہے یا بہت جلد پڑھتا ہے تو مقتدی امام سے الگ ہو کر تنہا نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر نماز کے دوران مقتدی کو کوئی عذر لاحق ہو جائے، مثلاً پیشاب لگ جائے یا ہوا خارج ہو جائے تو وہ نماز چھوڑ دے اور پھر وضو کر کے اپنی نماز تنہا از سر نو پڑھ لے۔

امام تکبیر، سمع اللہ لمن حمدہ، سلام اور آمین نماز میں جبراً کہے اور بہت نہ کھینچے۔ جو شخص غیر اللہ کو پکارے یا اللہ کے علاوہ کسی سے فریاد کرے یا قبروں کے پاس نیر اللہ کے لیے ذبیحہ پیش کرے یا اہل قبر کو بلائے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

کن حالات میں جمعہ اور جماعت چھوڑنا جائز ہے؟

ایسا مریض جو جماعت سے نماز نہ پڑھ سکتا ہو، ایسا شخص جسے پاخانہ لگ جائے، اگر ساتھ چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو، نفس یا مال میں نقصان کا خوف ہو، یا اپنے ساتھی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، یا بارش یا کچھڑ کی وجہ سے مسجد تک آنے میں سخت تکلیف ہو، کھانا حاضر ہو اور سخت بھوک لگی ہو اور کھانا کھانے پر قادر ہو لیکن اسے اپنی عادت نہ بنائے، اسی طرح سے ڈاکٹر، وایج من، سکیورٹی والے، فائر بریگیڈ والے اور وہ لوگ جو مسلمانوں کے ضروری کاموں میں لگے ہوئے ہوں ایسے افراد جب نماز کا وقت ہو جائے اور ڈیوٹی پر ہوں تو اپنی جگہوں پر نماز پڑھ لیں۔

ہر وہ چیز جو نماز سے غافل کر دے یا جس میں وقت کا ضیاع ہو یا جسم و عقل کو نقصان پہنچے وہ حرام ہے جیسے ناش کھیلنا، سگریٹ و حقہ پینا، چرس اور نشہ آور چیزیں وغیرہ۔ مثلاً ٹی وی دیکھنا جس میں فحش چیزیں ہوتی ہیں۔

اگر امام جماعت سے نماز پڑھا دے اور اس کے کپڑے میں نہماست لگی ہو اور اس کو معلوم نہ ہو اور نماز ختم ہو جائے تو سب لوگوں کی نماز ہو جائے گی اور اگر اسے نماز کے دوران معلوم ہو جائے اور اس کا زائل کرنا ممکن ہو تو زائل کر دے اور اگر ممکن نہ ہو تو نماز چھوڑ کر نفل جائے اور اپنی جگہ کسی

شخص کو کروے جو مقتدیوں کی نماز پوری کروے۔  
جو شخص کسی قوم کی زیارت کرنے جائے وہ ان کی امامت نہ کرے بلکہ انھیں لوگوں میں سے کوئی  
ان کی امامت کرے۔

پہلی صنف دوسری صنف سے افضل ہے اور صف کا دایاں حصہ بائیں حصہ سے افضل ہے، اللہ  
تعالیٰ پہلی صنف پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور فرشتے پہلی صنف والوں کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں  
خاص طور سے دائیں طرف کھڑے ہونے والوں پر اللہ کی رحمت زیادہ ہوتی ہے نبی ﷺ نے بھی  
پہلی صنف کے لیے تین مرتبہ دعا کی ہے اور دوسری صنف کے لیے ایک مرتبہ۔  
پہلی صنف والے:

بہتر یہ ہے کہ پہلی صنف میں خاص طور سے امام سے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو اہل علم اور  
اہل تقویٰ ہیں، جو لوگوں کے لیے اسوہ و نمونہ ہیں۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ہمارے سونڈھوں کو چھوتے تھے اور  
کہتے تھے کہ ”تم اپنی صفیں سیدھی کرو اور اختلاف نہ کرو، (یعنی آگے پیچھے نیز ہی صف بنا کر نہ کھڑے  
ہو) ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے اور میرے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو عظیمہ ہیں پھر وہ  
جوان سے قریب ہیں پھر وہ جوان سے قریب ہیں۔“ (مسلم: ۴۳۶)  
سنت یہ ہے کہ امام اگر قراءت لمبی کرے تو بقیہ ارکان بھی لمبے کرے اور اگر قراءت لمبی  
کرے تو بقیہ ارکان بھی ہلکے کرے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے غور سے نبی ﷺ کی نماز دیکھی، آپ کا  
قیام رکوع، رکوع کے بعد کھڑا ہونا، سجدہ، دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا پھر سجدہ پھر سلام سے  
پہلے (تشہد کے لیے) بیٹھنا قریب قریب برابر تھا۔ (بخاری: ۸۰۶۔ مسلم: ۴۷۱)

### معذوروں کی نماز

اہلِ معذریہ ہیں: مریض، مسافر اور خوف زدہ لوگ جو نماز کو اس طرح ادا نہیں کر سکتے جس  
طرح غیر معذور ادا کرتے ہیں۔ اللہ کا بڑا فضل و احسان ہے کہ اس نے ایسے لوگوں کے لیے سہولت

دی ہے اور انھیں مشکل میں نہیں ڈالا اور ثواب کمانے سے انھیں محروم نہیں کیا ہے، اللہ نے انھیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ جس طرح ہو سکے سنت کے مطابق نماز ادا کریں۔

## ۱۔ مریض کی نماز

### مریض کی نماز کیسی ہو؟

مریض پر واجب ہے کہ وہ فرض نماز کھڑا ہو کر پڑھے اور اگر کھڑا نہ ہو سکے تو چاروں زانو بیٹھ کر یا تشہد کے لیے بیٹھنے کی طرح بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو دائیں پہلو کے بل پڑھے اور اگر دائیں پہلو کے بل بیٹھنا دشوار ہو تو بائیں پہلو کے بل پڑھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو چپ لیٹ کر پڑھے اور اس کے دونوں پیر قبلے کی طرف ہوں اور اپنے سر سے رکوع اور سجدے کی حالت میں اپنے سینے تک اشارہ کرے اور سجدے میں رکوع سے زیادہ جھکے، نماز اس وقت تک ساقط نہیں ہوگی جب تک عقل ہے، لہذا مریض اپنی حالت کے مطابق نماز پڑھتا رہے اور اسے ہرگز نہ چھوڑے۔

۱۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے بوا سیر کی بیماری تھی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا: ”تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل پڑھو۔“ (بخاری: ۱۱۱۷)

۲۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے بوا سیر کی بیماری تھی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آدمی کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو افضل ہے اور جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی اس کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے اجر کے نصف اجر ہے اور جس نے لیٹ کر نماز پڑھی اس کے لیے بیٹھنے والے کے اجر کے نصف اجر ہے۔“ (بخاری: ۱۱۱۵)

مریض نماز کے لیے پانی سے طہارت حاصل کرے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو تیمم کرے اور تیمم بھی نہ کر سکے تو طہارت ساقط ہو جائے گی اور وہ اپنی حالت کے مطابق نماز پڑھے گا۔

اگر مریض بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو پھر کھڑے ہونے پر قادر ہو جائے یا بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اور

سجدہ کرنے پر قادر ہو جائے یا پہلو کے بل نماز پڑھ رہا ہو پھر نماز کے دوران بیٹھنے پر قادر ہو جائے تو جس حالت پر وہ قادر ہوا ہے اس کی طرف فسخ ہو جائے اس لیے کہ وہ اس کے حق میں واجب ہے۔ اگر مریض کھڑے ہونے پر قادر ہو لیکن کسی قابل اعتماد ڈاکٹر کے کہنے پر علاج کی خاطر چٹ لیت کر نماز پڑھے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

اگر مریض قیام و قعود پر قادر ہے لیکن رکوع اور سجدہ نہیں کر سکتا تو رکوع کے لیے کھڑے ہو کر اشارہ کر کے اور سجدہ کے لیے بیٹھ کر اشارہ کرے۔

جو شخص زمین پر سجدہ نہ کر سکے وہ بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کرے اور رکوع میں سجدہ سے زیادہ جھکے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھے، وہ سجدہ کرنے کے لیے اپنی پیشانی تک سکیہ وغیرہ نہ اٹھائے۔ مریض کے لیے دوسرے لوگوں کی طرح قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی سہولت و حالت کے مطابق جس طرف چاہے رخ کر کے نماز پڑھے۔ اگر مریض اپنی آنکھ یا انگلی کے اشارہ سے نماز پڑھے تو درست نہیں بلکہ اسے ویسے ہی نماز پڑھنی چاہیے جس طرح حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

اگر مریض کیلئے ہر نماز وقت پر پڑھنا دشوار ہو تو ظہر اور عصر کو ان دونوں میں سے کسی کے وقت میں جمع کر کے پڑھے اور مغرب اور عشاء کو ان دونوں میں سے کسی کے وقت میں جمع کر کے پڑھے۔ نماز میں مشقت کا مطلب خشوع کا زائل ہونا ہے اور خشوع دل کے حاضر رہنے کو اور طہانیت کو کہتے ہیں۔

جو مریض مسجد تک جاسکتا ہو اس کیلئے جماعت سے نماز پڑھنا لازم ہے اگر وہ کھڑے ہونے کی طاقت رکھتے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے ورنہ اپنی طاقت کے مطابق جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ مریض اور مسافر کے عمل کو اسی طرح لکھتا ہے جس طرح مریض حالت صحت اور مسافر حالت اقامت میں عمل کرتا تھا اور مریض کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا مسافر ہوتا ہے تو اس کے لیے وہی عمل لکھا جاتا ہے جو وہ حالت صحت اور حالت اقامت میں عمل کرتا تھا۔“ (بخاری: ۲۹۹۶)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندہ جب بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے پاس یہ وحی کرتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میں نے اپنے بندے کو اپنی بیڑیوں میں سے ایک بیڑی میں جکڑ دیا ہے، پس اگر میرا اس کو وفات دوں گا تو اس کے گناہ معاف کر دوں گا اور اگر اسے صحت و عافیت دوں گا تو وہ اس حال میں ہوگا کہ اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا۔“ (حاکم: ۷۹۴۱۔ طبرانی فی الکبیر: ۱۶۷/۸۔ دیکھئے سلسلۃ صحیحہ: ۱۶۱۱)

## ۲۔ مسافر کی نماز

سفر کا مطلب اقامت کی جگہ کو چھوڑنا ہے۔

یہ اسلام کے محاسن میں سے ہے کہ اس نے سفر میں قصر اور جمع کو جائز کیا ہے اس لیے کہ عام طور پر سفر میں مشقت ہوتی ہے اور اسلام رحمت اور آسانی کا دین ہے۔

یعلیٰ بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ:

﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِذَا خِفْتُمْ أَنْ تَفْتِنَكُمْ أَلْيُسْرَىٰ أَمْ الْأَمَانَةُ﴾

[النساء: ۱۰۱]

”جب تم سفر میں جا رہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگر تمہیں ڈر ہو کہ کا فر تمہیں ستائیں گے۔“

کے بارے میں کہا کہ اب تو لوگ مامون ہو گئے ہیں (لہذا اب قصر کرنے کی ضرورت نہیں)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اشکال میرے ذہن میں بھی آیا تھا پھر میں نے نبی ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”یہ اللہ کی طرف سے تمہارے لیے صدقہ ہے لہذا اس کے صدقے کو قبول کرو۔“ (مسلم: ۶۸۶)

سفر میں قصر سنت مکدہ ہے چاہے امن کی حالت ہو یا خوف کی، اس کا مطلب یہ ہے کہ چار رکعت والی نمازیں دو رکعت پڑھی جائیں اور دو ظہر، عصر اور عشاء ہیں۔ قصر صرف حالت سفر میں جائز ہے البتہ مغرب اور فجر کی نماز میں قصر کبھی نہیں کی جائے گی اور جمع سفر اور حضر دونوں میں کچھ شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

اگر آدمی پیدل چلے یا سوار ہو کر چلے چاہے خشکی ہو یا سمندر یا نضا تو چار رکعت والی نماز دو رکعت



قصر کر کے پڑھے اور وہ دو نمازوں کو ان میں سے کسی ایک وقت میں ضرورت پڑنے پر ایک ساتھ پڑھ سکتا ہے یہاں تک کہ اس کا سفر ختم ہو جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پہلے نماز دو رکعت فرض کی گئی تھی پھر سفر کی نماز اپنی جگہ باقی رکھی گئی اور قصر کی نماز (چار رکعت) پوری کر دی گئی۔ (بخاری: ۱۰۹۰۔ مسلم: ۶۸۵)

مسافر قصر و جمع اس وقت شروع کرے جب اپنی بستی کی آبادی چھوڑ دے اور سفر میں مسافت کی کوئی حد ضرر نہیں کی گئی ہے، اس میں عرف عام کا اعتبار کیا جائے گا۔ آدمی جب سفر کرے اور مطلق اقامت کی تبت نہ کی ہو تو وہ مسافر کہلائے گا اور اس کے اوپر سفر کے احکام منطبق ہوں گے یہاں تک کہ وہ اپنے شہر لوٹ آئے۔

سفر میں قصر سنت ہے اور جس کو بھی سفر کا نام دیا جائے اس میں قصر کی جا سکتی ہے لیکن اگر پوری نماز پڑھی ہے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

اگر مسافر مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو وہ پوری نماز پڑھے اور اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو سنت یہ ہے کہ مسافر قصر کرے اور مقیم پر سلام پھیرنے کے بعد پوری نماز پڑھنا واجب ہے۔

سنت یہ ہے کہ جب مسافر مقیم کو ان کے شہر میں نماز پڑھائے تو دو رکعت نماز پڑھائے پھر ان سے کہے کہ اپنی نمازیں پوری کر لو اس لیے کہ ہم مسافر ہیں۔

سنت یہ ہے کہ سفر میں سنت مؤکدہ نہ پڑھی جائے البتہ تہجد، وتر اور فجر کی سنتیں پڑھی جائیں۔ مطلق نفل نمازیں سفر اور حضر میں مشروع ہیں، اسی طرح سے اسباب والی نمازیں بھی مشروع ہیں جیسے تحیہ، الوضو، طواف، طواف کی سنت، تحیہ المسجد، چاشت کی نماز وغیرہ۔

پانچوں نمازوں کے بعد اذکار مردوں اور عورتوں کے لیے حضر اور سفر دونوں میں سنت ہیں۔ پائنت، کار یا کشتی یا ٹرین چلانے والے جو ہمیشہ سفر میں رہتے ہیں وہ سفر کی رخصت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جیسے قصر، جمع، روزہ نہ رکھنا اور موزوں پر صبح کرنا وغیرہ۔

مسافر جب اپنے شہر واپس آئے تو وہ پہلے مسجد میں جائے اور دو رکعت نماز پڑھے۔ قصر میں چلے کا اعتبار ہو گا نہ کہ وقت کا مثلاً اگر مسافر حالت حضر میں کوئی نماز بھول گیا ہو اور اس کو وہ نماز حالت سفر میں یاد آئے تو وہ قصر کے ساتھ پڑھے اور اگر قصر کی نماز حالت حضر میں یاد

آئے تو اسے پوری پڑھے اور اگر حالت حضر میں نماز کا وقت ہو گیا پھر اس نے سفر کیا تو وہ اس وقت کی نماز کو قصر کے ساتھ پڑھے گا۔

اگر مسافر کو رکنا پڑے اور اس کی نیت اقامت کی نہ رہی ہو یا کسی ضرورت کو پوری کرنے کے لیے مطلق اقامت کی نیت کیے بغیر ٹھہر گیا ہو تو وہ قصر کے ساتھ نماز پڑھتا رہے اگرچہ مدت لمبی نہ جائے۔ جب نماز کا وقت ہو جائے پھر وہ سفر کرے تو نماز کو قصر و جمع کے ساتھ پڑھے اور اگر حالت سفر میں کسی نماز کا وقت ہو گیا ہو پھر وہ اپنے شہر میں داخل ہو تو پوری نماز پڑھے اور اس میں قیام و قصر نہیں۔ اگر جہاز میں ہو اور نماز کی جگہ نہ ملے تو اپنی جگہ پر کھڑا ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور رکوع کے لیے جس طرح ہو سکے اشارہ کرے پھر کرسی پر بیٹھ جائے پھر جس طرح ہو سکے کعبہ کے لیے اشارہ کرے۔

جو شخص مکہ وغیرہ کا سفر کرے تو امام کے پیچھے پوری نماز پڑھے اور اگر امام کے ساتھ نماز نہ ملے تو سنت یہ ہے کہ وہ قصر کے ساتھ نماز پڑھے اور جو شخص سفر کرے اور کسی گاؤں سے گزرے اور اذان یا اقامت کی آواز سنے اور نماز نہ پڑھی ہو تو اگر چاہے تو اتر جائے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لے اور اگر چاہے تو اپنا سفر جاری رکھے۔

جو شخص ظہر اور عصر یا مغرب اور عشاء کے درمیان جمع کرنا چاہے وہ اذان سے پھر اقامت کہے پھر پہلی نماز پڑھے پھر دوبارہ اقامت کہے اور دوسری نماز پڑھے اور سارے نماز کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور اگر سردی ہو یا ہوا چلے یا بارش ہو تو وہ اپنی قیام گاہ میں نماز پڑھ لیں۔

### سفر میں جمع:

مسافر ظہر اور عصر کے درمیان اور مغرب اور عشاء کے درمیان ان دونوں میں سے کسی کے وقت میں ترتیب سے جمع کر سکتا ہے اور اس وقت میں بھی کر سکتا ہے جو ان دونوں کے درمیان ہے پس اگر وہ ٹھہرا ہوا ہے تو جیسا مناسب ہو کرے اور اگر چل رہا ہو تو سنت یہ ہے کہ اگر کوچ کرنے سے پہلے سورج ڈوب جائے تو مغرب اور عشاء کو جمع تقدیم کے ساتھ پڑھے اور اگر سورج غروب ہونے سے پہلے کوچ کر چکا ہے تو مغرب کو عشاء تک مؤخر کرے پھر جمع تاخیر کے ساتھ دونوں کو پڑھے۔ اور اگر سوار ہونے سے پہلے زوال آفتاب ہو جائے تو ظہر اور عصر کے درمیان جمع تقدیم کرے

اور اگر زوال آفتاب سے پہلے سوار ہو گیا ہے تو ظہر کو عصر تک مؤخر کر دے پھر دونوں کے درمیان جمع تاخیر کرے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے تو ظہر اور عصر کی نماز میں جمع کرتے اور مغرب اور عشاء میں بھی جمع کرتے۔ (بخاری: ۱۱۰۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کی نماز عصر کے وقت تک مؤخر کرتے پھر سواری سے اتر جاتے اور دونوں کو ملا کر پڑھتے اور اگر کوچ کرنے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر سوار ہوتے۔

(بخاری: ۱۱۱۲۔ مسلم: ۷۰۴)

جج میں جو لوگ عرفہ میں ہوں وہ قصر کریں اور ظہر اور عصر کی نماز جمع تقدیر کے ساتھ پڑھیں اور مزدلفہ میں بھی قصر کریں اور مغرب اور عشاء کو جمع تاخیر کے ساتھ پڑھیں جیسے کہ نبی ﷺ نے کیا ہے۔ مسافروں کو چاہیے کہ جماعت سے نماز پڑھیں اگر جماعت سے نماز پڑھنا آسان ہو ورنہ حسب استطاعت تنہا تنہا پڑھیں، جہاز، کشتی اور ترین وغیرہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھیں اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنا ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھیں اور رکوع اور سجدہ کیلئے اشارہ کریں اور فرض نماز قبلہ کی طرف رخ کر کے پڑھیں مسافر کیلئے بہتر یہ ہے کہ اذان اور اقامت کہہ کر نماز پڑھے اگر چہ اکیلا ہو۔

مسافر سواری کی پیٹھ پر نفل نماز پڑھ سکتا ہے، بہتر یہ ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرے، اگر ایسا کرنا آسان ہو ورنہ نماز پڑھے خواہ اس کی سواری اس کو جس طرف بھی لے جائے۔

**اقامت میں جمع:**

حالت اقامت میں بھی ظہر اور عصر یا مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھنا بعض حالات میں جائز ہے، مثلاً اگر مریض کے لیے الگ الگ نماز پڑھنے میں دشواری ہو رہی ہو یا سخت بارش والی یا بہت ٹھنڈی رات ہو یا کچھ ہو یا تیز ہوا چل رہی ہو۔ اسی طرح مستحقہ عورت، سلسل، البیول کا مریض اور جسے اپنی جان و مال یا اہل و عیال کے لیے خطرہ محسوس ہو اس کے لیے بھی جمع کرنا جائز ہے۔

### ۳۔ خوف کی نماز

اسلام ایک آسان دین ہے اور فرض نمازیں کسی حال میں بھی ساقط نہیں ہیں، مسلمان جب

جہاد کے میدان میں ہوں اور دشمن سے خطرہ محسوس کریں تو ان کے لیے مختلف صورتوں میں خوف کی نماز پڑھنا جائز ہے، ان میں مشہور صورتیں یہ ہیں:

۱۔ اگر دشمن قبلہ کی طرف ہے تو نماز کا انداز:

امام اللہ اکبر کہے اور مسلمان اس کے پیچھے دو صفوں میں کھڑے ہوں اور سب اللہ اکبر کہیں اور سب رکوع کریں اور سب رکوع سے سر اٹھائیں پھر امام کے ساتھ وہ صف سجدہ کرے جو امام سے قریب ہے پھر جب وہ کھڑے ہو جائیں تو دوسری صف کے لوگ سجدہ کریں پھر کھڑے ہو جائیں پھر دوسری صف آگے بڑھ جائے اور پہلی صف پیچھے آ جائے پھر امام ان کو پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت پڑھائے پھر سب لوگ سلام پھیریں۔

۲۔ اگر دشمن قبلہ کی طرف نہ ہو تو:

۱۔ امام اللہ اکبر کہے اور اس کے ساتھ ایک جماعت صف بنائے اور دوسری جماعت دشمن کی طرف کھڑی رہے پھر امام ان لوگوں کو ایک رکعت نماز پڑھائے جو اس کے ساتھ ہیں پھر کھڑا رہے اور وہ لوگ نماز خود ہی پوری کر لیں پھر وہ چلے جائیں اور دشمن کی طرف کھڑے ہو جائیں پھر دوسری جماعت آئے اور امام ان کو بقیہ رکعت پڑھائے پھر بیٹھ جائے اور وہ لوگ خود ہی نماز پوری کر لیں پھر امام ان کے ساتھ سلام پھیرے، نماز کے دوران ہانکا ہتھیار لیے رہیں اور دشمن سے چوکنا رہیں۔

۲۔ امام دونوں جماعتوں میں سے ایک جماعت کو دو رکعت پڑھا دے اور وہ امام سے پہلے سلام پھیر کر چلی جائے پھر دوسری جماعت آئے اور امام انھیں آخری دو رکعت پڑھائے پھر ان کے ساتھ سلام پھیرے۔ اس طرح امام کی چار رکعتیں ہوئیں اور ہر جماعت کی دو رکعت۔

۳۔ پہلی جماعت کو دو رکعت پوری نماز پڑھا دے پھر سلام پھیر دے پھر دوسری جماعت کو بھی اسی طرح پڑھا دے پھر سلام پھیر دے۔

۴۔ ہر جماعت امام کے ساتھ صرف ایک رکعت پڑھے اور دوسری رکعت پوری نہ کرے اور امام دو رکعت پڑھے یہ سب طریقے حدیث سے ثابت ہیں۔

۵۔ جب سخت خوف و خطرہ ہو اور دشمن مسلسل ہتھیار چلا رہا ہو تو پہلے یا سواری پر ایک رکعت نماز

پڑھ لیں اور رکوع و سجدہ کے لیے اشارہ کریں خواہ قبلہ کی طرف ہو یا غیر قبلہ کی طرف اور اگر ایسا نہ کر سکتے ہوں تو نماز مؤخر کر دیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے اور ان کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ کر دے پھر نماز پڑھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ ذُكُّوْهُمُ وَاللّٰهُ فَرِيْدٌ ۝ۚ وَانْ حَظُّكُمْ مِنْهَا لَا اَوْ رُكْبَانٍ ۚ فَاِذَا اَقِمْتُمْ صَلاٰتَكُمْ عَلٰۤیٰٓ اَعْيُنِكُمْ قُلُوْا مِمَّا رَاٰتُمْ وَاَسْمِعُوْا لَكُمْ اَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ۚ﴾ [البقرة: ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰]

”نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے فرماں بردار ہو کر کھڑے رہا کرو، اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل ہی سہی یا سواری ہی سہی، ہاں جب امن ہو جائے تو اللہ کا ذکر کرو جس طرح کے اس نے تمہیں اس بات کی تعلیم دی جسے تم نہیں جانتے تھے۔“

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے ذریعے حضور میں چار رکعت، سفر میں دو رکعت اور خوف میں ایک رکعت نماز فرض کی ہے۔ (مسلم: ۸۷۰)۔  
مغرب کی نماز میں قصر نہیں ہے، امام پہلی جماعت کو دو رکعت اور دوسری جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھا دے یا اس کے برعکس۔

### جمعہ کی نماز

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے متعدد اجتماعات کو مشروع کیا ہے تاکہ ان کے درمیان الفت و محبت بڑھے چنانچہ محسن کے لوگ پانچویں نمازوں میں اکٹھے ہوتے ہیں، شہر کے لوگ جمعہ اور عیدین میں اکٹھے ہوتے ہیں اور سارے ملکوں کے لوگ مکہ میں حج میں اکٹھے ہوتے ہیں، یہ مسلمانوں کے چھوٹے بڑے اور متوسط اجتماعات ہیں۔

### جمعہ کے دن کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوا جمعہ کا دن ہے، اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن آئے گی۔“ (مسلم: ۸۵۴)

## جمعہ کی نماز کا حکم:

جمعہ کی نماز دو رکعت ہے، وہ ہر مذکر عاقل و بالغ، آزاد مقیم مسلمان پر واجب ہے۔ جمعہ غور توں، بچوں، مریض و مسافر اور غلام پر واجب نہیں لیکن ان میں سے کوئی اگر جمعہ کی نماز پڑھ لے تو اس کے لیے کافی ہوگی (یعنی ظہر نہیں پڑھنا پڑے گی) اگر مسافر ظہر ادا ہوا ہے اور اذان کی آواز سنتا ہے تو اس پر جمعہ لازم ہے۔

## جمعہ کا وقت:

جمعہ کا افضل وقت سورج ڈھلنے کے بعد ظہر کی نماز کے آخری وقت تک ہے اور سورج ڈھلنے سے پہلے بھی جائز ہے۔

بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی پہلی اور دوسری اذان کے درمیان کچھ وقفہ ہو تاکہ آدمی نماز کی تیاری کر سکے خاص طور سے جو دور سے آنے والے ہیں یا جو سوئے ہوئے اور غافل ہیں۔

جمعہ کی نماز اس کے وقت پر ادا کرنا واجب ہے۔ نماز جمعہ میں شہر کے دو یا تین آدمی سے کم نہ ہوں۔ جمعہ کی نماز سے پہلے دو خطبے ہیں جن میں اللہ کی حمد و ثناء بیان کی جائے۔ اس کا شکر ادا کیا جائے، لوگوں کو اللہ کی اطاعت پر ابھارا جائے اور اللہ سے ڈرنے کی وصیت کی جائے۔

جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں، جمعہ کی نماز کی حفاظت کرنا واجب ہے اور جو شخص تین جمعے سستی ولا پروائی کی وجہ سے چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

## غسل کرنے اور جمعہ کی نماز کے لیے جلدی آنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی جمعہ کے دن جنابت کا غسل کرے، پھر نماز کے لیے چلے تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو (اس کے بعد) دوسری گھڑی میں چلے اس نے گویا ایک گائے کی قربانی کی اور جو تیسری گھڑی میں چلے اس نے گویا سینکڑوں والا ایک مینڈھا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں چلے اس نے گویا ایک مرغی قربان کی اور جو کوئی پانچویں گھڑی میں چلے اس نے گویا اٹھ اللہ کی راہ میں دیا پھر جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو (یہ حاضری لکھنے والے) فرشتے مسجد میں آجاتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔“

(بخاری : ۸۸۱ - مسلم : ۸۵۰)

۲۔ حضرت انس بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے جمعہ کے دن اپنے کپڑوں کو اچھی طرح دھویا اور خود غسل کیا پھر جلد تیار ہو کر صبح کے وقت پیدل چل کر مسجد آیا نہ کہ سوار ہو کر اور امام سے قریب ہو کر اس کا خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہیں کیا تو اس کے لیے ہر قدم کے بدلے ایک سال روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے کا اجر ہے۔“  
(ابوداؤد : ۲۴۵۰ - ابن ماجہ : ۱۰۸۷)

مسلمان کو وہ پانچوں گھنٹیاں جانا چاہیے وہ اس طرح سے کہ طلوع آفتاب سے لے کر امام کے آنے کے وقت تک کا وقفہ پانچ گھنٹیوں میں تقسیم کر لے اس طرح ہر گھنٹی کی مقدار اسے معلوم ہو جائے گی۔

جمعہ کی نماز کے لیے آنے کا مستحب وقت طلوع آفتاب سے شروع ہو جاتا ہے، اسی طرح غسل بھی ہے اور واجب وقت دوسری اذان کا وقت ہے جب امام آجائے۔  
جس پر جمعہ واجب ہے اس کے لیے دوسری اذان ہو جانے کے بعد سفر کرنا جائز نہیں الا یہ کہ کوئی ضرورت ہو جیسے ساتھ چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو یا سواری چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو مثلاً، کشتی، گاڑی یا جہاز وغیرہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا السُّعْيَ ۚ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [الجمعة : ۱۹]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔“

جس شخص کو امام کے ساتھ جمعہ کی ایک رکعت نماز مل جائے وہ دوسری رکعت پوری کر لے اور جس کو ایک رکعت سے کم ملے وہ ظہر کی نیت کر کے چار رکعت پڑھے۔

مقتدیوں کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ جمعہ، عیدین اور استسقاء کی نماز کے لیے جلدی آئیں اور امام جمعہ اور استسقاء میں خطبہ کے وقت آئے اور عیدین میں نماز کے وقت آئے۔

سنت یہ ہے کہ امام خطبہ مختصر اور زبانیاں یاد کر کے دے اور اپنے داینے ہاتھ میں لاشعری پکڑ لے اگر ضرورت ہو اور اگر کسی کاغذ پر لکھا ہوا پڑھ کر خطبہ دے تو اس کے لیے اپنے دائیں ہاتھ میں لے



لے اور بائیں ہاتھ سے لاشعی یا کمان یا منبر کی دیوار پر ٹیک لگا لے اگر ضرورت ہو۔

سنت یہ ہے کہ جس کو اچھی طرح عربی آتی ہو وہ جمعہ کے دونوں خطبے عربی میں دے اور اگر حاضرین کی زبان میں اس کا ترجمہ کر دیا جائے تو اور بہتر ہے اور اگر عربی میں خطبہ دینا ممکن نہ ہو تو حاضرین کی زبان میں خطبہ دے، البتہ نماز صرف عربی زبان میں درست ہوگی۔

### خطیب کی صفت:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آپ کی آواز بلند ہو جاتی اور آپ کا غصہ بڑھ جاتا گویا کہ آپ کسی لشکر سے ڈرانے والے ہوں جو یہ کہے کہ تمہارے پاس لشکر صبح کو آنے والا ہے اور تمہارے پاس لشکر شام کو آنے والا ہے۔ (مسلم: ۸۶۷)

بہتر یہ ہے کہ امام ایسے منبر پر خطبہ دے جس میں تین میزھیاں ہوں، وہ جب مسجد میں داخل ہو تو منبر پر چڑھ جائے پھر نمازیوں کی طرف اپنا رخ کرے اور انھیں سلام کرے پھر بیٹھ جائے یہاں تک کہ مؤذن اذان دے پھر پہلا خطبہ کھڑا ہو کر لاشعی یا کمان پر ٹیک لگا کر دے پھر بیٹھ جائے، پھر دوسرا خطبہ اسی طرح کھڑے ہو کر دے۔

### خطیب کی صفت:

کبھی خطبہ حاجت (خطبہ نکاح) سے شروع کرے اور کبھی دوسری چیز سے، خطبہ حاجت کے الفاظ اس طرح ہیں:

«إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ مَعَصِيَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقْوَاهُ وَلَا تَمُوتُوا إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

[آل عمران: ۱۰۶]

”اے ایمان والو! اللہ سے اتنا ڈرو جتنا ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرنے تک مسلمان ہی رہنا۔“



﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا جَلَدًا كَثِيرًا وَذُنُوبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا رَقِيبًا﴾ [النساء: ۱]

”اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی جہی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناتے توڑنے سے بھی بچو بیشک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۚ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ طِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: ۷۰، ۷۱]

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (جی) باتیں کیا کرو تاکہ اللہ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرما دے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراو پالی۔“

اما بعد: کبھی ان آیات کو نہ پڑھے بلکہ اما بعد کہنے کے بعد یہ کہیے:

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ بِذَعَةٍ وَكُلُّ بِذَعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ((ابوداؤد: ۸۱۱۲۔ نسائی: ۸۷۵۱۔ ابن ماجہ: ۲۹۸۱)

### خطبہ کا موضوع:

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کا خطبہ مندرجہ ذیل چیزوں پر مشتمل ہوتا تھا، توحید و ایمان کا بیان، اللہ رب العزت کی صفات کا ذکر یا اصول و ایمان کا بیان، اللہ کی نعمتوں کا ذکر، اس کی سخت گرفت کا بیان، اس کا ذکر و شکر کرنے کا حکم، دنیا کی مذمت، موت کا ذکر، جنت و جہنم کا بیان، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر ابھارنا اور معصیت سے بچنا وغیرہ۔

امام خطبہ مختصر دے اور نماز لمبی پڑھائے، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا آپ کی نماز نہ لمبی ہوتی نہ چھوٹی اور آپ کا خطبہ نہ لمبا ہوتا نہ چھوٹا

(یعنی درمیانہ ہوتا)۔ (مسلم: ۸۶۶)

خطیب کیلئے مستحب یہ ہے کہ اپنے خطبہ میں قرآن کا بعض حصہ پڑھے اور کبھی کبھی سورۃ پڑھے۔  
مقتدیوں کے لیے مستحب یہ ہے کہ جب امام خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھ جائے تو وہ اپنا چہرہ امام  
کی طرف کر لیں، اس سے دل حاضر رہے گا اور خطیب کی ہمت افزائی ہوگی اور نیند بھی نہیں آئے گی۔  
جمعہ کی نماز کی صفت:

جمعہ کی نماز دو رکعت ہے، امام پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ جمعہ پڑھے اور جہری قراءت  
کرے اور دوسری رکعت میں سورۃ منافقون پڑھے یا پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ پڑھے اور دوسری  
رکعت میں سورۃ غاشیہ پڑھے یا پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ غاشیہ پڑھے  
اور اگر ان کے علاوہ پڑھے تب بھی جائز ہے پھر دو رکعت پڑھنے کے بعد سلام پھیرے۔

جمعہ کی سنت:

سنت یہ ہے کہ آدمی جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعت نماز پڑھے اور کبھی کبھی چار رکعت دو  
سلام کے ساتھ پڑھے لیکن جب مسجد میں پڑھے تو چار رکعت دو سلام کے ساتھ پڑھے اور جمعہ سے  
پہلے کوئی سنت نہیں بلکہ جتنی چاہے نفل نماز پڑھے۔

خطبہ کے دوران کلام کرنا اجر کو فاسد کر دے گا اور اس پر گناہ طے گا۔ جب امام خطبہ دے رہا  
ہو تو کلام کرنا جائز نہیں البتہ امام کلام کر سکتا ہے اور وہ شخص بھی کلام کر سکتا ہے جس سے امام کسی  
مصلحت سے کلام کر رہا ہے۔

خطبہ سے پہلے اور خطبہ کے بعد کسی مصلحت سے کلام کرنا جائز ہے اور جب امام خطبہ دے رہا  
ہو تو لوگوں کی گردنیں پھانسی کر آگے جانا منع ہے، اسی طرح جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو تو  
کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنا منع ہے۔

کسی شہر میں اگر جمعہ کی نماز پڑھنے کی شرطیں پائی جائیں تو امام کی اجازت ضروری نہیں، امام  
اجازت دے یا نہ دے جمعہ کی نماز پڑھی جائے گی، البتہ کسی شہر میں ایک جگہ سے زیادہ جگہوں میں  
جمعہ کی نماز قائم کرنا ضرورت کے وقت ہی جائز ہے اور امام کی اجازت کے بعد ہی جائز ہے۔ جمعہ  
کی نماز شہر اور گاؤں میں پڑھی جائے گی اور صحرا میں نہیں۔

جو شخص اس وقت مسجد میں داخل ہو جب امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک دو بلکی رکعتیں نہ پڑھ لے اور جس کو مسجد میں نیند آنے لگے تو سنت یہ ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ بیٹھ جائے۔

جمعہ کے دن غسل کرنا سنت مؤکدہ ہے اور جس کے بدن سے ایسی بد بو آئے جس سے فرشتے اور لوگوں کو تکلیف پہنچے اس پر غسل واجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔“ (بخاری: ۸۵۸۔ مسلم: ۸۴۶)

جمعہ کے دن غسل کرنے کے بعد خوشبو لگانا، اچھے کپڑے پہننا، مسجد کی طرف جلدی ٹھکانا، امام سے قریب ہو کر بیٹھنا، کثرت سے نفل نماز، دعا اور قرآن پڑھنا سنت ہے۔ امام خطبہ بھی دے اور نماز بھی پڑھائے لیکن اگر کوئی آدمی خطبہ دے اور عذر کی وجہ سے کوئی دوسرا جمعہ کی نماز پڑھائے تب بھی جائز ہے۔

بہتر یہ ہے کہ جمعہ کے دن یا رات میں سورہ کہف پڑھی جائے جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھی اس کے لیے آئندہ جمعہ تک ایک خاص نور کی روشنی رہے گی۔ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے نبی ﷺ پر درود بھیجنا چاہیے۔ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں ”الم تنزیل السجدۃ“ اور دوسری رکعت میں ”هل آتی علی الانسان“ پڑھنا بہتر ہے۔

خطبہ میں دعا کے دوران امام اور مقتدیوں کا ہاتھوں کو اٹھانا مشروع نہیں الا یہ کہ جب امام پانی کے لیے دعا کرے اس وقت امام اور مقتدی دونوں ہاتھ اٹھائیں، البتہ دعا پر پست آواز کے ساتھ آمین کہنا مشروع ہے۔

امام کے لیے اپنے خطبہ میں دعا کرنا مستحب ہے اور بہتر یہ ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت اور آپس میں الفت وغیرہ کی دعا کرے۔ دعا کے درمیان امام اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے گا اور اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھائے گا۔

دعا قبول ہونے کی گھڑی:

جمعہ کے روز دن کے آخری حصہ میں عصر کے بعد ایک گھڑی ایسی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے، لہذا بندے کو اس وقت خوب دعا اور ذکر کرنا چاہیے یہ گھڑی بہت تھوڑی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا تو فرمایا: "اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان بندہ کھڑے ہو کر اس میں نماز پڑھتا ہو اور اللہ سے کچھ مانگتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عنایت فرمائے گا پھر ہاتھ سے اشارہ کر کے آپ نے بتایا کہ وہ گھڑی تھوڑی ہے۔" (صحیح مسلم: ۸۵۶)

جس کی جمعہ کی نماز فوت ہو جائے تو وہ چار رکعت ظہر پڑھ لے گا اگر وہ معذور ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں لیکن اگر معذور نہیں ہے تو اس پر گناہ ہوگا کیوں کہ اس نے جمعہ کی نماز میں کوتاہی برتی۔ حضرت ابو جعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے سستی والا پروا کی وجہ سے تین جمعے چھوڑ دیے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔" (ابوداؤد: ۵۰۶، ۲۵۰۶)

اگر جمعہ کے دن عید آجائے تو جن لوگوں نے عید کی نماز پڑھی ہے ان سے جمعہ کی نماز ساقط ہو جائے گی اور وہ ظہر پڑھیں گے، البتہ امام سے جمعہ کی نماز ساقط نہیں ہوگی اور اس طرح ان لوگوں سے ساقط نہیں ہوگی جن لوگوں نے عید کی نماز نہیں پڑھی لیکن اگر عید کی نماز پڑھنے والوں نے جمعہ کی نماز بھی پڑھ لی تو یہ ان کے لیے کافی ہے (یعنی ان کو ظہر نہیں پڑھنی پڑے گی)۔

جمعہ کے دن اللہ کے نزدیک سب سے افضل نماز فجر کی نماز ہے جو جماعت سے ادا کی جائے۔

### نفل نمازیں

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر احسان ہے کہ اس نے فرض نماز کے ساتھ کچھ نفل نمازوں کو مشروع کیا ہے تاکہ مومن کا ایمان بڑھ جائے اور فرائض میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں وہ قیامت کے دن ان کے ذریعہ پوری کر دی جائیں۔

بعض نمازیں واجب ہیں اور بعض بطور نفل ہیں۔ اسی طرح بعض روزے واجب اور بعض بطور نفل ہیں۔ اسی طرح حج اور صدقہ وغیرہ بھی ہے اور بندہ نوافل کے ذریعے اللہ سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔

نفل نمازوں کی بہت سی قسمیں ہیں:

- ۱۔ بعض کو جماعت سے پڑھا جاسکتا ہے، جیسے تراویح۔
- ۲۔ بعض کو جماعت سے نہیں پڑھا جاسکتا جیسے استخارہ کی نماز۔

- ۳۔ بعض فرائض کے تابع ہیں جیسے سنن رواتب۔
- ۴۔ بعض فرائض کے تابع نہیں ہیں جیسے چاشت کی نماز۔
- ۵۔ بعض کے لیے وقت مقرر ہے جیسے تہجد کی نماز۔
- ۶۔ بعض کے لیے وقت مقرر نہیں ہے جیسے مطلق نفل نماز۔
- ۷۔ بعض کسی سبب سے مقید ہیں جیسے تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء۔
- ۸۔ بعض کسی سبب سے مقید نہیں ہیں جیسے نوافل۔
- ۹۔ بعض مؤکدہ ہیں جیسے عیدین، استسقاء، کسوف اور وتر کی نمازیں۔
- ۱۰۔ بعض مؤکدہ نہیں ہیں جیسے مغرب کی نماز سے پہلے نفل نماز۔

یہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ان کے لیے ایسی چیز کو مشروع کیا ہے جس کے ذریعے وہ اللہ سے قربت حاصل کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مختلف قسم کی عبادتیں رکھی ہیں تاکہ اس کے ذریعہ وہ ان کے درجات بلند کرے ان کے گناہوں کو منائے اور ان کی نیکیاں کنٹینا کرے۔ **لله الحمد والشکر۔**

### ۱۔ سنن رواتب

سنن رواتب وہ ہیں جو فرض سے پہلے یا بعد میں پڑھی جاتی ہیں، ان کی دو قسمیں ہیں:

سنن مؤکدہ یہ بارہ رکعتیں ہیں۔

☞ ظہر سے پہلے چار رکعتیں۔

☞ ظہر کے بعد دو رکعتیں۔

☞ مغرب کے بعد دو رکعتیں۔

☞ عشاء کے بعد دو رکعتیں۔

☞ فجر سے پہلے دو رکعتیں۔

رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو بھی مسلمان اللہ کی خاطر ہر دن فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں نفل پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا یا اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔“ (مسلم: ۷۲۸)

کبھی دس رکعتیں پڑھے اور ظہر سے پہلے دو ہی رکعتیں پڑھے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں، عشاء کے بعد دو رکعتیں، جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور مغرب، عشاء اور جمعہ کی نفل نماز آپ کے ساتھ آپ کے گھر میں پڑھی۔

(بخاری : ۹۳۷ - مسلم : ۷۲۹)

### سنن غیر مؤکدہ:

مغرب اور عشاء کی نماز سے پہلے دو رکعتیں سنن غیر مؤکدہ ہیں اور عصر سے پہلے چار رکعتیں ہمیشہ پڑھنا چاہیے اس سے اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے۔ مطلق نفل نماز دو دو رکعت رات اور دن میں شروع ہے اور ان میں سب سے افضل تہجد کی نماز ہے۔

### سب سے اہم سنت راتہ:

سنن راتہ میں سب سے اہم فجر کی دونوں رکعتیں ہیں جو ہلکی پڑھی جائیں، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھی جائے یا پہلی رکعت میں ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ﴾ (البقرہ : ۱۳۶) پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا﴾ (آل عمران : ۶۴) اور کبھی ﴿فَلَمَّا أَحْسَسَ عَيْنُنِي مِنْهُمْ﴾ (آل عمران : ۵۲) پڑھی جائے۔

نبی ﷺ فجر کی دونوں رکعتیں، وتر اور تہجد سفر و حضر میں ہمیشہ پڑھتے تھے۔

جس کی سنن راتہ میں سے کوئی سنت عذر کی وجہ سے چھوٹ جائے وہ قضا کر سکتا ہے۔ جب مسلمان وضو کرے اور ظہر کی اذان کے بعد مسجد میں داخل ہو اور دو رکعت نماز پڑھے اور اس میں تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو اور ظہر کی سنت مؤکدہ سب کی نیت کرے تو ایسا کرنا اس کے لیے صحیح ہے اور یہ دو رکعتیں ان سب کے لیے کافی ہوں گی۔

فرض نماز اور ان کی سنن راتہ کے درمیان چاہے وہ فرض سے پہلے ہوں یا بعد میں فصل کرنا بہتر ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ اس جگہ سے ہٹ جائے جہاں فرض نماز پڑھی ہے اور دوسری جگہ نفل پڑھے یا فرض اور سنت کے درمیان بات کرے۔

یہ نفل نمازیں مسجد میں بھی پڑھی جاسکتی ہیں اور گھر میں بھی لیکن گھر میں پڑھنا افضل ہے،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! تم اپنے گھروں میں نفل نمازیں پڑھو اس لیے کہ سب سے افضل نماز وہ ہے جسے آدمی اپنے گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے۔“ (بخاری: ۷۳۶۱۔ مسلم: ۷۸۱)

نفل نماز بیٹھ کر بھی پڑھی جاسکتی ہے خواہ کھڑے ہونے پر قادر ہو لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، البتہ فرض نماز میں قیام ایک رکن ہے اور ہر شخص پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا واجب ہے سوائے اس شخص کے جو کھڑے ہونے پر قادر نہ ہو، ایسا آدمی جس طرح ہو سکے نماز پڑھے جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا ہے۔

جس نے کسی عذر کے بغیر بیٹھ کر نفل نماز پڑھی تو اس کے لیے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے ثواب کے نصف ثواب ہے اور اگر عذر ہے تو اس کو وہی ثواب ملے گا جو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کو ملے گا اور اگر کوئی شخص عذر کی وجہ سے لیٹ کر نفل نماز پڑھے تو اس کو وہی ثواب ملے گا جو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کو ملے گا، لیکن اگر عذر نہیں ہے تو اس کے لیے بیٹھ کر پڑھنے والے کے ثواب کے نصف ہے۔

## ۲۔ وتر کی نماز

وتر سنت مؤکدہ ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ابھارا ہے۔

آپ نے فرمایا ہے: «الْوَرَقُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ»

وتر ہر مسلمان پر واجب ہے۔ (ابوداؤد: ۱۴۲۲۔ نسائی: ۱۷۱۲)

### وتر کا وقت:

وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے فجر کی اذان تک ہے اور اسے رات کے آخری حصے میں پڑھنا افضل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے سب حصوں میں نماز وتر پڑھی ہے۔ رات کے شروع حصے میں، صبح کے حصے میں اور آخری حصے میں بھی، آپ کی نماز وتر سحر تک پہنچی ہے۔ (بخاری: ۹۹۶۔ مسلم: ۷۴۵)

### وتر کی صفت:

وتر ایک رکعت، تین، پانچ، سات یا نو رکعت ایک سلام کے ساتھ ہے۔ (مسلم: ۷۴۶)

کم سے کم وتر ایک رکعت اور زیادہ سے زیادہ گیارہ رکعت یا تیرہ رکعت ہے، آدمی دو دو رکعت پڑھے اور آخر میں ایک رکعت پڑھے۔

سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ تین رکعتیں دو سلام کے ساتھ ہوں یا آخر میں ایک سلام اور ایک تشہد کے ساتھ ہوں اور سنت یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ دوسری رکعت میں سورہ کافرون، اور تیسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے غلیل رضی اللہ عنہ نے تین باتوں کی وصیت کی تھی اور یہ کہا تھا کہ میں انھیں اپنی موت تک نہ چھوڑوں، ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنا، چاشت کی نماز پڑھنا اور وتر کی نماز پڑھ کر سونا۔ (بخاری: ۱۱۷۸ - مسلم: ۷۲۱)

اگر پانچ رکعتیں پڑھے تو آخر میں ایک تشہد کے لیے بیٹھے پھر سلام پھیرنا اور اگر سات رکعتیں پڑھے تب بھی ایسے ہی کرے اور اگر چھ کے بعد تشہد میں بیٹھ گیا ہو اور سلام نہ پھیرا ہو پھر کھڑا ہو جائے اور ساتویں رکعت پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

اگر نو رکعتیں پڑھے تو دو مرتبہ تشہد میں بیٹھے ایک مرتبہ آٹھ رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھے اور سلام نہ پھیرے پھر کھڑا ہو جائے اور نویں رکعت پڑھے پھر دوبارہ تشہد میں بیٹھے اور سلام پھیرے لیکن افضل یہ ہے کہ ایک رکعت علیحدہ طور پر پڑھ کر طاق بنالیا کرے پھر سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ یہ کہے: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» اور تیسری بار کہیجئے۔

بہتر یہ ہے کہ تہجد کی نماز کے بعد وتر پڑھے لیکن اگر اسے اس بات کا خوف ہو کہ وہ رات میں نہیں اٹھ سکے گا تو سونے سے پہلے وتر پڑھ لے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اس بات سے ڈرے کہ رات کے آخری حصہ میں نہیں اٹھ سکے گا وہ رات کے شروع حصہ میں وتر کی نماز پڑھ لے اور جسے رات کے آخری حصہ میں اٹھنے کی طبع ہو وہ رات کے آخری حصہ میں وتر کی نماز پڑھے اس لیے کہ رات کے آخری حصہ میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔“ (مسلم: ۷۵۵)

جو شخص رات کے شروع حصہ میں وتر کی نماز پڑھ چکا ہو پھر رات کے آخری حصہ میں نماز پڑھنا چاہے تو وہ جنت رکعتیں پڑھے اور وتر نہ پڑھے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔“ (ابوداؤد: ۱۴۳۹ - ترمذی: ۴۷۰)



وتر کی نماز میں کبھی کبھی دعائے قنوت پڑھنا سنت ہے واجب نہیں جو چاہے پڑھے اور جو چاہے نہ پڑھے، رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے وتر میں قنوت پڑھی ہے۔ وتر میں کبھی کبھی قنوت پڑھنا مستحب ہے جو چاہے پڑھے اور جو چاہے نہ پڑھے۔ بہتر یہ ہے کہ چھوڑنا پڑھنے سے زیادہ ہو، نبی ﷺ سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے وتر میں قنوت پڑھی ہے۔

### دعائے قنوت کی صفت:

مثال کے طور پر جب تین رکعت پڑھ لے تو تیسری رکعت میں قیام کے بعد رکوع سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور یہ کہے:

« اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَ عَافِنِيْ فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَ تَوَلَّيْنِيْ فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَ بَارِكْ لِيْ فِيمَا اَعْطَيْتَ، وَ قِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ، اِنَّكَ تَقْضِيْ وَ لَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَ اِنَّهُ لَا يَدُلُّ مِنْ وَ اَلَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ »

(ابوداؤد: ۱۴۲۵ - ترمذی: ۴۶۴)

یہ وہ دعا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو وتر میں پڑھنے کے لیے سکھائی تھی۔ اور کبھی اس دعا سے شروع کرے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور وہ دعا اس طرح ہے:

« اَللّٰهُمَّ اِنَّاكَ نَعْبُدُكَ، وَ لَكَ نُصَلِّيُ وَ نَسُجُدُ، وَ اِلَيْكَ نَسْعٰى وَ نَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَ نَخْشٰى عَذَابَكَ، اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِيْنَ مُلْحِقٌ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغِيْثُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ، وَ نَسْئِلُكَ الْخَيْرَ وَ لَا نَكْفُرُكَ، وَ نُوْمِنُ بِكَ وَ نَخْضَعُ لَكَ، وَ نَخْلَعُ مِنْ يَكْفُرُكَ » (بیہقی: ۳۱۴۴ - دیکھے ارواء الغلب: ۴۲۸)

پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے۔

اور بعض ایسی دعائیں بھی پڑھے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں لیکن بہت لمبی دعا نہ کرے، بعض دعائیں یہ ہیں:

« اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيْ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ، وَ اَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ، وَ اَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِيْ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ، وَ اجْعَلِ الْحَيٰةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ، وَ اجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ »

(مسلم: ۲۷۲۰)

پھر قنوت وتر کے آخر میں نبی ﷺ پر درود بھیجے اور دعا سے فارغ ہونے کے بعد اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر نہ پھیرے اور قنوت ہمیشہ نہ پڑھے بلکہ کبھی کبھی پڑھے۔

وتر کے علاوہ دوسری نمازوں میں قنوت پڑھنا مکروہ ہے الا یہ کہ مسلمانوں پر کوئی مصیبت آ جائے ایسی حالت میں امام آخری رکعت کے بعد اور کبھی رکوع سے پہلے فرض نمازوں میں قنوت پڑھ سکتا ہے۔

جو قنوت مصیبت نازل ہونے پر پڑھی جائے اس میں کمزور مسلمانوں کے لیے دعا کی جائے یا ظالم کفار کے لیے بددعا کی جائے یا دونوں کام کیے جائیں۔

وتر قضا کرنا:

اگر آدمی سو جائے اور وتر نہ پڑھ سکے یا بھول جائے تو جب بیدار ہو یا یاد آئے اسے پڑھ لے، فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان اگر اس کی قضا کر رہا ہے تو اسی طرح پڑھے جس طرح عام طور پر اس کے پڑھنے کا حکم ہے اور اگر دن میں قضا کر رہا ہے تو طاق کے بجائے جفت پڑھے، مثلاً اگر رات میں گیارہ رکعت پڑھتا تھا تو دن میں بارہ رکعت پڑھے اور دو رکعت پڑھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تہجد کی نماز درد وغیرہ کی وجہ سے اگر قنوت ہو جاتی تو آپ دن میں بارہ رکعت پڑھتے تھے۔ (مسلم: ۷۴۶)

آدمی کی سب سے بہتر نفل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھی جائے، البتہ فرض نماز مسجد ہی میں پڑھی جائے اس طرح وہ نماز بھی مسجد میں پڑھی جائے جس کے لیے جماعت شروع ہے مثلاً کسوف اور تراویح کی نماز وغیرہ۔

جس شخص نے بلا عذر نفل نماز بیٹھ کر پڑھی اس کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والوں کے اجر کے نصف اجر ہے لیکن اگر عذر ہے تو اس کو کھڑے ہو کر پڑھنے والوں کے اجر کی طرح ہی اجر ملے گا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص نفل نماز کسی عذر کی وجہ سے چٹ لیٹ کر پڑھے تو اس کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنے والوں کے اجر کی طرح ہی اجر ملے گا اور بغیر عذر کے لیٹ کر پڑھے تو اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے اجر کے نصف اجر ملے گا۔

جو شخص سفر میں ہو اس کیلئے سنت یہ ہے کہ اپنی سواری پر وتر پڑھ لے اور تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ کی طرف اپنا رخ کرے اگر ممکن ہو ورنہ جس طرف بھی اس کو سواری لے جائے اوھر پڑھے۔  
جو شخص وتر کی نماز پڑھ لے وہ اس کے بعد دو رکعت نفل نماز بیٹھ کر پڑھے پھر رکوع کرنا چاہے تو کھڑا ہو جائے پھر رکوع کرے۔

### ۳۔ تراویح کی نماز

تراویح کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔ یہ نبی ﷺ کے فعل سے ثابت ہے۔ یہ ان نوافل میں سے ہے جس کے لیے رمضان میں جماعت شروع کی گئی ہے۔  
اس کا نام تراویح اس لیے پڑا کیوں کہ لوگ ہر چار رکعت کے درمیان آرام کے لیے بیٹھتے تھے اس لیے کہ وہ لمبی قراءت کرتے تھے۔

#### تراویح کی نماز کا وقت:

تراویح رمضان کے مہینے میں عشاء کی نماز کے بعد سے طلوع فجر تک پڑھی جاسکتی ہے، یہ مردوں اور عورتوں کے لیے سنت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے رمضان میں رات میں تراویح پڑھنے پر لوگوں کو ابھرا ہے، آپ نے فرمایا: ”جس شخص نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رات میں نماز پڑھی تو اس کے اگلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ (بخاری: ۲۰۰۹۔ مسلم: ۷۵۹)  
تراویح کی نماز کی صفت:

سنت یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو گیارہ رکعت یا تیرہ رکعت تراویح کی نماز پڑھائے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے۔ یہی افضل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ رمضان میں کتنی رکعت تراویح یا تہجد کی رکعتیں پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا کہ آپ رمضان میں اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے ان کی خوبصورتی اور درازی کے بارے میں کیا پوچھنا پھر چار رکعت پڑھتے تھے ان کی خوبصورتی اور درازی کا کیا پوچھنا پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے۔

(بخاری: ۱۱۴۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھتے

تھے۔ (بخاری: ۱۱۳۸۔ مسلم: ۷۶۴۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد سے فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔ (مسلم: ۷۳۶)

سنت یہ ہے کہ امام تراویح کی نماز رمضان کے شروع اور آخر میں گیارہ رکعت یا تیرہ رکعت پڑھے لیکن رمضان کے آخری عشرے میں خاص طور سے بھی نماز پڑھے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ ان ایام میں پوری رات نماز پڑھتے تھے اور اگر کم یا زیادہ پڑھ لیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مقتدی کے لیے افضل یہ ہے کہ جب تک امام نماز سے فارغ نہ ہو جائے اس وقت تک اس کے ساتھ نماز پڑھتا رہے چاہے امام گیارہ رکعت پڑھے یا تیرہ رکعت پڑھے یا تینتیس رکعت پڑھے یا کم پڑھے یا زیادہ پڑھے تاکہ اس کے لیے پوری رات کے قیام کا اجر لکھا جائے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے امام کے ساتھ رات میں اس وقت تک نماز پڑھی جب تک وہ فارغ نہ ہو جائے تو اس کے لیے ایک رات کے قیام کا اجر لکھا جاتا ہے۔“ (ابوداؤد: ۵۷۳۸۔ ترمذی: ۸۰۶)

رمضان میں نمازیوں کی امامت وہ شخص کرے جس کی قراءت اچھی ہو اور جس کو قرآن اچھی طرح یاد ہو اور اگر ایسا شخص نہ ملے تو امام مصحف سے پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ رمضان میں مقتدیوں کو پورا قرآن سنائے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو قرآن کا بعض حصہ ان کو پڑھ کر سنائے۔

رمضان میں دعائے ختم قرآن نماز میں پڑھنا مشروع نہیں جو اسے پڑھنا چاہے وہ نماز سے باہر پڑھے اس لیے کہ یہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے اور نہ کسی صحابی سے ثابت ہے۔

جو شخص تہجد کی نماز پڑھتا ہو اور وہ رات کے آخری حصہ میں نماز پڑھتا ہے وہ تہجد کے بعد وتر پڑھے لیکن اگر امام کے ساتھ نماز پڑھ لی ہے اور اس کے ساتھ وتر بھی پڑھ چکا ہے تو جب رات کے آخری حصہ میں نماز کے لیے کھڑا ہو تو ہفت نماز پڑھے۔

اگر عورت مسجد میں فرض یا نفل نماز کے لیے جانا چاہے تو وہ معمولی کپڑا پہن کر نکلے (جو روزانہ استعمال کے لیے ہوتا ہے) اور خوشبو نہ لگائے۔

اگر لوگوں کو تراویح کی نماز دو امام پڑھائیں تو جو شخص دونوں کے پیچھے نماز پڑھے گا اس کے لیے قیام اللیل کا ثواب ہوگا کیوں کہ دوسرا امام پہلے کا نائب ہے اور اسی نماز کی تکمیل کرتا ہے۔

### ۴۔ تہجد کی نماز

تہجد کی نماز مطلق نوافل میں سے ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس کا حکم دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الْمَوْءُودُ ۖ قُمْ لَيْلًا إِلَّا قَلِيلًا ۖ تَصُفِّهُ أَوْ تَنْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۖ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝﴾ [المزمل: ۱-۴]

”اے کپڑے میں لپٹنے والے رات کے وقت نماز میں کھڑے ہو جاؤ، اگر آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کر لے یا اس پر بڑھا دے اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف پڑھا کر۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ بِحَمْدِهِ لَكَ عَلَىٰ كُلِّ فَرَسٍ حَمْدًا ۝﴾

”رات کے کچھ حصے میں تہجد کی نماز میں قرآن کی تلاوت کریں یہ زائد آپ کے لیے ہے، عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔“ [الإسراء: ۷۹]

اللہ تعالیٰ نے متقین کی صفت اس طرح بیان کی ہے: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ [الذاریات: ۱۷، ۱۸] وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور وقت سحر استغفار کیا کرتے تھے۔

### رات میں تہجد پڑھنے کی فضیلت:

رات میں تہجد پڑھنا افضل اعمال میں سے ہے وہ دن میں نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ رات کی تنہائی میں آدمی پوری طرح اپنا دل اللہ کی طرف لگاتا ہے، اپنی فیند حرام کرتا ہے اور اس میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ تَابِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝﴾ [المزمل: ۶]

”بے شک رات کا اضناول جمعی کے لیے انتہائی مناسب ہے اور بات کو بہت درست کر دینے والا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بندہ اللہ تعالیٰ سے سب سے قریب رات کے آخری حصہ میں ہوتا ہے، پس اگر تم اس ساعت میں ان لوگوں میں سے بن سکو جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو ایسا کرو اس لیے کہ اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔“ (ترمذی: ۳۵۷۹۔ نسائی: ۵۷۲)

نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ فرض کے بعد کون سی نماز افضل ہے، آپ نے فرمایا: ”فرض نماز کے بعد سب سے افضل تہجد کی نماز ہے۔“ (مسلم: ۱۱۶۳)

رات میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی مانگے تو اللہ اس کو عطا کرتا ہے اور وہ گھڑی ہر رات میں ہے۔“ (مسلم: ۷۵۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر رات کو جب تہائی رات کا آخری حصہ رہ جاتا ہے نچلے آسمان پر اترتا ہے اور کہتا ہے کہ کون مجھ سے دعا کرے گا میں اس کی دعا قبول کروں گا؟ کون مجھ سے مانگے گا میں اسے دوں گا؟ کون مجھ سے بخشش طلب کرے گا میں اسے بخش دوں گا؟“ (بخاری: ۱۱۴۵۔ مسلم: ۷۵۸)

مسلمان کو پاکی کی حالت میں سونا چاہیے، جو پاک رہ کر رات گزارتا ہے اسے پاس ایک فرشتہ رات گزارتا ہے پھر جب وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! تو اپنے خاں بندے کو بخش دے اس لیے کہ اس نے پاک رہ کر رات گزار لی ہے۔ (ابن حبان: ۱۰۵۱۔ الصحیحۃ: ۲۵۳۹)

مسلمان کو عشاء کے بعد جلدی سونا چاہیے تاکہ وہ تہجد کی نماز کے لیے اٹھ سکے، سنت یہ ہے کہ اس وقت اٹھے جب مرغ کی آواز سنے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی (رات کو) سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ پر یہ پڑھ کر پھونک دیتا ہے، بڑی رات پڑی ہے (بے فکر) سو جا، پھر اگر آدمی جاگا اور اللہ کی یاد کی تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور آدمی صبح کے وقت ہشامش بھاش رہتا ہے ورنہ پڑ مردہ اور سست رہتا ہے۔“ (بخاری: ۱۱۴۲۔ مسلم: ۷۷۶)

ایک مسلمان کو تہجد کی نماز کا حریص بننا چاہیے اسے چھوڑنا نہیں چاہیے، نبی ﷺ رات میں اتنی

دیر تک نماز پڑھتے کہ آپ کے دونوں قدم سوچ جاتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! (ﷺ) آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جب کہ اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔“ (بخاری: ۴۸۳۷۔ مسلم: ۲۸۲۰)

### تہجد کی نماز:

تہجد کی نماز وتر کے ساتھ گیارہ یا تیرہ رکعت ہے۔

### تہجد کی نماز کا وقت:

رات کی نماز کا سب سے افضل وقت رات کا آخری تہائی حصہ ہے، آدمی رات کو دو حصوں میں تقسیم کرے، دوسرے حصے کی پہلی تہائی میں نماز کیلئے کھڑا ہو، پھر رات کے آخری حصہ میں سو جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے نزدیک سب سے محبوب نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے محبوب روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے، وہ آدھی رات تک سوتے اور ایک تہائی رات میں عبادت کرتے اور پھر چھٹے حصے میں سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔“ (بخاری: ۱۱۳۱۔ مسلم: ۱۱۵۹)

### تہجد کی نماز کی صفت:

آدمی سونے کے وقت تہجد کی نماز کی نیت کرے لیکن اگر سو گیا اور اٹھ نہ سکا تو اس کے لیے وہی ثواب لکھا جائے گا۔ جو اس نے نیت کی تھی اور اس کی نیند اللہ کی طرف سے اس پر صدقہ ہو جائے گی اور اگر تہجد کے لیے اٹھ جائے تو اپنے چہرے سے نیند پونچھے اور آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھے، مسواک کرے، اور وضو کرے، پھر دو ہلکی رکعتیں پڑھ کر تہجد کا آغاز کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”جب تم میں سے کوئی شخص تہجد کے لیے کھڑا ہو تو وہ اپنی نماز دو ہلکی رکعتیں پڑھ کر شروع کرے۔“ (مسلم: ۷۶۸)

پھر دو رکعت پڑھے اور سلام پھیرتا رہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص

نے کہا: اے اللہ کے رسول! تہجد کی نماز کیسے پڑھی جائے؟ آپ نے فرمایا: ”دو دو رکعت کر کے اور جب صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ کر سب کو طاق کرے۔“ (بخاری: ۱۱۳۷)

مستحب یہ ہے کہ معلوم رکعتیں ہوں اور اگر سو گیا ہے تو جفت رکعتیں پڑھ کر فضا کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رات میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا، انہوں نے کہا کہ آپ کبھی سات رکعتیں پڑھتے، کبھی نو اور کبھی گیارہ، فجر کی سنتوں کے علاوہ۔ (بخاری: ۱۱۳۹)

آدی تہجد کی نماز اپنے گھر میں پڑھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگائے اور کبھی ان کو نماز بھی پڑھائے۔ لمبا سجدہ کرے جو بچاس آیتوں کی قراءت کے برابر وقت لے اور اگر اس پر نیند غالب ہو جائے تو سو جائے اور مستحب یہ ہے کہ قیام اور قراءت بھی لمبی کرے اور قرآن کا ایک پارہ یا اس سے زیادہ پڑھے، کبھی جبری قراءت کرے اور کبھی سری، جب رحمت کی آیت سے گزرے تو اللہ تعالیٰ سے رحمت کا سوال کرے اور جب عذاب کی آیت سے گزرے تو اللہ تعالیٰ سے اس سے بچنے کی دعا کرے اور جب کسی ایسی آیت سے گزرے جس میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی گئی ہو تو اس کی پاکی بیان کرے۔

پھر اپنی تہجد کی نماز رات میں وتر پڑھ کر ختم کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”تم رات میں اپنی آخری نماز وتر کو بٹاؤ۔“ (بخاری: ۹۹۸ - مسلم: ۷۵۱)

## ۵۔ عیدین کی نماز

اسلام میں تین عیدیں ہیں:

- ۱۔ عید الفطر : یہ ہر سال یکم شوال کو ہے۔
- ۲۔ عید الاضحیٰ : یہ ہر سال ذی الحجہ کو ہے۔
- ۳۔ ہفتہ کی عید: یہ جمعہ کا دن ہے اس کے بارے میں بحث گزر چکی ہے۔

### عیدین کی نماز:

رمضان کے روزے مکمل ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے، عید الاضحیٰ کی نماز حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد عشرہ ذی الحجہ کے اختتام پر پڑھی جاتی ہے۔ یہ دونوں اسلام کے محاسن میں سے



ہیں، مسلمان ان دونوں عظیم عبادتوں کو اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے پڑھتے ہیں۔

### عیدین کی نماز کا حکم:

یہ سنت مؤکدہ ہے اور ہر مسلمان مرد اور عورت پر ہے۔

### عیدین کی نماز کا وقت:

یہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج ایک نیزہ بلند ہو جائے اور سورج ڈھلنے تک رہتا ہے، اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد لوگوں کو عید کا پتا چلے تو وہ دوسرے دن اس کے وقت پر نماز پڑھیں اور قربانی کا جانور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے کے بعد ہی ذبح کریں۔

### عیدین کی نماز کے لیے نکلنے کی صفت:

عید کی نماز میدان میں پڑھی جائے، آدمی غسل کر کے اچھا کپڑا پہن کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے عید گاہ کی طرف نکلے اور عورتیں بھی لوگوں کے ساتھ نماز کے لیے نکلیں لیکن زینت ظاہر کرتے ہوئے خوشبو لگا کر نہ نکلیں، حائضہ عورتیں خطبہ میں شرکت کریں لیکن نماز پڑھنے کی جگہ سے دور بیٹھیں۔ بہتر یہ ہے کہ مقتدی صبح کے بعد پیدل چل کر عید گاہ جلدی آئیں اور امام نماز کے وقت آئے، سنت یہ ہے کہ ایک راستے سے آئیں اور دوسرے راستے سے جائیں۔ سنت یہ ہے کہ عید الفطر کا دن نکلنے سے پہلے چند طاق کھجوریں کھالیں اور عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھنے سے پہلے کچھ نہ کھائے اپنی قربانی کا گوشت کھائے، اگر اس نے قربانی کی ہے۔

### عیدین کی نماز کی جگہ:

عیدین کی نماز شہر سے قریب میدان میں پڑھی جائے جب آدمی عید گاہ پہنچے تو دو رکعت نماز پڑھے اور بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے اور عید کی نماز مساجد میں نہ پڑھی جائے الا یہ کہ کوئی عذر ہو جیسے بارش وغیرہ۔

### عیدین کی نماز کی صفت:

جب نماز کا وقت ہو جائے تو امام آگے بڑھے اور لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے، اس میں

اذان اور اقامت نہیں ہے۔ امام پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہے یا تکبیر تحریمہ کے ساتھ آٹھ تکبیریں کہے اور دوسری رکعت میں قیام کے بعد پانچ تکبیریں کہے پھر وہ جہراً سورۃ فاتحہ پڑھے اور پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھے یا پہلی رکعت میں سورۃ ق اور دوسری رکعت میں اقتربت المساجد پڑھے، بہتر یہ ہے کہ کبھی یہ پڑھے کبھی وہ پڑھے تاکہ سنت زندہ ہو، جب امام سلام پھیر دے تو لوگوں کی طرف رخ کر کے ایک خطبہ دے جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور شکر بیان کرے اور لوگوں کو اس کی شریعت کے واجبات بتائے اور لوگوں کو صدقہ پر ابھارے اور عید الاضحیٰ میں قربانی کرنے پر لوگوں کو آمادہ کرے اور اس کے احکام بتائے۔

اگر امام تکبیر زوائد میں سے کوئی تکبیر بھول جائے اور قراءت شروع کر دے تو وہ تکبیر ساقط ہو جائے گی اس لیے کہ وہ سنت ہے اور اس کا نکل فوت ہو چکا ہے۔ نمازی تکبیر کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے جیسا کہ فرض اور نفل نماز کے باب میں اس کا بیان ہے۔

امام اپنے خطبہ میں عورتوں کو بھی نصحت کرے اور ان پر جو چیز واجب ہے اس کو یاد دلانے اور انھیں صدقہ کرنے پر ابھارے۔

اگر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کوئی شخص عید کی نماز میں پہنچے تو وہ اس کی صفت کے مطابق نماز پوری کرے اور اگر نماز فوت ہو جائے تب بھی اس کی صفت کے مطابق قضا کر لے۔ جب امام عید کی نماز پڑھا چکے تو جو شخص عید گاہ سے جانا چاہے وہ چلا جائے اور جسے بیٹھ کر خطبہ سننا ہو وہ بیٹھ کر خطبہ سنے اور خطبہ سننا افضل ہے۔

عیدین کے ایام میں گھروں، بازاروں، راستوں اور مساجد وغیرہ میں زور زور سے تکبیر کہنا بہتر ہے، البتہ عورتیں اجنبیوں کی موجودگی میں زور زور سے تکبیر نہ کہیں۔

### تکبیر کے اوقات:

عید الفطر میں تکبیر کا وقت عید کی رات سے عید کی نماز پڑھ لینے تک ہے اور عید الاضحیٰ میں عشرہ ذی الحجہ کے داخل ہونے سے لے کر ۱۳ ذی الحجہ کو غروب آفتاب تک ہے۔

### تکبیر کی صفت:

۱۔ تکبیر یا تو جھٹ کہی جائے یعنی اس طرح: اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر

اللہ اکبر، ولله الحمد

۲۔ یا طاق کہی جائے یعنی اس طرح: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، واللہ اکبر، واللہ الحمد۔

۳۔ یا پہلے میں طاق ہو اور دوسرے میں جفت یعنی اس طرح: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، واللہ الحمد۔

اگنے عاودہ مختلف موقعوں پر جو بھی عید منائی جاتی ہے جیسے: ہجری، یا عیسوی سال کے پہلے دن، شب معراج، نصف شعبان کی رات، عید میلاد النبی، عید الام وغیرہ جو آج کل مسلمانوں میں پھیل گئی ہیں سب بدعت ہیں جس نے اسے منایا، یا اس کی طرف بلایا یا اس پر مال خرچ کیا وہ گناہ گار ہوگا۔

### ۶۔ کسوف کی نماز (گھین کی نماز)

خسوف کا مطلب ہے کہ چاند کی روشنی یا اس کا بعض حصہ چلا جائے۔ کسوف کا مطلب ہے کہ سورج کی روشنی یا اس کا بعض حصہ چھپ جائے، سورج اور چاند گھین اللہ کی نشانوں میں سے دو نشانیاں ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

کسوف اور خسوف کی نماز سنت موکدہ ہے۔ جب سورج یا چاند کو گھین لگے تو مسجدوں اور گھروں میں نماز پڑھنا چاہیے۔ مسجدوں میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ جس طرح ڈولے کے کچھ اسباب ہیں، بجلی گرنے کے کچھ اسباب ہیں، آتش فشاں پھاڑوں کے پھٹنے کے کچھ اسباب ہیں اسی طرف کسوف خسوف کے بھی کچھ اسباب ہیں تاہم اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے بندوں کو ڈرانا چاہتا ہے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

### کسوف کی نماز کی صفت:

کسوف کی نماز میں اذان و اقامت نہیں ہے لیکن اگر رات یا دن میں کسوف ہو جائے تو لوگوں کو نماز کے لیے اس طرح پکارا جائے: جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے اکٹھے ہو جاؤ، ایسا ایک مرتبہ یا کئی مرتبہ کہا جائے۔

اہم اللہ اکبر کہے پھر سورۃ فاتحہ اور کوئی لمبی سورت جبراً پڑھے پھر لیبارکوع کرے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور سمیع اللہ لمن حمد، ربنا ولک الحمد کہے، اور سجدہ نہ کرے، پھر سورۃ فاتحہ پڑھے پھر پہلی سورت

سے کوئی چھوٹی سورت پڑھے پھر پہلے رکوع سے کچھ کم لمبا رکوع کرے پھر سر اٹھائے پھر دو لمبے سجدہ کرے جن میں پہلا دوسرے سے زیادہ لمبا ہو اور دونوں کے درمیان جلوس ہو، پھر کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح پڑھے لیکن دوسری رکعت پہلی رکعت سے ہلکی ہو۔ پھر تشہد کے لیے بیٹھے اور سلام پھیرے۔ کسوف کی نماز میں اگر ہر رکعت کا پہلا رکوع مل گیا تو گویا وہ رکعت مل گئی، اگر گہن چھٹ جائے تو کسوف کی نماز فوت ہونے کے بعد اس کی قضا نہیں ہے۔

### اس کا وقت:

گہن گھٹنے کے وقت سے اس کے چھٹ جانے تک کا ہے۔

سنت یہ ہے کہ امام اسکے بعد خطبہ دے اور لوگوں کو نصیحت کرے اور ان کو اس عظیم حادثے کے بارے میں بتائے تاکہ ان کا دل نرم پڑ جائے اور ان سے کثرت سے دعا و استغفار کرنے کیلئے کہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا، آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے، آپ نے خوب لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور بہت لمبا قیام کیا، لیکن پہلے قیام سے مختصر، پھر آپ نے رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم پھر سجدہ کیا پھر آپ کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا لیکن پہلے قیام سے کم، پھر آپ نے رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم، پھر آپ نے رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم، پھر سجدہ کیا لیکن پہلے قیام سے کم پھر آپ نے رکوع کیا اور دیر تک رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم پھر سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو گیا تھا پھر آپ نے خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: ”سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں، کسی کی موت اور زندگی سے اس میں گرہن نہیں لگتا، پس جب تم گرہن دیکھو تو تکبیر کہو، اللہ سے دعا کرو، نماز پڑھو اور خیرات کرو، اے امت محمد! دیکھو اللہ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں اس کو بڑی غیرت آتی ہے اگر اس کا بندہ یا بندہ زنا کرے، اے امت محمد! (ﷺ) اللہ کی قسم! اگر تم وہ جان لو جسے میں جانتا ہوں تو تم روؤ زیادہ سوگو، کیا میں نے اپنی بات پہنچا دی؟“ (بخاری: ۱۰۴۴ - مسلم: ۹۰۱)

”اگر نماز کی حالت میں گہن مٹ جائے تو نماز ہلکی کر دی جائے اور پوری نماز پڑھ لی جائے لیکن اگر لوگ نماز پڑھ چکے ہوں اور گہن نہ چھٹا ہو تو کثرت سے دعا و استغفار اور صدقہ کریں یہاں تک کہ گہن ختم ہو جائے۔ کسوف بندے کو توحید کی طرف لے جاتا ہے اے اللہ کی اطاعت پر

آمادہ کرتا ہے، معاصی سے دور رہنے پر ابھارتا ہے اور دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کرتا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا تُذَكِّرُنَّ إِلَّا نَفْسًا﴾ [الإسراء: ۵۹]

”ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔“

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں، اللہ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، ان میں کسی کے مرنے سے گھبن نہیں لگتا، پس جب تم گھبن دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو یہاں تک کہ وہ ختم کر دیا جائے۔“ (بخاری: ۱۰۴۱۔ مسلم: ۹۱۱)

آیات کی نماز میں چھ رکوع اور چار سجدے شروع ہیں، ہر رکعت میں تین رکوع اور دو سجدے ہیں، آیات سے مراد زلزلہ، طوفان، پہاڑوں سے آگ نکلنا اور دوسرے حوادث ہیں۔

### ۷۔ استسقاء کی نماز

استسقاء کا مطلب اللہ تعالیٰ سے پانی کے لیے دعا کرنا ہے، اس کی ایک مخصوص صفت ہے، استسقاء کی نماز سنت مؤکدہ ہے جو کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ استسقاء کی نماز اس وقت پڑھی جائے جب سورج ایک نیزہ بلند ہو جائے۔

مشروعیت:

جب زمین خشک ہو جائے اور بارش رک جائے تو استسقاء کی نماز پڑھنی چاہیے، مسلمان عاجزی و فروتنی اختیار کرتے ہوئے میدان کی طرف نکلیں اور مرد و عورتیں بچے سب نکلیں اور امام اس نماز کے لیے پہلے سے کوئی دن متعین کر دے۔

پانی کیلئے دعا یا تو جماعت سے نماز استسقاء پڑھ کر کی جائے یا بعد کے خطبہ میں کی جائے یا نمازوں کے بعد کی جائے یا خالی وقت میں کی جائے جس میں نہ خطبہ ہو نہ نماز۔

### استسقاء کی نماز کی صفت:

امام آگے آئے اور لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے، اس میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریر کے ساتھ سات تکبیر کہے، پھر سورہ فاتحہ اور قرآن کی کوئی سورت جبراً پڑھے پھر رکوع اور سجدہ کرے پھر کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت میں (تکبیر قیام کے علاوہ) پانچ مرتبہ تکبیر پھر سورہ فاتحہ

اور قرآن کی کوئی سورت جبراً پڑھے پھر جب دو رکعت پڑھ لے تو تشہد میں بیٹھ جائے اور سلام پھیرے۔  
استسقاء کا خطبہ:

امام نماز سے پہلے ایک خطبہ دے جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و بڑائی بیان کرے اور استغفار کرے اور وہ بات کہے جو حدیث میں ہے ان میں سے ایک قول یہ ہے: ”تم لوگوں نے خشک سانی کی شکایت کی ہے اور اس بات کی شکایت کی ہے کہ بارش تم سے رک گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے تم کو اس بات کا ظلم دیا ہے کہ تم اس سے دعا کرو اور تم سے وعدہ کیا ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کر لے گا۔“ پھر یہ کہے:

«لَا تَعْدُوْا رِسَالَاتِ الْعَالَمِيْنَ ۚ الْمَرْحُوْمِيْنَ الرَّحِيْمِ ۝ مُلْكُ يَوْمِ الدِّيْنِ ۙ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَفْعَلْ مَا يُرِيدُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَ نَحْنُ الْفُقَرَاءُ، اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغِيْثَ، وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَ بَلَاءً اِلَى جَنَّتِيْ»

”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے، بدلے کے دن کا مالک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اے اللہ! تو اللہ ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو غنی ہے ہم فقیر ہیں، ہمارے اوپر بارش نازل کر اور جو تو ہمارے لیے نازل کرے اس کو ہمارے لیے ایک مدت تک قوت و کفالت کا ذریعہ بنا۔“ (ابوداؤد: ۱۱۷۳)

«اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غِيَا، مَرِيْعًا، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ، عَاجِلًا غَيْرَ اَجَلٍ»  
”اے اللہ! تو ہمارے اوپر عام بارش برسا جو سیراب کرنے والی اور بھیگی کو بڑھانے والی ہو، تیسرے بخش ہو، نقصان دہ نہ ہو، جلد نازل کر، دیر میں نہیں۔“ (ابوداؤد: ۱۱۶۹)

«اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَ بَهَائِمَكَ وَ اَنْشُرْ رَحْمَتَكَ، وَ اَخِيْ بِلَدِكَ اُنْسِيَّتْ»  
”اے اللہ! تو اپنے بندوں اور جانوروں کو پلا اور اپنی رحمت کو کھیر دے اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کر دے۔“ (مالک، موطا: ۴۴۹۔ ابوداؤد: ۱۱۷۶)

«اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا، اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا، اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا» (مسلم: ۸۹۷)  
”اے اللہ! ہم پر پانی برسا، اے اللہ! ہم پر پانی برسا، اے اللہ! ہم پر پانی برسا۔“  
«اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا» (بخاری: ۱۰۱۳)

”اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا۔“

جب بارش زیادہ ہو جائے اور نقصان کا ڈر ہو تو یہ کہے:

«اللَّهُمَّ حَوِّكِنَا وَلَا عَلَيْنَا، اللَّهُمَّ عَلَى الْأَكَامِ وَالْجِبَالِ وَالْظَّرَابِ وَالْأَوْدِيَةِ، وَمَنْابِتِ الشَّجَرِ» (بخاری: ۱۰۱۳۔ مسلم: ۸۹۷)

”اے اللہ! ہمارے ارد گرد برسا اور ہم پر نہ برسا، اے اللہ! ٹیلوں، پہاڑوں، ٹیکریوں، وادیوں اور درخت اُگنے کی جگہوں پر برسا۔“

جب نئی نئی بارش ہو تو اپنا کپڑا سمیٹ لے تاکہ کچھ بارش اس کے بدن پر گر جائے اور یہ کہے:

«اللَّهُمَّ صَيِّئًا نَافِعًا» (بخاری: ۱۰۳۲) ”اے اللہ! تو نفع بخش بارش برسا۔“

بارش ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے: «مُطَرِّئَا بَفَضْلِي اللَّهُ وَرَحْمَتِهِ» (بخاری: ۱۰۳۸۔

مسلم: ۷۱) ”اللہ کے فضل و رحمت سے ہمارے اوپر بارش ہوئی۔“

جب امام خطبہ کے دوران بارش کے لیے دعا کرے تو سنت یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اٹھائے اور لوگ بھی اٹھائیں اور اس کی دعا پر لوگ آمین کہیں۔

جب امام خطبہ سے فارغ ہو جائے تو وہ قبلہ کی طرف اپنا رخ کر کے دعا کرے پھر اپنی چادر اٹھائے وہ اس طرح سے کہ داہنے کو یا آئیں کندھے پر ڈال لے اور لوگ اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کریں پھر انھیں دو رکعت استسقاء کی نماز پڑھائے جیسے کہ گزر چکا ہے۔

سنت یہ ہے کہ امام استسقاء کی نماز سے پہلے کھڑے ہو کر خطبہ دے، عیاد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ جس دن نبی ﷺ استسقاء کے لیے نکلے میں نے آپ کو دیکھا، آپ نے پیٹھ لوگوں کی طرف پھیری اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کرنے لگے پھر اپنی چادر اٹھی پھر ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اور اس میں جہری قراءت کی۔ (بخاری: ۱۰۲۵۔ مسلم: ۸۹۴)

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (استسقاء کی نماز کے لیے) اس وقت نکلے جب آفتاب کی شعائیں بلند ہو گئیں، آپ منبر پر بیٹھے اور اللہ کی بڑائی اور حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: ”تم نے خشک سالی کی شکایت کی ہے..... پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے پھر منبر سے اترے اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ (ابوداؤد: ۱۱۷۳)

## عبادات اور طاعات پر اجتماع کی دو قسمیں:

ان میں ایک سنت راتبہ ہے خواہ وہ واجب ہو جیسے پانچوں نمازیں اور جمعہ یا مسنون ہو جیسے عیدین، تراویح، کسوف اور استسقاء کی نماز، پس اس میں اجتماع سنت راتبہ ہے یعنی جماعت سے ان پر مداومت اور ان کی حفاظت کرنی چاہیے۔

دوسرا سنت غیر راتبہ ہے جیسے نفل نماز مثلاً تہجد کی نماز کے لیے اجتماع یا قرآن پڑھنے کے لیے اجتماع یا ذکر الہی اور دعا کرنے کے لیے اجتماع، یہ آدمی کبھی کبھی کرے اور اس کو اپنی عادت نہ بنالے۔

## ۸۔ چاشت کی نماز

چاشت کی نماز سنت ہے، یہ کم سے کم دو رکعت ہے اور زیادہ کی کوئی تحدید نہیں۔

### اس کا وقت:

جب سورج ایک نیزہ بلند ہو جائے یعنی طلوع ہونے کے بعد تقریباً ۱۵ منٹ گزر جائیں تو اس نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اور سورج ڈھلنے سے پہلے تک رہتا ہے۔ سخت گرمی میں اس کا افضل وقت اس وقت ہے جب اونٹ کے پیچ کے پاؤں زمین پر رکھنے کی وجہ سے چلنے لگیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خلیل (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی تھی ایک یہ کہ میں ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھوں دوسرے یہ کہ چاشت کی دو رکعتیں پڑھوں تیسرے یہ کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں۔ (بخاری: ۱۹۸۱۔ مسلم: ۷۲۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص فجر کی

نماز جماعت سے پڑھے پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے

پھر دو رکعت (چاشت کی) نماز پڑھے تو اس کے لیے حج اور عمرہ کے برابر ثواب ہے،

پھر آپ نے فرمایا: ”پورا، پورا، پورا۔“ (ترمذی: ۵۸۶)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص کے ہر جوڑ پر

صدقہ واجب ہے، پس ہر سبحان اللہ صدقہ ہے ہر الحمد للہ صدقہ ہے ہر لا الہ الا اللہ صدقہ ہے ہر

اللہ اکبر صدقہ ہے، بھلائی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان تمام کی جگہ

چاشت کی دو رکعتیں کافی ہیں۔“ (مسلم: ۷۲۰)



## ۹۔ استخارہ کی نماز

استخارہ کا مطلب یہ ہے کہ مشروع، مباح یا مندوب امور میں سے کسی امر میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کی جائے اس وقت جب دوراستے ٹکرائیں۔

استخارہ کی نماز سنت ہے، یہ دو رکعت ہے اور دعائے استخارہ سلام سے پہلے یا سلام کے بعد ہے، استخارہ کرنے والا یہ عبادت مختلف اوقات میں ایک سے زیادہ مرتبہ کر سکتا ہے۔

استخارہ استخارہ ایسے کام میں مستحب ہے جو مکروہ و حرام نہ ہوں، وہ شخص نادم نہیں ہوگا جو اپنے خالق سے خیر طلب کرے گا اور مخلوق سے مشورہ لے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ [آل عمران: ۱۵۹]

”اور کام میں ان سے مشورہ کر پھر جب پختہ ارادہ کر لے تو اللہ پر بھروسہ کر۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام امور میں استخارہ ایسے ہی سکھاتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے، آپ کہتے تھے کہ تم میں سے جب کسی کے سامنے کوئی معاملہ پیش آئے تو وہ دو رکعت نفل نماز پڑھے پھر یہ کہے:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَعِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَ أَسْتَقْبِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَ تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَ عَاقِبَةِ أَمْرِي۔ يَا يَ كَيْفَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَ آجِلِهِ۔ فَأَقْدِرْهُ لِي وَ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي، وَ عَاقِبَةِ أَمْرِي۔ يَا يَ كَيْفَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَ آجِلِهِ۔ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَ اصْرِفْنِي عَنْهُ، وَ اقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ» (بخاری: ۶۳۸۶)

”اے اللہ! میں تیرے علم کی مدد سے تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں، اور تیری قوت کی مدد سے مقدرت مانگتا ہوں، اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اور بیشک تو ہی قدرت رکھتا ہے اور میں نہیں رکھتا اور تو ہی جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہی ٹھیک کا جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین

اور میری زندگی اور میرے انجام کار میں یا فرمایا میری اس دنیا کے لیے یا آخرت کے لیے تو میرے لیے اس کام کا فیصلہ کر دے۔ اور میرے لیے اس کام کو آسان کر دے پھر میرے لیے اس میں برکت عطا کر اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، میری زندگی اور میرے انجام کار یا فرمایا میری دنیا اور آخرت کے لیے بدتر ہے تو مجھ کو اس کام سے دور کر دے اور اس کام کو مجھ سے دور کر دے اور میرے لیے بھلائی مقدر کر دے جہاں کہیں ہو پھر اس پر مجھے رضا مند کر دے۔ پھر اپنی ضرورت کا نام لے۔“

### سجدہ تلاوت

اس کا حکم:

یہ نماز اور نماز سے باہر سلت ہے۔ سجدہ تلاوت قراءت کر نوالے اور سننے والے دونوں کیلئے ہے۔

قرآن کریم میں سجدوں کی تعداد:

قرآن کریم میں پندرہ سجدے ہیں، جن سورتوں میں سجدہ ہے وہ یہ ہیں: سورۃ اعراف، سورۃ رعد، سورۃ نمل، سورۃ اسراء، سورۃ مریم، سورۃ حج میں دو سجدے، سورۃ فرقان، سورۃ نمل، سورۃ سجدہ، سورۃ ص، سورۃ فصلت، سورۃ نجم، سورۃ الشقاق اور سورۃ علق۔

قرآن کریم میں سجدوں کی آیات کی دو قسمیں:

ایک اخبار دوسرے اوامر۔ اخبار کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اس کی ساری مخلوقات عام طور پر اور خاص طور پر اس کو سجدہ کرتی ہیں، لہذا پڑھنے اور سننے والوں کے لیے بھی بہتر یہ ہے کہ ان مخلوقات کی مشابہت اختیار کریں۔

اوامر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے، لہذا پڑھنے اور سننے والا اللہ کا حکم بجالاتے ہوئے ان پر سجدہ کرے۔

سجدہ تلاوت کی صفت:

سجدہ تلاوت ایک سجدہ ہے، جب نماز میں سجدہ کرے تو اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہہ کر اپنا سر اٹھائے اور جب نماز سے باہر سجدہ کرے تو سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہے لیکن سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر نہ کہے اور اس میں تشہد و سلام نہیں ہے۔

## سجدہ تلاوت کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی سجدہ کی آیت پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ ہو جاتا ہے اور روتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس! اور ایک روایت میں ہے: ہائے میری بربادی! ابن آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا جس کی وجہ سے اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا جس کی وجہ سے میرے لیے جہنم ہے۔“ (مسلم: ۸۱)

جب امام سجدہ کرے تو مقتدی پر اس کی پیروی لازم ہے اور سری نماز میں کوئی ایسی آیت یا سورت پڑھنا جس میں سجدہ ہو امام کے لیے مکروہ نہیں۔

## سجدہ تلاوت میں کیا پڑھے؟

- ۱۔ سجدہ تلاوت میں وہی کہے جو نماز کے سجدہ میں کہتا ہے یعنی: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» وغیرہ جس کا بیان گزر چکا ہے۔
  - ۲۔ «اللَّهُمَّ اكْتُفِ لِي بِهَا عُنْدَكَ مُجْرَاءً وَضَعْ عَنِّي بِهَا وَزْرًا، وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ دُخْرًا، وَتَقْبَلْهَا مِنِّي كَمَا تَقْبَلُهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ» (ترمذی: ۵۷۹۔ ابن ماجہ: ۱۰۵۳)
- سجدہ تلاوت شہادت کی حالت میں کرنا چاہیے لیکن محدث، حائضہ اور نساء کے لیے سجدہ تلاوت جائز ہے (جب بے وضو سجدہ کی آیت سے گزرے یا یہ لوگ سجدہ کی آیت سنیں)۔

## سجدہ شکر

جب کوئی نعمت ملے تو سجدہ شکر کرنا چاہیے مثلاً کسی کی ہدایت کی خوشخبری ملے، یا اسلام قبول کرنے کی خوشخبری ملے، یا مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری ملے، یا بچے کی پیدائش کی خوشخبری ملے وغیرہ۔ جب آدمی کس مصیبت سے نجات پا جائے تو سجدہ شکر کرنا چاہیے۔ مثلاً ڈوبنے سے بچ جائے، جلنے سے بچ جائے یا چوروں سے بچ جائے وغیرہ۔

سجدہ شکر یہ ایک ایسا سجدہ ہے جس میں اللہ اکبر کہنے اور سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں، یہ سجدہ نماز میں نہیں ہے بلکہ نماز سے باہر ہے۔ آدمی اپنی حالت کے مطابق خواہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہو خواہ

طہارت کی حالت میں ہو یا حدث کی حالت میں ہو سجدہ کر سکتا ہے۔ البتہ طہارت کی حالت میں سجدہ کرنا افضل ہے۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس جب کوئی ایسی خبر پہنچتی جو آپ کو خوش کر دیتی یا آپ اس سے خوش ہو جاتے تو سجدہ میں گر جاتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔ (ابوداؤد : ۲۷۷۴)

## اوقات نہیں

### نماز کے ممنوعہ اوقات :

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج نکل آئے۔“ (بخاری : ۵۸۶۔ مسلم : ۸۲۷)

۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تین وقتوں میں نبی ﷺ ہمیں نماز پڑھنے اور اپنے مردوں کو دفن کرنے سے منع کرتے تھے، ایک سورج طلوع ہونے کے وقت یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے، دوسرا کھڑی دوپہر کے وقت یہاں تک کہ سورج جھک جائے، تیسرا سورج غروب ہونے کے وقت یہاں تک کہ وہ (پوری طرح) غروب ہو جائے۔“ (مسلم : ۸۳۶)

اگر سورج روشن صاف اور بلند ہو تو عصر کے بعد قفل نماز پڑھنا جائز ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کیا ہے (ابوداؤد : ۱۲۷۴۔ نسائی : ۵۷۳)

ان پانچوں اوقات میں فرض نمازوں کی قضا جائز ہے، اسی طرح خانہ کعبہ کے طواف کی دو رکعتیں اور سب والی نمازیں، حجتہ السجد، تحیۃ الوضو، جنازہ کی نماز اور سورج گھن کی نماز وغیرہ، ان اوقات میں پڑھی جاسکتی ہیں۔ فجر کی نماز کے بعد فجر کی سنت قضا کی جاسکتی ہے، اسی طرح عصر کے بعد ظہر کی سنت پڑھی جاسکتی ہے۔

سجد حرام میں ہر وقت نماز پڑھنا جائز ہے۔

حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے نبی ﷺ! تم رات و دن میں کسی بھی وقت اس گھر کا طواف کرنے اور وہاں نماز پڑھنے سے کسی کو نہ روکو۔“

(ترمذی : ۸۶۸۔ ابن ماجہ : ۱۲۵۴)

## ۱۔ کتاب الجنائز

اس باب میں مندرجہ ذیل چیزوں کا بیان ہے:

- ۱۔ موت اور اس کے احکام۔
- ۲۔ میت کو نہلانا۔
- ۳۔ میت کو کفن پہنانا۔
- ۴۔ جنازہ کی نماز پڑھنے کی صفت۔
- ۵۔ میت کو اٹھا کر لے جانا اور دفن کرنا۔
- ۶۔ تعزیت۔
- ۷۔ قبروں کی زیارت۔

## ۱۔ موت اور اس کے احکام

انسان کی عمر جتنی بھی لمبی ہو جائے اسے ایک نہ ایک دن مرنا ہے اور دارالعمل سے دارالجزا میں منتقل ہونا ہے۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے اور جب مر جائے تو جنازہ میں شرکت کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا الْمَوْتُ الَّذِي تُقَرَّبُونَ مِنْهُ فَأَنَّى يُسَلِّطُكُمْ لَهُ ثُمَّ تَرْجِعُونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَاللَّهَادِیْ  
فَیَسْئَلُكُمْ بِمَا لَکُمْ تَعْمَلُونَ﴾ [الجمعة: ۸]

”کہہ دیجیے کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ تو تمہیں پہنچ کر رہنے لگی پھر تم سب پوشیدہ اور عیاں کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ تمہیں تمہارے کیے ہوئے تمام کام بتلا دے گا۔“

﴿إِنَّمَا مَا تَلَوتُوا مِنْ دُرِّكُمْ الْمَوْتُ وَلَوْ لَکُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَیَّتٍ قَوْمٌ﴾ [النساء: ۷۸]

”تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ پکڑے گی گو تم مضبوط قلعوں میں ہو۔“

### مریض پر کیا واجب ہے؟

مریض پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قضا اور تقدیر پر ایمان لائے، اس کے فیصلہ پر صبر کرے اور اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھے۔ خوف و امید کے درمیان زندگی گزارے اور موت کی تمنا نہ کرے۔ اللہ کے حقوق اور لوگوں کے حقوق ادا کرے اور اپنی وصیت لکھ لے۔ جن رشتہ داروں کا اس کی وراثت میں حق نہیں ہے، ان کے لیے اپنے تہائی مال یا اس سے کم میں وصیت کر لے، یہ افضل ہے۔ مباح چیز سے علاج کرے اور اللہ تعالیٰ سے گریہ و زاری کر کے شفا مانگے۔

### موت کی تمنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کوئی تکلیف پہنچنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور اگر موت کی تمنا کرنا اس کے لیے ضروری ہے تو یہ

کہے: ”اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو اور اس وقت مجھے وفات دے دے جب وفات میرے لیے بہتر ہو۔“ (بخاری: ۶۳۵۱۔ مسلم: ۲۶۸۰)

مسلمان پر واجب ہے کہ وہ موت کی تیاری کرے، اس کو کثرت سے یاد کرے، موت کے لیے تیاری یہ ہے کہ گناہوں سے توبہ کرے، آخرت کو ترجیح دے، ظلم نہ کرے۔ اللہ کی خوب عبادت کرے اور عمرات سے بچے۔ مریض کی عیادت کی جائے۔ اسے توبہ کرنے اور وصیت کرنے کے لیے کہا جائے۔ وہ کسی مسلمان ڈاکٹر کے پاس اپنا علاج کرائے الا یہ کہ اسے کافر ڈاکٹر کی ضرورت ہو اور اس کے نکر و فریب سے محفوظ ہو۔

اگر مریض کی وفات کا وقت قریب ہو تو اسے کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے اور لا الہ الا اللہ پڑھنا یاد دلایا جائے۔ اس کے لیے دعا کی جائے اور اس کے پاس صرف اچھی بات کی جائے، اگر کوئی مسلمان کسی کافر کے پاس اس کی وفات کے وقت جائے اور اس پر اسلام پیش کرے اور اس سے لا الہ الا اللہ کہنے کے لیے کہے تو کوئی حرج نہیں۔

### اجھے خاتے کی علامتیں:

- ۱۔ آدمی موت کے وقت کلمہ شہادت پڑھے۔
- ۲۔ مومن کی موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آتا ہے۔
- ۳۔ جہاد میں شہید ہو کر وفات پانا۔
- ۴۔ اللہ کی راہ میں مورچہ پر رہتے ہوئے پانا۔
- ۵۔ اپنے نفس، مال یا اہل کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے مرنا۔
- ۶۔ جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن وفات پانا، جس سے آدمی قبر کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔
- ۷۔ نمونہ یا ٹی بی میں مرنا۔
- ۸۔ خافون، پیٹ کی بیماری، ڈوب کر یا جل کر مرنا یا مکان گرنے سے وفات پانا۔
- ۹۔ عورت کا بچے کی پیدائش کے وقت مرجانا، وغیرہ۔

### موت کو یاد کرنا:

مسلمان واجب ہے کہ وہ ہمیشہ موت کو یاد رکھے، اس لیے نہیں کہ اس سے اس کے اہل و

عیال، دوست احباب چھوٹ جائیں گے اور دنیا کی لذتیں چھوٹ جائیں گی بلکہ اس لیے کہ اس سے عمل کا موقع چھوٹ جائے گا اور آخرت کے لیے کھیتی نہیں ہو سکے گا، لہذا وہ زیادہ سے زیادہ آخرت کی تیاری کرے اور اللہ کی طرف اپنا دل لگائے۔

مسلمان پر واجب ہے کہ وہ موت کے وقت اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب مرے تو اس حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہو۔“ (مسلم: ۷۸۷۷)

### موت کی علامتیں:

آدمی کی موت اس وقت پہچانی جاتی ہے جب اس کی دونوں کنپٹیاں دھنس جائیں، اس کی ناک نیزھی ہو جائے، اس کی ہتھیلیاں علیحدہ ہو جائیں، پیر ڈھیلے ہو جائیں، نگاہ چڑھ جائے، اس کا جسم ٹھنڈا ہو جائے اور سانس بند ہو جائے۔

### بعد از مرگ اہل خانہ کا میت سے سلوک:

- ۱۔ جب مسلمان مر جائے تو اس کی آنکھیں بند کر دی جائیں اور بند کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:  
 ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِفُلَانٍ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنُورْ لَهُ فِيهِ وَاخْلُقْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَايِبِينَ وَاعْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ))  
 ”اے اللہ! تو فلاں کو بخش دے، اس کے درجات ان لوگوں میں بلند کر دے جن کو تو نے ہدایت دی ہے، اس کی قبر کشادہ کر دے، اس کی قبر میں نور پیدا کر دے اور پسماندگان میں تو اس کا جانشین بنادے ہمیں اور اسے، اے رب العالمین! بخش دے۔“

(مسلم: ۷۸۷۷)

پھر اس کی داڑھی کسی پٹی سے باندھ دی جائے۔ اس کے جوڑوں کو آہستہ آہستہ نرم و دھلا کر دیا جائے۔ اسے زمین سے اٹھا کر چارپائی وغیرہ پر رکھ دیا جائے۔ اس کے کپڑے نکال دیے جائیں اور ایک کپڑے سے اسے ڈھانپ دیا جائے جو اس کے پورے بدن کو چھپالے۔

۲۔ اس کا قرض جلد ادا کر دیا جائے اور اس کی وصیت نافذ کر دی جائے، جلد از جلد اسکی تجویز و حکمیں کر دی جائے۔ اس کے جنازہ کی نماز پڑھ لی جائے اور جس شہر میں اسکا انتقال ہوا ہے اسے وہیں دفن کر



دیا جائے۔ دوسرے لوگوں کے لیے اس کا چہرہ دیکھنا، اس کو بوسہ دینا اور اس پر آنسو بہانا جائز ہے۔ میت پر اللہ تعالیٰ کا اگر کوئی حق ہے تو اس کی ادائیگی واجب ہے جیسے زکوٰۃ، نذر، کفارہ، حج، اس کو ورثہ کے حقوق اور دوسرے قرض پر ترجیح دی جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔

۳۔ عورت کے لیے اپنے بچے اور کسی اور کے انتقال پر تین دن اور اپنے شوہر پر چار مہینہ دس دن سوگ منانا جائز ہے۔

میت پر نوحہ کرنا منع ہے خواہ رشتے دار نوحہ کریں یا کوئی اور۔ نوحہ کا مطلب ہے میت کی جدائی پر واویلا کرنا۔ مصیبت کے وقت گالوں پر تھپیڑ مارنا، گریبان پھاڑنا، سر منڈانا اور بالوں کو بکھیرنا منع ہے۔ لوگوں کو اس کی موت کی خبر دینا مباح ہے، تاکہ لوگ اس کی نماز جنازہ میں شرکت کریں اور خبر دینے والوں کو چاہیے کہ لوگوں سے اس کے لیے استغفار کرنے کی درخواست کریں۔ البتہ فحشو و مباہات کے طور پر میت کی وفات کی خبر دینا منع ہے۔

جب میت کے اقربا اور دوسرے لوگوں کو میت کی وفات کی خبر ملے تو وہ صبر کریں اور اللہ کے فیض پر اپنی رضا مندی کا اظہار کریں، اور کہیں: «إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ» اس کے ساتھ مصیبت زدہ یہ بھی پڑھے: «اللّٰهُمَّ أَجْرُنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا» حضرت ام سلمہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس بندے کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یہ دعا پڑھے۔ «إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللّٰهُمَّ أَجْرُنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا» تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت پر اس کو اجر دے گا اور اس کو اس سے بہتر عطا کرے گا۔ (مسلم: ۹۱۸)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان کے تین بچے بیوغت سے پہلے وفات پا جائیں (اور وہ صبر کرے) تو اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی رحمت کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔“ (بخاری: ۱۲۴۸)

صبر کا مطلب ہے نفس کو جزع فزع کرنے سے روکنا، ترہان سے شکونی نہ کرنا اور اعضا سے کوئی حرام کام نہ کرنا، مثلاً گال پر طمانچہ مارنا اور کپڑے پھاڑنا وغیرہ۔

’پوسٹ مارٹم‘ کا حکم:

اگر متھد جرم کی تحقیق کرنا ہو یا کسی مرض کی تشخیص کرنا ہو تو مسلمان کے بدن کا پوسٹ مارٹم جائز ہے، کیونکہ یہ عام لوگوں کے امن و سلامتی اور فائدہ کے لیے ہے اور امت کو پھیلنے والی بیماریوں سے بچایا جاتا ہے تاہم اگر تعلیم و تعلم کے لیے پوسٹ مارٹم کرنا ہے تو مسلمان کی لاش کے بجائے غیر مسلم کی لاش استعمال کی جائے، الا یہ کہ اس کی سخت ضرورت ہو اور احترام و شرائط کا خیال کیا جائے کیونکہ مسلمان زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں محترم ہے۔

## ۲۔ میت کو غسل دینا

سنت یہ ہے کہ میت کو وہ شخص نہلائے جو غسل کی سنت لوگوں میں سب سے زیادہ جانے والا ہو۔ اگر وہ اللہ کی خوشنودی کے لیے میت کو نہلائے، اس کی پردہ پوشی کرے اور اگر کوئی مکروہ چیز دیکھے تو اسے لوگوں سے بیان نہ کرے تو اس کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

بہتر یہ ہے کہ میت کو وہ شخص نہلائے جس کو مرنے والا وصیت کر گیا ہو۔ پھر اس کا باپ پھر اس کا دادا پھر جو رشتہ داروں میں سب سے قریبی ہو وہ۔ عورت کو وہ عورت نہلائے جس کو مرنے والی نے وصیت کی ہو، پھر اس کی ماں پھر اس کی دادی پھر اس کے رشتے داروں میں جو سب سے قریبی ہو۔ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو نہلا سکتے ہیں۔ میت چاہے مرد کی ہو یا عورت کی اس کو ایک مرتبہ غسل دینا کافی ہے اور یہ غسل پورے بدن کا ہونا چاہیے۔

میت کے غسل کے وقت میت کو غسل دینے والا موجود ہو اور وہ لوگ جو غسل پر اس کی مدد کر سکیں، دیگر لوگوں کو اس کے پاس نہیں جانا چاہیے۔

اگر مسلمان اور کفار ایک ساتھ مریں مثلاً جل کر یا کسی اور حادثے میں اور ان کے درمیان تمیز کرنا مشکل ہو تو ان سب کو غسل دیا جائے، کفن پہنایا جائے، جس کی عمر سات سال ہو اس کو مرد اور عورت دونوں نہلا سکتے ہیں۔ چاہے میت مذکر ہو یا بچی کی اگر کوئی مرد اجنبی عورتوں کے درمیان مر جائے یا کوئی عورت اجنبی مردوں کے درمیان مر جائے یا اس کا نہلا نا دشوار ہو تو بغیر غسل کے اس کے جنازہ کی نماز پڑھ لی جائے اور اس کو دفن کر دیا جائے۔

جو شخص جہاد میں شہید ہوا ہے اسے غسل نہیں دیا جائے گا اور باقی شہداء کو غسل دیا جائے گا۔

مسلمان کے لیے کسی کافر کو نہلانا یا کفن پہنانا یا اس کے جنازے کے پیچھے چلنا یا اس کے جنازے کی نماز پڑھنا یا اس کو دفن کرنا منع ہے، البتہ اگر اس کے اقارب موجود نہ ہوں تو اس کے بدن کو مٹی میں مچھپا دے اور یہی معاملہ مرتد کے ساتھ بھی کیا جائے گا۔

### میت کو نہلانے کا مسنون طریقہ:

جب کوئی میت کو نہلانے کا ارادہ کرے تو اسے غسل کی چار پائی پر رکھے پھر اس کی شرم گاہ پر پردہ ڈال دے، پھر اس کے کپڑے نکال لے، پھر اس کا سر اس کے بیٹھنے کی پوزیشن تک اٹھائے پھر اس کا بیت آہستہ آہستہ دبائے اور خوب پانی ڈالے پھر اپنے ہاتھوں میں کوئی کپڑا یا دستانہ لپیٹ کر اس کو صاف کر دے۔ پھر اس کے غسل کی میت کرے اور اپنے ہاتھوں پر دوسرا کپڑا باندھ کر اس کو نماز کے وضو کی طرح وضو کرائے لیکن اس کے منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالے بلکہ اپنی انگلیاں تر کر کے اس کے منہ اور ناک میں ڈالے، پھر میری کے چتے پانی یا صابن سے نہلائے، سب سے پہلے سر اور واڑھی دھوئے پھر اس کا دایاں پہلو گردن سے پیر تک دھوئے پھر اس کو اس کے بائیں پہلو کے بل کر دے اور اس کی پیٹھ کا دایاں حصہ دھوئے، پھر اس کا بائیں حصہ اسی طرح دھوئے، پھر پہلے غسل کی طرح اسے دوبارہ غسل دے اور اگر صاف نہ ہو تو طاق عدد میں مزید نہلائے یہاں تک کہ وہ صاف ہو جائے اور آخری مرتبہ پانی کے ساتھ کافور یا خوشبو ملا کر نہلائے اور اگر اس کی مونچھ لمبی ہو یا ناخن بڑھے ہوئے ہوں تو کاٹ دیے جائیں پھر اس کا بدن ایک کپڑے سے پونچھ دیا جائے۔ عورت ہو تو اس کے بالوں کی تین لٹیں کر کے پیچھے لٹکا دی جائیں۔ غسل کے بعد میت کے بدن سے کوئی چیز نکلے تو اس جگہ کو دھو کر وضو کرادے اور اس جگہ روٹی بھر دے۔

### ۳۔ میت کی تکفین

میت کو اس کے مال سے کفن دینا واجب ہے اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو کفن کا حق اس پر ہے۔ جس پر اس کا نفقہ لازم ہے، چاہے وہ اصول سے ہو یا فروع سے۔

### میت کا کفن:

میت کو تین لپٹنے والے سفید کپڑوں میں کفن دیا جائے کفن کو تین مرتبہ خوشبو سے دھونی دی

جائے، پھر بعض کو بعض پر بچھا دیا جائے، پھر ان کپڑوں پر خوشبو ملی جائے، پھر میت کو اس پر چت لٹا دیا جائے اور روئی میں خوشبو لگا کر اس کے دونوں کولہوں کے درمیان رکھ دیا جائے۔

میت کے اوپر چھوٹے پانچواں کی شکل میں ایک کپڑا باندھ دیا جائے جس سے اس کی شرم گاہ چھپی رہے۔ پھر اس کے پورے بدن میں خوشبو ملی جائے، پھر اوپر والا کپڑا بائیں طرف سے اس کے دائیں پہلو پر لایا جائے پھر دایاں کنارہ اس کے بائیں پہلو پر لایا جائے، پھر دوسرا کپڑا بھی اسی طرح لپیٹا جائے پھر تیسرا کپڑا بھی اسی طرح لپیٹا جائے اور جو قاضی ہو اسے سر کے پاس یا حیر کے اوپر دونوں کے پاس کر دیا جائے، پھر اسے باندھ دیا جائے تاکہ کھلے نہ پھر اسے قبر میں کھولا جائے، عورت کو بھی مرد ہی کی طرح غسل دیا جائے، البتہ بچے کو ایک کپڑے میں کفن دیا جائے تاہم تین کپڑوں میں بھی جائز ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ تین کپے سوت والے سفید موتی کپڑوں میں کفن دیے گئے ان میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ۔ (بخاری: ۱۲۶۴۔ مسلم: ۹۶۱)

میت کو ایسے ایک کپڑے میں کفن دینا بھی جائز ہے جو اس کے پورے بدن کو چھپالے، جو شخص جہاد میں شہادت کی موت مرے اسے انہی کپڑوں میں دفن کیا جائے جن میں وہ شہید کیا گیا ہے اور اسے غسل نہ دیا جائے اور اسے اس کے کپڑے کے اوپر سے ایک یا زیادہ کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے۔

جہاد میں شہید ہونے والوں کے لیے امام کو اختیار ہے وہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھائے، یا نہ پڑھائے لیکن نماز پڑھنا افضل ہے۔ شہدا کو اسی جگہ دفن کیا جائے جہاں ان کی شہادت واقع ہوئی ہے۔ احرام باندھنے والا اگر مر جائے تو اسے، ہیری کے پتے طے پانی یا صابن سے غسل دیا جائے، لیکن اسے خوشبو نہ لگائی جائے اور نہ سلاہوا کپڑا پہنا جائے اور اگر وہ مرد ہے تو اس کا سر اور چہرہ نہ ڈھانپا جائے۔ عورت کا چہرہ بھی نہ ڈھانپا جائے، اس لیے کہ وہ قیامت کے دن اسی حالت میں تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا۔ اس کی طرف سے بقیہ حج کے ارکان کی قضا نہ کی جائے اور اسے انہیں دونوں کپڑوں میں کفن دیا جائے جن میں اس کی وفات ہوئی ہے۔

اگر بچہ ماں کے پیٹ سے وقت سے پہلے گر جائے اور مر جائے تو اگر وہ چار مہینے کا ہو گیا ہے تو اسے غسل دیا جائے، کفن پہنایا جائے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔

جس شخص کو نہلانا دشوار ہو مثلاً وہ جل گیا ہے یا اس کے جسم کے کٹڑے کٹڑے ہو گئے ہیں یا پانی ہی موجود نہیں تو اسے کفن پہنایا جائے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔ اگر میت کے بعض اجزاء پائے جائیں، مثلاً ہاتھ یا غیرہ اور بقیہ اعضا مکھر گئے ہوں اور ان کا پانا دشوار ہو تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔

اگر کفن دینے کے بعد میت کے جسم سے کوئی نجاست نکلے تو اسے دوبارہ غسل نہ دیا جائے کیونکہ اس میں مشقت ہے۔

### ۴۔ جنازہ کی نماز کیسے پڑھی جائے

جنازہ میں شرکت کرنے اور میت کے پیچھے پیچھے چلنے میں بہت سے فوائد ہیں۔ ان میں اہم یہ ہے کہ جنازہ کی نماز پڑھنے کی وجہ سے میت کا حق ادا ہو جاتا ہے، اس کے لیے سفارش اور دعا کی جاتی ہے، اس کے گھر والوں کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے، ان کی دلجوئی ہو جاتی ہے، جنازہ میں شرکت کرنے والے کے لیے بہت ثواب ہے، دیکھنے والوں کو اس سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔

جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے، بہتر یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شرکت کریں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو مسلمان مر جائے اور اس کے جنازہ میں چالیس ایسے آدمی شرکت کریں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ان لوگوں کی سفارش قبول کرے گا۔“

(مسلم: ۹۴۸)

سنت یہ ہے کہ امام مرد میت کے سر کے پاس کھڑا ہو اور اگر میت عورت ہے تو اس کے جسم کے وسط حصہ کے پاس کھڑا ہو اور چار مرتبہ تکبیر کہے۔ پانچ، چھ سات، نو مرتبہ تکبیر بھی کہہ سکتا ہے خاص طور سے اگر اہل علم و فضل متقی و پرہیزگار اور نیک لوگوں کے جنازے کی نماز پڑھے۔

تکبیر اولیٰ کے وقت اپنے ہاتھوں کو مونڈھوں تک یا کانوں کے اوپر کے حصے تک اٹھائے اسی طرح بقیہ تکبیروں میں بھی کرے، پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر اپنے پر نیت باندھے لیکن دعائے ثناء پڑھے ہنگامہ ”أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ اور سورہ فاتحہ سرا پڑھے اور کبھی اس کے ساتھ کوئی سورت بھی پڑھے۔ پھر دوسری بار اللہ اکبر کہے اور یہ

درود ابراہیمی پڑھے پھر تیسری بار اللہ اکبر کہے اور اخلاص کے ساتھ دو دعائیں پڑھے جو حدیث میں ہیں۔ بعض دعائیں یہ ہیں:

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَشَاهِدِنَا وَعَابِدِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرْنَا وَنُسْنَانَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ»

”اے اللہ! ہمارے زندوں اور مردوں، حاضر اور غائب، چھوٹوں اور بڑوں اور مذکور و مونث کو بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو وفات دے اے ایمان پر وفات دے۔ اے اللہ! تو ہمیں ایمان کے اجر سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر۔“ (ابوداؤد: ۳۲۰۱)

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَاعْفُ عَنْهُ، وَاعْكُرْ مُرْتَدَّهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاعْصِلْهُ بِالنَّاءِ وَالطَّلَجِ وَالْبَرْدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَذْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ)» (مسلم: ۹۶۳)

”اے اللہ! تو اسے بخش دے، اس پر رحم کر اس کو عافیت دے اور اس کے گناہوں سے درگزر کر دے۔ اسکی اچھی طرح مہمانی کر، اس کی قبر کو کشادہ کر دے، اسے پانی او لے اور برف سے دھو دے، اس کی غلطیوں کو ایسے ہی معاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑا میل سے صاف کیا ہے۔ اس کو اس کے (دنیا کے) گھر سے بہتر گھر عطا کر اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا کر اور اسے جنت میں داخل کر اور اسے عذاب قبر یا عذاب جہنم سے بچا۔“

«اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانًا بَنَ فُلَانًا فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، فَاعْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ» (ابوداؤد: ۳۲۰۲۔ ابن ماجہ: ۱۴۹۹)

اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمے اور پڑوس میں ہے، پس تو اسے قبر کے فتنے اور عذاب

جہنم سے بچالے تو اہل وفا اور حق ہے۔ پس تو اسے بخش دے، اس پر رحم کر، بیشک تو معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اور اگر میت کسی کم عمر کی ہو تو یہ اضافہ کرے:

«اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا، وَفَرَطًا، وَآخِرًا وَدُخْرًا» اے اللہ! اس کو ہمارے لیے پیشرو، پسپے جا کر مہمان نوازی کی تیاری کرنے والا، اجر اور ذخیرہ بنا۔ (بیہقی : ۶۷۹۴۔ دیکھیے شمع البانی کی کتاب احکام الجنائز : ۱۶۱)

پھر چوتھی بار اللہ اکبر کہے اور تھوڑی دیر ٹھہر کر، دعا کرے، پھر اپنے دائیں جانب ایک مرتبہ سلام پھیرے اور اگر کبھی بائیں جانب بھی دوسرا سلام پھیر دے تو کوئی حرج نہیں۔

جس کی کوئی تکبیر چھوٹ جائے وہ اس کی صفت کے مطابق قضا کرے اور اگر قضا نہیں کیا اور اہم کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اس کی نماز ان شاء اللہ صحیح ہوگی۔

سنت یہ ہے کہ جنازہ کی نماز جماعت سے پڑھی جائے۔ اگر کئی جنازے ہوں تو مردوں کو امام کے قریب رکھا جائے پھر بچوں کو، پھر عورتوں کو، سب کے لیے ایک نماز پڑھی جائے۔ ہر جنازہ کے لیے الگ الگ نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

جنازہ کی نماز میں دعا میت کے اعتبار سے پڑھی جائے، پس اگر میت مرد ہے تو اس کے لیے ہی دعا پڑھی جائے گی جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے اور اگر عورت ہے تو اس کے لیے مؤنث کی ضمیر استعمال کی جائے۔ اگر کئی جنازے ہوں تو جمع کی ضمیر استعمال کی جائے اور اگر عورتیں ہوں تو جمع کی وہ ضمیر استعمال کی جائے جو مؤنث کے لیے ہے، جیسے اور اگر پہلے سے یہ نہ جان سکے کہ مذکر ہے یا مؤنث تو دونوں میں سے جو چاہے کہہ سکتا ہے۔

میدان معرکہ کے علاوہ شہداء مثلاً جو ڈوب کر یا جل کر مریں، انھیں غسل دیا جائے اور کفن پہنایا جائے اور ان کے جنازے کی نماز پڑھی جائے۔

مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے چاہے وہ نیک ہو یا بُرا، البتہ نماز چھوڑنے والے کے لیے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

جو شخص خود کشی کر لے یا جس نے مال غنیمت میں خیانت کی ہو تو امام یا اس کا نائب زجر و توبخ

کے طور پر ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں، دیگر لوگ پڑھ لیں۔

جس مسلمان پر کوئی حد قائم کی گئی ہو جیسے رجم یا قصاص وغیرہ اسے غسل دیا جائے گا اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔

حلت یہ ہے کہ آدمی حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے جنازہ کے پیچھے پیچھے جائے یہاں تک کہ میت کی نماز جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا جائے، جنازہ کے پیچھے جانے کا علم مردوں کے لیے ہے نہ کہ عورتوں کے لیے۔ جنازہ کے ساتھ کوئی آتش بازی اور آواز بلند نہ کی جائے اور نہ کوئی قرات و ذکر کیا جائے۔

جنازہ کے پیچھے پیچھے چلنے، اس پر نماز پڑھنے اور دفن تک رہنے کی فضیلت :

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جائے اور نماز اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا، ہر قیراط اتنا بڑا ہے جتنا احد پہاڑ اور جو شخص جنازہ پر نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ آئے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔“  
(بخاری: ۴۷ - مسلم: ۹۴۵)

غائبانہ نماز جنازہ کا حکم:

جس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی گئی ہو اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے تمہاشی کے مرنے کی خبر لوگوں کو اسی روز دی جس روز وہ (ملک حبش) میں مرا پھر آپ لوگوں کو لے کر عید گاہ گئے اور اس کے جنازہ کی نماز میں چار تکبیریں کیں۔ (بخاری: ۱۳۲۷ - مسلم: ۹۵۱)

امور میت میں جلدی کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنازہ جلدی لے جایا کرو اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بھلائی کے نزدیک کرتے ہو اور اگر نیک نہیں ہے تو برے کو اپنی گردنوں پر سے اتارتے ہو۔“ (بخاری: ۱۳۱۵ - مسلم: ۹۴۴)



اگر جنازہ عیدہ گاد یا مسجد میں ہو تو عورت مرد کی طرح باقی مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے، اس کو وہی ثواب ملے گا جو مردوں کو۔

جن اوقات میں میت کو دفن کرنا اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے:

حضرت عقیقہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین اوقات میں ہمیں نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرماتے تھے۔ سورج نکلنے کے وقت یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے، عین دوپہر میں یہاں تک کہ سورج جھک جائے اور سورج غروب ہونے کے وقت یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔ (مسلم: ۸۳۱)

### ۵۔ میت کو اٹھانا اور دفن کرنا

پیدل چلنے والے اس کے آگے اور پیچھے چلیں۔ سوار جنازے کے پیچھے ہی رہیں اور اگر قبرستان دور ہو اور وہاں تک جانے میں مشقت ہو تو میت کو سواری پر لے جانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مسلمان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے چاہے مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا، مسجد میں دفن کرنا قطعاً جائز نہیں، اسی طرح مسلمانوں کو مشرکین کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ میت کو دفن کرنے کی کیفیت:

قبر کو کشادہ اور بہتر بنایا جائے، بھٹی قبر کھودے، وہ سیدھی قبر سے بہتر ہے۔ میت کو داخل کرتے وقت یہ کہے: «يَا سُبْحَانَ اللَّهِ، وَ عَلٰی سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ» اور ایک روایت میں «وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ» کے الفاظ ہیں۔ (ابوداؤد: ۳۲۱۳، ترمذی: ۱۰۴۶)

میت کو اس کی بھٹی قبر میں اس کے دائیں پہلو کے بل رکھے اور چہرہ قبلہ کی طرف ہو پھر اس کے اوپر کچی اینٹیں مٹی کا گارا لگا کر نصب کی جائیں پھر مٹی میں دفن کر دیا جائے۔ قبر زمین سے ایک باشت بلند ہو اور اس کو کوہان نما بنایا جائے۔

قبر کو پختہ بنانا، اس پر عمارت تعمیر کرنا، اس کے پاس نماز پڑھنا، اس پر مسجد بنانا، اس پر چراغ جلانا، اس پر گلاب پھیلانا، اس کا طواف کرنا، اس پر کچھ لکھنا اور اس پر میلے ٹھیلے لگانا منع ہے۔

قبر پر مسجد بنانا جائز نہیں اور مسجد میں میت کا دفن کرنا جائز نہیں، پس اگر مسجد دفن کرنے سے پہلے بنائی گئی تھی تو قبر کو برابر کر دیا جائے یا اگر لاش نئی ہے تو اسے نکال کر دوسری جگہ قبرستان میں

دفن کر دیا جائے اور اگر قبر پر مسجد بنائی گئی ہے تو یا تو مسجد کو گرا دیا جائے یا قبر کی صورت مٹا دی جائے، ہر وہ مسجد جو قبر پر بنائی گئی ہو اس میں نماز نہ پڑھی جائے خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔

سنت یہ ہے کہ قبر کو اتنا گہرا کھودا جائے کہ وہاں سے ہوا نہ نکل سکے اور نہ اسے درندے کھود سکیں اور پھر یہ کہ لحد والی قبر بنائی جائے جیسا کہ اس کے بارے میں بیان کیا جا چکا ہے، یہی افضل ہے یا سیدھی قبر بنائی جائے، وہ اس طرح سے کہ قبر کے بیچ میں ایک گڑھا کھود دیا جائے اور اس میں میت کو رکھ دیا جائے پھر اس کے اوپر کچی اینٹیں لگائی جائیں پھر مٹی بھر دی جائے۔ سنت یہ ہے کہ میت کو دن میں دفن کیا جائے تاہم رات کو دفن کرنا بھی جائز ہے۔

ایک قبر میں ایک سے زیادہ نعشیں دفن کرنا جائز نہیں، الا یہ کہ مجبوری ہو مثلاً قتل وین کی تعداد زیادہ ہو جائے اور دفن کرنے والے کم لوگ ہوں۔ ایسی صورت میں قبر میں سب سے پہلے اس شخص کو رکھا جائے جو ان میں سب سے افضل ہو۔ موت سے پہلے اپنی قبر کھودنا پسند یہ وہ نہیں ہے۔

میت کو ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کرنا مصلحت اور ضرورت کے تحت جائز ہے مثلاً اس کی قبر کو پانی ڈھانپ لے، یا اسے کفار کے قبرستان میں دفن کیا گیا ہے، پس قبر مردوں کا گھر ہے جب وہ وہاں پہنچ جائیں تو ان کو وہاں سے نکالنا صرف انھیں کے فائدے کے لیے جائز ہے۔

میت کو قبر میں مرد رکھیں، عورتیں نہیں۔ میت کے ولی میت کو قبر میں اتارنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ میت کو قبر میں کسی بھی طرف سے داخل کرنا بھی جائز ہے۔ میت کی ہڈی توڑنا حرام ہے۔

عورتوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ جنازے کے پیچھے پیچھے چلیں کیوں کہ ان کا دل کمزور ہوتا ہے وہ جزع فزع کر سکتی ہیں، وہ مصیبتوں پر صبر نہیں کر پاتی ہیں اور ان کے منہ سے بعض ایسے کلمات نکل سکتے ہیں جن کا کہنا حرام ہے، یا ان سے بعض ایسے افعال سرزد ہو سکتے ہیں جو حرام ہیں۔

جو شخص میت کو دفن کرنے جائے تو وہ اس کی قبر پر سر کی طرف سے تین مرتبہ مٹی ڈالے۔ میت کا ولی اس کی قبر کے پاس کوئی نشانی لگا سکتا ہے، مثلاً پتھر وغیرہ رکھ لے تاکہ اس کی قبر پہچانی جاسکے۔ جو شخص سمندر میں فوت ہو (یعنی کشتی وغیرہ میں) اور اس کی حالت خراب ہو جانے کا خوف ہو تو اسے غسل دے کر کفن پہتایا جائے اور سمندر میں ڈال دیا جائے۔

اگر کسی زندہ مسلمان کا کوئی کٹا ہوا عضو ملے خواہ وہ کسی بھی سبب سے کٹا ہو تو اس کا جلا نا جائز نہیں۔ نہ اسے غسل دیا جائے اور نہ اس پر نماز پڑھی جائے بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔

جب جنازہ گزرے تو آدمی (بطور احترام) کھڑا ہو جائے اور اگر کوئی بیٹھا بھی رہے تو کوئی حرج نہیں۔ جب جنازہ رکھ دیا جائے تو بیٹھ جانا چاہیے اور اسے زمین پر رکھنے اور دفن کرنے کے درمیان کے وقفہ میں کبھی کبھی حاضرین کو موت اور اسکے بعد کی زندگی یاد دلانی جائے اور نصیحت کی جائے۔ میت کے دفن کرنے کے بعد لوگ قبر کے پاس تھوڑی دیر ٹھہریں اور میت کے لیے دعا و استغفار کریں۔ مسلمان اپنے مشرک رشتے دار مثلاً اپنے باپ یا اپنی ماں کی لاش مٹی میں چھپا سکتا ہے لیکن وہ اسے نہ نہلائے اور نہ کھن پہنائے اور نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھے۔ مشرک کے مسلمان رشتے داروں کا اس کے جنازے کے پیچھے پیچھے جانا جائز نہیں۔

## ۶۔ تعزیت

دفن سے پہلے اور دفن کے بعد میت کے اقرباء سے تعزیت کرنی چاہیے اور ان سے یہ کلمات کہتے:

«إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أُعْطِيَ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَحْلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ» (بخاری: ۷۳۷۷۔ مسلم: ۹۲۳)

”وہ اللہ ہی کی چیز تھی جو اس نے لے لی ہے اور اس نے جو بھی دیا ہے سب اسی کا ہے، لہذا صبر کرو اور ثواب حاصل کرو۔“

میت اور اس کے اقرباء کے لیے دعا:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِابْنِیْ فُلَانٍ، وَاَرْقَعْ دَرَجَتَهُ فِی الْمَهْدِیْنِ، وَاَخْلِفْهُ فِی عَقِبِهِ فِی الْغَابِرِیْنِ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ، وَاَفْسَحْ لَهُ فِی قَبْرِهٖ، وَنَوِّرْ لَهُ فِیْهِ» (مسلم: ۹۲۰)

”اے اللہ! تو ابوفلان کو بخش دے، اسکے درجات ان لوگوں میں بلند کر دے جن کو تو نے ہدایت دی ہے اور اس کے پسماندگان میں اس کا جانشین بنا اور اے رب العالمین ہمیں اور اسے بخش دے۔ اس کی قبر کو کشادہ کر دے اور اس میں اس کے لیے نور پیدا کر دے۔“

میت کے گھر والوں سے تعزیت کرنی چاہیے اس کی مدت مقرر نہیں، ان سے ایسی باتیں کہی جائیں جس سے انھیں تسلی ہو جائے اور ان کا غم ہلکا ہو جائے اور وہ صبر و رضا پر آمادہ ہو جائیں لیکن یہ تعزیت شرعی حدود ہی میں رہے۔ تعزیت کرنے والا میت اور اس کے اقربا کے لیے دعا بھی کرے۔ تعزیت ہر جگہ جائز ہے، خواہ قبرستان ہو یا بازار، عید گاہ بھی مسجد یا گھر۔ یہ سنت نہیں ہے کہ میت کے گھر والے کسی جگہ اکٹھے ہوں اور لوگ ان سے تعزیت کے لیے جائیں، بلکہ گھر والے اپنے کام کاج میں لگ جائیں اور جو شخص بھی ان سے ملے تعزیت کر لے۔

گھر والوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ تعزیت کے لیے کوئی متعین لباس پہنیں اس لیے کہ اس سے اللہ کے فیصلے پر ناگواری کا اظہار ہوتا ہے۔

ان کفار کی تعزیت کرنا جائز ہے جو اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی نہ ظاہر کرتے ہوں، لیکن ان کی میت کے لیے دعا نہ کی جائے۔

سنت یہ ہے کہ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا پکایا جائے اور اسے ان کے پاس بھیجا جائے۔ میت پر آنسو بہانا جائز ہے بشرطیکہ وادیا اور نوحہ نہ کیا جائے۔ کپڑے پھاڑنا، گالوں پر طمانچہ مارنا اور آواز بلند کرنا وغیرہ حرام ہے۔ میت کو اس کی وجہ سے قبر میں تکلیف ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”نبی اکرم ﷺ نے آل جعفر کو تین دن کی مہلت دی تھی کہ لوگ ان کے پاس تعزیت کے لیے آئیں، پھر آپ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا، پھر آپ نے فرمایا کہ میرے بھتیجے کو بلاؤ، چنانچہ مجھے بلایا گیا، میں گھبرایا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حجام کو بلاؤ پھر آپ نے میرا سر منڈا دیا۔“

(ابوداؤد: ۵۱۹۶۔ نسائی: ۵۲۲۷)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت کو اس کی قبر میں اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔“ (بخاری: ۱۲۹۲۔ مسلم: ۹۲۷)

## ۷۔ قبر کی زیارت

قبروں کی زیارت کرنی چاہیے، اس لیے کہ وہ موت اور آخرت کو یاد دلاتی ہیں اور یہ زیارت عبرت حاصل کرنے، بصیحت پکڑنے، مردوں کو سلام کرنے اور ان کے استغفار کے لیے ہوتی

چاہیے نہ کہ ان سے دعا کی درخواست کرنے، ان سے تبرک حاصل کرنے یا ان کی قبروں سے تبرک حاصل کرنے کے لیے ہو، ساری چیزیں جائز نہیں ہے۔

تمام زندہ لوگوں کے لیے مردوں کو پکارنا، ان سے فریاد کرنا، ان سے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے کہنا، ان سے اپنی پریشانی دور کرنے کی التجا کرنا، انبیاء اور صالحین کی قبروں کا طواف کرنا، قبروں کے پاس جانور ذبح کرنا حرام اور شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر عذاب جہنم کی وعید سنائی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجے، انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اگر ایسی بات نہ ہوتی تو آپ کی قبر نمایاں کر کے بنائی جاتی، لیکن اس بات کا اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کو سجدہ گاہ نہ بنالیا جائے۔“ (بخاری: ۱۳۳۰۔ مسلم: ۵۶۹)

### قبروں کی زیارت کے وقت کیا کہا جائے؟

۱۔ جب قبرستان میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:

«السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَ يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْبِئِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لِلْآحِقُونَ»

”مومن اور مسلم قبر والوں پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اور جو بعد میں آنے والے ہیں ان تمام لوگوں پر رحم کرے، اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔“ (مسلم: ۹۷۴)

۲۔ یا یہ کہے: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ذَا رَقُومٍ مُّؤْمِنِينَ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لِلْآحِقُونَ»

”سلام ہو تم پر، اے مومن گھر والو! اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔“ (مسلم: ۲۴۹)

۳۔ یا یہ کہے: «السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَآجِقُونَ أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ» (مسلم: ۹۷۵)

”اے ان گھروں والے مومن! تم پر سلام ہو اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت مانگتے ہیں۔“

## قبر کی زیارت کرنے والے کے احوال:

- ۱۔ اللہ تعالیٰ سے مردوں کے لیے دعا کرے، ان کے لیے استغفار کرے، ان کی حالت سے عبرت حاصل کرے اور آخرت کو یاد کرے، یہ شرعی زیارت ہے۔
  - ۲۔ قبروں کے پاس اپنے لیے یا دوسروں کے لیے یہ گمان رکھ کر دعا کرنا کہ قبروں کے پاس دعا کرنا مساجد میں دعا کرنے سے افضل ہے، یہ بدعت ہے۔
  - ۳۔ اللہ تعالیٰ سے کسی کے جاہ و منصب کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا حرام ہے کیوں کہ وہ شرک تک پہنچانے والی ہے، مثلاً یہ کہے: ”اے اللہ! میں فلاں کے واسطے سے دعا کرتا ہوں۔“
  - ۴۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بجائے اصحاب قبور سے دعا کرنا شرک اکبر ہے، مثلاً یہ کہے: ”اے اللہ کے نبی! اے اللہ کے ولی! اے فلاں! مجھے یہ عطا کر یا مجھے شفا دے۔“
- جو دین اسلام کے علاوہ دوسرے دین پر مرے اس کی قبر کی زیارت صرف عبرت حاصل کرنے کیلئے کی جاسکتی ہے، اس کے لیے دعا اور استغفار نہ کیا جائے بلکہ اسے جہنم کی بشارت دی جائے۔
- قبرستان عبرت کی جگہ ہے لہذا اس میں درخت لگا کر یا عمدہ پختہ راستہ بنا کر یا چراغاں کر کے اسے خوبصورت بنانے کی کوشش نہ کی جائے۔

## موت کے بعد میت کے ساتھ کیا چیزیں جاتی ہیں؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں۔ ان میں دو چیزیں واپس آجاتی ہیں اور ایک چیز اس کے ساتھ باقی رہ جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل، پھر اس کے گھر والے اور اس کا مال واپس آجاتا ہے اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔“ (بخاری: ۵۱۴، مسلم: ۲۹۶)

اگر کوئی مسلمان کسی مردہ مسلمان کو ثواب پہنچانے کی خاطر کوئی عمل کرے تو یہ جائز نہیں الا یہ کہ وہ شرعی حدود میں ہو، مثلاً میت کے لیے دعا کرنا، اس کے لیے استغفار کرنا، اس کی طرف سے حج و عمرہ کرنا، اس کی طرف سے صدقہ کرنا، اس کی طرف سے واجب روزہ رکھنا، مثلاً نذر کا روزہ وغیرہ تو یہ جائز ہے، البتہ کچھ لوگوں کو پیسے دے کر قرآن پڑھنے کے لیے بلانا اور اس کا ثواب میت کو ہدیہ کرنا بدعت ہے۔



**Dar ul Andalus**

PH: 042-37230549

Fax: 042-37242639

WAMSI 14 BUCHS - 141

